بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ
فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ
إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ

نور الدین

بجواب

ترکِ اسلام

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
اللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ
صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ

مصنّفہ

فخرِ امت حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی احمدی وانعمہ کاتہ وفیوضہ

جسکو

غلام محمد و ہدایت اللہ۔ امرتسر کٹرہ جیمل سنگھ نے اپنے اہتمام سے
مطبع ضیاء الاسلام امرتسر میں چھپوایا اور شایع کیا

قیمت ۸ر

بار دوم

اشتہار

مندرجہ ذیل تصنیفات حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب

مسیح موعود و مہدئی مسعود کی قیمت بغرض اشاعت عام لنصف

کی گئی ہے۔

۱ نور القران حصہ اول ۱۰/

۲ شہادۃ القران علی نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان ۲/

۳ سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۵/

۴- محمود کی آمین .. .. ۰/ اعجاز احمدی .. ۱/

۵- ایقاظ النائمین مصنفہ سید مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہوی ..

المشتہر

ڈاکٹر عباد اللہ احمدی کٹرہ جیمل سنگھ امرتسر

فہرست مضامین دیباچہ کتاب نورالدین

فہرست مضامین کتاب نور الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّورَ ثُمَّ الَّذِینَ کَفَرُوا بِرَبِّھِم یَعدِلُونَ ٥ (پ۔ انعام)

خَلَقَ کُلَّ شَیءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقدِیرًا ٥ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشرِکُونَ

ھُوَالَّذِی اَرسَلَ رَسُولَہٗ بِالھُدٰی وَدِینِ الحَقِّ لِیُظھِرَہٗ عَلَی الدِّینِ کُلِّہٖ وَلَو کَرِہَ المُشرِکُونَ ٥ (پ۔ توبہ)

اللھم فصلّ وسلّم وبارک علیہ وعلٰے خلفائہ

کما وعدت فی قولک۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی

ارتضٰے لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا۔ ولوکرہ الکافرون۔

امابعد خاکسار نور الدین اللھم اجعلہ کاسمہٖ اٰمین گذارش پرداز ہے کہ ہمنے ارادہ کیا ہے اور اللہ تعالٰے اُس کو پورا کرنے والا اور ہم کو خطاؤں شرارتوں اور ہر قسم کے دہوکوں اور دہوکہ بازیوں سے بچانیوالا ہے کہ اپنے اس دیباچہ کو ان چند ضروری فقروں پر ختم کردیں ؛

فقرہ اول۔ اسلام کا اصلی سرچشمہ اور اُسکا حقیقی منبع اللہ تعالی کی ذات پاک ہی جسکا نام السلام[1]

[1] اس سے ہمارا یہ مقصد ہے کہ اسلام کے لفظ میں خدا ے علیم کیطرف سے پیشگوئی مرکوز ہے۔ کہ اسلام اور اسکے تمام متعلقات ابد تک سلامتی اور حفاظت سے رہینگے۔ جیسا کہ اسکے چشمہ یعنے اللہ تعالٰے کا نام السلام ہے۔ اس لیے یہ نام اور یہ فخر اور کسی مذہب کو نہیں ملا۔ منہ

ہے۔ قرآن کریم میں اس مبارک نام کا مبارک ذکر اس کلمہ طیبہ میں آیا ہے هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ (پ ۲۸۔ حشر) یعنے وہی اللہ ہے کوئی معبود اور کاملہ صفات سے موصوف اس کے سوا نہیں وہ حقیقی بادشاہ ہر ایک نقص سے منزہ و بے عیب و سلامت ہے اور اسلام کا حقیقی ثمرہ دار السلام ہے جسکا آسمان و زمین اور در و دیوار۔ اور جسکے تمام یار و غمگسار طیب ہوں گے اور ان کے میل جول میں سلامتی و سلام ہی ہوگا۔

جیسے فرمایا۔ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ (پ ۱۱۔ یونس)

اسیطرح الاسلام کے ظہور کے لیے دو شہر مقدر تھے ایک ام القرےٰ مکہ جسکے لیے ایسی ایک پیشگوئی ہے کہ اگر سوفسطائی اور دہریہ بھی اسپر منصفانہ نظر کرے تو اللہ تعالےٰ کی ہستی کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے علم و قدرت کا بھی دل سے قائل ہو جاوے۔ اس مختصر تمہید میں ہم صرف دو آیتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ مکہ معظمہ جیسا مظہر اسلام کا اس دنیا میں ہے۔ اور اس مکہ معظمہ کی نسبت یہ ارشاد ہیں۔

اول۔ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ (پھر ان آیات بینات کا بیان کیا ہے۔ جیسے فرمایا) مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (پ ۴۔ آل عمران)۔ اور دوسری آیت یہ ہے جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (پ ۷۔ مائدہ)

ان دو آیتوں میں آٹھ امور کا بیان فرمایا گیا ہے اور انکو آیات بینات کہا ہے۔ اول یہ کہ مکہ مقام ابراہیم ہے۔ دوم اسمیں داخل ہونے والوں کے لیے امن ہے۔ سوم۔ اسکا حج کرنا لوگوں کے ذمہ لگایا گیا۔ چہارم کعبہ عزت کا گھر ہے۔ پنجم۔ یہی مکہ لوگوں کے قیام کا باعث ہے۔ ششم۔ اسکا ایک مہینہ معزز بنایا گیا ہے۔ ہفتم۔ ہدی۔ ہشتم۔ قلائد کو اللہ تعالےٰ نے بنایا ہے۔ دران امور ہشتگانہ کے بنانے کی وجہ بتائی کہ تم جان لو اللہ تعالےٰ ہے بلکہ علیم ہے۔

کوئی غور کرنے والا غور کرے کہ کسی مکان کو یا کسی زمانہ کو معزز بنانا۔ کوئی اچنبھے کی بات نہیں لوگ مکانوں اور اوقات کے بعض حصص کو عزت دیا ہی کرتے ہیں بنایا کرتے ہیں اور ان میں چند رسومات کا قائم کرنا بھی کوئی اچنبھے کی بات نہیں کیونکہ لوگ رسومات بھی قائم کیا ہی کرتے ہیں۔ ہزاروں ہزار مکان لوگ بناتے اور لوگوں نے بنائے اور انپر بڑا روپیہ خرچ کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ لاکھوں معبد بنے اور کروڑوں بلکہ اربوں روپیہ انپر خرچ ہوا۔ بنانے والوں کے بڑے بڑے ارادے انکے متعلق تھے۔ مگر اول تو ان مکانات اور ان رسومات کے ادا کے لئے جو اوقات مقرر کیے گئے۔ بلکہ جو مکانات تجویز کیے۔ انکے قیام و بقا کا دعویٰ نہیں کیا گیا۔ اور اگر بفرض محال دعویٰ کیا گیا تو باطل ثابت ہوا بیت الشمس فرانقیہ کا اور پیرادون یونان کا۔ ایا صوفیا روم کا۔ آتشکدہ آزر کا۔ سومنات جگن ناتھ۔ کانشی۔ متھرا۔ گیا امرناتھ وغیرہ کچھ کم نہیں گذرے ان میں سے بعض تو نیست و نابود ہی ہوگئے اور بعض مخالفوں کے مفتوح ہیں۔ اپنے پرستاروں کے لئے مامن نہیں رہے۔ اور چونکہ امن ہمیشہ خوف کے مقابلہ میں ہوا کرتا ہے۔ اور دنیا میں ایک ہی عظیم الشان مذہبی خوف تھا۔ جس کا ذکر کتب سابقہ یہود و نصاریٰ میں ہے اور صرف وہ ایک ہی فتنہ الٰہی حکمتوں سے مقدر تھا۔ جس سے پناہ مانگنا ہم کو سکھایا گیا۔ وہ فتنہ ہے۔ دجال کا فتنہ اب دیکھو۔ دجال اگر دجالہ لفظ سے نکلا ہے جیسے قاموس اور اسکی شرح میں ہے تو وہ ایک فرقہ عظیمہ (کمپنی) کا نام ہے جو اپنے مال و متاع کو تجارت کے لیے پھرے۔ اور اگر کسی کذب و افترا والے کا نام ہے تو اس سے زیادہ کیا افترا ہوگا۔ کہ عورت کا بچہ خدا کا بیٹا۔ بلکہ خدا۔ بلکہ جامع روح القدس خدا اور روح الابن خدا اور خدا سے مجسم اور روح الانسان مانا ہی نہیں گیا۔ بلکہ اس اعتقاد کی طرف کھینچنے کے لئے اربوں روپیہ پانی کی طرح ہر روز بہایا جاتا ہے۔ شراب جو جماع الاثم کیا معنے تمام بدکاریوں کا جامع ہے۔ ان خداؤں کے مجموعہ کے خون کے بدلہ یادگار کے طور پر مذہبی رسم یا عبادت کے وقت پیا اور پلایا جاتا ہے۔ النساء حبائل الشیطان (کچھ عورتیں شیطان کا کمند ہیں) کو اس کام پر لگایا گیا اسکام کے واسطے مشنری اسپتال

بنا ئے گئے۔ میں نے ایک پرانی مشہور کمپنی سے پوچھا تھا کہ تمہارا پیشہ جو مطلقاً قوی فطریہ انسانیہ کے خلاف ہے اور انکا دشمن ہے مجھے معلوم نہیں ہو سکتا کہ کسطرح پیدا ہو گیا۔ تو اس تجربہ کار نے مجھے جواب دیا قربان جاؤں۔ خوش خوراک خوش پوشاک مرد اور با ایں ہمہ خواہشات پھر کابل بسست یہ پیشہ اختیار نہ کرے تو کیا کرے۔ مگر اس بیان کے بعد ثابت ہو گیا کہ دام مارگیوں ساکتوں نے مذہبی رنگ میں اس فرقہ کو عورتوں کے جسم سدھارنے کے لیئے بھی بنایا ہے اور کابلوں سستوں کے لیئے تو دوسری جگہ مشن کمپوئڈ بھی ہیں اور اسقدر کتابیں اور رسائل اس مطلب کے لیئے نکالے گئے کہ ہماری گنتی سے بالکل باہر پڑے ہیں۔ یہ لوگ مشرق میں کہاں پہونچے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔

مگر دیکھ لو وہ شہر ان فتن سے بالکل امن میں ہے اور جو رسومات اس میں جس عظمت کے لیئے لامعلوم زمانہ سے قائم کی گئیں وہ اسی طرح ادا کیجاتی ہیں اس موقع پر ابراہیم علیہ السلام کا ذکر اس لیئے ہے کہ وہ یہود۔ ونصاریٰ۔ صابئین میں مکرم معظم مانے گئے تھے۔ چوتھا مظہر الاسلام اور دوسرا شہر او زمین پر طابہ طیبہ مدینہ الرسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم جسکے لیئے وہی وعدہ اُس فتنہ سے امن کا ہے۔ اور وہ بھی ابتک محفوظ ہے اور ایسا ہی محفوظ رہے گا انشاء اللہ تعالے۔

اور اس دنیا میں پانچواں مظہر الاسلام کا قرآن کریم ہے۔ اسکی سلام ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ السلام خود اسکا محافظ ہے جیسے فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (پ۱۴۔ حجر)۔ اسکی حفاظت کا مفصل تذکرہ سوال نمبر ۱۱۳/۱۱۵ کے جواب میں دیکھو ص ۲۲۹۔

اور چھٹا مظہر الاسلام اور اسکا مبلغ حضرت محمد رسول اللہ خاتم الرسل والنبیین رسول رب العالمین ہے۔ غور کرو۔ زمانہ نبوی میں عرب میں کسی کا مار ڈالنا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ بڑے بارعب شخص ہمارے جدّ امجد عمر رضی اللہ عنہ کو مارنے والے نے مارا اور اسلام میں وہ ننگ اسلام ہی ہیں جنکی اعتقاد میں وہ قاتل بابا شجاع کہا جاتا ہے۔ بڑے بہادر اسد اللہ علی مرتضی علیہ السلام کو مارنے والے شقی نے مارا جس نامراد کا ابن ملجم نام مشہور ہے جناب عثمان رضی اللہ عنہ جیسے مدبر قوم کے عظیم الشان خلیفہ کو مارنے والوں نے مارا گو کیفر کردار کو پہونچے اس ملک کے علاوہ

ہم تو سنتے ہیں کہ دیانند جی کو بھی کوئی ایسا ہی معاملہ پیش آیا تھا اور آریہ مسافر کو تو اس امن کی سلطنت میں مارنے والے نے مارا اور اسکے لائق اتباع اور پولیس کو آننا پوچھنے کی یاوری نہ ملی کہ کوئی آریہ مسافر سے پوچھتا کہ آپکو کس نے مارا غرض بات صاف ہے۔ مگر نبی کریم کے لیے دعوٰی موجود ہے وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور دعوٰی بھی ایسے وقت میں کہ ابتدائے اسلام تھا اور آپکے لئے آپکی دروازہ دربان کوئی نہ تھا بلکہ اپنے اور بیگانے سب دشمن تھے آریہ اور عیسائی کہتے ہیں کہ بجبر لوگونکو مسلمان بنایا جاتا تھا۔ الا ان مجبوروں کی جو بقول انکے دائیں اور بائیں تھے یاوری نہ ملی کہ اس دعوٰی یعصمک من الناس کو باطل کرتے مگر آخر یہ دعوٰی یعصمک من الناس (پ ۶ مائدہ) صحیح اور یہ پیشگوئی سچی نکلی بلکہ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيلِ (پ ۲۹۔ الحاقہ) کا مضمون مؤید ساتھ تھا۔ اور مکذب بھی بایں کثرت تھے کہ مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ پر بس نہ تھی شام و روم مصر و ایران اس لئے مجھے کبھی ذرہ خیال نہیں آیا کہ اسلام دنیا سے نیست و نابود ہو بلکہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (پ ۱۰ توبہ) کا وقت نظر آرہا ہے علاوہ بریں تجارب گواہ ہیں دیکھو ہلاکو خان اور اُسکے ناکام مشیر نصیر الشرک اور رسالہ مؤید الکفر نے کیا نہ کیا مگر آخر ہلاکو کی اولاد خادم اسلام ہوئی اور وہ دونوں وزرا ناکام و نامراد دنیا سے چل دیئے پس یہ بحث اور مضمون جو مینے لکھا ہے بعض کی بھلائی کے لئے لکھا ہے اور اپنے فہم و فراست کے مطابق سمجھانا مقصود ہے کہ کوئی روح سلامتی پر پہونچ جاوے وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ثُمَّ يُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى (پ ۲۷۔ النجم)

چونکہ اسلام انقیاد و فرمانبرداری صلح و آشتی کا نام ہے اس لئے اسلام کے ابتدائی نشوونما میں جب صنادید عرب علی العموم اور اراکین مکہ نے بالخصوص مسلمانوں کو شدید ایذائیں دینا شروع کیں تو حتے الامکان صبر و حلم و بردباری سے کام لیا گیا۔ جب ایذا حد سے بڑھ ہی اور ناقابل برداشت ہوگئی تو مسلمانوں نے ملک حبش کو ہجرت کی۔ عمائد مکہ اس پر بھی باز نہ آئے اور مسلمانوں کا تعاقب ملک حبش تک کیا۔

اہل مدینہ کے اصرار پر مدینہ کو مسلمانوں نے ہجرت کی اور صاحب اسلام حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مع صحابہ کرام مدینہ کو ہجرت فرما ہوئے وہاں جاتے ہی بنی اسرائیل

یہود کے ساتھ امن عام کے لئے ایک معاہدہ کیا جسکا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ الیٰ قولہ۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ (پ۱۔ بقرہ) اور اس قسم کی دوسری آیات میں بھی یہ مضمون مفصل ہے آخر میں۔ نہلت۔ انارکسٹ اور فرییبین وغیرہ پیدا ہوگئے۔ اس امر کی تفصیل ہم نے سوال نمبر ۱۱۶ کے جواب میں لکھدی ہے۔ اور فرمایا اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (پ۱۔ بقرہ) اور فرمایا وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ (پ۱ بقرہ) آخر حسب پیشگوئی اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (پ۲۴ مومن) سب مخالف خائب وخاسر وناکام ہلاک ہوئے۔ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ پھر جب تمام عرب وعجم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر بھڑک اُٹھے تو پیشگوئی فرمائی گئی۔ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ۔ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى (پ۱۷ انبیاء) اور حرف بحرف پوری ہوئی۔

ہم جانتے ہیں اور واقعی یہی ہے کہ دل بڑھانے کو بھی ایسے کلمات لوگ کہا ہی کرتے ہیں مگر کیا ہر جگہ اور ہر ایک مطلب میں وہ ایسے کامیاب ہوتے ہیں کہ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ (پ۶ مائدہ) کی صدا انکے کان میں پہونچے اور کیا اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ (پ۶ مائدہ) کا خلعت ایسا ملتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا آپنے آخر ایام میں دنیا سے اسوقت کوچ کیا جب تمام مخالف سربسجود لِلّٰہِ الکریم ہوگئے۔ اور تمام معبد شرک اور مخالف بے نام ونشان ہوگئے۔ یہ بے نظیر فتح مندی سوائے دہار ملک پرش کے ممکن ہی نہیں۔ جو مانگا سو پایا۔ جو چاہا سو ملا پس یہ رضا الٰہی کا ثمرہ تھا۔ جس طرح ابتدا اسلام میں اسلام نے جنگ میں ابتدا نہیں کی۔ اسی طرح اسوقت روحانی اور دلائل کے جنگ کے وقت بھی

اسلام نے ابتدا نہیں کی۔ بعض نادان و بے خبر مسلمان اس حقیقت کو نہ سمجھیں تو انکی حماقت و جہالت ہو اور ایسے کم عقل ہر قوم میں ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً مسیحی مذہب نے پادری فنڈر کی افسری سے اسلام پر میزان و طریق وغیرہ سے حملہ کیا اور آریہ سماج نے ستیارتھ کے چودھویں پورے سملاس اور بھومکا وغیرہ رسائل میں جستہ جستہ مقامات میں اسلام پر خطرناک حملہ کیا۔ اسلام کے خدا پر جو ہمارا اور اسکا ایک ہی خدا تھا۔ گو انسے یا ہم سے اسکے صفات کی فہم میں غلطی ہوئی اور اسلام کی کتاب پر اسلام کے ہادی و مصلح پر وہ گالیوں کا طوفان باندھا ہے کہ الامان۔ اگر صاحب سماج کو کوئی سادہ نام سے یاد کرے تو آریہ سماج اگ بگولا ہو جاوے اور خود جو جی چاہا اناپ شناپ لکھدیا ہے۔ پھر انکی تاثیر سے آریہ مسافر نے تو خاتمہ کر دیا۔ اور اس کے پوتے صاحب یوگندر پال اور دھرم پال نے جو شیریں کلامی اور نرمی دکھائی ہے اسکے لئے یہ ترک اسلام کا مختصر رسالہ کافی گواہ ہے۔ ایک ہمارے لون سیانی کے ہم مکتب۔ آریہ سماجی ایک بار مجھ سے فرمانے لگے کہ کھوجی کون دھرم ہے" والی نظم پہلے کسنے لکھی میں نے عرض کیا جناب آپ وہ لوگ نہیں جنکے مقابلہ پر وہ نظم ہے۔ بلکہ اندر تو خود مہارشی اگنی سرسوتی اور سوامی جی نے وہ لٹے کی ہے کہ جسکے مقابلہ میں ہمارے تحفہ اور اس قصیدہ کی کوئی ہستی ہی نہیں۔ یہ بتائیے کہ سماج پر کس مسلمان نے پہلے کچھ لکھا۔ اسپر وہ خاموش تو ہو گئے مگر علاج کے لئے آئے تھے بہت جلد واپس چلے گئے۔

ہاں ناواقف مسلمان اب بھی کہتے ہیں کہ مرزا جی نے اسلام کو مسیحیوں اور آریہ سے گالیاں دلائی ہیں بلکہ ایک امرتسری متکلم تو اپنی کتاب میں یہ بھی لکھتا ہے کہ دھرم پال بھی مرزا کی تحریر سے آریہ ہوئے ہیں۔ حالانکہ ترک اسلام میں اس نے اشارہ بھی مرزا کی تعلیم پر نہیں کیا۔ کسی پال نے کسی اخبار میں ایسا لکھا تو امرتسری صاحب نے اسکو تسلیم کر لیا۔ اور ایک اڈیٹر کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور وہ لیکھرام کی کتاب نہ پڑھ سکا جسنے اسلام کو گالیاں اسلئے دیں کہ مرزا نے اسے گالیاں دلوائیں۔ وہ کیا تحقیق ہے ستیارتھ کا چودھواں سملاس کیا براہین احمدیہ کے بعد کا لکھا ہوا ہے۔ اور وہ آخری باب کیا گالیاں کا مجموعہ نہیں۔ اور کیا میزان فنڈر کی۔ آئینہ اسلام سے پیچھے تصنیف ہوئی۔ ہمیں تو حیرت ہے ایسی تحقیقات پر۔ انصاف بہر حالی ہم مہارشی دیانند جی

کے چند اصول کیطرف سماج کو توجہ دلاتے ہیں۔ جو قابل قدر اصول ہیں۔ وہ ہو سکا اور ستیارتھ میں جابجا ارقام فرماتے ہیں۔ کہ وید میں جو الفاظ آئے ہیں انکے بہت معانی ہوا کرتے ہیں۔ مناسب معنے جو پرمیشور کی عظمت وجلال علیم کل محیط کل کی شان کے موافق ہوں مخالف نہوں وہ لینے چاہیئے اور اسکا نام انہوں نے شلیشا النکار رکھا ہے۔ پھر استعارہ وغیرہ صنائع کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ کہ روپا النکار ہے۔

پھر ارشاد کیا ہے کہ معانی کے سمجھنے کے لئے مراقبوں (سمادھیوں) محنتوں کی ضرورت ہے منتر سکنتا وغیرہ جن رشیوں کے نام ہیں وہ بڑے محنتی مفسر ویدونکے تھے۔

پھر اور اصول دیانندجی کے یہ ہیں۔ جو مذہب دوسرے مذہبوں کو کہ جنکے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں جھوٹا بتلاوے اور اپنے کو سچا ظاہر کرے اس سے بڑھکر جھوٹا اور مذہب کون ہوسکتا ہے۔ ستیارتھ ۱۴ سملاس صفحہ ۶۹۷ فقرہ ۷۳۔ میں یہ لکھا ہے۔ اور اہنسا کے معنے کئے ہیں۔ آہنسا کا لفظ یوگ درشن کے سادہن پاد کے سوتر ۳۰ میں یم کے بیان میں آیا ہے۔ مہارشی دیاس نے جو یوگ شاستر کے بہاشیہ کار ہیں اسکا ارتھ یہ کیا ہے کہ ہر حالت میں ہمیشہ ہر ایک جاندار کے ساتھ دشمنی کے خیال کو دور کرنا انہسا کہلاتے ہیں۔ دیانند اپدیش منجری تیسرا دیا کہیان۔ اور کہا ہے انسان کو مناسب ہے کہ شیرین کلامی کو کام میں لاوے۔ تیسرا دیا کہیان۔ اور کہا ہے ہر ایک آدمی جیسا ہوتا ہے وہ عموماً اپنی ہی مانند دوسرے کو سمجھتا ہے۔ ستیارتھ ۱۴، ۵۷۔

اس قسم کی نصائح دیانندجی کی دیکھو صفحہ نمبر ۵۶۶ سے ۵۶۸ تک۔ دہرم پال بلکہ آریہ سماج انصاف کرے کہ وہ عملاً انمیں سے کن اصول کی پابند ہے۔ آیا ان کلمات پر۔ ہم نہیں کہتے کہ سب آریہ ایسے ہیں گو وہ کروڑوں نہیں اور پھر ہم کروڑوں ہیں اور ہمیں برا کہا گیا۔ مگر ہم ایسی تلخ کلامی سے کیونکر کام لیں۔ ہمیں تو قرآن کریم یہود ونصاریٰ کے اس غلط قول کو نصیحت کے طور ہمیں بتاتا ہے۔ قَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (پ بقرہ) یہود نے کہا نصرانی کچھ بھی نہیں نصرانیوں نے کہا یہود کچھ ہی نہیں۔ حالانکہ کتاب پڑھتے ہیں

اسطرح تو بے علم لوگوں نے کہا ہے یا کیا ہے۔

ہمارے نزدیک آریہ سماج کی محنتیں بہت کچھ قابل قدر ہیں۔ اول انہوں نے شرک کے دور کرنے میں بڑا کام کیا جو قابل شکر ہے۔ دوم ناجائز تقلید کو توڑ کر غلط خیالات کو چھوڑنے اور اسکے بدلہ عمدہ بات کو لینے میں قوم کو دلیر کر دیا ہے۔ سوم دام مارگیون۔ ساکتون۔ اگھوریون۔ بکالیون۔ تالنگیوں کے ہزاروں گندوں کو دور کیا۔ گو بعض اشیا کی قدامت اور غیر مخلوق ہونے کا اعتقاد ابھی ساتھ ہے اور دیانندی تقلید بھی کچھ ہے اور نیوگ کو مصلحتاً جائز کہا ہے مگر جہانتک نیکی کی وہ قابل شکر گذاری ہے۔

میرے فہم میں کلام الٰہی کے سمجھنے کے لئے یہ اصول ہیں۔

اول دعا۔ (پرارتھنا) جناب الٰہی سے صحیح فہم اور حقیقی علم طلب کرنا قرآن مجید میں آیا ہے۔

قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (پ ۱۶ طٰہٰ) میرے رب میرے علم میں ترقی بخش۔

اور دعا کے لئے ضرور ہے طیب کھانا۔ طیب لباس۔ عقد ہمت۔ استقلال۔ دوم صرف الٰہی رضامندی اور حق تک پہونچنے کے لئے خدا میں ہو کر کوشش کرنا۔ جیسے فرمایا وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (پ ۲۱ عنکبوت) سوم۔ تدبر۔ تفکر۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (پ ۲۶ محمد) اور فرمایا لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ (پ ۴ آل عمران) چہارم حسن اعتقاد و حسن اقوال و حسن اعمال و رفق۔ بیماری۔ مقدمات و مشکلات میں صبر و استقلال۔ اس مجموعہ کو قرآن نے تقوی کہا ہے دیکھو رکوع لَيْسَ الْبِرَّ۔ پارہ دوم۔ اور اسکا ایک درجہ سورہ بقرہ کے ابتدا میں ہے۔ جیسے فرمایا ہے کہ الْغَيْبِ پر ایمان لاوے۔ پرارتھنا اور دعا اور بقدر ہمت و طاقت دوسرے کی ہمدردی کے لئے کوشش کرنے والا متقی ہے اور تقوی کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ (پ ۳ بقرہ) ہے لیکن خود پسند آدمی آیات الٰہی کے سمجھنے میں قاصر ہے۔ جیسے فرمایا ہے۔ سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ (پ ۹ اعراف) پنجم۔ قرآن کریم کے معانی خود قرآن مجید اور فرقان حمید میں دیکھے جاویں۔ ششم۔ اسماء الٰہیہ اور الٰہی تقدیس و تنزیہ کے خلاف کسی لفظ کے معنے نہ لئے جاویں۔ ہفتم۔

تعالیٰ سے جسکا نام سنت ہے معانی لے اور اس سے باہر نہ نکلے ہشتم۔ سنن الٰہیہ ثابتہ کے خلاف ورزی نہ کرے۔ نہم لغت عرب محاورات ثابتہ عن العرب کے خلاف نہو۔ دہم۔ عرف عام سے جسکو معروف کہتے ہیں معانی باہر نہ نکلیں۔ یازدہم۔ نور قلب کے خلاف نہو۔ دوازدہم۔ احادیث صحیحہ ثابتہ کے خلاف نہو۔ سیزدہم۔ کتب سابقہ کے ذریعہ بھی بعض معانی قرآن حل کئے جاتے ہیں۔ چہاردہم۔ کسی وحی الٰہی اور الہام صحیح کے ذریعہ سے بھی معانی قرآن حل ہو سکتے ہیں۔ ہر ایک اصل کی مثالیں دو تو ایک مجلد ضخیم بن جاوے۔ اور بعض اصول عام لوگوں کے استعمال میں آنے والے نہیں معلوم ہوتے۔ اسلئے نمونہ کے طور پر بعض ان امور کے استعمال کی مثال بتاتے ہیں۔

اس لئے گذارش ہے کہ اگر دہرم پال صرف یہ لحاظ رکھتا کہ خدا کی عظمت و جبروت کو مدنظر رکھتا اور اپنے تئیں اس امر کا پابند کرتا کہ لغت عرب کے مختلف معانی سے جو ایک لفظ کے لئے ہوں اور وہ لغت سے ثابت ہوں وہی معنے کئے جاویں جو عظمت و قدوسیتہ کے منافی نہوں تو اس قاعدہ سے اس کے پینتیس سوالات ترک اسلام کا جواب یکدم حل سکتا تھا۔ دیکھو سوالات ذیل کے جوابات نمبر ۲ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۷ھ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ھ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۸ و ۳۹ھ و ۴۶ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ھ و ۵۷ و ۶۵ و ۶۸ و ۷۱ و ۷۴ و ۷۸ھ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ھ و ۹۴ و ۹۸ و ۱۱۱ و ۱۱۳ و ۱۱۵ھ۔

اس کے علاوہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں کا جواب ہو سکتا تھا۔ ایک بار میرے سامنے لفظ مکر و کید استہزاء وغیرہ کی طرح لوگوں نے خدع اور نسیان کا لفظ پیش کیا جو قرآن کریم میں ہیں میں نے کہا دیکھو لغت عرب کے صنائع و بدائع و استعارات و کنایات جسکا سمجھنا ضروری ہے۔ اور جسکے سمجھانے کو علم معانی۔ بیان اور بدیع موجود ہے۔ اگر اس راہ سے نہ سمجھو تو صرف لغت عرب کو بھی تم ایسے سوالات کے جواب میں کام میں لا سکتے ہو۔ اگرچہ نسی کے معنے ہیں بھولا۔ نسیان کے معنے بھولنا ہیں۔ مگر نسی کے معنے ترک بھی لغت عرب میں ہیں۔ پس کلمہ طیبہ اِنَّا نَسِيْنَاهُمْ میں یہ معنے کیوں نہیں کئے جاتے جو صفت علیم کے خلاف نہیں اسیطرح خادع کے معنے ترک کے ہیں۔ پس جہاں يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ ہے وہاں وہ چھوڑتے ہیں اللہ کو ترجمہ کیوں نہیں کرتے۔ خدع کے معنے ہیں امسک اور عرب کا محاورہ ہے فلان کان يعطى فخدع فلانا دیتا تھا اب اسنے دینا چھوڑ دیا۔ پس

٭ ہم نے انہیں چھوڑ دیا نہ یہ کہ ہم انہیں بھول گئے اس لئے کہ یہ معنے صفات الٰہیہ کے خلاف ہیں ۱۲ منہ

وَھُوَ خَادِعُھُمْ (پ نساء) کے معنے یہ کیوں نہیں کرتے کہ اللہ ان منافقوں کو محروم رکھنے والا ہے اسی طرح تمام الاشباہ والنظائر میں ایسا ہی برتاؤ کرو۔ اور مثلاً وَوَجَدَکَ ضَالًّا (پ ۳۰ ضحیٰ) میں ضلال کا اثبات نبی کریم کے لئے ہے۔ مگر وَمَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ (پ ۲۷ النجم) میں ضلال کی نفی بھی آپکے حق میں موجود ہے۔ تو دونوں پر ایمان لاکر۔ ایک جگہ ضلال کے معنے محب طالب سائل کے کرو جو اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَرْ (پ ۳۰ ضحیٰ) کی ترتیب سے ظاہر ہوتے ہیں اور دوسری جگہ گمراہ کے معنے لو۔ جو مَا غَوٰی کے مناسبت سے درست ہیں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ نے صرف اسی بات پر ایک لطیف رسالہ لکھا ہے۔ جسکا نام الوجوہ والنظائر ہے۔

مگر افسوس ہے کہ دیانند نے خود اپنے قائم کردہ اصول کا لحاظ نہ کیا اور کروڑوں معتقدان اسلام کا دل دکھایا اور انکو برا کہا۔ آریہ مسافر و دہرم پال تو اسکے اتباع ہیں۔ اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ مگر شاید اتنا اور کہہ دینا نامناسب نہ ہوگا۔ کہ کسقدر آریہ سماج لوگونکی بے انصافی ہے کہ غیروں پر اعتراض کرتے وقت یا معاملہ و انصاف کرتے وقت عدالت میں مسلمانوں کا سر توڑنے اور جان و مال و عزت تباہ کرنے کو کیسے دم نقد تیار ہیں محمود غزنوی اور عالمگیر کا خیالی بدلہ لیتے ہیں یا آریہ مسافر کا۔ اور اپنے بارہ میں اعتراضوں سے یوں بچاؤ کر لیتے ہیں کہ تمام پران اور آرین تفاسیر بلکہ یورپ کے تراجم وید سب کے سب غلط ہیں۔ مہارشی کی کتابوں سے کچھ لیکر کوئی اعتراض کرے تو فرماویں سوامی جی بھاشا زبان نہیں جانتے تھے۔ انکے سیتارتھ اور ویدوں کے بھاوارتھ اور ناگری ترجمہ میں۔ جاہل۔ بے ایمان پنڈتوں کی شرارتوں کا دخل ہے۔ یہ قابل اعتماد و اعتقاد نہیں۔ اب ہمکو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہزاروں آریہ سماجی کیا حق و حقیقت کو ویدک سنسکرت یا لوکک سنسکرت سے لیکر اپنے اقوال و اعمال کو درست کر رہے ہیں۔ مینے تو ابتک ایک بھی لائق ویدک سنسکرت پڑھا آریہ سماجی نہیں دیکھا۔ بلکہ منشی رام جی جگیاسو کے ترجمہ ہومکا سے یہ عجیب مسئلہ معلوم ہوا کہ ۱۹۰۱ء میں لیکھرام کے ذریعہ پتہ لگا کہ دیانند جی کے مہاں بھاشیہ میں ارتھ ازتھ ہیں اور بھاوارتھ غلط۔ دیکھو منشی رام کا ترجمہ دیانندی وید بھومکا صفحہ نمبر ۳ و ۴ و ۵۔

فقرہ دوم۔ تارک اسلام نے وجوہ ترک اسلام پر جو لکھ دیا ہے اسمیں ایک سو نیدرہ

سوال بلکہ اعتراض اسلام پر کئے ہیں۔ جب انکے جوابات سے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے فراغت پائی تو انکی تمہید پر توجہ کی دیکھا تو ان میں ہی پندرہ بیس اعتراض اسلام پر جڑ دیے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ انکا جواب بھی دیباچہ میں دیا جاوے۔ اور چونکہ وہ سوال کئی قسم پر منقسم ہیں اسلئے ہم انکا تین فقروں میں جواب دیتے ہیں۔

اعتراض قسم اول - اسلام کی تعلیم عقل کے خلاف ہے اسلام کی تعلیم وحشیانہ۔ ظالمانہ اور ادنے تعلیم ہے۔

اسواسطے ان سوالات کے جواب میں ضروری معلوم ہوا کہ نمونہ کیطور پر تعلیم اسلام کو پیش کردیا جاوے۔ مگر اسلام تیس پارہ قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل درآمد کا نام ہے۔ اس لئے مشتے نمونہ خروارے۔ اور دانہ از انبارے دکھایا جاسکتا ہے۔

اور مختصراً ان اعتراضات کا جواب یہ ہے۔ یہ کہنا کہ اسلام عقل کے خلاف ہے محض بےعقلی بلکہ بے ایمانی کی بات ہے۔ اس لئے کہ قرآن کریم اپنی تعلیم کی خوبی اور سچائی کے اظہار اور نبوت کے واسطے عقل حاصل کرنے کی ہدایت کرتا ہے جیسے فرماتا ہے یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ (پ بقرہ) یعنے اللہ اپنی آیات تمہارے لئے کھولکر بیان کرتا ہے۔ تو کہ تم عقل حاصل کرو یا اسے کام میں لاؤ۔ اسی طرح عقل اور علم کیطرف مختلف پیرایوں میں اپیل کرتا ہے۔ اور قرآن کریم اس سے بھرا پڑا ہے۔ بااین ہمہ ایسی کتاب کی تعلیم کو عقل کے خلاف کہنا نادانی یا بے ایمانی نہیں تو کیا ہے؟

قرآن کریم پھر تذلیل اور اہانت کے طور پر ان لوگوں کا حال بیان کرتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے اور بےعقلی کے بدنتائج میں مبتلا ہوتے ہیں جیسے فرمایا۔ وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ (پ مائدہ) اور جب تم نہیں نماز کو بلاتے ہو اسے حقارت اور کھیل میں اڑاتے ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

اور پھر ایک بدقسمت قوم کا ذکر فرماتا ہے وَقَالُوْا لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ (پ ۲۹۔ تبارک) یعنے دوزخی (حسرت سے) کہیں گے اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو دوزخیوں میں شامل نہ ہوتے۔

پھر ایک جگہ مخالفان اسلام کے نفاق اور غلط کاریوں کے اسباب میں یوں بیان فرماتا ہے۔ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ (پ حشر یعنے تم خیال کرتے ہو کہ انکے جتھے اور جمعیتیں ہیں حال یہ ہے کہ انکے دل الگ الگ ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

اور قرآنی تعلیم وحشیانہ ہے کا جواب قرآن نے یہ دیا ہے:

الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ (پ۔ توبہ) گنوار کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور اس لائق ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کی حدود کا علم نہ آسکے۔

سوچو اور غور کرو وحشیانہ تعلیم ایسا فقرہ کیونکر کہہ سکتی اور وحشیوں لاعلموں کو نہایت تحقیر سے عتاب کیوں کرتی ہے۔ قرآنی تعلیم کو ظالمانہ کہنے کا جواب قرآن کریم نے یہ دیا ہے۔ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ (پ۔ ھود) دیکھو اللہ کی لعنت ظالموں پر ہے۔ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (پ آل عمران) پھر ہم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں

ادنےٰ تعلیم کا جواب یہ دیا ہے کہ صاحب شرع اسلام تک کو رغبت دلاتا ہے کہ وہ دائمی اور ابدی ترقیات کے لیے ہمیشہ دعا مانگتا رہے اور ترقی علم چاہتا ہے۔

جیسے فرمایا۔ قُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (پ طہ) کہہ اے میرے رب میرے علم میں ترقی بخش اور فرمایا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (پ مجادلہ) اللہ تم میں سے مومنوں اور عالموں کے درجے بلند کرے گا۔

اور فرمایا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (پ۲۳ زمر) کہہ کیا وہ جو علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے برابر ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اور فرمایا إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (پ۲۲۔ فاطر) اللہ کا خوف اور خشیت انہی لوگوں کو میسر آتا ہے جو عالم ہیں۔

اور فرمایا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (پ۱۳ رعد) کہہ مجھ میں اور تم میں اللہ گواہ ہے پھر وہ شخص جسے کتاب کا علم دیا گیا ہے۔

اور فرمایا۔ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ (پ۲۰ عنکبوت)

اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور انہیں عالم ہی سمجھتے ہیں۔

اب تعلیم اسلام کا نمونہ **سنو!** آدمی جب پیدا ہوتا ہے تو حسب ارشاد الٰہی الٰہی علوم سے عاری ہوتا ہے۔ جیسا فرمایا وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا (پ۱۴ ۔نحل) اور اللہ نے تمہیں نکالا تمہاری ماؤں کے اندر سے اور تمہیں کسی چیز کا علم نہ تھا۔ جب عاقل و بالغ ہو جاتا ہے۔ اسوقت اسلام عین تقاضائے فطرۃ کے موافق مختصر مگر جامع اور کامل آداب سکھاتا ہے۔ جیسے فرماتا ہے۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (پ اعراف) کھاؤ اور پیؤ اور بے جا کھانے پینے سے بچو اللہ نہیں پسند کرتا خطاکاروں کو۔

اس آزادی پر کھانے میں پابندی یہ بتائی۔ اور انسان کی ناجائز آزادی کو جسے وہ برت کر تباہی کے نتیجوں تک پہونچتا ہے اسطرح مقید کیا۔ جیسے فرماتا ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ (پ مائدہ) حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس پر اللہ کے غیر کا نام پکارا جائے۔

دیکھو اس آیت پر مفصل بیان سوال نمبر ۴۴ و ۴۵ کے جواب میں۔

یہ تو ہوئیں کھانے کی چیزوں اور پینے میں ہر قسم کے مسکرات اور شراب سے اسطرح منع فرمایا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ (پ مائدہ) شراب اور جوا اور بت اور تقسیم کے تیر شیطانی کام ہیں ان سے بچو تو کہ فلاح پاؤ۔ شیطان چاہتا ہے کہ تم میں عداوت اور بغض ڈالے شراب اور جوئے کے ذریعہ اور تم کو روک دے اللہ کے ذکر اور نماز سے پھر کیا تم باز آتے ہو کہ نہیں۔

پھر آداب حفظ بنی نوع اور ہر ایک شخص کی بہتری و فلاح اور نوعی حفاظت کے بارے میں فرمایا کہ نکاح کر لو۔ مگر آریہ ورت کے ناننگی اور دام مارگی ماں سے بیٹی سے بہن سے بھوگ کر لیتے ہیں اور انکے اصل گرو یا چیلے مزدکی بھی ایسے ہی تھے بلکہ بڑے بڑے ہندو راجہ دو حقیقی

بہنیں ایک وقت میں بیاہتے ہیں اس لئے اس ناپاک رسم کی بیخ کنی کے لئے فرمایا۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ أَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (پ ۴ نساء)

حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور وہ تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور تمہاری ساسیں اور وہ لڑکیاں جو تمہاری گودوں میں ہیں اُن عورتوں سے جن سے تم نے جماع کیا اور اگر تم نے اُن سے جماع نہیں کیا تو تم پر اُنکے نکاح میں کوئی گناہ نہیں اور حرام کی گئیں تمہارے اُن بیٹوں کی جوروئیں جو تمہاری پشت سے ہیں اور حرام کیا گیا تم پر ایک ہی وقت میں دو حقیقی بہنوں سے نکاح کرنا ہاں جو گذر چکا اسلام سے پہلے تو اللہ غفور رحیم ہے

یہ احکام نکاح کے متعلق فرمائے۔

پھر شادیوں میں نکاح کے بعد بڑے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اسلئے ارشادات ہیں۔

اول۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (پ ۴ نساء) جو عورت تمہیں پسند آئے اُس سے نکاح کرو

دوم۔ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (پ ۴ نساء) اور اگر بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی سے نکاح کرو

سوم۔ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ أَخْدَانٍ (پ ۶ مائدہ ۵)۔ نکاح سے غرض ہو کہ تم پابندی میں رہنے والے ہو نہ مستی نکالنے والے اور نہ یارانہ کے طور پر عورتوں کو رکھنے والے۔

چہارم۔ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا (پ ۴ نساء) اور جائز نہیں کہ تم اکراہ سے عورتوں کے وارث بنجاؤ

پنجم وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا پ ۲ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ (پ ۲۸ طلاق) اور انکو ضرر دینے کے لئے مت روکو اور اُن کو ضرر مت دو۔

ششم۔ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ۔ ہفتم۔ وَإِنْ خِفْتُمْ

اور نافرمان عورت کو پہلے وعظ کرو پھر اسکا بستر الگ کردو پھر ایکبار سے مارو اور پھر بھی ہیوٹ رہے

شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا (پ۵۔ نساء)

اور صلاح نہ ہو تو دونوں خاندانوں کو چودہ ری کو جمع کرو۔ اگر میاں بیوی کا یا انکا سچا ارادہ صلح ہوگا تو اللہ انہیں آپس میں موافق بنادے گا

ہشتم۔ اور آخر میں فرمایا۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (پ۴۔ نساء)

اور عورتوں سے نیک برتاؤ کرو اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز کو تم ناپسند کرو اور اللہ اس میں بڑی برکت اور خیر ڈال دے۔

ہاں بے ریب افسوس ہے کہ ان احکام کی نگرانی کے لیئے کوئی محکمہ نہیں اور مرد بادشاہ ہوتے رہے اسلیئے انہوں نے ہی حقوق نسوان کا پلہ کمزور رکھا۔ آہ ہزاروں عورتیں ہیں جن کو شریر لوگ نہ طلاق دیتے ہیں اور نہ آباد کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے کلام کو ہنسی میں اڑاتے یا ان پاک احکام کو ظلم کرنے کا آلہ بنارہے ہیں۔ اور ملانے بلکہ انکے پڑھے لکھے بھی حقوق نسوان کی آیات پر توجہ نہیں کرتے۔ اسیطرح مفقود الخبر کی بی بی بھی تباہ ہوتی ہے۔

حفظ نفس و تربیت اولاد پر فرمایا۔ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (پ۲ بقرہ) اپنے تئیں ہلاکت میں مت ڈالو۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ (بنی اسرائیل) اپنی اولاد کو ہلاک مت کرو۔

سوشیل امور پر فرمایا۔ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا (پ۱۸۔ نور) اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل مت ہو جبتک اُنسے اجازت نہ لو اور داخل ہوتے ہی گھر والوں پر سلام کہو۔

وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا (پ۲ بقرہ)۔ اور گھروں میں دروازوں کے راہ سے داخل ہو۔ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ (پ۵ نساء)۔ اور جب تمہیں سلام کہا جاے اس سے بہتر سلام کہو۔ وَاِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا (پ۲۸ مجادلہ) اور جب تمہیں نشست گاہوں میں کھل جانے کو کہا جائے تو کھل جاؤ۔ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ (پ۲۱ لقمان) اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ (جمع) وغیرہ

لِلنَّاسِ حُسْنًا- (پ بقرہ) اور ماں باپ سے اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے نیک سلوک کرو اور لوگوں سے اچھّی باتیں کہو اور خوش معاملگی کا برتاؤ کرو۔

ترک شر پر فرمایا وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ (پ بقرہ)- آپسمیں ایک دوسرے کے مالوں کو ناحق نہ کھاؤ اور حکام تک بواسطہ ان مالوں کے اس لئے نہ پہونچنا کہ کسی طرح لوگوں کا کچھ مال خرد برد کرلو۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ (پ۔نور) مومنوں کو کہہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی نگاہ بانی کریں۔ اور مومن عورتوں سے کہہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی نگاہ بانی کریں۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا- (پ- بنی اسرائیل)

اور زنا کے نزدیک نہ جاؤ وہ بہت کھلی بیحیائی اور بری راہ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. (پ۔نور)

جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بیحیای کی باتیں پھیلیں اُن کے لئے عذاب الیم ہے دنیا اور آخرۃ میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (پ۔نور)

جو لوگ شوہر دار سادہ بے خبر مومن عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں وہ دربدر ہوئے دنیا اور آخرۃ میں اور اُنکے لئے بڑا عذاب ہوگا جسدن گواہی دیں گی اُنکی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں اُنکے تمام کرتوتوں کی۔

ایصال خیر کی بابت فرمایا۔ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (پ۔ آل عمران)

اور غیظ وغضب کو کھا جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور دوست رکھتا ہے اللہ احسان کرنے والوں کو۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۔ (پ آل عمران)

تم برگزیدہ خیر رسان قوم ہو تمہیں ساری جہان کے لئے نمونہ کے طور پر پیدا کیا گیا ہے تم نیک باتوں کا امر کرتے اور بری باتوں سے منع کرتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ (پ ممتحنہ)

جن لوگوں نے تم سے جنگ نہیں کی دین کی بابت اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اللہ تمکو منع نہیں کرتا اس بات سے کہ تم انسے نیک سلوک کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ کرو بیشک اللہ پسند کرتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔

امانت و دیانت پر فرمایا۔

لَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ (پ نساء)
اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا (پ نساء)

کم عقلوں نشیب و فراز نہ سمجھنے والوں کو مال سپرد نہ کرو۔ اللہ تم کو حکم کرتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو واپس دو۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ (پ نساء)

اور یتیموں کو جو تمہاری نگرانی کے نیچے ہیں انکا حال اچھی طرح معلوم کرلو اور پتا لگاؤ جب وہ سن بلوغ کو پہنچ جائیں۔ پھر اگر تم دیکھو کہ انمیں رشد و سعادت ہے تو انکے مال ان کے سپرد کر دو۔

اور فرمایا

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ (پ نساء)

اور امانت کی اچھی قیمتی چیزوں کے بدلہ میں خراب ردی چیزیں نہ دو۔ یا حرام حلال کے بدلہ نہ لو۔

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا ۔ (پ نساء)

پھر جب ان یتیموں کے مال ان کے سپرد کرنے لگو تو گواہ ٹھہرا لو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۔ (پ نساء)

جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ (پ انفال)	اللہ نہیں دوست رکھتا خیانت کرنیوالوں کو۔
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ (پ اعراف)	اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دو۔ اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔
وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ (پ تطفیف)	ہلاکت کم وزن کرنے والوں کے لیے کہ جب دوسروں سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ماپ تولکر دیتے ہیں کم دیتے ہیں۔

صلح پر ارشاد ہے۔

اَلصُّلْحُ خَیْرٌ (پ نساء) صلح خیر و برکت ہے۔ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ (پ انفال) اور اپنی باہمی عداوتوں اور کینوں کی صلاح کرو۔ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا۔ (پ انفال) اور اگر دشمن صلح کرنے پر مائل ہوں تو تو بھی صلح کیطرف جھک جا۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا (پ نساء) اے لوگو ڈرو اپنے رب سے جسنے تمہیں پیدا کیا ایک جی سے اور پیدا کیا اسکی جنس سے اسکا جوڑا اور پھیلائے اُن سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرو اللہ سے جس کے نام پر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور بچو قطع رحم سے بیشک اللہ نگران ہے

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (پ) اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع و انکسار سے چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے خطاب کریں سلامتی کی باتیں کرتے ہیں۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (پ حٰم سجدہ) ہٹا دو عمدہ تدابیر کے ساتھ۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے دشمن ایسے ہو جائینگے کہ وہ پکے دوست ہیں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (پ انعام) دوسری قوموں کے معبودوں کو گالی مت دو۔ اس کے بدلہ نادانی سے وہ اللہ کو گالی دیں گے۔

حسن خلق پر فرمایا

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ (پ ۲۶ حجرات)

مرد مردوں سے ہنسی نہ کریں ہوسکتا ہے کہ وہی اُن سے اچھے ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے ہوسکتا ہے کہ وہی اُن سے اچھی ہوں اور ایکدوسرے کی نکتہ چینی اور عیب گیری مت کرو بُرے بُرے اور چھیڑ کے ناموں سے کسی کو مت پکارو مومن ہونیکے بعد یہ ناپاک نام بہت بری بات ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (پ ۱۴ نحل)

اللہ حکم کرتا ہے عدل کا اور احسان کا اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بدکاری کی باتوں اور بُرے کاموں اور بغاوت سے تمہیں وعظ کرتا ہے تو کہ دھیان کرو۔

شجاعت پر فرمایا

الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (پ ۲ بقرہ)

دکھوں بیماریوں اور قحطوں اور جنگوں میں صبر کرنے والے وہی صادق ہیں اور وہی متقی ہیں۔

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (پ ۴ آل عمران)

وہ جنہیں منافقوں نے اطلاع دی کہ دشمنوں نے تمہارے مقابلہ میں بڑی جمعیت جمع کی ہے اب تمہیں ڈرنا چاہیے لیکن یہ بات سنکر انکے ایمان بڑھ گئے اور کہنے لگے اللہ ہمارے لئے بس ہے اور بہت اچھا کارساز ہے

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ (پ ۱۰ انفال)

اُن لوگوں کیطرح نہ ہو جو اپنے گھروں سے گھمنڈ کے طور پر اور لوگوں کو دکھلانیکے لئے نکلے۔

صدق پر فرمایا

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ

بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی باتوں

اجتنبوا قول الزور حنفاء لله غير مشركين به (پ حج)	سے بچو اور اللہ کیطرف جھکنے والے اور شرک سے بیزار ہو جاؤ۔
كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولو على انفسكم او الوالدين و الاقربين ۔ (پ نساء)	انصاف پر کھڑے ہونے والے اللہ کے لئے گواہ بنو اگرچہ اپنے یا والدین اور رشتہ داروں کے برخلاف گواہی دینی پڑے۔
لا يجرمنكم شنآن قوم على ان لا تعدلوا اعدلوا ۔ (پ مائدہ)	کسی قوم کی عداوۃ کے سبب سے اُن سے بے انصافی مت کرو۔ انصاف کرو۔

رضا با لقضا پر فرمایا

ولنبلونكم بشيء من الخوف و الجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون ۔ (پ بقرہ)	اور ہم تمکو انعام دینگے کسیقدر خوف کے بدلے اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے کم کرنے کے بدلے اور خوشخبری دو صبر کرنیوالوں کو کہ جنہیں کوئی مصیبت پہونچتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے ہیں اور اسی کیطرف رجوع کرنے والے ہیں۔

بنی نوع کی ہمدردی اور مواسات پر فرمایا۔

وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (پ مائدہ)	اور ایک دوسرے کی مدد کرو خداترسی اور نیکی کے کاموں میں اور مت مدد کرو گناہ اور بدکاری کے کاموں میں۔

سیاست پر فرمایا۔

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم (پ نساء)	کہا مانو اللہ کا اور رسول صلعم کا اور اپنے حکام کا۔
وشاورهم في الامر (پ ال عمران)	اور معاملات میں اُن سے مشورہ کر۔
وامرهم شورى بينهم (پ شوریٰ)	اور مومن اپنی امور کو مشورہ سے طے کیا کرتے ہیں
واعتصموا بحبل الله جميعا ولا	اور سب کے سب مل کر اللہ کے دین کو

تَفَرَّقُوْا۔ (پ آل عمران)

مضبوط پکڑو اور فرقہ فرقہ مت بنو۔

شرک کی مذمت پر فرمایا

وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا (پ نساء)

اور جو شخص اللہ سے کسی کو شریک ٹھہراتا ہے وہ بہت گمراہ ہوا۔

وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا (پ نساء)

اور جس شخص نے اللہ سے شرک کیا اُس نے بڑی بھاری بدی تراشی۔

ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی پر فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (پ بقرہ)

اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنیوالوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک صاف ہونیوالوں کو۔

ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ ہے کہ قرآن کریم ہستی باریتعالی کے ثبوت اور ضرورت کے دلائل بیان کرتا ہے اور یہ ایسا امر ہے کہ دنیا کی ہر ایک کتاب اس خوبی سے قطعًا عاری ہے ازبسکہ تمام اخلاق فاضلہ کی تحریک وترغیب اور رذائل سے بچنے کی تحریک ہستی باریتعالی پر ایمان لانے کے سبب سے یا یوں کہو کہ صرف اسی ایک وجہ اور سبب سے انسان کے دلمیں پیدا ہو سکتی ہے خداتعالٰے کی زندہ کتاب قرآن کریم نے اس لیے اس اصل پر بہت زور دیا ہے۔ جیسے فرمایا۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ

تمہارا معبود ومقصود ومطلوب ایک ہی ہے کوئی معبود نہیں بجز اسکے وہ رحمن رحیم ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں اور رات اور دنکے اختلاف یا آگے پیچھے آنیمیں اور جہازوں میں جو سمندروں میں چلتے ہیں لوگوں کی نافع چیزوں کو اپنے اندر لیکر۔ اور بارش میں جو اللہ نے اوپر سے اُتاری پھر زندہ کیا اُس سے زمین کو خشک ہوجانے کے بعد اور پھیلائے اسمیں ہر قسم کے رینگنے والے اور ہواؤں کے ادلنے

الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ (پ۲ بقرہ)	بدلنے میں اور بادل میں جو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں آسمان و زمین کے درمیان نشان ہیں عقلمندوں کے لئے۔

چونکہ صرف فلسفیانہ ہستی باری کے ماننے سے انسان کو جناب الٰہی سے محبت اور اس پر ایمان۔ بلکہ اعلیٰ محبت اور اعلیٰ ایمان اور مقامات قرب و رضوان نہیں مل سکتے۔ اسلئے قرآن کریم ہستی باریتعالیٰ کے دلائل کے ساتھ ساتھ اپنے احسانات کا بسیط بیان فرماتا ہے۔ از بسکہ فطرت انسانی میں یہ مادہ خمیر کیا گیا ہے کہ سلیم اور حق شناس قلوب محسن کے ساتھ محبت کرنے اور اطاعت کرنے میں کمال دلیری دکھاتے ہیں۔ اسواسطے احسان الٰہی کا بیان ان دلائل کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے اور یہ بھی فطرۃ انسانیہ کا تقاضا ہے۔ کہ ہر ایک شخص اپنے سے زیادہ قوی زیادہ علم والے زیادہ تر دانا کے کہنے کی قدر کرتا ہے اور بڑی قدر کرتا ہے۔ اور ایسے قادر حاکم حکیم کی ماتحتی کو اپنے لئے فخر و عزت یقین کرتا ہے اسواسطے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنی ربوبیت رحمانیت رحیمیت اور مالکیت اور کاملہ صفات کا بیان بڑے زور سے فرماتا ہے تو کہ آدمی کا ایمان و یقین احکام الٰہیہ پر بڑھے۔ پھر اس ذریعہ اس مقام پر پہونچتا ہے جسکا نام ورضوان من اللہ اکبر ہے (پ۱۰ توبہ)

اور اس مقام کی طرف ارشاد ہے

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (پ۸ انعام)	کہہ میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور اس بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔
اور ارشاد ہے ۔ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ۱ بقرہ)	ہاں جسنے فرمانبردار کیا اپنی ساری طاقتوں کو اللہ کا اور وہ محسن بھی ہو بس اسکے لیے اجر ہے اس کے پروردگار کے پاس اور ایسے لوگوں پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

فقرہ سوم ۔ ہم نے اسلام کی تعلیم کو بطور نمونہ پیش کیا ہے اور اس میں دکھایا ہے

کہ عقل صحیح اور نقل صریح میں قطعاً تعارض نہیں ہوا کرتا۔ شیخ الاسلام شیخ ابن تیمیہ حرانی نے
اس دعوے پر تین مجلد ضخیم کی کتاب لکھی ہے جسکا اکثر حصہ راقم کے پاس ہے والحمدللہ رب
العالمین۔ اسلام کے نہ ماننے والے لوگ جب عذاب میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے کہا:۔
(۱) لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ (پ ۲۹
ملک) قرآن میں کامل توحید تعظیم الٰہی ابطال شرک۔ دعائیں اور ابطال باطل ہے۔ کیا یہ
خلاف عقل ہے؟ البتہ اللہ تعالیٰ کی خاموشی کا بعد ملہمان وید اور نیوگ کا اسمیں بیان نہیں
شاید اس لئے خلاف عقل ہو۔ (۲) اور وحشیانہ اس لئے نہیں کہ زمانہ قبل اسلام کا نام جاہلیت کا
زمانہ بتایا ہے۔ دیکھ لو اسلام سے پہلے نہ وہ فاتح تھے نہ ائمہ فنون و علوم۔ اور بعد اسلام کے اس
قدر علوم کے جامع ہوئے کہ اب تک ان علوم کی کل کتابیں بڑے بڑے کتب خانہ ہائے روس و جرمن
و فرانس و استمبول و مصر میں بھی نہیں۔ (۳) ظالمانہ اگر ہے تو اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ
(پ ۱۲ ھود) اسمیں کیوں ہے۔ اور صبر و حلم و حسن و احسان عام کا بیان قرآن کریم میں کیوں۔ اگر اسلامی
تعلیم ادنے تھی تو یہ حکم کس کتاب کا ہے وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ
مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا
رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (پ ۱۱ توبہ) ترجمہ۔ مومنوں کے امکان میں یہ بات
نہیں کہ وہ سب کے سب گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر ایک فرقے سے ایک
چھوٹی سی جماعت اسلئے سفر کرے کہ دین سیکھیں اور پھر وطنوں میں واپس جا کر اپنی قوم کو ڈر
سنائیں تو کہ وہ خوف کریں۔ (۴) کیا اسلام کی تعلیم ادنے ہے قرآن کریم میں ہستی باریتعالے
کی نسبت دعوی ہے اور اسکے دلائل ہیں۔ ملائکہ مظاہر قدرت الٰہیہ کا بیان۔ اور اسکے دلائل اور
کتب الٰہیہ کا بیان ہے ضرورت نبوۃ و رسالت و ختم نبوۃ و رسالت اور مسئلہ تقدیر و تدبیر پر بسیط
بحث ہے۔ جزا و سزا و جنت و نار پر سیر کن بیان ہے۔ پھر عبادات۔ معاملات سیاست تمدن
اخلاق معاشرہ کے قواعد اور جناب الٰہی میں دعائیں بیان کیگئی ہیں کیا یہ ادنے تعلیم ہے اور
آجکل تو امام نے وہ راہ بتائی ہے کہ سارا قرآن خود مدلل نظر آتا ہے۔

فقرہ چہارم ۔ مسلمانوں کی عملی حالت خراب ہے۔ اور یہ دوسرا قسم اعتراض کا ہی اسلام

الجواب - اگر مسلمانوں میں بُرے ہیں تو اصل آریہ ورتی لوگوں میں کیا۔

(۱) چار واگ والے نہیں جنکا قول ہے۔ حکمت عملی سے چلو۔ حشمت بڑہاؤ جب خوب مزہ حظ اوٹہاؤ۔ (۲) حسین عورتوں سوا اندر مقصد انسانی ہے (۲۸ / ۲۷ ۵) ستیارتھ۔ ماں کو بھی سماگم کیے بغیر نہ چھوڑنا چاہیئے۔ ستیارتھ ۵۸۰ (۳) اگنی ہوتر۔ وید وغیرہ روزی کا ذریعہ ہے (کیا ممبران سماج جن کے قبضہ میں روپیہ ہے وہ مخاطب ہیں) ۵۳۰ ستیارتھ۔ (۴) وید کے بنانے والے بھانڈ۔ دہورت (مکار) نشاچر۔ راکھش (خونخوار ظالم) ہیں ۵۳۲ ستیارتھ۔

حید ہر وغیرہ شارحان وید۔ بھانڈ۔ دھورت۔ نشاچر تھے۔ عورت سے گھوڑے کا... پکڑوا کر اس سے صحبت[۱] کرانا۔ شراب۔ زنا وغیرہ دام مارگیوں نے نکالے۔ ۵۳۳ ستیارتھ۔ بھومکا کے صفحہ ۲۰۸ میں زیادہ تشریح ہے۔ ایشور کی مذمت۔ غیروں سے دشمنی میں ناستک جَین اور بدھ سب ایک ہیں۔ آنکھہ۔ کان۔ ناک۔ زبان اور جلد۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ گدا (پاخانہ کی جگہ) لنگ (عضو خاص) من۔ اور عقل بارہ انکے معبود ہیں۔ کوئی کہتا ہے پانچ ازلی ہیں۔ کوئی کہتا ہے دو ازلی ہیں۔

ماں کی ماں سے زناہ کرنے والے ہیں۔ تمہارے کان پھٹے جوگی۔ اور کتنے سنیاسی۔ گوسائیں اور کل پجاری کیسے ہیں۔ اگر کہو کہ آریہ لوگوں میں ایسے ہی ہیں۔ مگر سب بُرے نہیں۔ اور مسلمان سب بُری ہیں۔ تو بتاؤ ستیارتھ کے صفحہ ۵۶۶ سے ۵۸۰ تک یہ کیسے فقرہ ہیں جنمیں جَین وغیرہ کو مخاطب کیا ہے۔ انکی دہرم کی کتابیں کہاں تک مذمت سے بہری ہیں (فائدہ) اسی لئے کیا بُرا مانا ہے اور ستیارتھ کے ۱۴ اسماس ستیارتھ دہرم کی کتاب میں مسلمانوں کو وہ گالیاں دی ہیں کہ الامان اور آریہ مسافر نے تو بھٹیاریوں کے بھی کان کترے ہیں۔ اب رب کرے کہ انکی کتاب خانہ سب وشتم ہو۔ آمین یارب العالمین۔

ستیارتھ صفحہ ۵۶۹ میں لکھا ہے۔ لاکن غیر مذہب کی مذمت کرنا وغیرہ عیبوں کے باعث یہ سب اچھی باتیں معیوب ہو گئی ہیں۔ ۵۷۰ ستیارتھ۔ اپنے مونہہ سے اپنی تعریف کرنا اور اپنے ہی دہرم کو بُرا کہنا اور دوسرے کی مذمت کرنا جہالت کی بات ہے (آریہ صاحبان غور کرو اپنے عمل در آمد پر) ستیارتھ صفحہ ۵۷۳ میں کہا ہے کہ جیسے جینی دوسرے کا انکار (بھلا) نہیں

ضرور دیکھو

[۱] صحبت - جماع -

چاہتے اگر دوسرے انکا بہلانہ چاہیں تو انکے بہت کام بگڑ جاویں (آریہ صاحبان کیا یہ اچھا وتیرہ بھلائی کا ہے کیا آپکے سوا دوسرے ملکی مسلمانوں کا بہلا چاہتے اور انکی بہتری کے خواہشمند ہیں دکلا- جج- اہل تجارت غور کریں اور سوچیں- ٤، ٧، ٥ سیتیارتھ ہر ایک آدمی جیسا ہوتا ہے وہ عموماً اپنے ہی مانند دوسرے کو سمجھتا ہے (دہرم پال اپنی گالیاں پڑھ ہو جو تم نے مسلمانوں کے خدا- انکی کتاب- انکے رسول اور خود انکو دی ہیں)- کیا جین مذہب میں کوئی برا آدمی اور نرک میں جانے والا نہیں سب ہی مکھتی پاتے اور دوسرا کوئی نہیں پاتا کیا یہ بات پاگل پن کی نہیں- یہ کتنی بڑی بے انصافی کی بات ہے- کیا جین مذہب سے باہر کوئی بھی آدمی راست گو نہیں- کیا اس دھرماتما آدمی کی تعظیم نہیں کرنا چاہیے جو دوسرے مذہب میں ہو-

٧٦، ٥ و، ٧، ٥ سیتیارتھ

اپنی تعریف بازاری عورت کا کام ہے- دوسرے مذہب کو گالیاں دینا بڑے افسوس کی بات ہے (کیا تم نے- آریہ مسافر نے اور آخر خود دیانند نے مسلمانوں کے مقابل ان نصائح پر عمل کیا اور کیا دفتروں- کچہریوں- ریاستوں اور معاملات میں تم نے کہیں رحم سے کام لیا- میں تجربہ کار ہوں فیصلوں- ملازمتوں- گواہیوں- سپارشوں پر نظر ثانی ضرور کرو-)

یہانتک ہم نے لفظی جھگڑا بیان کیا ہے- اب عملی نمونہ سن لو- اول تمہاری آرین قوم نے مشہور- ضروری اصل کتابوں میں جھوٹ ملایا- مثلاً منو کے دہرم شاستر جسکی عظمت تو یہ ہے کہ اگر اس کو سیتیارتھ پرکاش سے الگ کر دیں تو وہ کتاب جسم بلا روح رہ جاوے- آریہ مانتے ہیں کہ اسمیں وام مارگیوں کے تصرف سے شراب- زنا کی اجازت کے شلوک ملائے گئے- مثلاً میں اپنی جگہ امید کرتا ہوں کہ یہ شلوک منو میں- مانس اور شراب ان دونوں کے کہانے میں کچھ دوش نہیں ہے اور جماع میں بھی دوش نہیں- کیونکہ یہ تو جیودن کا سبھاؤ ہی ہے لاکن انہوں کو ترک کرنا بڑا پھل ہے- منو کے- ٥- ٥٦- پھر عادت بد یہانتک بڑہی کہ لیکھرام نے ایک آیۃ کا حوالہ دیا کہ سورۃ النجم میں اب موجود ہے- وہ ہے تلك الغرانیق العلی! آخر جھوٹ یہانتک تم لوگوں میں آیا کہ دیانند نے لکھا ہے فیضی نے بنا نقط کا قرآن رچا- اور رچا ہی اکبر کے زمانہ میں- دوم شراح وید- مانگی (ماں سے بدکار) وام مارگی- بت پرست- اگھوری- کپال متی- جوگی- گوسائیں اور ایسے ویسے گذرے- اور ہیں جنکی برائی کو سیتیارتھ میں مفصل دیکھ سکتے ہو-

ف

سوم۔ کے آندی۔ کے پیر شری۔ مہارشی سوامی دیانند جی مصلح قوم پیدا ہوئے اور وہابہاش
اس لئے لکھا کہ اگلے سب وید بہاش غلط ہیں مگر خود انکی اصل کتاب ستیارتھ میں وہ کچھ ملایا گیا
کہ ناگفتہ بہ ہے۔ ستیارتھ اول دوم سوم اور چہارم کو ملا کر دیکھو اور بھومکا میں تو لکھا ہے کہ وید بہاش
میں ناگری کے ارتھ از تھ ہو گئے۔

فقرہ پنجم۔ سوالات لکچر کی تمہید کے جوابات میں۔ پیدائش عالم کے متعلق ہم نے
اس زمانہ میں جب دیانند ۱۸۷۷ء میں لاہور آیا تھا۔ سنا تہا کہ انکے سوالات پیدائش عالم کے متعلق
لاجواب ہیں اور وہ سوال یہ تھے ۔ یہ عالم کس نے بنایا۔ کیوں بنایا۔ کب بنایا۔ کن اشیاء سے کس طرح
بنایا۔ یہ پانچ ککار پانچ مکار وام مارگیوں پانچ ککار سکھوں کی طرح ہیں۔ سو قرآن کریم نے ان
سوالات کے جواب دیے ہیں۔

جواب سوال اول۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ (پ انعام) اور فرمایا۔ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ
فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَیْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (پ ۱۳ رعد)
ان آیات میں بتایا ہے کہ تمام بلندیوں پستیوں۔ اندہیروں۔ نور۔ اور سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔
دُوم سوال۔ یہ ہے کہ اس مخلوق کو کیوں بنایا ہے۔ اور ان آیتوں میں اُسکا جواب دیا ہے۔
اول غایت بعض خلق کی بیان فرمائی ہے جیسے فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا
لِیَعْبُدُوْنِ (پ ۲۷ ذاریات) جن وانس کی پیدائش اسلئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری
کریں اور پھر بتایا کہ اللہ تعالیٰ صفات کاملہ رکھتا ہے۔ جنمیں سے مثلاً اسکی ربوبیت۔ رحمانیت۔
رحیمیت اور مالکیت ہیں۔ اگر وہ پیدا نہ کرتا تو اسکی صفات باطل ہو جاتیں اور خدا معطل و بیکار ہوتا۔
مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محامد کاملہ سے موصوف ہے۔ اور صفات کاملہ کا مقتضا ہے کہ وہ موثر ہوں
مثلاً فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ کیا معنی اللہ تعالیٰ
میں یہ صفات ہیں پس جب اسمیں یہ صفات ہیں اور اللہ تعالیٰ سوتا یا اونگھتا نہیں تو اگر خلق پیدا نہ
کرے تو اس کیلئے حمد۔ ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت۔ مالکیت کیونکر ثابت ہو۔ کیا آنکھ ہو اور
دیکھے نہیں اور کان ہوں اور سُنے نہیں۔

سوم سوال۔ کب بنایا۔ اسکا جواب نہیں دیا۔ کیونکہ زمانہ مقدار فعل کا نام ہے اور مقدار فعل
فعل سے پیدا ہوتا ہے اور فعل فاعل سے تو زمانہ خود مخلوق ہوا۔ ہاں یہ بتایا کہ ھوالاول۔
اسکے معنے نبی کریم نے فرمائے ہیں۔ لیس قبلہ شیئ۔ اور فرمایا۔ الیٰ ربک المنتھیٰ۔ پس پاک
اور حق و حکمت پر مشتمل کتاب اگر پیدا کرنے کا زمانہ بتاتی تو ثابت ہوتا کہ اللہ اس وقت سے
معطل و بیکار تہا۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔

چوتہا سوال۔ کس سے بنایا۔ یہ لفظ گول مول تہا اسلئے اسمیں اکثر لوگوں نے دہوکہ کہایا ہے
کس سے کا مطلب مادہ بھی ہوتا ہے اور صفات کاملہ والا فاعل و خالق بھی۔ چونکہ حسب تعلیم
قرآن مادہ عالم کا بھی خالق اللہ ہی ہے۔ اسلئے کس سے۔ سوال کا جواب دیا ہے کہ اللہ قادر
الغنی خالق ہے حقیقی طور پر عالم کا بنانا اسکے اجزا کا بنانا اور اسکے مادہ کا بنانا آ۔ یہ لوگ
اللہ تعالیٰ کو انوپم اور سرب شکتیمان کہتے ہیں پہلے لفظ کے معنے لیس کمثلہ کے ہیں اور دوسرے
لفظ کے معنے ہیں القادر کے کیا معنے اپنے کاموں میں اللہ کسی کا محتاج نہیں اسیواسطے جب
سوال ہوا کہ وید اسنے کسطرح بنائے اور کس زبان سے بولے۔ کس قلم دوات سے لکہے تو یہی
جواب دیا گیا۔ کہ وہ سرب شکتیمان ان آلات کا محتاج نہیں مگر اس منتر کے باعث مادہ عالم کو
ازلی مان گئے۔ جسکا ذکر آگے آتا ہے۔ ہاں یہ بات یاد رہے کہ ان سوالات مذکورہ کے جوابات صرف
بطور دعوے ہی قرآن کریم نے بیان نہیں فرمائے بلکہ ہر ایک دعویٰ کی دلیل بھی دی ہے۔ مثلاً کس نے
بنایا جو پہلا سوال ہے۔ اس سوال کے جواب پر سیکڑوں دلائل دیئے ہیں۔

بطور نمونہ یہ ہیں۔

ا۔ لمی دلیل جسکو سنسکرت میں الزمان کی قسم میں پوردت کہتے ہیں۔ فرمایا ہے۔ اَللّٰہُ خَالِقُ
کُلِّ شَیْئٍ۔ وَھُوَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ (ب رعد) اللہ ہر ایک چیز کا خالق ہے اور اس دعوی کی
دلیل دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں بے ہمتا۔ اپنے صفات میں یکتا۔ اور افعال میں وہ
لیس کمثلہ ہے اور یہ تمام معانی الواحد کے ہیں جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی نسبت بولا جاوے۔ اور
وہ سب پر حکمران و متصرف ہے اور سب کو اپنے ماتحت رکھتا ہے اور یہ معانی القہار کے ہیں جب حضرت
حق سبحانہ وتعالے پر اسکا اطلاق ہو۔ آریہ سماج بھی اللہ تعالیٰ کو الواحد۔ القہار ان معانی میں

مانتے ہیں گو نتیجہ میں غلطی کرتے ہیں کیونکہ انکے یہاں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پاک اوم یم ست چت آنند ہے۔ اگرچہ عام ہندو بت پرستی کے باعث ایک کا کلمہ زبان پر کم لاتے ہیں۔ کیونکہ عام طور پر یہ لوگ جب وزن کرتے ہیں۔ اول اور ایک کے بدلہ پنجاب میں تو برکت برکت کہتے ہیں اور دوسری بار دوآ دوآ۔ غالبًا تمام ہندوستان میں یہی طرز ہوگا۔

اور القہار کے بدلہ اس کے ہم معنے لفظ برہم۔ پرمیشر احکم الحاکمین۔ رب العلمین کا نام لیتے ہیں۔ اب اللہ خالق کل شیئ کا دعوی جس مسلم بات پر مبنی ہے وہ الواحد القہار کا لفظ ہے کیونکہ اگر وہ ہر ایک چیز کا خالق نہ ہو تو کچھ چیزیں اسکی خلق سے باہر ہی ہونگی۔ اور جو اشیار خلق سے باہر ہونگی بہرحال وہ چیزیں ضرور کسی نہ کسی پہلو میں اللہ تعالیٰ کی شریک ہی ہونگی۔ جیسے آریہ کہتے ہیں کہ تمام ارواح حتی کہ کیڑے مکوڑے بلکہ درختوں کی روحیں بھی خدا کی بنائی ہوئی نہیں۔ مادہ عالم اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نہیں۔ زمانہ کاش بھی خدا کا بنایا ہوا نہیں وغیرہ تو یہ چیزیں بھی غیر مخلوق۔ دائمی اپنی ہستی میں خدا کی شریک ہوئیں۔ پھر یہ چیزیں نہ اپنی ذات میں خدا کی محتاج نہ اپنے خواص میں نہ اپنے عادات میں اور نہ اپنے افعال میں خدا کی دست نگر۔ بااین ہمہ خدا کو بے وجہ انپر حکمران ملتے ہیں۔ بلکہ جیسے منتر آئندہ میں ہے ان اشیار کو خدا کی مانند مانا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۳۱۔

۲۔ دوسری دلیل الی ہے جسکو سنسکرت میں الاہان کی قسم میں شیش وت کہتے ہیں۔ کیا معنی مخلوق سے خالق شناسی حاصل کرنا اور وہ اس طرح ہے کہ قرآن کریم میں ہے۔ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا (پ فرقان) اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں سب کا خالق ہے۔ دلیل یہ ہے کہ ہر ایک چیز ایک اندازہ پر ہے اور محدود ہے۔ اور یہ بات اگرچہ آریہ سماج اسے مانتے ہیں مشاہدات اور تجارب سے بھی ظاہر ہے اور ہر ایک محدود کے لئے حدبندی کرنیوالا ضروری ہے۔ اور مادہ وجیو کی حدبندی کرنے والا پھر خدا کے سوا کون ہے۔ پس وہ ہر ایک چیز کا خالق اللہ ہی ہے۔

۳۔ دلیل خلف۔ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ۔ أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَا يُوقِنُونَ۔ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ (پ طور)

کیا یہ لوگ خود بخود ہو گئے۔ (عدم سے وجود بلا مرجح کیونکر ہوا)۔ کیا یہ اپنے آپ خالق ہیں یہ بات ہمیں وجدان اور اپنی طاقتوں کے لحاظ سے غلط معلوم ہوتی ہے۔ اول تو اس لئے کہ جوں جوں ہم پیچھے جاویں کمزوری بڑھتی نظر آتی ہے۔ دوم ہم تجارب کے بعد بھی انسان کیا۔ کیڑا بنانے کے قابل نہیں۔ علاوہ بریں (اسمیں تقدم اپنی ذات سے۔ اور دور لازم آتا ہے)۔ کیا آسمانوں اور زمینوں کے یہ خالق ہیں یہ صریح غلط ہے اور اس سے تعدد آلہہ بھی لازم آتا ہے۔ کیا انکے پاس بے انت خزانے ہیں جنسے انکو پتہ لگا کہ یہ چیز مثلاً ارواح یا فلاں اشیاء مادہ و زمانہ وغیرہ غیر مخلوق ہیں نفس انسانی تو محدود ہے خدا کی بے انت باتوں کا احاطہ کیونکر کر سکتا ہے۔ کیا یہ آزاد ہیں اور کسی کے تحت و تصرف میں نہیں۔ یہ بات مشاہدہ کے خلاف ہر انسان کھانے پینے جنے مرنے سب میں کسی کے نیچے ہے اور کسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ پس جب یہ باتیں غلط ہیں تو خدا سب اشیاء کا خالق ہے۔

قیاس قرآنی سے فرمایا۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى (پ۲۸ حشر) اللہ تعالیٰ ہے اندازہ کرنیوالا (خلق کے معنے لغت عرب میں تقدیر کے بھی آئے ہیں اسی واسطے خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ (پ۱ بقرہ) بلفظ ماضی صحیح ہے) وجود بخشنے والا۔ اور رنگ برنگ صورتیں عطا کرنیوالا۔ تمام صفات کاملہ سے موصوف تمام نقصوں سے منزہ نیست سے ہست کرنیوالا۔ کیونکہ یہ ایک کمال ہے۔ اور خدا کو سب کمالات حاصل ہیں۔ خدا کو انسان اپنے پر قیاس نہ کرے کیونکہ انو ہیم لیس کمثلہ ہے۔ غرض اس طرح کے دلائل کا سمندر قرآن کریم میں موج مارتا نظر آتا ہے۔ ایک آیت لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (پ۲ بقرہ) پر اور اکیس پارہ کے رکوع مِنْ اٰيٰتِهٖ وغیرہ میں کوئی نظر کرنے والا نظر کرے۔ پہلی آیت کا ذکر تعلیم اسلام فقرہ نمبر ۲ میں ہے۔ پھر پیدائش کے اقسام قرآن کریم میں بتائے گئے ہیں مثلاً وہ خلق جو بدون وسائط بنائی جیسے فرمایا بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (پ۷ انعام) اور اول انسان کی نسبت فرمایا خلقت بیدی اور مثلاً وہ مخلوق جسمیں ملائکہ کو مظاہر قدرت بنایا ہے جیسے فرمایا يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ (پ۱۳ رعد) يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ (پ۴ ال عمران) فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا۔ (پ۳۰ نازعات) وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا (پ۲۹ مرسلات) اور اس مخلوق کا ذکر کیا جسمیں عناصر و ارکان کو اپنا ظاہر قدرت بنایا مثلاً احراق آگ سے۔ پیاس

بجھانا پانی سے وغیرہ وغیرہ۔ پھر مثلاً پیدائش انسان اول پر بڑا بسط فرمایا ہے جیسے فرمایا۔
انسان کو ہم نے ان اشیاء سے بنایا۔ من تراب۔ من طین۔ من حماء مسنون۔ من طین
لازب۔ من صلصال۔ من حماء۔ من صلصال کالفخار۔ اور آخر ونفخت فیہ من
روحی تک بیان کر دیا یہہ البشری سرشٹی میں انسان کا بیان ہوا۔ اور دیکھو کس تفصیل سے ہو
میتھنی سرشٹی انسانی پر فرمایا۔ من سلالۃ من طین۔ من نطفۃ۔ علقۃ۔
مضغۃ۔ عظام۔ کسونا العظام لحما۔ ثم انشأناہ۔ خلقاً اٰخر فتبارک اللہ۔ اور
خلقت کے متعلق یہ بھی ارشاد ہے۔ انکے اتقان حکمتوں کے لحاظ سے تو ان میں یہ حال ہے۔
ماتریٰ فی خلق الرحمٰن من تفاوت۔ اور باعتبار صفات کے اُنکی یہ حالت ہے وقد خلقکم
اطواراً۔ کیونکہ اصل ماء و طین و مٹی میں باہم بڑے بڑے تفاوت تھے پھر اسپر علاوہ غذاؤں
ہواؤں۔ روشنیوں۔ قرب بعد پانی کے باعث۔ جبال و بحار کے سبب۔ ماں باپ کی نیکی و بدی
بیماری و صحت۔ رنج و غضب ماں اور اُسکی ان غذاؤں کے باعث جو وہ حالت حمل و دودھ
پلانے میں کھاتی ہے صحبت۔ تادیب۔ تلقین۔ مذاہب۔ مطالعہ کتب اور لباس خوراک وغیرہ کے
باعث اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ نکتہ اختلاف کا تناسخ کے غلط مسئلہ کو باطل کر رہا ہے۔
البتہ اسلام اور قرآن ایسی پیدائش کو نہیں مان سکتا جسکے ماننے کا مدار صرف ایسے شلوک یا منتر
ہوں جنپر شواہد قدرت و عقل و فطرۃ کی گواہی نہیں۔ مثلاً دوا۔ سپرنا۔ سیجا۔ سکھایا۔ سمانم
برکھشم پرکھسوجاتی تیورنیہ پپلم سوادت انشنیو ابھی جاک شیت۔ اور اس کے
ضروری الفاظ کے معنے یہ ہیں۔ دو عمدہ پروں والے (یہ ایک خدا ہے اور دوسرا روح ہیں) ملے
دوستانہ طور۔ ایک جیسے۔ ایک درخت پر براجے۔ الگ الگ۔ ستیارتھ میں صفحہ ۲۷۵ میں اس منتر کو
لکھا ہے اور رگوید منڈل ۱۔ سکت ۱۶۴ منتر ۲۰ کا حوالہ دیا ہے۔ لفظی ترجمہ کسی مصلحت سے نہیں کیا گیا
مگر یہ تو لکھا ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے پرمیشور اور جیو دونوں ذی شعور اور جنہیں پرورش وغیرہ

سلہ مٹی سے۔ پانی ملی مٹی سے۔ متغیر گارے سے پھر معتدل سے پھر بولنے والے پھر پکے ہوئے بولنے والے گارے سے
سلہ خلاصہ۔ پانی ملا۔ تھوڑے سے مادہ سے ہو جونک یا خون کیطرح تھا۔ پھر اتنا بڑا ہوا جتنا چبانے کا لقمہ یا اس چبا
پھر ہڈیاں اور اسپر گوشت چڑھا پھر ہوتا جاتا بچہ بن گیا۔

صفات یکساں ہیں (یکساں کا لفظ قابل غور ہے الواحد کا مخالف ہے) اور جن میں باہم تعلق ہے (یہاں محیط محاط کا لفظ بڑھایا ہے) جو باہم مانوس اور قدیم اور ازلی ہیں ویسے ہی برکش درخت مشتمل بر جڑیں بصورت ازلیہ علت اور بصورت شاخیں معلول تیسری ازلی شے ہے۔ ان تینوں کے اوصاف عادات اور افعال ازلی ہیں۔ پھر لکھا ہے جیو بھلائی برائی کا پھل پاتا ہے۔ دوسرا پرماتما پھل نہیں بھوگتا۔ اور چاروں طرف جلوہ گر ہے۔

ارواح۔ خدا اور مادہ تینوں اپنی ماہیت سے تینوں جدا اور ازلی ہیں۔ میں کہتا ہوں یہی ترمورتی ٹرنٹی باپ بیٹا اور روح القدس ازلی کے لگ بھگ مسئلہ ہے گو مسیحی لوگ ان تینوں میں وحدۃ ذاتی مان کر وحدہٗ لاشریک کے بھی معتقد ہیں۔ مگر آریہ اب وحدہٗ لاشریک انو بھیم نہیں کہہ سکتے کیونکہ انکے نزدیک لاکھوں لاکھہ پروں والے اس کے شریک چیلوں کی طرح ایک پیپل یا درخت پر جو ازلی ہے۔ ازل سے رہتے ہیں ہم مانتے ہیں کہ یہاں کوئی روپا النکار کی گھڑت کام آسکتی ہے۔ جیسے سکت پرش میں النکار سے کام لیا گیا ہے مگر ہم نے انصاف طلبی کے لئے کتاب لکھی ہے۔

ہم نے اسے ٹرنٹی کے ساتھ تشبیہ دینے میں ممکن ہے کسی کے نزدیک قصور کیا ہو کیونکہ صفحہ ۲۸۲ ستیارتھ میں لکھا ہے کہ پرمیشور پرکرتی۔ کال۔ اکاش۔ جینو اور انکے گن۔ کرم سبھا و خواص عادات اور افعال بھی سب ازلی ہیں اس حساب سے کروڑ در کروڑ ازلی غیر مخلوق اشیاء ہو گئے۔ او تین ہی ازلی نہ رہے پس خدا آریہ کے نزدیک تمام صفات میں ایک نہ ہوا۔

لطیفہ۔ ہم پر تو فرشتوں کے پروں کا اعتراض ہے دیکھو سوال نمبر ۸۶۔ اور اپنے اندر روح بھی پروں والے۔ خدا بھی پروں والا اور پھر معلوم نہیں کہ انکے کتنے کتنے کروڑ پر ہونگے۔ اعتقاد کیا ہوا ہے۔ اِنصاف! اِنصاف!! اِنصاف!!! النکار کو ہم جانتے ہیں۔ معجزہ قرآنیہ اور ملائکہ کا دست تصرف اسلام کی نصرت کے لئے اس پیدائش کے مضمون میں ستیارتھ کے صفحہ ۲۷۰ میں خدا کی صفت میں لکھا ہے ”کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا“ اور یہی اعتراض سوال نمبر ۲۵ میں تم نے قرآن کریم پر کیا دیکھا خدا کا دست تصرف کس طرح ستیارتھ میں لکھوایا کہ تیرے اعتراض کے وقت تیرا مونہہ سیاہ کرے ذرہ دونوں کتابیں کھولکر ترک اسلام صفحہ

اور ستیارتھ صفحہ نمبر ۲۷۷ دیکھو۔

ستیارتھ میں ایک سوال لکھا ہے۔ تیتری اُپ نشد کا قول ہے۔ اُس پرمیشور اور پرکرتی سے آکاش خلاصہ یعنی جو جوہر بشکل ظلمت سب جگہ پھیل رہا تھا اُسکو اکٹھا کرنیسے اوکاش (خلا) پیدا ہوتا ہے حقیقت میں آکاش کی پیدائش نہیں ہوتی کیونکہ بغیر آکاش کے پرکرتی اور پرمانو کہاں ٹھیر سکیں۔ آکاش کے بعد وایو وایو کے بعد اگنی۔ اگنی کے بعد جل۔ جل کے بعد پرتھوی۔ پرتھوی سے نباتات۔ نباتات سے اناج۔ اناج سے نطفہ۔ نطفہ سے انسان یعنی جسم پیدا ہوتا ہے۔ یہاں آکاش وغیرہ کی ترتیب ہے اور چھاندوگیہ میں اگنی وغیرہ اَیتریے میں جل وغیرہ کی ترتیب سے دنیا کی پیدائش بتائی ہے۔

ویدوں میں کہیں پُرش (پتی) کہیں ہرنیہ گربھ (پرمیشور) وغیرہ سے میمانسا میں کرم (فعل) ویشیشک میں کال (زمان) نیائے میں پرمانو (ذرات) یوگ میں پُرشارتھ (جیو کیلئے) سانکھیہ میں پرکرتی (مادہ) اور ویدانت میں برہم (پرمیشور) سے دنیا کی پیدائش مانی ہے اب کس کو سچا اور کس کو جھوٹا مانیں؟ دیانند نے ۲۹۰ میں جواب دیا ہے۔ اسمیں سب سچے کوئی جھوٹا نہیں۔ جھوٹا وہی جو اُلٹا سمجھتا ہے۔

اب ہم اس بحث مبدا کو ختم کرتے ہیں۔ مگر صرف یجروید کے پرش سکت کے تین وید منتروں کی طرف اشارہ ضروری سمجھتے ہیں تاکہ ناظرین کو انصاف اور غور کا موقع ملے۔ کہ اسلامی صفات الٰہیہ اور آریہ سماج کے ویدک صفات میں کیا فرق ہے۔

اول یجروید ا۳۱۔ ادھیائے کا پہلا منتر ہے۔ سہسر شیرشا پُرشا۔ سہسر۔ اکشا۔ سہسر پات۔ سبھومی گونگ سَپرتوا۔ تت شٹھ۔ ونش۔ انگلم۔ ترجمہ۔ ہزاروں۔ سروں والا۔ پرش۔ ہزاروں۔ آنکھوں والا۔ ہزاروں پاؤں والا۔ زمین کیسا تھ ہر جگہ سمایا ہوا۔ ہر جگہ علیحدہ۔ قائم۔ دس۔ انگلی پرے ہم نے یہ لفظی ترجمہ لکھا ہے۔ اور اسکے قرائن بھی ہیں سہسر تسی ہزار پنجابی ہے۔ ہزاروں اردو ہے۔ سر سیا۔ سر۔ اکشا آنکھ۔ پات پاؤں وغیرہ۔

یجروید ادھیائے ۳۱ کے تیسرے منتر میں ہے سب مین اور تمام خلقت خالق کی ایک جزو میں ہیں اور اس خالق کے تین حصّہ فنا سے محفوظ عظمت و نور میں ہیں۔

میں کہتا ہوں یہ جگت تو محدود ہے۔ پس نعوذ باللہ خدا کا ایک حصّہ تو محدود ہوگیا جب محدود ہے تو تم بھی محدود ہوگیا۔ اور موجودات کیے باہر تین کی تقسیم تثلیث کی شکل ہے پس آریہ سماج اب کم سے کم مسیحی مذہب کو ضرور مانے اور چوتھا منتر بھی قریباً اسی کا ہے ہم آریہ سماج سے بمنت چاہتے ہیں کہ وہ ان تین منتروں کے لفظی ترجمہ کو شائع کرلیں لفظی ترجمہ کے بعد جو معنے چاہیں کہیں۔ تشبیہ بتائیں استعارہ کہیں انکو اختیار ہے انکار یا دھیان بنائیں مختار ہیں

اشکم الحکیمین
ہمہ عالم

ہوا، آگ، پانی

نمبر۲ - قیامۃ پر اعتراض

قیامت کے ثبوت میں یہ ایک نرالہ مضمون ہے اور اس طرز کو مینے کہیں اور جگہ دیکھا نہیں۔ مگر میرے ایک نہایت پیارے دوست جو لبسبب مدرس ہونے کے ریاضی دان تھے انہوں نے مجھ سے محبت اور حسن ظن کے باعث ایک بار فرمایا کہ قرآن کریم میں قیامت کے ثبوت صرف امکان قیامت کو ثابت کرتے ہیں مثلاً کھیتوں سے تشبیہ۔ سونے۔ اور جاگنے کی تشبیہ سے قیامت اور حشر اجساد کو بعد الموت ثابت کیا گیا ہے۔ مینے عرض کیا۔ مولینا آپ ریاضی دان ہیں اسلیئے میں ایک ریاضی کا مسئلہ عرض کرتا ہوں جو بغت قیاس اربعہ متناسبہ کا قاعدہ رول آف تھری آپکے یہاں اور عقلا کے سامنے مسلم اور صحیح ہے کہ نہیں فرمایا کہ صحیح ہے۔ مینے عرض کیا کہ نیاز مندیہی طریق ثبوت قیامت کا قرآن کریم سے حضور کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بطور مثال چند آیات سُناتا ہوں سورہ بقرہ پہلے پارہ میں آتا ہے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (پ بقرہ) ترجمہ کیا اس تحریر کا کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ سے انکاری ہو گئے ہو بس کوئی نہیں سزا اسکی جو ایسا کرے تم میں سے۔ مگر یہ کہ ذلیل ہو اس دنیا میں اور قیامت کے دن بڑے عذاب کی طرف بھیجے جاوینگے اور اللہ غافل نہیں تمہاری کرتوتوں سے۔

تفصیل - مدینہ کے بارعب بنی اسرائیل یہود کو یہ خطاب ہے۔ یہ لوگ مدینہ کے نواح میں خیبر فدک وغیرہ کے مالک تھے اور بڑے جاہ و حشم کی جماعت تھی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے معاہدہ کیا تھا۔ آخر ان بدعہدوں نے اس عہد نامہ کے بعض حصوں کی خلاف ورزی کی۔ اور یہاں تک گستاخی میں بڑھے کہ استیصال اسلام کی دھمکیاں دیں۔ ان کے متعلق یہ آیت قرآن کریم میں ہے اسمیں دو خبریں دی ہیں اول یہ کہ اس بدعہدی پر تم دنیا میں ذلیل ہو گے۔ اور یہ امر بظاہر محال تھا۔ کیونکہ ایک طرف کمزور قلیل جماعت اسلام کی اور مقابلہ میں یہ زبردست زمینوں کے مالک تجارتوں میں ممتاز۔

دوسری خبر یہ ہے کہ قیامت میں تمہیں عذاب ہوگا۔ یہ دو اطلاعیں قبل از وقت دی گئیں۔ پھر تیسری بات یہ ہے کہ وہ قوم بارعب صاحب جاہ و حشم مع تمام قبائل عرب کے جنکو احزاب کہتے ہیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ مگر آخر وہ یہود عرب سے جلا وطن کیئے گئے۔ انکا نام بنو نضیر اور بنو قینقاع تھا اور قوم

قریظہ کے یہود بالغ سب کے سب مارے گئے۔ دیکھو دنیوی خبر اور اخروی خبر دو خبریں تھیں اور انکے مقابلہ میں دو واقعات تھے۔ جنکے متعلق وہ خبریں تھیں ایک خبر نے اپنے واقعہ کے ساتھ صداقت کی مہر لگادی ہے کہ دوسری خبر عذاب قیامت بھی اپنے واقعہ کو ضرور لائیگی۔

۲۔ دوسری دلیل اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (پ ۲۴ مؤمن) ترجمہ۔ ہم اپنے مرسلوں اور کامل مؤمنوں کو جو ہمارے کہے پر چلتے اور ہمیں مانتے ہیں نصرۃ وامداد و تائید دیتے رہے اور دیتے رہیں گے۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن۔

اب تمام ماموروں مرسلوں اور انکے سچے ساتھ والوں کی تاریخ دیکھ ڈالو کس طرح بے کس و بے بس بے یار و غمگسار دنیا میں آتے ہیں۔ مثلاً یوسف علیہ السلام کو دیکھو۔ زبردست طاقت و جماعت نے انکے ساتھ کیا کیا۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کامیاب اور وہ سب کے سب باہمہ عصبیت ناکام و نادم ہوئے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کیسے زبردست تھے پھر کیسے نامراد ہلاک ہوئے۔

تائید و نصرۃ مرسل کے بارے دو خبریں ہیں ایک دنیا میں تائید و نصرۃ کی دوسری بعد الموت کی۔ ان دو میں سے ایک واقعہ نے دنیا میں اپنی خبر کے مطابق ظہور کیا۔ پس اسی مناسبت سے دوسری خبر جو اسی کے ساتھ ہے اپنے واقعہ کے ساتھ ضرور ظہور پذیر ہوگی۔

۳۔ فرعون و موسےٰ علیہ السلام کے مابین جنگ ہورہی ہے ایک طرف ایک طاقتور بادشاہ ہے جو مدمقابل کو کہتا ہے تو ہمارا نمک پروردہ اور تیری تمام قوم ہماری غلام ہے۔ ان دونوں کے درمیان الٰہی نصرۃ کا وعدہ ہوتا ہے۔ کہ موسیٰؑ انکی شرارتوں سے محفوظ رہیں گے اور فرعونی بالکل غرق ہوکر عذاب آخرۃ کے مستحق ہوں گے۔ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا (پ ۲۴ مؤمن) پھر دیکھ لو ان تینوں علوم نے کیسی زبردست قوت سے قیامت کو ثابت و محکم کردیا ہے۔

عمائد منافقین مدینہ کو کہا کہ شرارتوں سے باز آجاؤ والا اس جہان اور قیامت میں دکھ پاؤ گے جیسے آیت ذیل میں آیا ہے۔ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پ ۱۰۔ توبہ) اب غور کرو کہ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کی یہ خبر ہے کہ انکو عذاب دیں گے اس دنیا میں اور انکے لئے عذاب ہے

آخرۃ میں۔ پھر ایک اور خبر ہے کہ انکا کوئی والی وارث یا دوست نہوگا اور تیسری خبر ہے کہ انکا کوئی مددگار نہ ہیگا۔ پھر دیکھو یہ تینوں خبریں کسطرح اپنے وقوع کے ساتھ ہمیں دنیا میں نظر آگئیں۔ جب یہ علوم اپنی مناسبت سے صحیح ہوگئیں تو تیسرا علم جو انہیں کا مساوی ہے کیونکر صحیح نہ ہوگا کہ قیامت میں عذاب پاوینگے۔ اب تباؤ اس سے بڑھ کر دیانند نے مابعد الموت حالت کا کیا ثبوت دیا ہے۔ ہاں البتہ قرآن اور اسلام یہ نہیں کہہ سکتے کہ آدمی گتے بنتے۔ سؤر اور درخت اور کیڑے مکوڑے بنجاتے ہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ ایک مہاں پرلے آویگی جسمیں رات پڑ جائے گی اور اللہ تعالیٰ (پرمیشور) اسوقت اپنی صفات یا اکثر صفات جزاؤ سزا رحم رزق۔ وغیرہ سے معطل و بیکار ہو جائیں گے یا سوئیں گے اور اُنکو تھی اُنکے پاؤں ملیگی۔

اسلامی اصطلاح میں قیامت کے لفظ کے معنے تو بہت ہیں۔ مگر مشہور یہ دو ہیں اوّل من مات فقد قامت قیامتہ (احادیث کا فقرہ ہے) جو مر گیا اسکی قیامت قائم ہوگئی۔ دوم مابعد الموت حشر اجساد کے وقت جب سعید و شقی بالکل الگ الگ ہو جائیں گے اسکا نام قیامت ہے۔ مابعد الموت کوئی جیلخانہ نہیں اور وہ کوئی حوالات نہیں۔ قبر میں داخل کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے جیسے قرآن کریم میں فرمایا فاقبرہ کہ قبر میں اللہ تعالیٰ ہی داخل کرتا ہے۔ اور وہ قبر جس میں اللہ تعالیٰ داخل فرماتا ہے۔ وہ ایک باغ ہے بہشت کے باغوں سے جیسے فرمایا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے القبر روضۃ من ریاض الجنۃ یا وہ گڑھا ہے دوزخ کے گڑھوں سے جیسے فرمایا او حفرۃ من حفر النیران۔ اور قرآن کریم میں ملا ذکر ہوا ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ پر ایمان لانیوالا بعد الموت معاً جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور شریر نار میں جیسے فرمایا قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ (پ۲۳ یسین) اور منکروں شریروں کے لئے فرمایا گیا ہے مثلاً فرعون اور فرعون کے ہمراہیوں کے لئے اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا۔ (پ۲۹ نوح) ہاں حشر اجساد کے وقت آخر عظیم الشان تفرقہ سعید و شقی میں کر دیا جائے گا اسیواسطے اسدن کا نام یوم الفصل آیا ہے۔ پارہ ۳۰ کی پہلی سورہ۔ مگر وہ حالت سوست جنت و نار کے دخول کی مانع نہیں۔ حضرت امام علیہ السلام نے تقریر جلسہ اعظم مذاہب میں تقریر مفصل کی ہے۔ جو قابل دید ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق فہم دے۔

نمبر ۳۔ کفر پر اعتراض کیا ہے کہ اسلام مخالفوں کو کافر کیوں کہتا ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ جو مقول

پسند ہے یا اسلام ہی وہ کافر ہے۔ پس اسکا پہلا جواب تو یہ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ دوسرا جواب ہے مثلاً ہم روح کو (نفس جان) ازلی غیر مخلوق نہ ماننے کے باعث آریہ کے اس قول کے منکر ہیں مثلاً میں مادہ عالم کے غیر مخلوق ماننے کا کافر۔ تناسخ کا کافر ہوں۔ بہمول انبیاء ورسل کے کافر ہیں۔ تم لوگ وحدہٗ لاشریک خالق کل شیئ۔ مرسل آدم وابراہیم موسیٰ وخاتم الانبیاء کے کافر ہو۔ مسیحی وحدہٗ لاشریک لہٗ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ کے کافر ہیں۔ کافر کے معنی منکر کے ہیں جو کوئی کسی بات کا منکر ہے اسکا کافر ہے اس پر اعتراض کیا ہے دیکھو صفحہ نمبر ۲۰۳ یا آخر کتاب میں لطیفہ تیسرا اعتراض کیا ہوا۔

نمبر ۴۔ شرک پر اعتراض۔ شرک کے معنی ہیں ساجھی کرنا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت وتعظیم میں کسی غیر کو اللہ تعالیٰ کا ساجھی بنایا وہ مشرک ہوا جسنے ہُوَ الاوّل میں مادہ عالم کو نفوس کو ساجھی بنایا وہ مشرک ہے وغیرہ۔ اور اسلام تو شرک کا ایسا دشمن ہے کہ کہتا ہے۔ اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ (پ نسا) اب اس سے زیادہ نفرت کے کلمات شرک کے متعلق دیکھنا چاہو تو دیکھو جواب نمبر صفحہ ۵۰ سے ۵۶۔

نمبر ۵۔ اعتراض ہے قرآن صلحکاری کے مخالف ہے۔ جواب جھوٹ کہتے ہو۔ قرآن میں ہے۔ اَلصُّلْحُ خَیْرٌ۔ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللہِ (پ شوریٰ) وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا (پ انفال) کے ارشادات ہیں۔

نمبر ۶۔ عورتوں کے متعلق بار بار قرآن پر اعتراض کیا ہے اور ہم نے عورتوں کے حقوق کو اول تعلیم اسلام میں دکھایا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۵ و ۱۶۔ اور فقرہ نمبر ۷ کی فہرست کہ آریہ درحقوق نسواں میں بڑے ظالم ہیں۔

نمبر ۷ ذبح وگوشت پر اعتراض۔ جواب دیکھو بحث صفحہ نمبر ۸۰ و ۸۱ و ۹۳ و ۱۰۰ و ۱۰۹ و ۱۱۳ اگر جانوروں کو معصوم کہا ہے اس پر تعجب ہے کیونکہ اگر جانور معصوم ہیں تو وہ اواگون کے نرگ میں کیوں ہیں۔ کیا یہ ظلم ہے

نمبر ۸۔ شراب پر اعتراض جواب شراب قرآن میں ممنوع ہے دیکھو صفحہ نمبر ۱۷۔ اور ہم ہرگز پسند نہیں کر سکتے کہ جسکو ہمارے پاک قرآن شریف نے حرام کیا۔ اس کے جواز کی سندیں تمہارے گھر سے نکالیں اور ہم یہ کہیں کہ سام وید نے کیسی تعریف اسکی کی ہے۔ اور سنسکرت میں اسکا نام سُرا پان کیوں ہے ہاں آنا بتاتے ہیں۔ کہ خمر قرآن میں انگور کو کہا ہے اور الخمر مسکر کو فرمایا ہے۔ اسواسطے الخمر حرام ہے اور خمر یعنے انگور حرام نہیں۔

نمبر ۹ - حور عدہ - پاکیزہ بی بی کا نام ہے - اس کا جواب سوال نمبر ۱۴ صفحہ ۸۰ میں دیکھو۔
نمبر ۱۰ - غلمان جمع ہے غلام کی - اور ولدان جمع ہے ولید کی یہ دونوں لفظ بیٹوں۔ جوان خدمتگاروں کے بیٹے ہیں۔ اس کا جواب سوال نمبر ۴۲ میں دیکھو۔
نمبر ۱۱ - اَسَاوِرَ مِن فِضَّۃٍ (پ ۲۹ دھر) اور دیکھو کا جواب سوال نمبر ۴۳ صفحہ ۸۰ میں آیا ہے اور قرآن کریم میں وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (پ ۲۷ رحمن) میں دو جنتوں کا وعدہ کیا ہے ایک دنیوی اور دوم بعد الموت - ایک وہ ہی - جسکو توریت کے باب ۲ - ۱۵ میں جنت عدن کہا ہے اور مسلم کی صحیح میں۔

ضمنی سوالات ۵

سوال اور ان سوالوں کے مختصر جواب جو لاہور کے ایک معزز دوست نے پیش کیے کہ دفتروں میں آریہ سماجی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہماری جماعت لاہور کے وہ صاحب اور اسکے نیچے چراغ ہوں - آمین یارب العالمین۔

سوال (۱) مسجد خدا کا گھر ہے۔ پس خدا محدود ہوا (۱) **الزامی جواب** منو ۱ - ۱۰ میں ہو سنسکرت میں پانی کو نارا کہتے ہیں وہ پہلے پرماتما کا گھر تھا اس لئے پرماتما کو نرائن کہتے ہیں۔ اور رگوید آدی بھاشیہ بھومکا ترجمہ نہال سنگھ کرنالی کے صفحہ ۱۴۳ بحوالہ دید کہا ہے - جس ملک میں علم اور دھرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے وہ میرا مقام مالوف ہو۔ اصل وید کے منتر بتانے کے لئے آریہ سماجی ابر ذمہ دار ہے اور اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے وعظ توحید شروع ہوا - اسی معظمہ کا ان نے مسئلہ توحید کی تائید کی اور شرک کا استیصال کیا - قومی نفاق - اور طوائف الملوکی اور خانہ جنگیاں عرب کی دختر کشی - شراب - اور خطرناک قمار کا اس ملک میں نام و نشان نہ چھوڑا - اتباع میں نفاق و کسل و کاہلی کے بدلہ - آزادی - صبر و ہمت واخوت وہمدردی وشجاعت واستقلال اور عزم کو پیدا کر دیا - اب بتاؤ یہ مکان خدا تعالیٰ کا یہ مقام مالوف ہوا اور گھر نہ ہو تو اور کونسا ہو (۲) خاص نسبت اور تعلق کے لیئے اضافت ہوا کرتی ہے اس سے کوئی عقلمند منکر نہیں - اسلامی مساجد (سجدہ گاہیں) صرف الٰہی عبادت کی جگہ ہیں اور محض اللہ ہی کی رضامندی کے لیئے بنائی جاتی ہیں اسواسطے انکو بیوت اللہ اور ایک ایک کو بیت اللہ کہتے ہیں کیا معنے کہ ان گھروں میں صرف اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے اور بس۔ مثلاً خانہ کعبہ میں اندر جا کر صرف دو رکعت نماز یا دعا کی جاتی ہے اور اس کے اندر کسی مخلوق کا بت نہیں رکھا گیا اسلیے اسکو بھی بیت اللہ کہتے ہیں۔ اور تمہارے ناموں سے زیادہ تر اس نام میں سچائی مد نظر ہے مثلاً

ویدک کالج اس کے معنے ہیں وید کا کالج - بڑے بڑے وید کے عشاق نے اس میں عمریں وقف کیں اپنی محنتوں کا روپیہ دیا - مگر کیا اس میں وید ہی سنایا جاتا ہے اور کچھ نہیں !!! - اسی طرح **گروکل** میں بڑے بڑے ویدوں کے فدائی مہتمم ہیں مگر کیا اسمیں صرف وید کی تعلیم ہے !!! -

س ۲ - مسلمان بزرگوں کا ہاتھ چومتے ہیں - اور یہ شرک ہے - **الجواب** - چومنا شرک ہے یا نہیں - اسکا جواب ہم منصف مزاج بیاہی لوگوں پر ڈالتے ہیں گو آریہ ہوں بلکہ آریہ سماج ہوں - مگر ہمیں یہ تردد ضرور رہیگا کہ منوجی - ۹ - ۶۰ میں ارشاد ہے کہ بدن پر گھی لگا کر خاموش ہو کر کے بیٹا لینا - اور منوجی ۹ - ۱۴۷ میں ہے - کہ وہ بیٹا کام سے پیدا ہوتا ہے تو دولت نہیں پاتا اور کام کے پیدا ہوئے بیٹے کے معنے نارد رشی نے یہ کیے ہیں - کہ وقت جماع عورت کے مونھ سے مونھ نہ لگاوے نہ عضو سے عضو - حرف ...
اب جسقدر آریہ لوگ اپنی والدہ کے خاوندوں کا مال و دولت لیتے ہیں - وہ کیونکر حلال ہوگا - اور کیونکر جائز ہوگا - کیا وہ اسی طرح پیدا ہوئے اور کیا اس بات کا کوئی گواہ بھی ہوتا ہے کہ نہیں اور کیا آریہ کے عقلمند لوگ اس ترکیب و قانون کو پسند فرماوینگے - گو اس عجیب و غریب حکم کی تلافی جہاں رشی دیانند جی کا اس ارشاد سے ہو سکتی ہے جو ستیارتھ پرکاش میں دیا ہے - ہم تو شرم کے مارے اسکو بر انقل نہیں کر سکتے - مگر سپارش کرتے ہیں کہ گربھادہان سنسکار کے نقرہ - ۴۲ سملاس کا مطالعہ فرمائیں - کہ کس طرح کوک شاستر اور اپنے پرانے شیوست کو نبا ہا ہے -

پھر ماں - باپ - اچارج کی سیوا - خدمت - پرم تپ (عبادت اعظم) ہے کا ریتہ اگنی یتہ وکشنی اگنی ماتا اور آہوتی اگنی - گرو ہیں - پہلی عبادت سے بھولوگ - دوسری سے انترکش لوگ تیسری سے برہم لوگ ملتا ہے - منو ۲ شلوک ۲۲۹ - اور ۲۳۱ و ۲۳۳ - آپ تو چومنے پر معترض ہیں یہاں عبادت غیر اللہ موجود ہے -

س ۳ - مونھ قبلہ کو کرتے ہیں - اس کا **مفصل جواب** دیکھو سوال نمبر ۱۸ - اور صفحہ نمبر ۴۹ - اور الزامی جواب کے لیے دیکھو منو ۲ - **شلوک** ۷۵ - اور ۷۶ - ۷۵ - پورب مونھ کش کے آسن پر بیٹھ کر پوتر پوتر ہو کر تین بار پرانایام کرے - تب اونکار کہنے لائق ہوتا ہے ۷۶ - اکار - اکار مکار تین - الگ ہشر (مقطعات) بھوہ - بھوہ - سوہ - پڑہے - یہ عطر وید ہے جو برہما نے نکالا - اور حقیقت یہ ہے - کہ توجہ مکہ معظمہ کیطرف اسلامی نماز میں پانچوقت یک جہتی کی تعلیم ہے - بے جہت نفس روح و جان بے جہت کے صفات الٰہیہ کا دھیان کرے اور اس کے حضور دعا و تعظیم کرے - اور با جہت جسم یکسو ہو کر توجہ کرے - شاید آریہ لوگ ہون کے وقت

ملہ اشنان - پھر گرو - ملہ مشرق ملہ گہانس - ملہ گدیلے ۱۱

آگ کیطرف پیٹھ دیکر وید منتر پڑھتے ہوں۔

س ۴ - نبی کریم پر الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں ۔ جواب - صلوٰۃ کے معنے ہیں خاص رحمت کی دعا
اور ہر ایک مذہب الہامی میں مسئلہ دعا کرنے کا ثابت ہے ۔ تارک اسلام نے بھی بار بار لیکچر میں دعا اور
مورد دل سے سامعین کو اپنی طرف متوجہ ہونے کے لئے دعا کا لفظ استعمال کیا ہے ۔ بلکہ عام بت
پرست بھی جس کسی کو اپنا نفع رساں سمجھتے ہیں ۔ انکے حضور اپنی امید و بیم کو بطور عرض پیش کرتے
ہیں ۔ پس حقیقۃً وہ بھی انکے آگے دعا کرتے ہیں ۔ اسی طرح صلوٰۃ ایک خاص فعل ہے جو تمام متبعان
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا مطالعہ کرکے آپکے حق میں
جناب الٰہی میں کرتے ہیں ۔ اور ازبس کہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ دعا ضائع اور اکارت نہیں جاتی
اس لیے ثابت ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو تیرہ سو سال سے کروڑ در کروڑ مرد و زن
بچے بوڑھے دعائیں لگاتار کرتے رہے اور کرتے ہیں اور اسطرح دنیا کے کسی ہادی کے لیے دعائیں
نہیں کی جاتیں ۔ پس وہ مدارج میں تمام دوسرے ہادیوں سے معزز و ممتاز ہیں اور ہوں گے ۔
بڑے بد قسمت ہیں وہ جنہوں نے صلوا علیہ وسلموا کے امر کی تعمیل چھوڑ دی ہے ۔ یہاں ہم سورۃ
ن کا ابتدائی حصہ لکھ کر مضمون کو ختم کرتے مگر مناسب معلوم ہوا کہ اسکا ابتدائی حصہ فقرہ [illegible]

س ۵ - حجر اسود کے چومنے سے لوگوں کے گناہوں کا دور ہونا اور پتھر کا رنگ بسبب گناہوں کی
سیاہی پر آنا معارج النبوۃ میں لکھا ہے ۔ پس یہ اسلام کی خام خیالی ہے ۔ الجواب ۔ اول معارج النبوۃ
کے حوالہ پر مکذب نے اسلام پر الزام لگایا ہے ۔ حالانکہ معارج النبوۃ قرآن کا نام نہیں ۔ اور نہ کسی حدیث
یا الہامی کلام کا ۔ قرآن کریم میں حجر اسود کا تذکرہ ہی نہیں اور اسوقت آپ اسلامی الہامات پر حملہ کر رہے
تھے ۔ کیا آپکو غضب و طیش میں کچھ یاد نہ رہا ۔ کہاں سے کہاں نکل گئے ۔ غور کرو ۔ اپنا قول تکذیب جو
صفحہ ۱۰۲ میں ہے "میں اسجگہ واجب جانتا ہوں کہ اسلامی الہاموں کی غلطیاں بتاؤں" پھر ان
غلطیوں میں اس غلطی کو بھی درج کر دیا ۔ بنظر آپکے فقرہ مرقومہ تکذیب صفحہ ۱۰۱ ہمیں بے اختیار کہنا پڑا
کہ مکذب کا یہ دعویٰ بھی مثل اُسکے اور دعاوی کے محض بے دلیل ہے ۔ دوم ۔ اصل بات یہ ہے کہ بہت مدت
سے تصویری زبان کا دنیا میں رواج تھا اور اب بھی ہے ۔ مجھے امید ہے کہ میرے اس دعویٰ میں کسی کو

؎ یہ مضمون لیکھرام کے مقابلہ میں تصدیق کے حصہ دوم میں تھا وہی نقل کر دیا گیا ۱۲ منہ

انکار نہ ہوگا۔ اور اگر کسی کو ہو تو سری رامچندر جی اور شیو جی کے تصویری قصص ہندوؤں کے
پاس خصوصًا ہند کے قدیم مصوّروں کے پاس موجود ہیں دیکھ لے) رومی سکندر جسکو دانیال
نے ذوالقرن ایک سینگ کا بکرا خواب میں دیکھا ہے۔ دیکھو دانیال باب ۸) اور دارا ایرانی بادشاہ کی
تصویری زبان میں (گفتگو) عام نظموں میں موجود ہے پڑھ لو۔ اس تصویری زبان کی کتابیں اطلاعات
ہند میں بکثرت موجود ہیں۔ تصویری زبان ان بلاد میں جہاں تعلیم کا رواج کم ہوتا ہے یا بالکل نہیں ہوتا۔ زیادہ
استعمال کی جاتی ہے۔ بلکہ اکثر تصویری زبان بہ نسبت تحریری کے زیادہ قوی ہوا کرتی ہے۔ اسیواسطے
یادگاروں کو عقلاء اور حکماء اکثر تصویری تحریروں میں ادا کرتے ہیں۔ عیسائی جنکے بھروسہ پر آپ اسلام پر
معترض بن بیٹھے ہیں۔ اور اس زمانہ میں جس قوم کے اطوار نیو فیشن لوگوں کے نزدیک آسمانی کتب کی
بڑھکر مستحکم اور قابل اتباع نظر آتے ہیں۔ وہ قوم تصویری زبان کی کیسی قائل ہیں کہ انکے اخبار جنہیں گرافک
کہتے ہیں تصویری زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ یہود میں ایک پولا ہلانے کی رسم تھی جسکا ذکر احبار ۲۳ باب
میں ہے۔ عیسائیوں نے اس کو مسیح کا جی اُٹھنا یقین کیا۔ قرنتی باب ۱۵ و ۲۰ یوشع بن نون نے یردن
سے گذرتے وقت بارہ پتھر اُٹھائے۔ یوشع باب ۴ وہ بقول عیسائیوں کے بارہ حواریوں کی پیشگوئی
تھی۔ یہود اور عیسائی غیر قوموں کو اور بعض خواص کو پتھر کہتے تھے یہ انکا محاورہ تھا۔ پطرس کو پتھر اسی
واسطے کہا کہ کلیسا کے لیئے وہ فون ڈیشن ستون ہوا۔ ان باتوں پر غور کرو۔

اب اس تمہید کے بعد واضح رہے کہ کتب مقدسہ میں ایک پیشگوئی بہ نسبت حضرت خاتم الانبیاء
صفی الاصفیا بہت زور سے مندرج تھی۔ دیکھو لوقا ۲۰ باب ۱۶ و ۱۷۔ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا وہی
کونے کا سرا ہوا۔ اور دیکھو زبور ۱۱۸ ۔ ۲۲ ۔ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہو گیا ہے۔
متی باب ۲۱۔ آیت ۴۲ و ۴۴ غرض یہ ایک بشارت ہے۔ جو کئی کتب مقدسہ میں مندرج ہے۔ اسی بشارت اور
اسی پیشین گوئی کے اظہار و تصدیق کے لیئے مکہ معظمہ کی بڑی عبادت گاہ میں بطور تصویری زبان کے
حجر اسود کونے پر رکھا گیا تھا۔ محمد یونسی پہلے سالہا سال سے یہ پتھر ابراہیمی عبادت گاہ کے کونے پر منصوب
تھا۔ اور عرب کے لوگ اسے چومتے اور اس سے ہاتھ ملاتے۔ گویا قدیم زمانے میں نبی عرب سے پہلے یہ فقرہ تصویری
طور پر مکہ معظمہ کی مقدس مسجد پر لکھا تھا۔ کہ اس شہر میں وہ کونے کا پتھر جسے یہود اور عیسائی رد
کریں گے ظاہر ہوگا۔ جسکا ذکر مقدسہ کتب میں موجود ہے۔ اور روحانی طور پر یوں کہا جائیگا کہ نبوت

اور رسالت کی عظیم الشان اور مستحکم عمارت جو انبیاؑ اور رسولوں کے وجود با وجود سے تیار ہوئی
ہے۔ اس میں رسالت مآب کی گرامی ذات کونے کی آخری اینٹ ہے جس سے وہ عمارت پوری ہوئی
انکی بیعت رحمٰن کی بیعت۔ اور انکی اطاعت رحمٰن کی اطاعت ہے۔ کیونکہ جو کچھ وہ بولے الٰہی بلانے
سے بولے۔ حضرت رسالتمآب نے بھی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ وغیرہ مثلی ومثل الانبیاء
کمثل قصر احسن بنیانہ وترک منہ موضع اللبنۃ الی ان قال فکنت انا سددت
موضع اللبنۃ وفی روایۃ فانا تلک اللبنۃ (ترجمہ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اُس
محل کی ہے کہ وہ بہت خوبصورت بنایا گیا اور ایک اینٹ کی جگہ اُس میں خالی رکھی گئی میں وہی اینٹ ہوں
کیسی صاف اور واضح صداقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جہاں عدو نکتہ چینی کے لئے انگلی
رکھتا ہے وہیں سے معارف کا خزانہ نکل آتا ہے۔ اگر مخالف خردہ گیری نہ کرتے تو یہ صداقتیں دُنیا پر کیونکر
ظاہر ہوتیں فللہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ۔

فقرہ ششم۔ آریہ کے احکام جنگ اور اسلام کا مقابلہ:۔ دھارمک پرشوں کو چاہیئے کہ
تیجسوی سبھا دکھش راجہ کے ساتھ ملکر بیگ سے آتن کے پدارتھوں کو ہرلی کھوٹے سبھا ویکت اور اپنے دیجی
اچھا کرنیوالے ڈاکوؤں کو بلا انکو پربت آدی اکانت تھانوں میں نبی ہوئے گھروں میں گھسا کر اور باندھ کے
انکو قید میں رکھیں (دیانندی بہاشیہ صفحہ ۷۰۳ یسوکت ۳۶)

سبھا دکھش آدی راج پرشوں اور پرجا کے منشوں کو چاہیئے کہ جس پرکار اگنی آدی پدارتھ بن آدی کو
بھسم کر دیتے ہیں (جسطرح آگ جنگل کو جلاتی ہے) ویسا ہی دُکھ دینے والے شترو جنوں کو بناش کرنے کیلئے اس
پرکار پریتن کریں (دیانندی بہاشیہ رگوید صفحہ ۷۰) جبر و اکراہ کا حکم جس طرح وید میں ہے اس کو ملاحظہ فرمایئے۔
سبھا دکھش کو چاہیئے کہ شانتی بچن کہنے دُشٹوں ڈنڈ دینے اور شتروں کو پرسپر پھوٹ کرانیکی کریا والوں
سے نیتی کو اچھے پرکار پراپت ہو کے پرجا جنوں کے دُکھ کو نشٹ دور کرنے کے لیئے اُدم کرے۔ صفحہ ۱۶۶۱۔
سینا دکھش آدی لوگ (سپہ سالار) جیسے لوہا کے گھن سو لوہے اور پاشان (پتھر) ادکون کو
توڑتے ہیں ویسے ہی ادھرمی دُشٹ شترون (بے ایمان دشمنوں) کے انگوں (اعضا) کو چھن بھن کر
دن رات دھرم اتما پرجا جنوں کے پالن میں تت پر ہوں جس سے شترو جن ان پرجاؤں کو دکھ دینے کے ساتھ سامرتھ نہو
سکیں (دیکھو دیانندی بہاشیہ صفحہ ۲۹۹ یسوکت ۳۶ء۷) اور دیکھو رگوید دیانندی بہاشیہ وسنز کے فتوے (۱۸)

ف　وید کے احکام۔ نیک لوگونکو چاہیئے۔ تیز انسر کے ہمراہ دوسروں کے اسباب کو لوٹیں۔ بڑوں کو پہاڑوں میں تنہا قید کردے

ف　وید کا حکم ہے مخالفوں کو آگ کیطرح جلادے

ف　وید کا حکم مخالفوں میں پھوٹ ڈلوانا چاہیئے۔

ف　حکم وید۔ دشمن کے اعضاء ٹکڑے کردو۔

جبر داکراہ وزور سے اپنے مذہب مین لانا ۶۹۶ (۶۷۶) و قتل اعد ۵۳۶ و ۱۱۶۰ و ۲۰۲- استیصال اعد ۵۶۸ و ۱۷۰۱ و ۹۲۷- معافی مانگے تب ہی غصہ ترک مت کرو- ۴۰۲- مخالفوں کو دوست مت بناؤ ۷۹۸- قید کے احکام ۶۲۰ و ۶۸۲- یہ تمام حوالے ہم نے دیانندی بہاشں سے لیئے ہیں۔

اے راجہ تو دشمنوں کے ساتھ دوسرونکو دکھ دینے کے لیئے کاٹ کہانیوالا ہی انکو جیت کر سمت شرق پر چڑہائی کر یجر وید باب منترا۔

اے راجا تو دکھن کیطرف چڑہائی کر اور دشمنوں کو جیت باب منترا۱- اے راجا تو مغرب کی فتح سے مال واسباب اور دولت فراواں حاصل کر باب منتر۱۲- اے راجا تو شمال کیطرف چڑہائی کر باب منتر۱۳ اے راجا تو دشمنوں کے لیئے مجسم بجر ہتھیار ہے- باب منتر۲۱- اے راجا جیسے تو بردن کو رُلانے والا ہے ویسے میں بہی ہوجاؤں- باب منتر ۲۸-

(پرمیشور کہتا ہے) جیسے میں بدخصلت آدمیوں کے سر پھوڑتا ہوں ویسے ویسے تم بہی انکے سر کو پھوڑو- باب منتر ۲۲- اے لوگو جیسے تم دکھوں کا ناس کرنیوالے ہو ویسے دشمنوں کا بل نکالنے والا میں آپ لوگوں کا سنگار کر کے جہاد میں ہتھیاروں سے غرور کرنیوالے لوگوں کو درست کروں- جیسے تم بدمذہبوں بدذاتوں غلاموں کو مارتے ہو ویسے دشمنوں کی فوج کی تباہ لینے والا میں تمکو سکھ دیتا اور بدذاتوں کو دور کرتا ہوں ÷ جیسے میں فوج کو لوٹ پر لانے والا دشمنوں کو مارنیوالا تمکو سکھ کے سایہ میں ڈہانکتا ہوں ویسے ہی تم ہی کیا کرو- باب منتر ۲۵- اے راجا جیسے میں راکھشسوں کے گلے کاٹتا ہوں ویسے ہی تو بہی کاٹ- باب منتر ایک- اے راجا جس کام میں بڑے بڑے متکبر دشمن مارے جائیں اس کے لئے تو جہاد وغیرہ کاموں میں باز پرند کی مانند لپٹ جھپٹ مارنیوالا ہے- دولت کی جمعیت کرلیئے وغیرہ تجھکو قبول کرتی ہیں- باب منتر ۳۲- اے راجا (ایسے اور ویسے) تو دشمنوں پر فتح پانیوالا ہے- باب منتر ۳- ایشر کہتا ہے کہ اے راجا تو دشمنوں کا ناس کرنے میں بیخوف وغیرہ ہے- خدائی دلوانے والے جہاد کی میں تجھکو نصیحت کرتا ہوں خاص کرتا ہوں- جہاد کے لئے اور جس طرح ہوا بادلوں کو متفرق کردیتی ہے اور سورج ہر شے کا ست کھینچتا ہے ویسے ہی تو بھی ہر شے کا ست پی- باب ۳ (جب ہر شے کا ست پیا تو حرام و حلال کی تمیز کہاں رہی) اے راجا آگ کی مانند دشمنوں کو جلانیوالے باب ۱۳ منتر ۱۱- اے اقبال مند راجا تو سعادت مندی حاصل کر اپنے ہم مذہبوں کے لئے سکھ پھیلا اپنے مذہب کے مخالفوں کو بھسم کر ڈال جو ہماری دشمنوں کی

کاٹ کہانیوالا ف
لوٹ کیلئے جنگ
رولانے والا ف
پھوڑنے والے جز ف
غلام اور انکا مارنا
لوٹ کرنا۔
راکھش کا گلا کاٹنا
دولت کیلئے
باز کی طرح تیرے دی
لوگوں کا خون پی لو
مذہب کے مخالفوں کو بھسم کر ڈال

سلہ یہ حوالے مولوی ابو رحمت نے رو خطرات میں دیئے ہیں اور ہم نے مقابلہ کر کے دیکھہ لیا ہے ۱۲ منہ

ف ایسے جلاؤ کہ ہوا ہی نہ آوے

ف دنیا کے لئے جنگ

حمایت کرتا ہے اُسکو نیچے کیطرف سوکھی لکڑی کی طرح اُدہر جلا کہ جدہر سے اُسکی ہوا ہی نہ آوے باب ۱۳
منتر ۱۲ - اے بُروں کو رُلانے اور دشمنوں کو مارنیوالے غصہ ور مجاہد تجھے بجر اور روزی حاصل ہو تیرے
ہاتھ سے دشمنوں کو بجر لگے - باب ۱۶ منتر ۱ - اے لوگو جو ہمارے دشمن لوگ ہیں وہ دور رہوں - ان
دشمنوں کو ہم ہوا اور بجلی کے ہتھیاروں اوزاروں سے جیسے ہم رنج دیں ویسے ہی تم لوگ انکو رنج پہنچاؤ
اور میری خدمت کرو - باب ۳۳ منتر ۴۹ - اے سپہ سالار تو اپنے ہاتھ سے تیروں کو کمان کی جانب میں لگا
اور زور سے دشمنوں پر چلا - باب ۱۶ - منتر ۹ - اے انسانوں جو بے حساب طرح کی عقل والا راجا ہو جس کے
بے حساب جانیں پرورش پاتی ہیں - ایسے ہتھیار اوزار جیسے بادلوں کو کاٹنے والا سورج بادل کا نام
ہے ویسے ہی وہ بڑی دولت اور دنیا حاصل کرنے کے لئے دشمنوں کو مارتا ہے او تمہارے لئے دولت
غلہ و مال و اسباب حاصل کرتا ہے اُسکا تم ستکار کرو - باب ۳۳ منتر ۹۶ (یجروید کے منتر تمام ہوئے)

راج سبھا اور رعیت پر واجب ہے کہ پرمیشور کو اور سبھا دہکش (امیر مجلس) کو راجا سمجھیں اور مجلس کے
جھنڈے تلے جدہ میں ہیں اگر شامل ہوں - فوج کے بہادر جوان بھی پرمیشور اور امیر مجلس اور سپہ سالار
کے زیر حکم رہکر جدہ کریں (اتھروید کانڈ ۱۵ انواک ۲ - واگ ۹ - منتر ۲) پرمیشور قتل عام کا
حکم فرماتا ہے اسطرح کہ اے دشمنوں کو مارنے والے جنگ کے قواعد سے پورے پورے ماہر بے خوف و
بے ہراس بڑے جاہ و جلال والے میرے پیارے جوانمردو تم سب اپنی رعیت کو خوش رکھو ایشور کے
حکموں پر چلو بذات دشمنوں کو شکست دینے کے لئے جدہ کا پورا پورا بندوبست کرو تم نے پہلے میدانوں
میں دشمنوں کی فوج کو جیتا (لوٹا کھسوٹا) ہے تم نے حواس کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے - تم
روئیں تن ہشتا دیدن اور فولاد بازو ہو اپنے زور بازو سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو تاکہ تمہارے زور بازو
کے لطف سے ہماری مدام فتح رہے اور کبھی شکست نہ ہو - (اتھروید کانڈ ۶ - انو ۱۰ واگ ۹۷ منتر ۳)

یہ ہیں نرم دلی کے احکام - جھوٹ سے نفرت کرنیوالوں کے جنکے دل جانوروں کے ذبح کو
مہاں پاپ یقین کرتے ہیں - ہمارے شہر کے ایک ممتاز وکیل صاحب کہا کرتے ہیں کہ جس طرح اسپین سے
مسلمان نکالے گئے اسطرح انڈیا سے انکو نکالنا ہے -

اب انکے اساتذہ خاموش بدھ کے اتباع جنکے یہاں کوئی گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال
سامنے کرنیکا حکم ہے انکی مقدس کتب کے احکام کا بیان نامناسب ہوگا اگر ذکر کردیں - (پیدائش باب ۳۲ ۔ ۲۶)

و باب ۱۲/۳ و ۲۴/۲۲ و ۲/۲۵ و احبار ۲۱/... و ۱۵و ۱۶ و ۳۳/۵۵ و ۳۵/۱۰۰۲ ۔ استثنا ۳/۴ و ۲/۲۴ و ۲۰/۱۰و۱۳ و ۷/۲۰۲ اعداد ۲۱ و ۶۶ و ۳۱ ۔ و یشوع ۵/۱۴ و ۶/۲۱ و ۳ و ۲ و ۷/۱۵ و ۲۰ و ۸/۲۴ و ۲۰ و ۱۰/۲۴ و ۴/۲۱ و ۵/۲۴ و ۳۰ و ۹/۴۹ و ۶/۱۶ سموئیل ۱۲/۳۱ ا تاریخ ۲۰/۳ ۔ سلاطین ۱۰/۱۱ و ۱۵/۱۶ و ۲۳/۱۶ ۔ متی ۲۴/۲ و ۹/۳۱ و ۱۶/۲۴ و ۷/۹ دیکھے سے ایک بادشاہ کے سر میں میخ گاڑ دی ۔ سنہ ۲ آروں کلہاڑوں دادنی سے چرا اور اینٹوں کے پزاوے میں جلایا ۔ سنہ ۳ شہر دوہ کو پہونک دیا تیونکو توڑا باغوں کو آگ لگا دی استثنا ۱۲/۳ و ۴

انکے مقابلہ میں اسلامی احکام کو ملاحظہ کرو ۔ قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا (پ۲ بقرہ) أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (پ۱۷ حج) أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ (پ۱۰ توبہ) ۔ ترجمہ ۔ لڑو اللہ کی راہ میں انہی لوگوں سے جو تم سے لڑیں اور حد سے مت بڑھو ۔ اجازت دیجاتی ہے ان لوگوں کو جن سے جنگ کیجا رہی ہے (کہ وہ بھی جنگ کریں) اس لیے کہ وہ مظلوم ہیں اور یاد رکھیں کہ اللہ انکی نصرت پر قادر ہے ۔ تم کیوں جنگ نہیں کرتے ان لوگوں سے جنہوں نے توڑ دیا اپنی قسموں کو عہد کرنے کے بعد اور پختہ ارادہ کر لیا رسول کے نکال دینے کا ۔ اور انہی لوگوں نے پہلی دفعہ تم سے جنگ کرنے میں ابتدا کی ۔

اب ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ قرآن کریم کے احکام جنگ محض دفاعی اور خود حفاظتی کے طریق پر مبنی ہیں باوجودیکہ ظالم موذی حملہ آوروں اور ابتدا کرنے والوں کے مقابلہ میں دفاع کا حکم دیتا ہے اور وہ دشمن بھی وہ ہیں جو ناگفتنی ظلم کر چکے ہیں پھر بھی اپنی جماعت کو حکم دیتا ہے ۔ وَلَا تَعْتَدُوا یعنے دفاع میں بھی لحاظ رکھو کہ تم سے کسی قسم کی زیادتی نہ ہو جائے ۔ اور پھر ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اسلام کی کوئی جنگ دولت ۔ ملک گیری اور خواہ نخواہ لوگوں کے پامال کرنے کیلئے واقع نہیں ہوئی ۔ کوئی آیت اللہ تعالی کی کتاب میں ایسی نہیں جس میں ایسی زیادتی اور اعتدا کی ہدایت یا اجازت ہو ۔ کوئی رشید اور سعید ہے جو خدا ترس دل سے ان آیات طیبات کا مقابلہ کرے بد کی ان لڑائی کی ہدایتوں سے جو مذکور ہو چکی ہیں ۔

فقرہ ہفتم ۔ حقوق نسوان میں آریہ اور اسلام کا مقابلہ :۔ منو باب ۹ ۔ شلوک ۱۹ میں لکھا ہے یہ بد فعلی کرنا عورتوں کی عادت ہے سنہ ۱ ۔ یہ وید میں پہلے لکھا ہے ۔ ۱۸ ۔ عورت تدبیر نیک سے محفوظ

سنہ ۱ قدیم ہندوستان کی عورتوں کا نقشہ ۱۲ منہ

ہوتا ہم اپنی بد اطواری و تلون و بیوفائی و عادات ان باتوں سے شوہر کو رنجیدہ کرتی ہے" باب ۹ شلوک ۱۵
"عورتوں کی کریا منتروں سے نہیں ہے یہ دہرم میں داخل ہے اندری اور منتر ان دونوں سے
عورت علیحدہ ہے دروغ کے مانند نامبارک ہے یہ شاستر کا حکم ہے" منو باب ۹ شلوک ۱۸" اہل مطلب
سفر کرنے سے پہلے عورت کے کھانے پینے کا بندوبست کرے تب پردیش کو جائے کیونکہ بھوکھ کی شدت
سے حیادار عورت بھی دوسرے مرد کی خواہش کریگی" ۷۴" رات دن عورتوں کو شوہر وغیرہ کو وسیلہ
سے بے اختیار کرنا مناسب ہے جو عورت لشیون میں لگی اسکو اختیار میں رکھنا چاہیئے" ۹-۲" لڑکپن میں
باپ و رجوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورتوں کی حفاظت کرے کیونکہ عورتیں خود مختار ہونے کے
لائق نہیں ہیں" ۹-۳" کنیادان کے وقت کنیا کو نہ دیوے۔ تو باپ اسکا پاپی ہوتا ہے۔ اور حیض سے
فراغت ہوئی پر شوہر اس سے جماع نہ کرے تو وہ پاپی ہوتا ہے۔ اور بحالت وفات شوہر کے بیٹا اپنی
ماں کی حفاظت نہ کرے تو وہ پاپی ہوتا ہے" ۹-۴" عورت کی حفاظت کرنے سے اپنے خاندان و
اولاد و اتما دہرم وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہے" ۹-۷" حکم کر کے اچھے آدمی سے عورت گھر میں محفوظ
رکیگی اسپر بھی محفوظ نہیں ہوتی" ۹-۱۲" عورتیں صورت و عمر کو نہیں دیکھتی ہیں خوبصورت ہو یا
بدصورت ہو۔ لیکن مرد ہو۔ اسی کو بھوگ کرتی ہیں" ۹-۱۴" گھر میں پیدائش کے واسطے بڑی
قسمت والی پوجا کے لائق گھر میں تیج استری اور لکشمی ہیں۔ ان دونوں میں خصوصیت کچھ نہیں ہے
دونوں برابر ہیں" ۹-۲۶" عورت ظرف کی صورت ہے اور تخم مرد کی صورت ہے۔ ظرف اور تخم کی آمیزش
سے بہت جسم داروں کی پیدائش ہے" ۹-۳۳" تخمریزی کے وقت جیسا تخم کھیت میں بویا جاتا ہے
ویسا ہی مع اپنے صفات کے پیدا ہوتا ہے" ۳۶ منتر" جسطرح گئو گھوڑا اونٹ لونڈی بھیس بکری
بھیڑ انہوں میں بچہ پیدا کرنے والی کا مالک بچہ کو نہیں پاتا اسی طرح دوسرے کی عورت میں تخم ڈالنے والا
اولاد کو نہیں پاتا۔ دوسرے کے کھیت میں تخم ڈالنے والا اس تخم کے ثمر کو کبھی نہیں پاتا" منتر ۴۸-
۴۹" اسی طرح دوسرے کے کھیت میں بیج بونے والا کھیت والے کا مطلب کرتا ہے۔ آپ پھل کو
نہیں پاتا" ۵۱" اس عورت میں جو پیدا ہو وہ ہمارا اور تمہارا دونوں کا ہووے ایسے خیال کو
دل میں نہ رکھکر جو پیدا کیا وہ لڑکا ظرف والی کا ہوتا ہے تخم سے ظرف افضل ہے" منتر ۵۲-
"اس عورت میں جو پیدا ہو وہ ہمارا اور تمہارا دونوں کا ہووے ایسا دل میں رکھکر جو پیدا کیا اسکا

عورت کھیت ہے

حق۔ دار تخم والا اور کھیت والا دونوں ہوتے ہیں‘‘ ۵۳ ’’تخم ہوا سے اُڑ کر جس کے کھیت میں پڑا اسکا پھل کھیت والا ہی پاتا ہے صاحب تخم نہیں پاتا‘‘ ۵۴۔ **نیوگ**: ’’اولاد کے نہونے میں سُسر وغیرہ کے حکم کو پاکر عورت سپنڈ سے یا دیور سے اولاد دلخواہ حاصل کرے۔ والد کا حکم پاکر بدن میں گھی لگاکر خاموش ہوکر بیوہ عورت میں لڑکا پیدا کرے سوائے ایک لڑکا کے دوسرا لڑکا کبھی نہ پیدا کرے‘‘ ۵۹--۶۰۔ **نکاح ثانی**: ’’شراب پینے والی اور سادھوؤں کی سیوا نکرنے والی اور دشمنی کرنے والی اور بیماریوں سے بھری ہوئی اور گھات کرنیوالی اور ہر روز دولت کو نیست و نابود کرنے والی عورت ہو تو دوسرا دواہ کرنا چاہیئے‘‘ ۸۰ ’’بانجھ عورت اور جس کی اولاد نہ جیتی ہو اور جو صرف دختر ہی پیدا کرتی ہو۔ ایسی عورت ہونے پر حسب سلسلہ آٹھویں دسویں گیارہویں سال دوسرا دواہ کرنا چاہیئے‘‘ ۸۱ ’’جو عورت مریض ہو لیکن خیر خواہ اور با مروت ہو تو اسکی اجازت سے دوسرا دواہ کرنا چاہیئے مگر اسکی بے قدری ہرگز نہ کرنا چاہیئے‘‘ ۸۲ ’’جس عورت کے اوپر دوسرا دواہ شوہر نے کیا اور وہ عورت غصہ ہوکر گھر سے نکل جاتی ہو تو اسکو روک کر گھر میں رکھنا خواہ خاندان کے روبرو ترک کرنا چاہیئے‘‘ ۸۳ ’’کشتری وغیرہ کی زوجہ شوہر وغیرہ سے محفوظ ہو اور شادی وغیرہ کاموں میں بھی ممنوع شراب کو پیوے یا ناچ رنگ کے جلسہ عام میں چلی جائے تو چھ رتی سونا ڈنڈ دیوے‘‘ ۸۴ ’’ایک آدمی کی پانچ زوجہ ہوں ان سب میں ایک پُتروان ہو تو اسکے ہونے سے سب زوجہ پُتروان کہلاتی ہیں اس بات کو منوجی نے کہا ہے‘‘ ۱۸۳ ’’بیٹا کے وسیلہ سے اندرلوک وغیرہ کو فتح کرتا ہے اور پوتا کی وسیلہ سے بے انتہا پھل کو پاتا ہے۔ اور پوتا کے بیٹے کے وسیلہ سے سورج لوک کو پاتا ہے‘‘ ۱۳۷ ’’پُت نام دوزخ کا ہے ترا بمعنے محافظ کے ہیں۔ چونکہ بیٹا باپ کو دوزخ سے بچاتا ہے اس سبب سے پُتر کہاتا ہے۔ اس بات کو خود برہما جی کہا ہے‘‘ ۱۳۸ ’’جب آدمی کا تخم بیماری وغیرہ سے فانی ہو گیا ہے اسکی عورت میں لاولد دیور نے والد وغیرہ کے حکم سے بیٹا پیدا کیا اور پھر معالجہ وغیرہ سے نطفہ کی ترقی پاکر اس آدمی نے اپنی عورت سے بیٹا پیدا کیا تب اُسکی دولت کے مالک کشیترج دا اَورس نام دو بیٹے ہوئے اس پر منو جی کہتے ہیں کہ جس کے تخم سے جو پیدا ہوا ہو۔ وہ اُسکی دولت کو پائے‘‘ ۱۶۲ شلوک ’’مخنث و بیمار و وفات یافتہ اس قسم کے آدمیوں کی زوجہ میں از روئے دہرم والد وغیرہ کے حکم سے دیور وغیرہ نے جو بیٹا پیدا کیا ہے وہ کشیترج کہلاتا ہے‘‘ ۱۶۷ ’’مخنث وغیرہ کو شادی

ن
کیا خوب

ن

بیماری کی وجہ سے
نکاح ثانی

ف
مخنث کی
اولاد

کرنے کی خواہش ہو۔ تو شادی کرکے حسب لیاقت اُس عورت میں بیٹا کراکے اس بیٹے کو حصہ دیوے ۲۰۲ "براہمن سے براہمنی میں جو لڑکا پیدا ہو وہ تیسرا حصہ لیوے۔ اور کشتریا کا بیٹا دوسرا حصہ لیوے اور شودر کا بیٹا ایک حصہ لیوے" ۱۵۱ "برہمن وکشتری و ویشیان تینوں ورن کی عورت میں برامہن سے بیٹا پیدا ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ لیکن ازروئے دہرم کے شودر کے بیٹے کو دسویں حصہ سے زیادہ نہ دیوے" ۱۵۴ "راجہ برہمن کی دولت کو کبھی نہ لیوے۔ مگر دیگر ورنوں کی دولت کو بحالت عدم موجودگی انکے فرزند وغیرہ مرقومہ بالا کے لے لیوے" ۱۸۹ "راجہ وقت مصیبت میں بھی براہمنوں کو خشمگین نہ کرے کیونکہ انکے غصہ کرنے سے راجہ مع فوج وسواریوں کے نیست ونابود ہو جاتا ہے" ۳۱۳ "جن براہمنوں نے اگن کو سرب بھکشی اور مہاسمندر کو کہاری اور چندرمان کو کھٹی روگ والا کیا ان برہمنوں کو خشمگین کراکے کون فانی نہ ہوگا" منتر ۳۱۴ "جواری۔ داسی خواہ داسی کی داسی میں شودر سے جو لڑکا پیدا ہو وہ والد کے حکم سے حصہ پاسکتا ہے۔ یہ دہرم میں داخل ہے" ۱۷۹۔ یہ ہیں تہذیب تعلیم یافتہ قوم کے احکام۔

اصل بات یہ ہے کہ ایرانی اور ترک اور ہندی قوموں نے عورت کو نہایت حقیر غلام اور قابل نفرت شے سمجھا ہے۔ ان قوموں کے اصول میں داخل تھا کہ عورت کسی وقت بھی قابل اعتبار نہیں ہوتی ان باتوں کو صفائی سے سمجھنے کے لئے فارسی زبان کے اُن مکروہ اشعار کو پڑھو جن میں عورتوں کو بہت مکروہ ناموں اور مذموم صفتوں سے یاد کیا ہے اور تاکید کی گئی ہے کہ جسکا نام زن ہے وہ گردن زدنی چیز کبھی بھروسہ کے لائق نہیں ہوتی + انہی آتش پرستوں کے باپ یا بیٹے یا بھائی یہ آریہ قومیں ہیں۔ ضروری تہا کہ ان کے نزدیک بھی خداتعالیٰ کی وہ مخلوق جو مرد کے لئے بہترین شریک اور مونس بنائی گئی ہے ذلیل اور حقیر ہوتی۔ غور کرو حقوق نسوان میں۔

کیسی شرم اور ڈوب مرنے کی بات ہے کہ جس قوم کے گھر میں یہ ناشدنی ناپاک باتیں ہوں وہ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں عورتوں کے حقوق کی رعایت نہیں کی گئی۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ قرآن کریم کا ساحت پاک ہے ایسے قابل شرم کاموں سے اور ایسی گھنونی صفتوں اور پرخبث تاکیدوں سے جو عورتوں کے متعلق آریوں کی کتب مقدسہ سے مذکور ہوئی ہیں۔

اب ہم عورتوں کے متعلق قرآن کریم کی آیات لکھتے ہیں اور حق وباطل میں فرق کرنے کا فیصلہ سلیم الفطرۃ غیر متمندوں پر چھوڑتے ہیں۔

آیت	ترجمہ
مَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا ۝ (پ۵ - نساء)	جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت حال یہ ہے کہ مومن ہو پس ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور اُنپر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۔ (پ۱۴ النحل)	جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت ہم اسی پاک ستھری زندگی عطا کرینگے اور اُن کے اچھے کاموں کے بدلے میں اُنہیں اجر دینگے۔
اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقَانِتِیْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِیْنَ وَالصَّادِقٰتِ وَالصَّابِرِیْنَ وَالصّٰبِرَاتِ وَالْخَاشِعِیْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصَّآئِمَاتِ وَالْحَافِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (پ۲۲ - احزاب)	بیشک اسلام والے اور اسلام والیاں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرمانبرداری کرنیوالے اور فرمانبرداری کرنیوالیاں اور صدق والے اور صدق والیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور فروتنی کرنیوالے اور فروتنی کرنیوالیاں اور تصدق کرنیوالے اور تصدق کرنیوالیاں اور روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں اور اپنی شرمگاہوں کو نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنیوالے اور بہت یاد کرنیوالیاں ایسے لوگوں کے لئے اللہ نے مغفرت اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔
اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۔ (پ۲۵ - زخرف)	داخل ہو جاؤ جنت میں اور تمہاری بیبیاں بڑی خوشی اور امن میں۔
جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ۔ (پ۱۳ - رعد)	ہمیشہ اقامت کی جنتیں کہ انہیں داخل ہونگے اور اُنکے ساتھ اُنکے صالح باپ اور بیبیاں اور اولاد بھی۔

صرف ان آیات پر غور کرنا کافی ہے کہ آیا عورتوں کے حقوق کس طرح قائم کئے ہیں اور اُنکے اعمال اور اجر کو کیسے مساوی درجہ پر رکھا ہے۔ ان پادریوں کو غور کرنی چاہیئے جو نادانی یا تعصب سے اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کی روح کے لئے بقا اور خلود نہیں مانا۔ افسوس ان پر اور انکے اتباع پر۔ دانشمند غور کریں۔ اس مساوات حقوق اور نگاہداشت حقوق میں اور مقابلہ کریں اُن مکروہ ہدایتوں سے جو عورتوں

کے متعلق آریہ کی مقدس کتابوں سے مذکور ہوئی ہیں۔

اور سنو! وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (پ۲ بقرہ)

(ترجمہ) اور بی بیوں کے لئے پسندیدہ حقوق ایسے ہی ہیں جیسے انپر کچھ حقوق ہیں ہاں مردوں کا ایک درجہ ان پر زیادہ ہے۔ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔ (پ۴ نساء) ترجمہ۔ عورتوں سے پسندیدہ معاشرت رکھو۔ پس اگر تمہیں ناپسند ہوں تو قریب ہے کہ اگر کوئی بات تمکو مکروہ لگے تو اللہ تعالیٰ اسمیں بہت بہتری رکھدے۔

اور وہ آیات جنمیں ہے لَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا (پ۲ بقرہ) ترجمہ۔ عورتوں کو دکھ دینے کیلئے مت روک رکھو۔ اور جسمیں ہے وَلَا تُضَارُّوهُنَّ (پ۲۸ طلاق) ترجمہ۔ ان کو ضرر مت دو۔

اور جو کچھ آریہ سماج کی معتبر کتابوں میں ہے وہ یہ ہے۔ جو اوپر دکھا آئے ہیں۔

عورتوں کے حقوق پر ایک مختصر نوٹ

نکاح کے فوائد دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول شخصی منافع۔ دوم نوعی مقاصد۔ شخصی منافع میں مثلاً حفظ صحت بعض بیماریوں میں۔ آرام یار و غمگسار کے ساتھ ہونے کا۔ قوائے شہوانی کے اقتضا کا طرفین سے بلا مزاحمت پورا ہونا۔ ان قوائے انسانیہ کا نشو و نما جنکے باعث انسان دوسرے سے تعلق پیدا کرتا۔ یا کسی کا لحاظ کرتا ہے۔ حلم و مروت و بردباری کا اسی مدرسہ میں سبق حاصل ہوتا ہے امور خانہ داری کی اصلاح۔ حفظ ننگ و ناموس حفظ مال و اسباب نوعی مقاصد مثلاً حفظ نوع۔ تربیت اولاد۔ کیونکہ یے تحقیق نطفوں کی علی العموم خبرگیری نہیں ہوا کرتی۔ روسی شاہی خانہ زاد اول تو خصوصیت سلطنت کے باعث مستثنیٰ ہیں۔ پھر سوائے جنگی کاموں کی کیا تربیت پاتے ہیں۔ اس لئے شادی کا حکم اول تو جسمی طاقت اور مالی وسعت پر صادر ہوا ہے۔ قرآن کریم میں آیا ہے۔ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ (پ۱۸ نور) اور فرمایا وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً۔ (پ۲۱ روم) اور فرمایا نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ۔

پس عورت طلاق لے سکتی ہے (۱) اگر مرد اسکی نفسانی ضرورتوں کو پورا نہ کر سکے (۲) قابل ولادت نہو (۳) معاشرت کے نقائص رکھتا ہو (۴) نان و نفقہ نہ دے سکے اسی واسطے قرآن کریم میں ہے

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا - اور ان احکام کی عام تعمیل پر فرمایا ولا تضاروھن۔ ولا تتخذوا
اٰیٰت اللہ ھزوًا۔ اسی طرح مرد طلاق دے سکتا ہے۔

اگر عورت تقویٰ کے متعلق نفسانی اغراض پوری نہ کر سکے۔ قابل ولادت نہو۔ معاشرتی
نقائص رکھتی ہو۔ نکاح کے منافع شخصیہ اور نوعیہ کی خلاف ورزی کرتی ہو۔ بد چلنی کے باعث فساد
و مزاحمت کا باعث ہو۔ پھر کبھی طلاق فوری ہو سکتی ہے جیسے لعان۔ واقعی ہم بستری سے پہلو
وغیرہ میں۔ اور کبھی تدریجی ہوتی ہے جیسے نہایش۔ شروط طلاق۔ اور منصفوں کے فیصلہ کے بعد۔

تعداد ازواج پر منع تعدد ازواج کے نقصانات نمبر ۱۔ عورتوں کے قتل کے واقعات
ہونگے جب پہلی بی بی ناپسند ہو۔ اور کوئی دوسری پسند آجاوے تو ان بلاد و اقوام میں جنہیں دوسری
بی بی کرنا ممنوع ہے اور یا ایں قوم بہادر ہے۔ پہلی کو ماردیں گے نمبر۲۔ خودکشی ہوگی۔ جیسے اٹریا
کے ولیعہد کو یہ مصیبت پیش آئی جب پسندیدہ بی بی بیاہنے کی اجازت قانون اور قوم نے ندی۔
نمبر۳۔ یا بے غیرتی ہوگی۔ جیسے بعض۔۔۔ انڈین کے لئے پیش افتادہ امر ہے کہ مرد دیکھتا ہے اور بول
نہیں سکتا۔ نمبر۴۔ زناکاری کی کثرت ہوگی۔ جبکہ پہلی پسند نہیں اور دوسری کا مجاز نہیں۔ اور قوی
بہت مضبوط رکھتا ہے۔ **نمبر ۵** یا آخر نیوگ کا فتویٰ ہوگا جیسا آریہ میں ہوا۔ نمبر۶ قطع نسل
بعض حالتوں میں ضرور پیش آئیگا۔ نمبر۷۔ دختر کشی کی رسم اسی سے پیدا ہوئی ہے کہ نہ لڑکیاں
رہیں اور نہ مصائب پیش آئیں۔

نکتہ (۱) عورتوں مردوں میں ایک قدرتی فرق ہے۔ عورت جبر سے بھی اپنا کام۔۔۔ ولیکتی ہے
بخلاف مرد کے۔ اسیواسطے علی العموم عدالتوں میں زنا بالجبر کے مقدمات میں عورتیں ہی مدعی ہیں۔
نہ جوان مرد۔ (۲) عورت کے بہت مرد ہوں تو اسکی صحت قطعاً نہ رہیگی۔ کنچنیوں کے حالات سے
یہ تجربہ ہو سکتا ہے۔ (۳) اسکے نطفہ بے تحقیق کی پرورش مشکل ہوگی۔ کون ذمہ وار ہوگا (۴) ایک
وقت میں اگر کئی طالب اسکے پیش ہو گئے تو مزاحمت اور جنگ ہوگا بشرطیکہ قوم باہمت ہو (۵) قدرتی
طور پر ایک عورت ایک برس میں ایک مرد کے نطفہ سے زیادہ چند مردوں کے نطفوں کے بچہ پیٹ
میں نہیں رکھ سکتی۔ اور ایک مرد چند عورتوں میں اپنے بچہ وہ نطفہ رکھ سکتا ہے۔ یہ قدرتی انجات
تعدد ازواج کی معلوم ہوتی ہے (۶) قرار حمل میں مشکلات ہونگے وضع حمل کی ضرورتیں پیش

آجائیں گی۔ اور حمل کے بعد مرد کو دیانند جماع کی اجازت نہیں دیتے اگر کثرت ازدواج نہو تو قوی مردوں کی عمت میں انکا فتویٰ کون سنیگا گو مجھے تو اب بھی یقین ہے کہ بیاہے آریہ لوگ جنکی ایک بی بی ہے اور تندرست ہیں اس دیانندی فتویٰ پر عمل در آمد کم کرتے ہونگے۔ ہاں البتہ حیوانات میں خود نر حیوان اور انکی مادہ حمل کے بعد ضرور متنفر ہو جاتے ہیں مگر انسانوں میں یہ تیجر۔۔ قابل غور ہے۔

فقرہ ہشتم استغفر اللہ ربی! استغفر اللہ ربی!! استغفر اللہ ربی!!! لاحول ولا قوۃ الا باللہ! لاحول ولا قوۃ الا باللہ!! لاحول ولا قوۃ الا باللہ!!!۔

کیا ہماری کتاب عام پسند ہو گی

ابی اللہ عن تصحیح غیر کتابہ ❊ وکل کتاب غیرہ زل کاتبہ

الٰہی کتابیں ہی ابتک عام پسند نہیں۔ لاہور جیسے دار السلطنت شہر میں کوئی قرآن کریم ابتک پوری صحت کے ساتھہ طبع نہیں ہوا۔ نہ کوئی اعلیٰ علمی کتاب جو الکتاب قرآن کی خادم ہو۔ طبع ہوئی۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عام پسندیدگی کا کیا حال ہے اور یہ امر کسی مامور و مجدد دین کو بھی نصیب نہیں ہوا کہ اسکی محنت و کارروائی عام پسند ہوئی ہو۔ کیا یہ امر صحیح نہیں کہ ہزاروں ہیں جو مذہبی باتوں کو جنون یقین کرتے ہیں گو ہمیشہ خائب و خاسر ہیں اور مذہبی مقتداؤں میں تو وہ بھی ہے جسکو کہا گیا۔ صلی اللہ علیک وسلم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۔ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ۔ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۔ (پ ۲۹ ن)

دوات اور قلم اور وہ عظیم الشان صداقتیں جنکو لوگ لکھتے ہیں اور لکھتے رہینگے (انکے مطالعہ کا نتیجہ تو یہی ہوگا) کہ تو اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں کیونکہ وہ تمام تحریریں تیری صداقت کی گواہ رہیں گی۔ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ تیری محنت و کوشش کا بدلہ۔ اجر۔ اسکی مزدوری تیرے لئے غیر منقطع ابدی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مجنون کی محنت و کوشش کا تو کوئی اجر ہی نہیں ہوا کرتا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ مجنون تو خلیق نہیں ہوتے اور تو خلق پر کیا خلق عظیم پر ہے۔ آپکی مقناطیسی جذب اور آپکے اخلاق ہی تھے کہ اب عرب آپکے حکم پر اپنے خون کو پانی کی طرح بہاتے تھے۔ اور چوتھی دلیل یہ ہے

کہ مجنون کے افعال واقوال متمر ثمرات خیر اور منتج کسی نیک نتیجہ کے نہیں ہوا کرتے۔ اور تیری اقوال اور تیرے افعال کا نتیجہ تو بھی دیکھ لیگا اور دوسرے لوگ بھی دیکھ لیں گے اور یہ کیسی سچی پیشگوئی نکلی۔ دنیا میں صرف آپ ہی اکیلے ایسے کامیاب ہوئے ہیں جنہوں نے اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (پ مائدہ ۵) کی آواز اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے سنی۔ اور رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (پ ۳۰ نصر) کا نظارہ اپنی آنکھ سے دیکھا صلے اللہ علیہ وسلم وبارک فانہ حمید مجید۔ اس پر بھی نہ ماننے والوں نے نہ مانا پر نہ مانا۔

میں نہ مامور نہ مجدد۔ پھر میری اس کتاب کو اور اس کے جوابات کو مامور و مجدد۔ اور امام الوقت نے نہ دیکھا اور نہ سنا۔ پنتیس سوال کے جواب تک ہمیں موقع لگا کہ ہم اپنے جواب حضرت امام علیہ السلام پر عرض کرسکے بلکہ ہمارے بزرگ سید محمد احسن صاحب نے بھی اسکو نہیں دیکھا۔ ہاں میرے پیارے دوست اور میرے معزز حبیب مولوی عبدالکریم صاحب نے دیکھا اور کہیں کہیں بقدر امکان اصلاح بھی کی۔ ہمارے مدرسہ کے علماء کو افسوس نہ ان باتوں سے دلچسپی ہے اور نہ اپنے محدود کاموں سے فرصت ہے کہ وہ بھی اس کتاب کو سنتے یا دیکھتے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کتاب کو ان سعید الفطرتوں کے حق میں نافع کریگا جو اس کے علم میں ہیں (غرض)

(۱) ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں کہ ہے۔ اور وہ موصوف بصفات کاملہ اور ہر ایک نقص سے منزہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے اسی کے ارادہ اور اسی کی خلق سے یہ تمام مخلوق ہے وہ ورا الورا محیط کائنات لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ - خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ - وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيْطٌ - وَهُوَ الْاَوَّلُ - وَ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى وَهُوَ الْاٰخِرُ ہے۔ جبکہ ہمارا یہ عقیدہ اور یہ ایمان ہے تو سوفسطائی دہریہ سیہی۔ اور وہ یونانی منطقی اور سناتن جو اللہ تعالیٰ کو علۃ۔ لابشرط لشرط لاترگن مانتا ہے اور وہ جو نیچری۔ آریہ سماجی جسکے نزدیک اللہ خالق ارواح خالق مادہ۔ خالق زمانہ۔ خالق فضا اور انکے گن۔ کرم سبھاؤ۔ خواص افعال۔ عادات کا خالق نہیں کیوں پسند کرنے لگا۔

(۲) ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں کہ وہ متکلم ہے۔ اپنے پیاروں سے کلام کرتا ہے۔ ایسکے ارادہ و مشیت سے اسکے کام ہوتے ہیں۔ وہ کلام کرتا رہا۔ کرتا رہتا ہے اور کلام کریگا۔ اسکے کلام و تکلیم پر کبھی مہر نہیں لگی۔ پس جو لوگ اسکو گم صم۔ مانتے ہیں مثلاً برہموں اور نیچری۔ اور جو لوگ کہتے ہیں تھمنیا تا کر دیا

دو ارب برس سے وہ خاموش ہے اور صرف چار ہی آدمیوں سے سرشٹی کے ابتدا میں بولا تھا یا جو کہتے
ہیں کہ مسیح یا نبی کریم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک ۔۔ بات کر کے اب خاموش ہے اور جنکا وہم ہے کہ مسیح
کیطرح بے اختیار ہے وہ کیوں پسند کرنے لگے ۔ (۳) ہم مانتے ہیں کہ ملائکہ ہیں انپر اور اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں
اور رسولوں نبیوں پر ہمارا ایمان ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین رسول رب العالمین مانتے
ہیں پھر ان باتوں کے مخالف کیوں پسند کرنے لگے ۔ (۴) ہمارے نزدیک ہر ایک شخص اپنے اعمال کا ذمہ
دار اور جواب دہ ہے ۔ اور ہم عفو مغفرت شفاعت باالاذن کے معتقد ہیں ۔ پس ہماری باتوں سے کفارہ
کا قائل کب راضی ہوا اور جو اللہ تعالیٰ کو (کھما) عفو والا نہ مانے وہ کیونکر راضی ہو ۔

(۵) ہم صحابہ کرام اور تابعین عظام کو رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔ ابوبکر و عمر سے لیکر معاویہ وغیرہ
تک اویس قرنی و حسن بصری سے لیکر ابراہیم نخعی و نافع عکرمہ تک اور اہل بیت میں خدیجہ و عائشہ سے
لیکر علی المرتضیٰ اور تمام ائمہ اہل بیت کو علیہم السلام ان سبکو بحمد اللہ اپنا محبوب اور دل سے پیار اعتقاد
کرتے ہیں ۔ قال الامام امامنا علیہ السلام ۔ جان و دلم فدای جمال محمد ست ＊ خاکم نثار کوچہ آل محمد ست

پس رافضی شیعہ ۔ خارجی ۔ ناصبی ۔ جبریہ ۔ قدریہ ۔ مرجیہ ۔ جہمیہ ۔ معتزلہ ۔ تعامل اسلام کے منکر ۔
احادیث صحیحہ کے منکر اور انکو تودہ طوفان کہنے والے کب پسند کر سکتے ہیں ۔ حالانکہ وہ معمولی کتب
تواریخ بلکہ امور تاریخیہ ۔ لغت و کتب بیان کو اپنا مقتدا بنائے ہوئے ہیں ۔ باآنکہ اختلاف روایات
اور باہمی تعارض و تناقض و ضعف و قوت کا تفرقہ انمیں بھی ہے اور یہ علوم بھی ابتک کسی ایک
مجموعہ یا کتاب میں محدود نہیں ۔ قفا نبک جیسا مشہور و معروف قصیدہ صدہا اختلاف اپنے اندر
رکھتا ہے اور صرف جیسا محدود علم کسیکے احاطہ میں نہیں آیا اور نہ کوئی کتاب دعویٰ کرتی ہے کہ
اسمیں سب صرف و نحو کے مسائل آ گئے ۔ ہم ائمہ تصوف ۔ ائمہ فقہ ۔ ائمہ حدیث ۔ ائمہ کلام کی تعظیم و تکریم
کو ضروری یقین کرتے ہیں اور انکی مشترکہ سبیل کو سبیل المومنین مانتے ہیں ۔ ہاں ان لوگوں کے آثار
باقیہ ۔ فتوح الغیب و فتح الربانی للسید الشیخ عبدالقادر الجیلانی ۔ عوارف للشیخ شہاب الدین السہروردی
جسکو میرے ابن عم حضرت فریدالدین گنج شکر چشتی ہمیشہ اپنے درس میں رکھتے تھے اور وہ نسخہ
جسپر حضرت سلطان نظام الدین نے پڑھا ابتک حمائلیوں میں موجود ہے ۔ منازل السائرین ۔ مدارج
السالکین ۔ طریق الہجرتین ۔ مجمع الفوائد ۔ زاد المعاد لشیخ الاسلام الشیخ ابن قیم ۔ فصل الخطاب لخواجہ محمد پارسا

مکتوبات الشیخ مشایخنا المجدد احمد السرہندی۔ وفتوحات مکیہ لابن عربی الکتاب الصحیح للامام البخاری الموطا لامام دار الہجرۃ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے آثار باقیہ تصانیف امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام ائمہ فقہ وحدیث وتصانیف امام محمد الشیبانی طحاوی الامام الشافعی محلی وفصل لابن حزم۔ السنن الکبریٰ للبیہقی۔ ورأ تعارض العقل والنقل۔ والرد علی المنطقیین ومنہاج السنۃ للشیخ الاجل رئیس المتکلمین والفقہا والمحدثین والمفسرین شیخ الاسلام شیخ ابن تیمیہ الحرانی والمطالب العالیہ للامام الرازی۔ فتح الباری۔ لابن حجر فتح القدیر وتحریر لابن ہمام۔ اور تمام تصانیف حافظ ذہبی۔ جیسے دول الاسلام میزان وتذکرہ وغیرہ۔ حجۃ اللہ البالغہ لشیخ مشایخنا شاہ ولی اللہ دہلوی۔ نیل الاوطار لشوکانی الیمنی موجود ہیں منصف خدا پرست دیکھ لے۔ انہیں کے ساتھ ہیں ابن المنذر ابن قدامہ ابو یعلیٰ

میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں۔ اور میں سچے دل سے علیٰ وجہ البصیرۃ کامل یقین کرتا ہوں کہ بے ریب یہ لوگ مصداق تھے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ (پ ۲۱ سجدہ) اور انکی دعائیں وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (پ ۱۹ فرقان) ضرور ہی قبول ہوئیں پس بڑے ہی بے نصیب ہیں وہ لوگ جو انسانی امامت کے منکر ہیں اور اِنِّی جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا (پ بقرہ) کے بھید سے ناواقف ہیں انکی علمی حالتیں خود انپر ملامت کرتی ہوں گی اگر فطرۃ سلیمہ باقی ہے بحمد للہ ہم نے ان سب اسفار طیبہ کو خوب غور سے پڑھا ہے۔ اور ہم علیٰ بصیرۃ اس نتیجہ پر پہونچگئے ہیں کہ یہ سب لوگ خدا تعالیٰ کے برگزیدوں میں اور ہادیوں میں سے تھے۔ ہم نے لغت میں بخاری۔ اصمعی۔ ابو عبیدہ۔ ابو عبیدہ۔ مفردات راغب۔ نہایہ۔ مجمع البحار اور لسان العرب اور صرف ونحو میں سیبویہ۔ ابن مالک۔ ابن ہشام اور سیوطی۔ اور قرأۃ میں شاطبی اور ابو عمر دوانی اور معانی وبیان میں عبد القاہر جرجانی مصنف دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغۃ اور سکاکی مصنف مفتاح العلوم اور ادب میں ضحٰی اور تفاسیر میں روایۃً ابن جریر۔ ابن کثیر۔ شوکانی کی فتح القدیر اور درایۃً اور روایۃً دونوں میں امام بخاری رحمہ اللہ اور فقط درایۃ میں تفسیر کبیر کو ائمہ سلف کے بعد انتخاب کیا ہے۔ قریب زمانے کے ہندوستانیوں میں جو اصحاب تصنیف گذرے ہیں انہیں صاحب حجۃ اللہ البالغہ اور ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ کو میں ممتاز انسان اور صافی الذہن جانتا ہوں۔ میں حضرت مسیح کی وفات کا قائل ہوں اور میرا کامل یقین ہے کہ وہ قتل اور پھانسی سے بچکر اپنی

موت سے مر چکے۔ اس امت میں اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ۔ مَغْضُوْبِ اور ضالّ۔ تینوں قسم کے لوگ موجود ہیں۔ پس وہ مسیح موعود علیہ السلام بھی موجود ہے۔ جس نے ہم میں نازل ہونا تھا۔ وہ مہدی معہود اور اسوقت کا امام بھی ہے۔ اور انہی میں موجود ہے۔ وہ خلفاؤں میں حکم ہے۔ ہم نے اسکی آیات بینات کو دیکھا اور ہم گواہی دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر جزا سزا حشر اجساد جنت و نار اپنی بے ثبات زندگی کو نصب العین رکھکر اُسکو امام مان لیا ہے۔ ہم نے اپنے مقتداؤں میں ابن حزم اور ابن تیمیہ کو بھی شمار کیا ہے اسکی تائید میں صرف دو قول یہاں لکھتے ہیں۔ اوّل ایک شخص اہل اللہ میں سے تھے راستباز صالح۔ اور ثقہ امین انکا نام عبداللہ الغزنوی کر کے ہمارے ملک پنجاب میں مشہور ہے۔ ہمارے امام علیہ السلام نے انکو خاتم النبیین رسول ربّ العالمین نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کی شکل پر رویا میں دیکھا ہے اور یہ بسبب انکی کمال اتباع سنت کے تہا۔ وہ بہت خوبیوں کے جامع اور علمی و عملی حصہ میں اللہ تعالیٰ نے انکو خصوصیت سے ممتاز فرمایا ہوا تھا انہوں نے ابن حزم کے بارے میں توجہ کی کہ یہ بہت سخت الفاظ استعمال میں لاتے ہیں اسپر عبداللہ المرحوم کو الہام ہوا۔ ہاں میں اسوقت تک عبداللہ مرحوم کو صادق راستباز یقین کرتا ہوں۔ اور اسی یقین پر اس الہام کو شائع کرتا ہوں ؎

گفتگوئے عاشقاں در باب رب + جوشش عشق ست نے ترکِ ادب
ہر کہ کرد از جام حق یک جرعہ نوش + نے ادب ماند درو نے عقل و ہوش
ہاں ہاں ترکِ حسد کن با شہاں + ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں
با دمِ شیرے تو بازی مے کنی + بالملائک ترک و تازی میکنی

اس کہانی کی شہادت ایک شخص ساکن لاہور کوچہ گندی گراں کے پاس بھی ہے اور اُس کا نام عبدالحق ہے وہ بھی حسن ظن کے قابل ہیں ولا ازکی علی اللہ احدًا دوم حضرت امام سیوطی رح نے اپنی بے نظیر کتاب الاشباہ والنظائر کی جلد سوم صفحہ ۱۳۱ میں لکھا ہے۔ قال فیہ جواب سائلی سال عن حرف لو لشیخنا وسیدنا۔ الامام۔ العالم۔ العلامۃ۔ الاوحد۔ الحافظ۔ المجتہد۔ الزاہد۔ العابد القدوۃ۔ امام الائمۃ۔ قدوۃ الامۃ۔ علامۃ العلماء۔ وارث الانبیاء۔ آخر المجتہدین اوحد علماء الدین۔ برکۃ الاسلام۔ حجۃ الاعلام۔ برہان المتکلمین۔ قامع المبتدعین ذی العلوم الرفیعۃ۔ والفنون البدیعۃ۔ محی السنۃ۔ ومن عظمت بہ علینا المنۃ۔ وقامت

به علی الاعلاء الحجة - واستبانت ببرکته وهدیه المحجة - تقی الدین ابی العباس احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیة الحرانی مناره - وشید من الدین ارکانه ا ه -

باانیکہ یہ فقرہ ہشتم نورالدین میں موجود ہے - پھر بھی ایک سلفی لکھتا ہے کہ کتاب سلف کے خلاف ہے اور اتنی بھی عقل اسمیں باقی نہیں کہ صحیح مسلم والے مضمون حدیث پر بحث کرتے کسکو متبدع فرما رہے ہیں - اور وہ متبوع امام بھی ہے کہ نہیں - اور اصح الکتب والے رحمہ اللہ بعض الناس کہہ کر کسپر زد میں مارتے ہیں اور وہ بعض الناس امام ہیں کہ نہیں - ایک اور فرماتے ہیں کہ مرزا کو مجموعہ انبیا بناتا ہے حالانکہ اسکا جواب کیسا صاف ہے کہ مرزا کو نہیں **غلام احمد** کو - نگس طینت انسان ہو تو بھی جب وہ ناپاک ہے - میٹھے سے شیریں حصہ پر توجہ کرے

فقرہ نہم

ہمارا آریہ سماج سے کیا اختلاف ہے - کہ وہ تمام دنیا کے مذاہب سے زیادہ تر اسلام کے اور اسلام میں سے مرزائیوں کے خطرناک دشمن ہیں - اول ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کو ارواح - مادہ اور اس کے اجزا اور انکے گن کرم سبھاؤ کا خالق مانتے ہیں - اور آریہ سماج باانیکہ اللہ تعالیٰ کو سرب شکتیمان (وہ کسی کا محتاج نہیں) اور باانیکہ دیانند جی نے بہت جگہ مانا ہے کہ یہ اشیا جنکا ذکر ہم نے کیا ہے - لیے ہو کر ساتھ یعنی الٰہی طاقت میں رہ جاتی ہیں - مانتے ہیں - اور پھر بھی ارواح و مادہ عالم کو غیر مخلوق کہتے ہیں - دوسرا اختلاف ہمارا ان سے یہ ہے کہ وہ جناب الٰہی کو دیالو اور کرپالو (کھما والا) تو مانتے ہیں مگر بااین عفو و درگذر اور شفاعت کے منکر ہیں - تیسرا مسئلہ تناسخ کا اور چوتھا مسئلہ جسمیں ہم ان سے اکٹھے ہیں نبوت کا ہے - مگر وہ اس بات کے قائل ہیں کہ چار رشیوں کے سوا خدا کسی سے نہیں بولا اور ہم اس تحدید کے قائل نہیں - پنجم ایک **اخلاقی مسئلہ نیوگ** کا ہے - وہ اسبات کو مانتے ہیں کہ نطفہ کسی کا ہو - تو بیٹا کسی دوسرے کا حقیقۃً ہو سکتا ہے! بلکہ ہوتا ہے!! - اور ہم کہتے ہیں کہ جسکا تم بیٹا قرار دیتے ہو - نہ اسکے خط و خال اسمیں ہیں نہ وہ بولی نہ اسکا نطفہ نہ اسکے عادات اور یہ امر **راست** ہے کیا ہم خچر کو گھوڑے کا بچہ کیونکر کہہ سکتے ہیں - گو کہ گھوڑی ہی سے پیدا ہوا - ان امور خمسہ کے سوا آنکو ہم سے یا ہم کو ان سے کیا اختلاف ہے - یہ تو دیانندجی اور ان کے بعد آریہ مسافر اور تارک اسلام کی غلطی ہے کہ کہیں ہمارے خدا کو گالیاں دیں جو انکا بھی وہی خدا ہے وغیرہ وغیرہ - میں تو انکی ان محنتوں کا شکریہ کرتا ہوں جو انہوں نے شرک کے خلاف کیں - ہاں ایک چھٹا اختلاف بھی ہے کہ میں علمی طور پر برہمن سے لیکر چنڈال تک سید اور شیخ سے لیکر رنڈیوں تک سب کا سچے دل اور پریم سے علاج کرتا اور انکا بھلا چاہتا ہوں - اور آریہ سماج عملی طور پر مسلمانوں کو بہت ستاتے اور دکھ دیتی ہے

اسکا ثبوت مینے خود وکلا میں اپنی ذات پر تجربہ کیا ہے حالانکہ میرے ایسے وکیلوں پر حقوق تھے۔

فقرہ دہم

آریہ سماج سے مباحثہ مشکل بھی ہے اور آسان بھی۔ آسان تو اسلیئے ہے کہ حق حقیقت اور سُت اپنے ساتھ خود ایک روشنی اور صداقت رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا رہنما بزرگوں کی کتابیں اللہ تعالیٰ کا نظام قدرت حقیقی سائنس سچا فلسفہ پاک وجدان اور فطرۃ سلیمہ حق کے سچے گواہ ہیں۔ اور انکے اصول میں جو تہا اصل کہتا ہے کہ یہ حق کو مان لیں اور ناحق کو ترک کردیں۔ اور مشکل اس لیئے ہے کہ آریہ سماج مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہوئے اسلام کی جس کتاب سے چاہیں گو وہ خبیث کتاب بہار دانش کیسی ہی کیوں نہو۔ اعتراض کو جڑ دیتے ہیں اور اسکے ساتھ بہت سی گالیاں دیتے ہیں۔ اور جب تحقیق اور حق ثابت کرنے کے لیئے ہم الزامی جواب دیں اور الزامی جواب بہت مفید ہوا کرتا ہے کیونکہ سامع کا دل حقیقی الزام سے اپنی باتوں اور معتقدات کے مطالعہ اور تنقید کیطرف بے اختیار متوجہ ہو جاتا اور اضطرارًا حق کی تلاش اور پیاس اُس کے دلمیں پیدا ہو جاتی ہے۔ غرض جب ہم اُنہیں الزامی جواب دیں تو اپنی مسلمہ کتابوں پر ہی ہاتھ صاف کرتے اور سب سے انکار کر دیتے ہیں۔ اس صورت میں ہم اس قوم کے لیئے الزامی جواب کہاں سے پیدا کریں۔ تمام آریہ ورتی تفاسیر وید کو خود غلط کہتے ہیں مطلب کے خلاف کوئی امر ہو تو منو۔ اور رامائن اور مہابھارت کو بھی لغو اور محرف تبلاتے ہیں۔ ہمیں امید تھی کہ مہارشی دیانند کے تفاسیر اور انکی علم کلام کی کتاب ستیارتھ پرکاش اور انکی بھومکا۔ اس مباحثہ کے راستے کو بہت صاف کردے گی ہمنے خود سو سے زائد روپیہ صرف اس حق کی جستجو کے لیئے اور حق کے سمجھانے کے لیئے مہارشی دیانند کے بھاشیہ اور ستیارتھ اور بھومکا پر خرچ کیا۔ اور تینوں کو بمشکل پڑھا اور سُنا۔ اور قریب تھا کہ ہم ایک بڑی بسیط کتاب انکے مقابلہ پر لکھتے اور ایک جلد تصدیق کی شائع بھی کی۔ لیکن اُس کتاب کے بعد ہی ہمیں یہ صدا پہونچی کہ ستیارتھ پرکاش غلط ہے اور اس میں پوپونکی لیلا ہے۔ حالانکہ چھپوانے والے ایک راجہ اور اس کے مہتمم دیانندجی کے شِشش تھے۔ آخر ہمیں سکنڈ اڈیشن خریدنی پڑی۔ وہ ہم ابھی پوری پڑھ اور سُن بھی نہ چکے تھے کہ آواز آئی کہ اسمیں بھی غلطیاں ہیں۔ پھر ۱۹۰۸ء میں ہمیں بڑی مایوسی ہوئی۔ جبکہ بڑے بڑے آریہ سماج کے مہاتما لوگوں نے یہ شائع کردیا کہ لیکھرام آریہ مسافر نے ثابت کر دیا ہے کہ دیانندجی کے بھاشیہ میں ناگری ارتھ اور بھاوارتھ غلط ہیں اس لیئے قابل حجت نہیں۔ انمیں مہتمان طبع کی ترارت ہے۔ ہم آریہ مسافر کے علم عقل۔ فراست سنسکرت اور ویدک دانی کو بھی خوب جانتے تھے۔ جنہوں نے مہا بھاشیہ کی غلطیاں نکالیں اور ایک

ف معیار صداقت

ف الزامی جواب

سلہ (دیکھو منشی رام جگیاسو کا ترجمہ رگوید بھومکا صفحہ ۴ و ۷) ۱۲ منہ

کو بھی خوب جانتے ہیں کہ دیانند جی ۱۸۷۴ء کے ارد گرد بمقام لاہور رتن چند کی کوٹھی پر اپنی سوانح عمری لکھوا رہے تھے۔ اسوقت وہ نہایت لطیف برج بھاشا بولتے تھے جو میرے جیسا مسلمان پنجیم بخت کا مسلمان بھی اس بھاشا کو خوب سمجھتا تھا۔ پھر ہمارے بعض دوست آریہ سماجی وکیل بھی اس امر کے شاہد ہیں کہ یہ باتیں ہمارے مشاہدہ کی ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ دیانند جی جب اپنے وطن سے نکلے ہیں تو بچے تھے۔ اور سالہا سال راجپوتانہ اور ممالک مغربی شمالی ہند و پنجاب اور بمبئی کلکتہ کی سیر کرتے رہے اور اسی میں عمر گذاری۔ با ایں ہمہ کیا سوامی جی ایسے کودن تھے کہ وہ بھاشہ بھی نہیں جانتے تھے۔ اور ایسے غبی اور ابلہ تھے کہ مطبع کی جتھمان کی شرارت کو بھی نہ سمجھ سکے اور ہمارے جیسے غریبوں کے ہزاروں روپے بھی تباہ کئے۔ اور پھر اس قوم کی کیسی بدقسمتی ہے کہ لاکھوں روپیہ جمع کیا مگر کامل تفسیر ویدوں کی نہ لکھ سکے۔ پھر قوم کی بدقسمتی سے ماس اور اسکے خلاف۔ شدھی اور اسکے خلاف ایسا تفرقہ ہوا کہ اب ایکدوسرے کے تراجم بھی ناقابل اعتبار ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ بہت سارے شریف الطبع اور عاقبت اندیش آریہ اس دکھ کو محسوس کرتے ہونگے جو بیان کیا ہے اور امید قوی ہے کہ قوم کے ہمدرد وید کی صحیح تفاسیر شائع کرینگے کیونکہ سچا مذہب خواہ مخواہ کے تحکم اور دھینگا مشتی سے تو پرچار نہیں ہو سکتا۔

فقرہ یازدہم دھرم پال کی تہذیب کا نمونہ:۔ ان ناشایستہ اور تہذیب کش باتوں کے لکھنے کی ضرورت اسوجہ سے پیش آئی کہ پنڈت سوامی دیانند نے اپنی تحریروں میں دعویٰ کیا ہے کہ دوسرے مذاہب کو برا کہنا انکا شیوہ نہیں اور بدتہذیب شخص کو وہ بہت برا سمجھتے ہیں۔ اس نامعقول منقول سے ہمیں دکھانا منظور ہے کہ خود پنڈت جی اور اُن کے سرگرم چیلے کسقدر پابند اُن ہدایات کے ہوئے ہیں۔

اس راہ کے آداب و اخلاق کے سکھانے میں بھی قرآن کریم کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اس مبارک کتاب نے تعلیم دی ہے کہ اہل باطل سے جنگ کرنے کے وقت اس کے قابل اکرام معبودوں اور معظم مقصودوں کی نسبت کس طریق پر کلام کرنا چاہیئے جیسے فرمایا وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (پ انعام) ترجمہ تم لوگوں کے معبودوں کو گالی نہ دو وہ اسکے عوض میں جہالت اور زیادتی سے اللہ کو گالی دینگے۔ اس مبارک تعلیم سے وید اور دوسری تمام کتابیں کفض

برہنہ ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں میں کوئی ذاتی خوبی اور جوہر نہیں۔ یہ کتابیں اپنی جگہ بے زبان ہیں۔ کوئی دعویٰ اپنی دلیل کے ساتھ نہیں نہیں۔ ہاں ان کے وکیلوں اور حامیوں کے مونہہ میں لاریب سیاہ زہردار کوبرہ کی دو شاخی زبانیں۔ یہ لوگ پادری اور آریہ اپنی کامیابی اور ظفر اسی میں سمجھتے ہیں کہ دوسروں کی عیب چینی کریں۔ اپنی کتابوں اور عقیدوں کے معارف و اسرار کے اظہار سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اگر مذاہب اور ملل اسپر اتفاق کرلیں کہ تمام حامیان دین اپنے مذہب و کتاب کی خوبیوں کے بیان کرنے پر اکتفا کریں اور اس سے تجاوز نہیں کرینگے تو یقیناً اس میدان میں گوئے سبقت قرآن کریم کے ہاتھ میں ہے۔

الغرض جوشیلے نو تعلیم یافتہ دہرم پال کی تہذیب کلامی کا نمونہ مشتے از خروارے ملاحظہ ہو۔ ذرہ سی ساٹھ صفحہ کی کتاب اور اسمیں **دہرم پال کے ناپاک الفاظ یہ ہیں** اور وہ بعض مقام جب قرآن کے ریگستانی مسائل میری پیاس کو نہ بجھا سکے۔ جب قرآن کی خلاف از عقل باتیں میرے بیقرار دماغ کو کچھ تسکین نہ دیسکیں۔ قرآن کے بہت سے وحشیانہ اور ظالمانہ مسائل میرے نرم دلکو تسکین نہ دیسکے۔ جب قرآن کی ادنے درجہ کی تعلیم میرے اعلٰے خیالات کا ساتھ نہ دیسکی" صفحہ ۶۔ "جب میں اس وادی ظلمت میں ادہر ادہر ہاتھ مار کر حیران و سرگردان ہو رہا تھا۔ میں عرب کے ریگستانوں سے نکلکر گنگا اور جمنا کے کنارے پر آیا۔ چاروں طرف عربی ریگستان کے مسائل سے خشک شدہ دل اور دماغ ہی نہیں ہیں" صفحہ ۷۔ "میں نے قرآن اور اسلام کو سب سے نچلے درجہ پر پایا" صفحہ ۹۔ "افسوس ہے ایسی گپوں کے لیئے جبرائیل کے پر تھکائے جائیں" صفحہ ۲۰۔ "میں نے عرصہ دراز تک قرآن کی چھان بین کی مگر مجھے موتیوں اور جواہرات کی بجائے پتھر اور کنکر ہی ملے" صفحہ ۱۰۔ "قرآن اور روحانیت کو دو متضاد سمتوں میں چلتے دیکھتا ہوں" صفحہ ۱۱ "قرآن ایک معمولی تصنیف کتاب سے بھی نیچے گرا ہوا ہے" صفحہ ۱۱ "ایک مہذب شخص کی معمولی کتاب سے بھی نیچے گرا ہے" صفحہ ۱۱۔ "قرآنی قلعہ کو قرآنی بارود نے ہی اڑا دیا ہے" صفحہ ۱۱ "الٰہی کلام کا دم بھرنیوالی کتاب میں ایسی ایسی لغویات کا ہونا سخت قابل اعتراض ہے" صفحہ ۲۱ "میرے خیالمیں حوریں محض قرآنی بیوہ ہیں" صفحہ ۲۳ "قرآن میں دو تین باتوں کے دُہرانے کے سوا اور کچھ دماغ کے اندر سے نہیں نکل سکا۔ آخر انسانی دماغ۔ انسانی دماغ ہی ہے" صفحہ ۲۳ "یہ سب نادانوں کی باتیں ہیں" صفحہ ۲۶

"افسوس ہے ایسے الہامی قصونپر اور افسوس ہے ایسے الہامی گپونپر" صفحہ ۳۵ "مگر قرآن نے اپنے بڑے بھائی سے (پران) ذرا قدم آگے رکھا" صفحہ ۴۲ "افسوس ہے کہ قرآن جیسی مسلمہ کتاب بجائے الہامی کتاب ہونے کے اس قسم کی گپوں سے اُم الگپاپ بن رہی ہے" صفحہ ۴۴ "بہشت کے بارے میں جو قرآن کی تعلیم ہے وہ اور بھی مکروہ اور گھناؤنی ہے۔ سچ پوچھو تو قرآنی تعلیم نے بہشت کو وہ خراب خانہ بنا دیا ہے کہ جہاں جانا بھلے مانسوں کا کام تو ہرگز نہیں ہے" صفحہ ۲۶ "مگر میں اتنی بڑی گپوں اور خلاف از قانون گپوں کو ہرگز نہیں مان سکتا" صفحہ ۳۴ "یہاں تو پرانوں سے بھی بڑھکر لیلا موجود ہے" صفحہ ۳۴۔

"الہامی گپوں کا گھر ہے" صفحہ ۴۴۔ "قرآن اور پران ہم وزن ہونے کے علاوہ فرضی قصوں کہانیوں سے کسقدر بھرے ہیں۔ سچ پوچھو تو دونوں سگے بھائی ہیں۔ اور دونوں ہی زمانہ جہالت میں پیدا ہوئے" صفحہ ۴۶ "مگر قرآن کا بخیہ معلوم نہیں کون اُدھیڑ دیگا" صفحہ ۴۸ "یہ ماننے والے بھی ہوں تو اہل قرآن ہی ہوں جو پہلے قانون قدرت اور عقل سلیم کو پاگل خانے کے داروغہ کے ہاتھ گروی کر دیں" صفحہ ۳۵ "خدا فریب کرتا ہے دھوکہ بازی کرتا ہے" صفحہ ۱۴۔

"خدا بڑا لڑاکا ہے" صفحہ ۱۴ "اس سے بڑھکر مکروہ تعلیم اور کیا ہوگی" صفحہ ۱۵ "کیا خدا کی غفاری قیامت کے دن اُڑ جائیگی اور سنگدل ہو جائیگا۔ مگر خدا کے کان بہرے ہو گئے ہیں کچھ نہیں سنتا" صفحہ ۱۵-۱۶ "خدا کو شیطان کا شیطان بنا دیا گیا ہے" صفحہ ۱۷ "خدا بھنگڑوں کا بھنگڑا جہاں بھنگی بھنگ پیکر ایک دوسرے کو مخول کرتے ہیں وہاں خدا بھی بیچ میں آکودتا ہے اور ویسا ہی بھنگڑا پن شروع کر دیتا ہے" صفحہ ۱۷ "قرآن کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی روح ایک عورت کے رحم میں بھی جا سکتی ہے اور خون حیض کھا سکتی ہے۔ اور نو مہینے غلاظت میں پڑی رہ کر برسوں تک انسانی جامہ میں ہو کر بذریعہ پھانسی نجات پا سکتی ہے" صفحہ ۱۹ "یہ کتنی بڑی گپ بلکہ گپ کا بھائی گپوڑا ہے" صفحہ ۴۵ "بھلا خدا بھی کنکریاں روڑے مارا کرتا ہے روڑے مارنا نادان بچوں کا کام ہے نہ کہ عقلمند و لکا" صفحہ "خدا خود دوزخ میں جاوے" صفحہ "عورتوں کو محض جذبہ مخصوصہ کی سیری کا سامان تصور کیا گیا" صفحہ ۵۵ "معلوم نہیں عربی خدا نے عربوں کی کیوں تقلید کی" صفحہ ۱۸ "کیا وہ پاگل ہو گیا تھا" صفحہ ۱۸ "اب سزا کس کو ملے۔ خدا کو یا شیطان کو" صفحہ ۲۰

"اب خدا کو دوزخ میں ڈالا جاوے یا جس نے خدا پر یہ من گھڑت الزام لگائے" صفحہ ۲۔ "چاہیئے کہ خدا خود دوزخ میں پڑے انکے سمجھانے کو نبی بھیجنا سراسر حماقت ہے" صفحہ ۲ "اس کے حضور خاصہ اور نگرہبی دربار لگا ہے" صفحہ ۲۰ "مذکورہ بالا چند باتیں قرآنی خدا کے بارے میں ہیں جنکو پڑھکر قرآنی خدا کا اندازہ لگ سکتا ہے کہ وہ کیا بلا ہے اور کس دماغ نے اسکو گھڑا ہے" صفحہ ۲۱ "خدا کی اور کند ذہنی دیکھیئے قرآن میں آدم کی بیوی کا نام بھول گیا" صفحہ ۲۲ "خدا بھی فصلی بٹیر ان کی طرح ایک خاص موقع پر ادنے گھہ میں ہوتا ہے" صفحہ ۳۳ "گپ ہانک دی ہے" صفحہ ۳۹ "قرآنی بابا آدم کوئی نئی بلا نہیں ہے" صفحہ ۴۱ "آدم کی بیوی کیونکر پیدا ہو گئی خدا کے ہاں نطفہ نازل ہوا یا کسی فرشتے نے آدم کو حمل ٹھیرایا۔ کیا پھر آدم کا بچہ دان گم ہو گیا۔ اب آدم کو مذکر کہیں یا مؤنث" صفحہ ۴۲

فقرہ دوازدہم

ہمارے مکرم معظم دوست سید تفضل حسین ڈپٹی کلکٹر جب آخر کے اوراق چھپ رہے تھے۔ قادیاں میں تشریف لائے اور اس رسالہ نور الدین کو پڑھا۔ اور فرمایا۔ کہ سوال نمبر ۲ کا جواب ادھورا رہ گیا مینے عرض کیا کہ ہر ایک پہلو پر گفتگو کرنا اور اسمیں توسیع اس مختصر رسالہ کی شان نہیں۔ اکملت لکم اور اتممت کی صداے کے لیے انسان کامل چاہیئے۔ مگر انکی خاطر ایک طرف اور دیباچہ کا آخری صفحہ خالی نظر آیا ایک طرف اسواسطے یہ چند سطور گذارش ہیں "سوال ہے کہ ہسپین۔ افریقہ اور ہند مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اگر اسلام کے لیئے ملائکہ کا نزول ہوتا ہے تو کیوں اسوقت جب یہ بلاد ہاتھ سے نکلے فرشتہ نازل نہوئے" میں کہتا ہوں۔ اسلام سچ قرآن کریم سچ ہے۔ پس جو کچھ ہوا قرآن کی تصدیق ہوئی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِن بَعْدِهِمْ لِنَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ (پ) ترجمہ۔ پھر کیا ہمنے تمہیں اس زمین میں جانشین ان پہلی قوموں کے بعد انجام یہ ہوگا۔ کہ ہم دیکھیں گے تم کسطرح کے عمل کرتے ہو۔ اور عملوں کے متعلق تو بڑی بحث ہے کہ وہ کیا کیا عمل ہیں جنسے اللہ تعالےٰ راضی ہوتا ہے اور ملک بخشتا ہے اور انکی تفصیل ایک مجلد چاہتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ وحدہٗ لا شریک ہے اور وحدۃ کو پسند فرماتا ہے وحدۃ ہی پر بڑے بڑے انعام مرتب فرماتا ہے مسلمانوں کو اس نے اوّل تو ارشاد فرمایا ہے۔ جو قرآن کریم میں ہے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ

جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (پ۴ آل عمران۹) ترجمہ۔ الٰہی رسن (قرآن) کے ساتھ اکٹھے ہوکر اپنا بچاؤ کرو اور الگ الگ نہونا۔ اس آیت کریمہ میں ایک حکم ہے کہ ایسا کرو۔ اور دوسری نہی ہے کہ ایسا نہ کرو امر و حکم میں ارشاد ہے کہ ایک ہوجاؤ۔ پس شخصی وحدۃ تو یہ تھی کہ ہر ایک انسان کا دل و زبان اور اس کے تمام اعضاء میں باہم وحدۃ ہو۔ ایسا نہو کہ دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ اور آنکھ کچھ اشارہ کرتی ہے اور اعضا کچھ اور کہتے ہیں۔ اور قومی وحدۃ یہ تھی کہ باہم ایسے تنازع نہوتے امانت جسے رعایا کہتے ہیں۔ عام تکلیف پہونچتی بلکہ اس امانت الٰہیہ کو ہر طرح آرام و راحت ملتی۔ اور خود غرضی اور لالچ دنیا جو راس کل خطیئۃ ہے پھوٹ کا موجب نہوتا۔ مگر اس اسلامی حکم پر عمل درآمد نہوا۔ تو حسب فرمان الٰہی جو قرآن میں ہے۔ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (پ۱۰ انفال) اسکا معنے ہے اور آپسمیں تنازع مت کرو اگر کروگے تو پھسل جاؤگے اور تمہاری ہوا۔ (قوت۔ طاقت۔ رعب۔ نفاذ حکم) بگڑ جائے گی۔ سو حکم کی خلاف ورزی کا صحیح نتیجہ نکلا۔ نہی کا منشا تھا کہ باہم پھوٹ نہ کرنا۔ پس جب نہی کی خلاف ورزی ہوئی۔ اسکا ثمرہ ملا۔ اب بھی بعض ریاستیں صرف اسلیئے قائم ہیں کہ برباد شدہ ریاستوں کی وجوہ بربادگی بیان کریں۔ مگر اسلامی یکجہتی۔ وحدۃ کتاب۔ وحدۃ کلمہ۔ وحدۃ اعمال ضروریہ اور ظہور امام واحد یقین دلاتا ہے کہ بہار کے دن ہیں والحمد للہ رب العالمین۔ کیا روز افزوں ترقی کو ہر روز ہم نہیں دیکھتے۔ دیکھتے ہیں اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔ کہ اسلام کا انجام بخیر ہے ٭

نورالدین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سوال نمبر ۱۔ از طرف تارکِ اسلام

خدا کو معمولی آدمی تصور کر کے اسمیں منجملہ چند صفات حسنہ کے وہ تمام صفات بھی بھرے ہوئے دکھائے گئے ہیں جو کسی ادنٰے سے آدمی میں پائے جاتے ہوں۔

مثلاً۔ مکار۔ فریبی۔ مکاروں کا مکار۔ فریبیوں کا فریبی۔ اس کا ثبوت ہے ومکروا ومکراللہ واللہ خیر الماکرین ۳/۱۳۔

الجواب

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے متعلق اعلےٰ درجہ کے صفات اور اسمائے حسنے بیان کیے گیے ہیں

۱۔ لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ ۲۵/۳	ترجمہ اللہ کی مانند کوئی شے ہی نہیں۔
۲۔ لَا تَضۡرِبُوۡا لِلّٰہِ الۡاَمۡثَالَ ۱۴/۱۶	اللہ تعالیٰ کے لیئے مثلیں نہ بنایا کرو۔
۳۔ فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الۡعَظِیۡمِ ۲۷/۱۵	تو اپنے عظمت والے رب کے نام کی تقدیس کر۔
۴۔ فَسَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلَی ۳۰/۱۲	تو اپنے اعلےٰ رب کے نام کی تقدیس کر۔
۵۔ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ ۳۰/۳۵	بے عیب۔ پاک اپنے رب کی تنزیہ کر ساتھ اسکی حمد کے
۶۔ وَلِلّٰہِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی فَادۡعُوۡہُ بِہَا ۹/۱	اللہ کے اچھے نام ہیں تو اسے ان ناموں سے پکارکر
۷۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔	ہر قسم کی حمد اللہ کے لیئے ہے جو جہانوں کا رب ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کے ابتدا میں ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ

سب صفات کاملہ اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سارے جہانوں کا رب۔ بے مانگے دینے والا۔ ادمحنت کو نہ ضائع کرنے والا۔ مالک وقت جزا وسزا کا۔

اور قرآن کریم کے آخر میں ہے۔
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُن لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ہے اور بالکل
آخر میں ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ
جائے غور ہے کہ ایک کتاب جو خدا تعالیٰ کی نسبت ایسی پاک اور بے عیب اسماء اور خوبصورت صفات کے اطلاق اور منسوب کرنے کی تعلیم دے ایک عقلمند کیونکر تصور میں بھی لاسکتا ہے کہ وہی کتاب اسی قدوس خدا کی نسبت معاً اپنے اندر ایسے اسماء اور صفات مندرج کرنا گوارا کریگی جو اسکی اس تعریف اور تمجید سے سخت مخالف اور مناقض پڑے ہوں جو اس نے خدا تعالیٰ کی ذات کی نسبت کی اور ایک جہان کو اسکی طرف دعوت کی ہے۔ للّٰہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا ایک عظیم الشان امر ہے جس کی پابندی تمام دنیا سے چاہی گئی ہے باایں ہمہ وہی کتاب پسند کرتی ہے یا بلفظ دیگر یوں کہو کہ اپنی دیوانگی کا ثبوت دیتی ہے کہ خدا کو گھنونے اور ناپاک ناموں سے بھی پکارا کرو۔

ایسی صریح تناقض اور دیوانہ پن کی تعلیم سے سب سے اول نفرت سے گریز کرنے والے وہ لوگ ہوتے جو اس تعلیم کے پہلے مخاطب تھے اور جن کے فہم کی جودت اور ذکاوت دانشمند دنیا میں ضرب المثل ہے مگر وہ اس لغت کو خوب سمجھتے تھے جسمیں خدائے قدوس نے ایسے خطاب کیا۔ اسلئے وہ ہر لفظ کو اُسکے درست محل میں اُتارتے تھے۔ افسوس تارک اسلام نے نہ صرف کورانہ تعصب کا ثبوت دیا ہے بلکہ اس نکتہ چینی سے صاف طور پر ثابت کر دیا ہے کہ اس آریہ قوم کو لغت اور محاورہ لسان عرب کے سمجھنے سے کس قدر دوری ہے۔ اگر تارک اسلام میں ذرا بھی حق بینی اور حق فہمی کا مادہ ہوتا تو پہلا سوال اسکے دل میں یہ پیدا ہونا چاہیئے تھا کہ لفظ مکر اور کید اور ایسے الفاظ کے معانی لغت عرب میں تلاش کرنے چاہئیں اور یہ بھی ضروری بات ہے کہ قرآن کریم کی وجاہت اور صاف دعوے اور عام اور بیّن تعلیم اور عام اصول اور واضح عُرف کو مدنظر رکھ کر ان الفاظ کی حقیقت اور مغز کی پیروی کرنی چاہئے تھی مگر افسوس خود غرض جلد باز نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اس منشار اور معنی کو لیا ہے جو ہندوستان اور

سلہ تو کہدے کہ وہ ہستی جسکا نام اللہ ہے تمام کمالات سے موصوف تمام بدیوں سے منزہ معبود (یعنی) ایک ہے (ذات میں یکتا صفات و افعال میں بے ہمتا) اللہ الصمد مقصود محتاج الیہ سو (ن) نہ کسیکو اسنے جنا اور نہ کسی سے جنا۔ کوئی بھی اسکے جوڑ کا نہیں
سلہ تو کہدے حفاظت چاہتا ہوں تمام لوگوں کے رب سے تمام لوگوں کے بادشاہ سے تمام لوگوں کے ایک ہی معبود سے۔

پنجاب کی دو کیباری نے ان الفاظ کو زبردستی سے بخشا ہے بہادر اور جری قوم عرب کے الفاظ کو بزدل ہند کی کمزور دل مغلوب بہ مفتوح قوم کی ڈکشنری میں ڈھونڈھنے اور ان پر حصر کرنا سچے علوم سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ ہند و پنجاب نے لفظ مکر کے جو معنے کیئے وہ اُن کے اپنی فطرتوں اور بزدل طبیعتوں کے سچے عکس اور نتائج ہیں۔ عربی لسان میں انکا وہ مفہوم نہیں۔ عربی زبان میں ان کا مفہوم ہے جو انکی واضع اور بہادر فطرت کے مطابق ہے اور اُسکے عملدرآمد پر رسولِ کریم اور صحابہ کی زندگی سچا گواہ ہے اور جیسے ہم عنقریب عرب کی معتبر لغت سے پیش کرتے ہیں۔

اب خدا ترس ناظرین پر ہم اس امر کا فیصلہ موقوف رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے عام اصول اور حمد الٰہی کو مدِ نظر رکھکر اور لغت عرب سے مشورہ لیکر فرمائیں کہ کہاں ہیں وہ گندے فقرے اور ناپاک معنے جو تارکِ اسلام نے لکھے ہیں۔

اور سُنو امکار کا لفظ اور باقی آپکے الفاظ اگرچہ قرآن مجید میں قطعاً نہیں۔ مگر ویدمیں اوم کے آخری لفظ کو آپکے یہاں مکار کہتے ہیں۔ اور وہ بھی آدھا مکار۔ ہوش کرو ترک کرنا تو اس کتاب کا جسمیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہو۔ اور لینا اس کتاب کا جس کی ابتدا میں تیسرے حرف مکار کے بعد اگنم ایڑے پروہتم ہے۔

پھر تارک اپنی کھُلی چِٹھی میں لکھتا ہے کہ "ہم لغت اور مفسرین کی تاویلیں نہیں مان سکتے" بہت اچھا تو آدھا مکار۔ اور اگ۔ نی۔ کیسا صاف لفظ ہے۔ جسکے معنے پنجابی سے اُردو میں آدھی مکار" اوڈ اواگ" کے ہیں۔ پنجابی زنانہ بولی میں یوں ہوا ایڈ اگ۔ نی۔ اڑے" نیز اگنی ہمیشہ خاوند کو کہتے ہیں تو بتاؤ کیا یہ معنے درست ہیں۔ دیکھو سیتارتھ صفحہ ۱۵۳۔

آپکے اس قاعدہ کے موافق آپکا حق نہیں کہ لغت وید سے۔ برہمنوں۔ اور مہابھاشیہ تفسیر سے ہمیں جواب دیں۔ پھر گائتری کے ابتدا جو بھور۔ بھوہ۔ سُوہ ہے اسکی تشریح لغت اور تفسیر وال سے تو کرنی نہیں چاہیئے اس لیے کہ یہی آپنے قاعدہ باندھا ہے۔ اب بولو کہ پنجابی میں یہ کیا الفاظ ہیں پھر اسکا آخری نام بظاہر سُوہ ہے جسکو اردو والے راکھ کہتے ہیں۔ کیا پرمیشر سُوہ ہے۔ پس سوچو! تمہارا طریق بحث کیسا تحہ غلط ہے اور حق طلبی سے کسقدر دور۔

سیتارتھ پرکاش میں پنڈت دیانند نے جن جن رنگوں سے اِس قسم کے الفاظ کو توجیہاً

حاشیہ ۔ اس لفظ پر سوال نمبر ۱۱۶ میں تفصیل ہے ۱۳

کی کرسی پر بٹھایا ہے وہ کارروائی اسکے لیے اور اُسکے جانشینوں کے لیے عبرت کا مقام ہے کہ کس طرح وہ ایسے الفاظ پر منہ آتا ہے جب دوسری کتابوں میں اُنہیں پاتا ہے۔ مگر اُنہیں ویدمیں پا کر کس طرح بنا تا ہے برخلاف اس قاعدہ کے جو تارک نے پیش کیا ہے سیتارتھ کے مستند ترجمہ منجانب پرتی ندھی سبھا میں تو لکھا ہے "ویاکرن (علم اللسان) نرکت (وید کے لغات) برہمن گرنتھ (قدیم تفاسیر وید) سوتر وغیرہ رشی منیوں کی شرحوں سے" اگنی وغیرہ ناموں کے مقدم معنے سے پرمیشر ہی مفہوم ہوتا ہے۔

اب اے تارک دیکھ۔ تمہارے ہادی تو علم اللسان۔ لغات۔ تفاسیر۔ یا دوشتوں۔ اور بزرگوں کے اقوال کو پسند کریں اور تم ناپسند کرو۔

تحقیقی جواب

مفرداتِ راغب[1] عربی کی مستند لغت قرآن میں لفظ "مکر" کے نیچے لکھا ہے:۔

۱ - (المکر) صرف الغیر عما یقصدہ بحیلۃ	مخالف کے مقاصد کو تدبیر سے روک دینا۔ مکر ہے۔

ابن الاثیر جس نے لغت قرآن وحدیث پر کتاب لکھی ہے لکھتا ہے:۔

۲ - (مکر اللہ) ایقاع بلائہ باعدائہ دون اولیائہ	الٰہی مکر کے معنے ہیں مخالفانِ الٰہی پر عذاب کا ڈالنا اور مقربوں کو ان عذابوں سے بچانا۔

لسان العرب میں ہے جو عربی لغت کی بڑی مستند کتاب ہے۔

۳ - المکر احتیال فی خفیۃ	یعنی مخفی تدابیر کو مکر کہتے ہیں۔

بلکہ قرآن کریم نے اِن معانی کی خود ہی تفصیل فرمائی ہے جہاں فرمایا ہے۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ۹/۱۸	یعنے جب تیرے مقاصد کو ان لوگوں نے جو منکر ہوئے تدابیر سے روکنا چاہا اس طرح پر کہ تجھے قید کرلیں یا تجھے قتل کردیں یا وطن سے

[1] یہ بیش بہا کتاب محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے ابن الاثیر کے نہایہ لغت قرآن وحدیث کے حاشیہ پر مصر میں طبع ہوگئی ہے والحمد للہ رب العالمین ۱۲

[2] یہ کتاب علیحدہ اور مع مفردات راغب اور تقریب النہایہ مصر میں چھپ گئی ہے ۱۲

تجھے نکال دیں اور وہ تدبیریں کرتے ہیں اور کرینگے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیر کرتا ہے اور کریگا اور اللہ تعالیٰ ان مخالفوں کی تدبیروں پر غالب آنے والا اور اُسکی تدابیر ہمہ خیر ہوتی ہیں۔

اور دوسرے معنی کے لحاظ سے آیت کے معنے یہ ہوئے:۔

"جب منکر تجھے بلاؤں میں پھنسانے لگے کہ تجھے قید کرلیں یا تجھے قتل کردیں یا تجھے نکال دیں اور پھنساتے ہیں اور پھنسائیں گے اور اللہ تعالیٰ بہت ہی بھلا ہے اپنے مقربوں کے بچانے اور دشمنوں کے عذاب دینے میں۔

تیسرے معنی کے لحاظ (مخفی تدبیر) سے آیت کے یہ معنے ہوئے۔

جب مخفی تدبیر کرتے تھے تیری نسبت وہ جو منکر ہوئے کہ تجھے قید کرلیں یا تجھے قتل کردیں یا تجھے نکال دیں اور مخفی تدبیر کرتے ہیں اور کرینگے اور اللہ مخفی تدبیر کرتا ہے اور اللہ بہت ہی بھلا مخفی مدبّروں میں سے ہے۔

مکر کا لفظ بلا اضافت عام مفہوم رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں شریروں کے ارادوں کیطرف منسوب کیا گیا ہے وہاں مَكْرُ السَّيِّئِ یعنے مکر بد کرکے ذکر کیا گیا ہے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ مکر بُرا بھی ہوتا ہے اور بھلا بھی۔ اسمیں قرآن کریم کا خود ارشاد ہے۔

وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ٢٢/١٨ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ١٩/١٩	اور بُرے منصوبے کرنیوالوں کا وبال خود اُن ہی پر پڑتا ہے پس تو دیکھ کہ اُن کے منصوبوں کا انجام کیا ہوا ہم نے اُن سب کو مع اُنکی قوم کے تباہ کردیا۔

اور مفردات راغب میں ہے۔

وذلك ضربان مكر محمود وهو ان يتحرى بذلك فعل جميل وعلى ذلك قال الله تعالى والله خير الماكرين۔ ومذموم وهو ان يتحرى به فعل قبيح قال الله تعالى ولا يحيق المكر السيئ الا باهله	اور مکر کی دو قسمیں ہیں ایک مکر محمود ہے جس سے نیک اور عمدہ کام کا قصد کرنا مقصود ہے چنانچہ ان ہی معنوں سے خدا تعالیٰ نے اپنی نسبت فرمایا وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ اور دوسری قسم مکر مذموم ہے یعنی بُرے فعل کا ارادہ کرنا یہی معنی ہیں اس آیت کے وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ

اصل بات یہ ہے کہ نبی کریم نے اقوام عرب کو عبادت الٰہیہ کیطرف بلایا اور بت پرستی اور

بدچلنی کے اقسام سے روکا۔ اور باہمی خانہ جنگیوں سے ہٹا کر ان میں وحدت و اتحاد کی روح پھونکنی شروع کی۔ اس پر مشرک نادان احمقوں نے آپکے مقاصد کے برخلاف بڑی بڑی تدابیر شروع کردیں اور آپکو اس پاک ارادہ سے ہٹانا چاہا اور آپکو اور آپکے احباب کو دکھ دیئے۔ اور مخفی تدابیر سے اسلامی کارخانہ کو نابود کرنا چاہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و طمانیت بخشی کہ تیرے مقاصد و مطالب کو کوئی نہیں روک سکتا اور یہ لوگ ناکام رہینگے اور انکی مخفی تدبیریں خود ان پر الٹ پڑینگی

ایک اور جگہ قرآن کریم نے اس واقعہ کا بیان فرمایا ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول حکایت کیا ہے:-

هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۱۳ ع	ای نخالف قوم اسی سبب سے ہم سے بیزار ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے

معلوم ہوتا ہے کہ آریہ لوگ ہم سے جینیوں اور وید کی شرح ساکنوں کا بدلہ لیتے ہیں جنھوں نے انھیں مکار کہا ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۵۲۹ "مکار ٹھگ کے بنائے ہوئے وید ہیں" "وید کے بنانے والے مکار تھے" صفحہ ۵۳۰

جن لوگوں نے لیکھرام کی کتابوں کو پڑھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ تارک مرتد نے تنقیہ دماغ صفحہ ۱۰۸ سے یہ نابکار اور لغو نکتہ چینی سیکھی ہے اور گریجوایٹ ہونے پر سخت بدنما داغ لگایا ہے۔

سُنو وہ تمام صحیح صفات الٰہیہ جسکو ستیارتھ کے مصنف نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے قرآن کریم میں موجود ہیں۔ مثلاً ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد

سوال نمبر ۲ "خدا فریب کرتا ہے۔ دھوکہ بازی کرتا ہے"

جواب نمبر ۲۔ پہلے اعتراض ہی کو دوسرے لفظوں میں تمنے ادا کیا ہے غالباً نمبروں کا ایزاد مطلوب ہوگا یا کوئی اور امر اس کا باعث ہے۔

کید کے متعلق مفردات راغب میں ہے۔ الکید ضرب من الاحتیال۔ وقد یکون محمودًا ومذمومًا وکذلک الاستدراج والمکر۔ لسان العرب میں ہے۔ الکید المکر وکل شیئ تعالجہ فانت کیدہ والاحتیال والاجتہاد وبہ سمیت الحرب کیدًا۔ والتدبیر بباطل او بحق۔

کید کے معنے مکر ہوئے اور مکر کے لفظ پر ہم سوال اول میں بحث کر چکے ہیں تو اس سوال کا کرنا ہی لغو ہوا۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱- اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا - فَمَهِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا ؕ

تحقیق منکروں نے تدابیر-حیلہ-کوشش اور جنگ خطرناک کرنا ہے - اور میں بھی تدابیر-حیلہ-کوششیں اور جنگ کرونگا - پس تو چھوڑ دے منکروں کو - انہیں چھوڑ دے تھوڑی دیر کے لئے - اور لسان العرب میں کید کے معنے ارادہ کے بھی ہیں - پس معنی ہوئے تحقیق یہ منکر ارادے کرینگے بڑے ارادے اور میں بھی ارادہ کرتا ہوں بڑا ارادہ - باقی ترجمہ بالا رہا - ان دعووں اور تحدیوں کو دیکھو کس طرح پورے اور حرفاً پورے ہوئے - مخالفان اسلام نے کیسے کیسے خطرناک ارادے - تدابیر-حیلے اور کوششیں اور بڑے بڑے جنگ اسلام کو دنیا سے اٹھا دینے کیلئے کئے - اور کس طرح اقوام عرب - یہود - مسیحی - مجوس - اور خود وہ قوم جو نبی کریم کی ہم شہر اور رشتہ دار تھی جان توڑ کر سعی کر رہی تھی - مگر الٰہی ارادہ نے کس طرح سب کو خاک میں ملا دیا - لیکن اسکے خلاف غور تو کرو - تبت میں آریہ سے ڈشٹوں نے جنگ کی مگر آریوں کی تمام شلپ ودّیا (فنون جنگ کا علم) بیکار ہوگئی اور آخر وہ ملک چھوڑ کر غیر ملک انڈیا میں انکو آنا پڑا اور انکا پھر وہ تبت کا ملک فتح نہ ہو سکا - بخلاف اس معاملہ کے بانی اسلام سے جن منکروں نے تدابیر اور ارادہ بڑے مقابلہ کیا وہ سب ملیا میٹ ہوگئے - اب دیکھ لو کہ تمام بلاد عرب اور اسکے نواحی میں اسلام کا جھنڈا لہراتا ہے جیسے قرآن کریم نے فرمایا - اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَهُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ پ ۳۰ اس آیت پر سوال نمبر ۱۱۶ کے دوسرے حصہ میں مفصل بحث ہے -

سوال نمبر ۳ - " فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ؕ روحانی بیماری بڑھانا اور عذاب بھی دیتا ہے - یہ بے رحمی اور ظلم ہے "

جواب ۳ - انسان کو تمہارے دیانند نے خود مختار مانا ہے - دیکھو سیتارتھ صفحہ ۲۵۰ - اور سزاؤں میں تابع مرضی الٰہی قرار دیا ہے - دیکھو صفحہ سابق اور نویں سملاس کے نمبر ۳ صفحہ ۳۲۳ میں لکھا ہے کہ " جیو یکساں ہیں مگر پاپ اور پن کی تاثیر سے ناپاک اور پاک ہوتے ہیں "

پھر لکھتا ہے یہ جب پاپ بڑھ جاتا ہے اور پن کم ہوتا ہے تو انسان کا جیو حیوان وغیرہ نیچے درجہ کا جسم پاتا ہے " تو اب آپ انصاف سے کہیں کہ روحانی امراض کا نتیجہ نیک ہوا یا بد ہوا - اگر بدکاری - نافرمانی اور شرارت کا بدلہ نیکی حاصل ہو تو تمام لوگ چاہیئے کہ بدکاری کریں

سلہ جیسے وکانوا یفعلون - میں ہی انکو کرنیکا ارادہ نہیں تھا ۱۲ سلہ کیا نہیں کردیا انکی تدابیر کو انہیں کے ہلاک کا باعث

تاکہ نیک ثمرات حاصل کریں مگر ایسا نہیں ہوتا۔

تحقیقی جواب اصل بات یہ ہے کہ جب ہمارے نبی کریم اور رسول رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو چند درشت منافق دل کے کمزور جنہیں نہ قوت فیصلہ تھی اور نہ تاب مقابلہ آپکے حضور حاضر ہوئے اور بظاہر مسلمان ہو گئے۔ اور آخر بڑے بڑے فسادوں کی جڑ بن گئے۔ وہ مسلمانوں میں آکر مسلمان بنجاتے اور مخالفان اسلام کے پاس پہنچتے تو مسلمانوں کی بدیاں کرتے جہاں سے آپنے یا آپکے کسی ہمخیال نے فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ (پ۱ بقرع) کا فقرہ نقل کیا ہے۔ وہاں یہ سارا ماجرا مفصل لکھا ہے۔ اس شریر گروہ کے متعلق یہ آیت ہی جسکو آپنے نقل کیا ہے۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ سردست جماعت اسلام تعداد میں بہت ہی قلیل اور تھوڑی سی ہے اور مسائل اسلام بھی جو پیش ہوئے ہیں بہت کم ہیں یہ بدبخت منافق اگر اس قلیل جماعت کے سامنے تاب مقابلہ نہیں لا سکتے اور اپنے دل کی مرض سے بزدل ہو کر مسلمانوں کی ہاں میں بظاہر ہاں ملاتے ہیں تو یاد رکھیں ان کا یہ کمزوری کا مرض اور بڑھے گا۔ کیونکہ یہ جماعت اسلام روز افزون ترقی کریگی اور یہ موذی بدمعاش اور بھی کمزور ہونگے۔ اور ہونگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نیز اسلام کے مسائل روز بروز ترقی کرینگے جب یہ لوگ تھوڑے سے مسائل کا فیصلہ نہیں کر سکتے تو اِن مسائل کثیرہ کا کیا فیصلہ کر سکینگے جو یوماً فیوماً روز افزون ہیں بہرحال انکا مرض اللہ تعالےٰ بڑھائے گا۔ اور اسلام کو اِن کے مقابلہ میں ترقی دیگا۔ ہاں رہی یہ بات کہ یہ سزا انکو کیوں ملی تو اسکا جواب یہی سچ ہے کہ ان کے اپنے اعمال کا بد نتیجہ تھا اسمیں قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ مَآ اَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ (پ۲۵ شوریٰ) یعنے تمہیں ہر ایک مصیبت اپنے ہاتھوں کی کرتوت کے سبب سے پہنچتی ہے + عمدہ غذا کا اور بہار کا مزہ تندرست کو ملتا ہے۔ بیمار کو یہ قانون قدرت ہے۔

سوال نمبر ۴۔ خدا بڑا لڑاکا ہے۔ بھلا جب خدا ہی لڑاکا ہوگیا تو پھر زمین پر صلح کرنا کون قائم کر سکتا ہے۔ لڑاکا شخص خدا کو بھی لڑاکا کہہ سکتا ہے۔

الجواب - پھر اگر تمہارا پرمیشر لڑاکا نہیں تو اس کا نام رُدّر کیوں ہے۔ رُدّر کے معنے ہیں رُلانیوالہ - دیکھو سیتیارتھ صفحہ ۱۹ - اور بتاؤ تو سہی کہ باہم لڑنے والے حیوان و انسان کس نے بنائے - اگر وہ لڑاکا نہیں تو یہ احکام آپکے وید میں کس نے بیان کئے ہیں۔

ویدکشتری لوگوں کے واسطے جنگ کے موقع پر ایک ہاتھ سے روٹی کھاتے اور پانی پیتے جانا اور دوسرے ہاتھ سے دشمنوں کو گھوڑے - ہاتھی - گاڑی پر سوار ہو کر یا پیادہ مارتے جانا اور اپنی فتح کرنا ہی آچار اور مفتوح ہو جانا اناچار ہے" پھر اس پر چوکے کی کچھ مذمت بھی کی ہے۔ دیکھو سیتیارتھ صفحہ ۳۵۵

اور خاص الخاص ارشاد وید کا یہ ہے جو دشمنوں میں پھوٹ ڈلوانے کی تاکید پر مشتمل ہے۔

له وید سبھا دھکش کو چاہیئے کہ شانتی بچن کہنے دشٹوں کو ڈنٹ دینے اور شترؤں کو باہم پھوٹ کرانے کی کریا یوغی نیتی کو اچھے پرکار پراپت ہو کے پرجاجنوں کے دکھ کو تت دور کرنیکے لیے ادّم کرے" رگوید بھاشی صفحہ ۱۶۶۔

اب بتائیے پھوٹ ڈلوانا لڑاکوں کا کام ہے یا نہیں؟ - اور یہ وید کا ارشاد ہو یا نہیں۔

وید سبھا دھکش آدی راج پرشوں (بادشاہ سپہ سالار سے لیکر تمام ممبران سلطنت) اور پرجا کے منشوں (رعایا کے لوگوں) کو چاہیئے کہ جس پرکار اگنی آدی پدارتھ (آگ اور آگ جیسے سامان) بن آدی کو (جنگل وغیرہ کو) بھسم (خاکستر) کر دیتے ہیں ویسے ہی دکھ دینے والے شترو جنوں کے بناش (تباہ) کے لیئے اس پرکار (طرح) پرتین (کوشش) کریں" رگوید بھاشی صفحہ ۷۰۔

وید جیسی بجلی میگھ (بادل) کے اَدیو بدلوں کو تیکھن بیگ سے چھن بھن اور بھومی پر گیر کر اسکو وش میں کرتی ہے ویسے ہی سبھا سینا دھکش (سپہ سالار فوج) کو چاہیئے کہ بدھی شریر بل وسینا کے بیگ سے شترو جن کے بیگ چھن بھن اور شتروں کے اچھے پرکار ہار سے پرتھوی پر گرا کر اپنی وشتی میں لاویں" رگوید بھاشی صفحہ ۶۱۶۔

اِسی طرح صد ہا بار اِس بات کا تکرار کیا ہے اور لڑائی کی تاکید کی ہے پس جو لڑائی سے نفرت کرتا ہے وہ ہرگز اس ویدک تعلیم کو دیکھ کر وید کے نزدیک نہ جاوے جیسے بال۔

له سپہ سالار - جنگی - چتری - بات - برو کو سزا - مخالفوں - افعال - سیاست۔

له طاقت - اور فوج - زور - مخالف - زور - تباہ - شکست - زمین - جماعت۔

تحقیقی جواب

باس کے معنے عربی زبان میں عذاب کے ہیں قاموس میں ہے الباس العزاب اور دوسرا لفظ آپکے سوال کی حوالہ کردہ آیت میں تنکیل ہے اور قاموس میں ہے +
نکل بہ تنکیلا صنع بہ صنعًا یحذو غیرہ۔ ایسے طور سے بدکار کو سزا دینا کہ دوسروں کو عبرت ہو۔ اسکا ثبوت نیچر میں موجود ہے۔ کیا صاف ظاہر نہیں کہ ایک زانی۔ بدکار۔ بدکاری اور زنا کرتا ہے اور آتشک کے خطرناک نتائج میں گرفتار ہوتا ہے بدکاری کی سزا دینا اور آتشک کے خطرناک دکھوں میں مبتلا کرنا خود بدکار کے لیئے عاقبت اندیشی کا سبق اور دوسروں کے لیئے مقام عبرت ہے۔ غرض وید کا خدا بھی لڑاکا ہے اور قرآن کا خدا بھی لاکن ایک کامیاب اور دوسرا ناکام ہے +

سوال نمبر ۵ ۔ خدا لوگوں میں دشمنی ڈالدیتا ہے اور قیامت تک باہمی کینہ پھیلا دیتا ہے"

الجواب ۔ اس کے متعلق دیکھو نمبر ۱۲۔ اور حقیقی جواب یہ ہے کہ القینا بینھم العداوۃ والبغضاء (پ مائدہ) کے ماقبل ایک حدیث کا پاک کلام ہے ترک کیا تو آپ نافہمی کی مرض میں مبتلا ہوئے اور وہ کلمہ یہ ہے +
ونسوا حظاً مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء (پ مائدہ)
کیا معنے جب لوگوں نے ترک کردیا اس پاک راہ کو جسکی انکو تعلیم دی گئی تھی تو پھر ہمنے ان میں باہمی عداوت اور بغض کو مسلط کردیا۔ بھلا شیر اور اسکے شکار بلی جو ہے کا خالق کوئی صلح کرنیوالا ہے یا لڑاکا جو کوئی قوم باہمی محبت دیکھی وہمدردی واخلاص اور دوستانہ برتاؤ کی تعلیم کو ترک کردے اور نہ مانے تو انمیں باہمی عداوت وبغض لابدی ہے یا نہیں۔ آریہ ناتن دھرم کے مدعیوں کے درمیان۔ آریہ بدھوں۔ آریہ جینیوں۔ آریہ اور مسیحی لوگوں۔ آریہ اور مسلمانوں کے درمیان عداوت وبغض آیا ترک احکام الٰہیہ سے ہے یا کسی اور باعث سے ہے اسپر دیکھو نمبر ۱۲ سوال کا جواب وغیرہ۔

سوال نمبر ۶ ۔ توبہ اور بے انصافی۔ ایک چیز ہے۔

الجواب ۔ مفردات راغب میں ہے:۔ التوب ترک الذنب علے اجمل

الرجوع وھو ابلغ وجوہ الاعتذار یعنے توبہ کے معنے ہیں بہت ہی عمدہ وجہ سے گناہ کو چھوڑ دینا اور اس سے بڑھکر عذر خواہی کی اور کوئی عمدہ راہ نہیں ہو سکتی۔

ایک بدکار۔ نافرمان۔ جب اپنی غلط کاریوں سے الگ ہوجاوے تو انصاف کا مقتضا ہے کہ اب اسکو بری ہی کیا جاوے گو محدود العقل محدود العلم آدمی دلوں کی اندرونی حالت سے ناواقف اگر کسی کے عذر کو نہ مانے تو یہ اسکی نادانی ہے مگر علیم بذات الصدور جو ذرہ ذرہ کو جانتا ہے وہ جب جان لے کہ اب یہ شخص سچا بدی کا تارک ہو چکا ہے تو پھر توبہ قبول نہ کرنا ناانصافی ہے۔

کیا توبہ اور ترک الذنب ہی نجات اور مکتی کا ذریعہ نہیں۔

اسمیں ہمنے الزامی جواب اسلیئے نہیں دیا کہ اس پاک تعلیم کے سمجھنے کے لئے معمولی عقلیں کافی نہیں ورنہ ستیارتھ میں اسکا مذکور ہوتا۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اسلام کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اسنے انسان کے دل کی سچی آرزو یعنے مسئلہ توبہ کی تبلیغ کی ہے۔ ہر ایک فطرت خطا اور نسیان کے بعد دلی جوش سے چاہتی ہے کہ اس کا آقا جسکے حکم کو اسنے توڑا ہے اسکی خطا معاف کرے اور آئندہ اسے تلافی مافات کا عمدہ موقعہ دے۔ قرآن کریم نے انسان کی فطرت کی سچی آرزو کے موافق رحیم کریم تواب آقا پیش کیا ہے تناسخ اور کفارہ کا بیہودہ مسئلہ توبہ کی فلاسفی کے نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہے۔ بعض بیماریاں کو دیکھو بدی سے پیدا ہوتی ہیں اور جسمانی طور پر جب انکا علاج کیا جاتا ہے تو وہ بیماریاں دور ہو جاتی ہیں پس توبہ روحانی علاج ہے۔ روحانی بیماری کا جسمانی سلسلہ سے کاش تم لوگ روحانی سلسلہ کو سمجھو۔

سوال نمبر ۷۔ مستغفار ہے۔ اور توبہ نہیں سنتا۔ بہرہ اور سنگدل ہے!!

الجواب۔ لطیفہ۔ اگر توبہ سن لے اور درگذر کرے تو تمہارے نزدیک جیسے تمنے نمبر ۶ میں بتایا ہے بے انصاف و ظالم ہوا۔ اب نمبر ۷ میں آپکے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہرہ و ظالم ہے سنگدل ہے توبہ کیوں نہیں مانتا!! دیکھا حق کی مخالفت سے انسان کیسا بھٹکتا ہے کہ متضاد باتوں کا ماننے والا بن جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اھْتَدٰی (پ ۱۶ طٰہٰ)۔ جو توبہ کر چکا اور ایمان لایا اور اُسکے عمل اچھے ہوئے پھر اس سب کے بعد ہدایت کی راہوں پر ثابت قدم رہا۔ اسکے لئے میں غفار

ہوں. مفردات راغب میں لکھا ہے:۔ الغفر. الباس الشئ مایصونہ عن الدنس المغفرۃ من اللہ تعالیٰ ۔ ان یصون العبد من ان یمسہ العذاب۔	غفر کے معنے ہیں ایسی شے کا پہنانا جو میل کچیل سے بچائے خدا کی مغفرت کے یہ معنے ہیں کہ بندہ عذاب کے لگنے سے بچایا جائے۔

اسی سے مغفر مشتق ہے جو لوہے کی خود کو کہتے ہیں اور غفارہ اس کپڑہ کو کہتے ہیں جسے سر پر رکھنے سے کپڑوں کو چکنا تیل نہ لگ سکے ۔ دیکھو مغفرۃ جس سے غفار کا لفظ نکلا ہے۔ کس طرح توبہ اور انصاف اور درگذر کو بیان کرتا ہے۔

کیا معنے جب انسان بدی اور نافرمانی سے بکی طرح رجوع کرتا ہے اور اسکو چھوڑ دیتا ہی پھر کامل ایمانداری کے ساتھہ اچھے اچھے عمل کرنے لگ جاتا ہے. تب اسکی حفاظت کی جاتی ہی اور خدا کا فضل اور اسکی حمایت کا ہاتہہ گناہوں اور انکی سزا کے مقابل اسکے لیے محافظ ہوکر رومال اور خود بن جاتا ہے۔

سوال نمبر ۸ٌ اُسکو (خدا کو) بدی کا پیدا کرنیوالا مانا گیا ہے۔ نادان لوگ تقدیر۔ تدبیر اور آزمایش وغیرہ کا ڈہکوسلا بیچ میں لاکر خدا کو الزام سے پاک کرنا چاہتے ہیں!!

الجواب۔ اصل آیت جسکا تمنے حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:۔

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَۃٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَۃٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا	تم جہاں ہوگے تمکو موت گھیرے گی اگرچہ تم مستحکم برجوں میں ہوگے اور اگر انہیں کوئی سکھ ملجائے تو کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر کوئی دکھہ پہنچے تو کہتے ہیں یہ تیری طرف سے ہے تو کہہ سب اللہ کیطرف سے ہے پس کیا ہوا ان لوگوں کو کہ بات کو نہیں سمجھتے۔
مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ	جو سکھ (فائدہ) تجھے پہونچے وہ اللہ کیطرف ہے اور جو دکھ پہونچے وہ تیرے ہی طرف سے ہے

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا (پ نساء) اور ہمنے تجھے لوگوں کیلئے رسول بھیجا ہے +

اس آیت میں حقیقت واقعیہ اور سچائی کا کامل اظہار جناب الٰہی نے فرمایا ہے جو لوگ دینی اور قومی لڑائیوں سے سستی اور غفلت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ چند روزہ زندگی توگزارنے دو۔ انکو کہاکہ آخر تمنے مرنا ہے۔ پھر انکی نافہمی کا اظہار فرمایا ہے کہ یہ لوگ ایسے ہیں اگر انکو سکھ پہونچے تو بول اُٹھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے مل گیا اور اگر نہیں دکھ پہونچے تو پکار اُٹھتے ہیں کہ یہ دکھ تیرے (نبی کریم ہے) سبب سے پہنچا تو کہہ دے کہ دکھ اور سکھ تو اللہ تعالیٰ سے پہنچتا ہے۔ یہ نادان بات کی تہ کو نہیں پہونچتے +

پھر فرمایا ہر ایک قسم کا سکھ اللہ تعالیٰ سے تجھے ملا ہے اور جو دکھ تجھے پہنچا ہے تیرے اپنے ہی طرف سے پہنچا اور تجھے ہمنے لوگوں کے لیے رسول بھیجا ہے +

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ سکھوں اور دکھوں کا دینے والا حقیقت میں تو اللہ تعالیٰ ہے اسلیئے کہ اصل۔ خالق اور پیدا کرنے والا اسباب رنج و راحت کا وہی ہے اور یہی نہایت سچی بات ہے کہ سکھ سب اللہ تعالیٰ ہی کے عنایت سے ملتے ہیں اور دکھ تمہارے اپنے ہی سبب سے تمپر آتے ہیں۔ اب ہم آریہ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپکے یہاں مسلم نہیں کہ دکھ خود انسان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہوا کرتا ہے اور کیا آپ کو یہ مسلّم نہیں کہ سکھوں دکھوں کو دینے والا پرماتما اللہ رب العالمین ہے۔ ہاں مسلم ہے پس تمہارا اسلام پر اعتراض کرنا کیا دانستہ حق کی مخالفت کرنا اور جھوٹ کو پالنا نہیں؟۔ البتہ اس قدر بھی اس آیت سے نکل سکتا ہے۔ کہ سکھ ابتداءً بھی جناب الٰہی سے آسکتے ہیں اور یہ امر آپ کا مسلم نہیں۔ مگر اس بات پر آپنے سوال نہیں اُٹھایا شاید کہیں آگے آجاوے۔ اور ہمارے یہاں مسلم ہے کیونکہ اسکی صفت رحمان ہے۔ البتہ یہ نئی بات ہے اور سچا اور واقعی سائینس ہے جو اس آیت سے نکلتی ہے تمام سکھ ابتداً بھی جناب الٰہی کیطرف سے آتے ہیں حقیقی چشمہ ان کا وہی اور خلق اشیاء و اسباب اسکی رحمانیت کا تقاضا ہے مگر یہ سچا اور روحانی علم بجائے خود ایک مستقل مضمون چاہتا ہے اور چونکہ آریہ نے اس پر سوال نہیں اُٹھایا ہم اسے چھیڑنا پسند نہیں کرتے۔

تقدیر۔ تدبیر اور امتحان تو سب سچے مسائل ہیں اور مطابق واقع ہیں اور اگر

نظام عالم اور انسانی افعال و اعمال میں نظر آ رہے ہیں انہیں ڈھکوسلا کہنا اپنی عقلمندی کا ثبوت دینا ہے۔

سنو! تقدیر کے معنے ہیں اندازہ بنا دینا۔ اسکا ثبوت قرآن کریم میں یہ ہے:۔

خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا (پ فرقان) کیا معنے ہر ایک چیز کو اللہ تعالیٰ نے بنایا۔ پھر اس ہر چیز کے لئے ایک اندازہ اور حد مقرر کر دی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا سب محدود اور اسکے احاطہ کے ماتحت ہے اب غور کرلو کہ یہ مسئلہ ڈھکوسلا ہے یا تمام ترقیات دینی اور دنیوی اسی تقدیر اور اندازہ پر ہو رہی ہیں اگر اس کو نہ مانا جاوے تو نہ دین رہے اور نہ دنیا۔

مثلاً ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکی فرمانبرداری اس لیئے کرتے ہیں کہ اس کا اندازہ یہی ہے کہ ان باتوں کا نتیجہ ہمارے حق میں نیک اور عمدہ ہوگا۔ اگر اس اندازہ پر ایمان نہ ہو تو پھر نیکی کیوں کیجاوے۔ غرض اس آیت نے بتایا ہے کہ ہر ایک عمل نتیجہ خیز ہے اور بڑے علیم و حکیم نے تمام کارخانہ مضبوط علمی رنگ کا بنایا ہے اسمیں کوئی حرکت اور سکون عبث اور بے نتیجہ نہیں یہ آیت ہر شخص کو چست اور کارکن بننے کی حد سے زیادہ ترغیب دیتی ہے کس قدر نابینائی یا اعتراض کرنے کی ٹھیکہ داری ہے کہ ایسے حقائق کو ہنسی اور نکتہ چینی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کاش لوگ سمجھیں کہ اس نئے گروہ کو راستبازی سے کس قدر تعلق ہے اور انکی عملی حالت کیا۔

اور تدبیر کا مسئلہ تو ایسا صحیح ہے کہ دیندار اور بے دین اللہ تعالیٰ کو ماننے والے اور نہ ماننے والے سب اس مسئلہ کو ضروری اور واجب العمل یقین کرتے ہیں اور تدبیر کے معنے ہی یہی ہیں کہ تقدیر کے مطابق تہیۂ اسباب کیا جاوے

آپ نے بھی تقدیر اور تدبیر پر اپنے خیال میں عمل کیا ہے پہلے یقین کیا کہ ترک اسلام اور آریہ طریق پر برہمچریہ بننا آپ کے لیئے مفید ہوگا۔ پھر اسکے مطابق آپنے یہ تدبیر کی کہ آریہ سے تعلق پیدا کیا۔ پھر آریہ بنے پھر لکچر دیا اور آپنے یا آپکے رفقا نے اسکو طبع کرایا کہ مفید ہوگا۔ اب آپکی تدبیر تقدیر کے موافق ہوگی نہ ہوگی اسکا پتہ لگ جاویگا۔ بہرحال تقدیر اور تدبیر دونوں پر عملدرآمد کیا۔

اور امتحان کے اصل معنی ہیں محنت نکالنا۔ ایک دنیادار امتحان کے لیئے کاغذ امتحان کی

جواب مثلاً دیکھتا ہے تو اسلیئے کہ طالب العلم کی محنت کا اسکو پتہ لگ جائے اور محنت کا نتیجہ اسکو ملے اور اللہ تعالیٰ بھی امتحان لیتا ہے یعنے محنت کرانا چاہتا ہے سُستی کو ناپسند کرتا ہے ہاں علیم وخبیر ہے جب کوئی محنت کرتا ہے جیسے کوئی محنت کرے ویسی ہی جناب الٰہی سے محنت کرنے کا بدلہ ملتا ہے ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافاتِ عمل غافل مشو

اسی امتحان کے معنوں کو ایک حکیم مسلمان نے نظم کیا ہے اور اسی سچے علم کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے۔

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ثُمَّ یُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی (پ نجم)	اور انسان کو اسکی سعی کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ملیگا اور یہ پختہ بات ہے کہ اسکی سعی دیکھی جائیگی پھر اسی کے مطابق واقع اسے پورا بدلہ دیا جائے گا۔

اور فرمایا وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا کُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ وَاِنَّا لَهٗ کٰتِبُوْنَ (پ انبیاء) ترجمہ۔ اور جو شخص نیک کام کریگا اور وہ مومن بھی ہو گا تو اسکی سعی کی ناقدری نہیں کیجائے گی اور ہم اسکی سعی اور اعمال کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔

پھر تقدیر کے معنے علم الٰہی کے ہی ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ تمام اشیاء کا علم جناب الٰہی کو قبل از ایجاد اور وجود ان اشیاء کے حاصل ہے اس مسئلہ میں بھی آریہ اسلام کے مخالف نہیں مگر اس بحث کو طول کے باعث سردست ترک کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۹ ۔ جو ہوتا ہے خدا کے حکم سے پس زنا۔ چوری۔ شراب۔ ڈاکہ۔ قتل۔ خون سب اسکے حکم کی ہوا شیطان بیچارے کو کیوں بدنام کیا جاتا ہے۔

الجواب ۔ اس سوال کے متعلق جو آپنے حوالہ دیا ہے اسکا تذکرہ قرآن کریم میں نہیں شاید سہو کاتب ہو۔ مگر اتنا بتا دیتے ہیں کہ تمام قرآن مجید زناکاری۔ شراب نوشی۔ ڈاکہ۔ چوری۔ قتل۔ خون اور لوٹ مار کے ناپاک حکموں سے پاک ہے۔ اور ان حرام کاریوں کا عملاً استیصال کرنیوالا ہے۔ اور ایک ہی کتاب ہے جس نے سچی پاکیزگی اور تقویٰ کی تعلیم دنیا کو دی سُنو اور غور کرو۔

۱۔ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً	زنا کے نزدیک بھی مت جاؤ وہ بہت بُرا اور

آیت	ترجمہ
وَسَآءَ سَبِيْلًا - (پ۱۵ - بنی اسرائیل)	بیحیائی کا کام ہے اور بری راہ ہے۔
۲ - اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ۷ - مائدہ)	شراب اور جوا اور بت اور قرعہ کے تیر پلید شیطانی کام ہیں ان سب سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔
۳ - اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (پ۶ مائدہ)	سزا انکی جو جنگ کرتے ہیں اللہ اور اسکے رسول سے اور زمین میں بگاڑ پیدا کرنے کے لیے ریشہ دوانیاں کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا صلیب دیے جائیں اس خلاف ورزی یا مخالف سمتوں سے انکے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں یا ملک سے نکالے جائیں یہ سزا اس لیے ہے کہ دنیا میں انہیں رسوائی ہو اور آخرت میں ان کیلیے بڑا عذاب ہے
۴ - اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ (پ۶ - مائدہ)	چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ دو یہ بدلہ ہے۔ ان کے کسب کا اور عبرت کا موجب ہے اللہ کی طرف سے۔
۵ - لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ - (پ۸ انعام - بنی اسرائیل پ۱۵)	کسی جی کو قتل مت کرو جس کی اللہ نے عزت رکھی ہے ہاں مناسب وقت پر سزا یا قتل کر سکتے ہو۔

شیطان کی نسبت تمنے **بیچارے** کا لفظ استعمال کیا ہے جس طرح تم سے پہلے تمہارے آریہ مسافر نے بت پرستی کے حامی۔ حق کے دشمن۔ بت بازوں کے دشمن۔ **ابو الجہل** کو ابو الحکم کہا۔ اور اسی سے دلی دشمنی اور ترک حق کا ثبوت دیا۔ دانشمند آخر اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ تمہارا ترک اسلام کس حق بینی اور حق جوئی پر مبنی ہے۔

سنو! **شیطان** کا لفظ نکلا ہے شطن سے یا شیط سے۔ پہلے لفظ کے معنی ہیں ایسا شخص جو جناب الٰہی سے دور ہے۔ اور دوسرے لفظ کے لحاظ سے شیطان سے مراد ہے بدکاریوں میں ہلاک ہونے والی چیز۔

پس آپ کو اختیار ہے اسے پیارا بناؤ۔ بیچارہ بناؤ۔ اس پر رحم کرکے اسکے ساتھ اپنا جنم

من مستحکم کردیا اس سے الگ ہوجاؤ۔ اور اگر تم آیت قُل لَّا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ (پ یونس) کو زیر نظر رکھ کر اعتراض کرتے ہو تو اسکی کیفیت بھی سن لو اس آیت کو سوال کوئی تعلق نہیں یہ تو ایک پیشگوئی ہے اور اسمیں جناب الٰہی نے بتایا ہے کہ ہر قوم کے لیئے ایک شخص اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا آیا کرتا ہے جب وہ آتا ہے تو لوگ اسکے موافق بھی ہوتے ہیں اور مخالف بھی آخر دونوں کے درمیان انصاف کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ جب یہ پیشگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخاطبین کو سناتے ہیں وہ پوچھتے ہیں کہ اگر تم اس پیشگوئی کے کرنے میں صادق ہو تو بتاؤ۔ یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ اسپر خدا تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے کہ یوں جواب دو اور کہو کہ میں خود نفع پہنچانے اور ضرر دینے کا مالک نہیں کہ میں وقت بتا دوں۔ ہاں اللہ ہے جو اللہ چاہتا ہے (وہی ہو رہا ہے) ہر ایک کے لیئے ایک وقت مقرر ہے اسمیں کم وبیش نہیں ہوا کرتا چنانچہ وہ آیات اس طرح ہیں۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ. قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ (پ یونس)

ہر ایک گروہ کے لیئے ایک رسول ہے جب وہ رسول انکا آتا ہے تو ان میں انصاف سے فیصلہ کیا جاتا ہے اور انپر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔ تو کہہ میں تو اپنی جان کے لیئے نفع اور ضرر کا مالک نہیں مگر جو کچھ چاہے اللہ۔ ہر ایک گروہ کے لیئے وقت اور میعاد مقرر ہے جب انکا وقت آجاتا ہے اُسے ایک گھڑی پیچھے نہیں کرسکتے اور نہ اس گھڑی کو آپ آگے لاسکتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۰۔ گمراہ کنندہ تو خود خدا ہے پھر نبیوں کو ہدایت کیلیئے اور کتابوں کو نازل کرنا لغو ہے اور شیطان کو خواہ مخواہ بدنام کرتا ہے ثبوت کے لیئے دیکھو یہ آیت۔ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا۔ (پ۱۵ بنی اسرائیل)

الجواب۔ اضلال جس سے یضلل نکلا ہے نتیجہ ہے ضلال کا اور ضلال پیدا ہوتا ہے ان انسانی طاقتوں سے جو انسان کے تابع ہیں۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو خوب صاف کیا ہے

جہاں فرمایا ہے:-

۱- وما یضل بہ الا الفاسقین (پ بقرہ) یعنی اس سے وہ انہیں لوگوں پر ضلال اور گمراہی کا حکم لگاتا ہے جو اسکے حدود اور احکام کو توڑتے ہیں

۲- یضل اللہ الظالمین (پ ۱۳- ابراہیم) - اللہ ظالموں پر گمراہی کا حکم لگاتا اور انہیں گمراہ ٹھہراتا ہے۔

۳- یضل اللہ من ہو مسرف مرتاب - (پ ۲۴- مومن) - اللہ گمراہ ٹھہراتا ہے ایسے شخص کو جو حد سے نکلنے والا متردد ہوتا ہے۔

ان آیات سے یہ بات کس قدر صاف ہو جاتی ہے اور خدا ترس دانشمند کے نزدیک حرف رکھنے کی جگہ نہیں رہتی۔ جو لوگ بدکار اور ظالم اور مسرف اور کذاب ہوتے ہیں وہ اپنے اعمال سے کیا ہر ایک سلیم الفطرت کے نزدیک اس بات کے مستحق نہیں ہوتے کہ وہ انہیں دیکھتے ہی حکم لگا دے کہ یہ تو ہلاک اور تباہ ہونے والے لوگ ہیں۔ کون ہے جو چوروں اور بدکاروں کو دیکھکر ان کی نسبت بڑی قوت سے یہ حکم نہیں لگاتا کہ یہ برباد ہونے والا گروہ ہے اسی طرح خداوند بزرگ کی حکیم کتاب فرماتی ہے۔

خدا تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ اُسے گمراہ کرنے والا کہا جائے اس لیے کہ خود قرآن مجید نے مختلف مقامات میں بڑے بڑے لوگوں اور شریروں کی نسبت کہا ہے کہ وہ گمراہ اور ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں چنانچہ دیکھو آیات ذیل کو۔

انہ عدو مضل مبین - (پ ۲۰- قصص)	بیشک وہ دشمن ہے ہلاک کرنیوالا کھلا کھلا۔
اضل فرعون قومہ (پ ۱۶- طٰہٰ)	فرعون نے اپنی قوم کو ہلاک کیا۔
اضلہم السامری - پ ۱۶- طٰہٰ	سامری نے انہیں ہلاک کیا۔
ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ - (پ - انعام)	اگر تو زمین کے بہت عوام لوگوں کی بات مانے تو وہ خدا کے راہ سے ہٹا کر تباہ کر دیں۔
الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالہم - (پ ۲۶- محمد)	جو لوگ منکر ہوئے اور اللہ کے راہ سے روکتے ہیں اللہ نے انکے عمل باطل کر دیئے۔

نیز اسکے علاوہ اضلال کے معنے ابطال اور ہلاک کے ہیں جیسے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ

سے ظاہر ہے۔ وَقَالُوٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ (پ سجدہ)

ترجمہ۔ اور وہ کہتے ہیں کیا جب ہم زمین میں نابود ہو جاوینگے کیا ہمیں نئی پیدایش ملیگی۔

اس صورت میں آیت مندرجہ سوال کے یہ معنے ہوئے "اور جسکو وہ ہلاک کرتا ہے تو اسکا کوئی اور والی و راہ نما نہیں پائیگا" اور تمام گذشتہ آیات میں یہ معنے صاف ظاہر ہیں انصاف تو کرو جب کامل بدکاری کا پھل پانے جاتا ہے تو بدکار کو اپنی بدکاری کا لازم پھل پانے کے راستہ سے کون ہٹا سکتا ہے۔ کیا اعمال سے ہوا ہوا سور (جیسے آپ مانتے ہیں) پنڈت بن سکتا ہے اور کیا وید کے راہ نما اسے اپدیشک کر سکتے ہیں۔

بعثت انبیا و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کی شان یہ ہے کہ جب کوئی مخلوق سچی محنت و سعی کرے اللہ تعالےٰ اسکی سعی و کوشش پر پاک ثمرات مرتب فرما دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھ پہنچانے کیلئے جس طرح ہمکو بہت سی قوتیں اور طاقتیں ظاہریہ اور باطنیہ عطا کی ہیں اسی طرح سکھ حاصل کرنے کو طرح طرح کے اور سامان بھی بخشے ہیں۔

منجملہ ان سامانوں کے پاک کتابیں پاک وجیل و مزکے اور مطہر کرنے والے انبیا و رسل ہیں جنکا کام علاوہ بریں کہ ہمیں الٰہی کلمات طیبات پڑھکر سناویں یہ بھی ہے کہ انکے معانی بھی ہمیں بتائیں اور یہ بھی ان کا کام ہے کہ اپنی متقیانہ سی طاقت اور سچی دعاؤں اور کامل کوششوں سے ہمیں مزکے اور مطہر بھی کریں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں ایسی پاک جماعت پر نازل ہوں ایسی کھلی تعلیم اور واضح اصول ایک کتاب کے ہوں اور اسپر اعتراض کیا جائے۔ حقائق سے ٹھٹھ بازی اور سنگدلی کا ثبوت دینا ہے۔ سچی اور خدا کی طرف سے کتاب کا کام اسکے سوا نہیں کہ وہ مطابق واقع امور اور حقائق کو بیان کرے یعنی خدا تعالیٰ کے کام کو جو نظام کائنات میں نظر آتا ہے اور اسکے دقائق کا سمجھنا عام سمجھوں پر آسان نہیں صاف لفظوں میں واضح کردے۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے بدی اور اسکے محرکات اور اسکے قسموں کا اور نیکی اور اسکے محرکوں اور بواعث کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ پھر اسے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ قرآن کریم میں مذکور ہوا ہے کہ دنیا میں بدی ایک شے ہے اور اسکا محرک بھی کوئی وجود ہے جسکا نام **شیطان** ہے یہ امر واقعہ ہے۔ انسان کو خدا

کیطرف سے استطاعت ملی ہے کہ وہ بدی کی تحریک سے بچ سکے۔ یہ امر واقع ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات میں داخل ہے کہ وہ صلاح عالم کے لیئے مصلح اور ہادی بھیجا کرتا ہے۔ یہ امر واقع ہے انسان کی استطاعت اور وسعت میں ہے۔ کہ ان راہنماؤں کی آوازوں کو سُنکر نیکی کی راہ پر قدم مارے یہ امر واقع ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات میں داخل نہیں کہ وہ جبر اور اکراہ سے خواہ مخواہ کسی کے دل کو ہدایت کیطرف کھینچے یا کشاں کشاں ہلاکت کیطرف لیجاوے۔ یہ امر واقع ہے۔ تمام مذاہب کے نزدیک مسلّم ہے کہ خدا کو نیکی سے پیار اور بدی سے نفرت ہے۔ وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کرسکتا ہی اسکی سلطنت میں کوئی شریک اور اسکے ارادوں کے راہ میں کوئی مانع نہیں۔ باوجود اسکے یہ امر واقع ہے کہ بدی ہے۔ اور ہو رہی ہے اور زور سے اسکی رَو چل رہی ہے اور خدا کے فعل میں اسکی قادر مطلق حکومت میں اُسکے آثار اور ظہور نظر آ رہے ہیں اور اُسکے مقابل ایک گروہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے جو اس سے کشتی کرتا اور لوگوں کو اسکی طرف جانے سے روکتا ہے یہ امور ہیں جو قانون قدرت میں اور خود انسان کی فطرت میں صاف صاف دیکھے جاتے ہیں۔ انہی نفس الامری باتوں کا نقشہ قرآن کریم نے اس مخفی محرک اور طاقت کے ظہوروں کی حقیقت بتا کر کھینچا ہے بدی کا جو محرک اسکا نام شیطان ہے۔ اور نیکی کے محرک ملائکہ اور نیک لوگ ہیں۔

آریوں کا یہ فرض تھا اور اُن کے ذمہ بڑا بھاری قرضہ ہے کہ وہ قرآن کریم کے اس سچے **فلسفہ** کے مقابل **وید** سے دکھاتے کہ وہ انسانی فطرت اور قانون قدرت کے مطابق نیکی اور بدی اور اُن کے محرکات اور مزیلات کا یہ فلسفہ **بیان** کرتا ہے یہ سفیہانہ طریق جو انہوں نے اپنے لیئے پسند کیا ہے کہ تمام **حقائق** پر بے باکی سے زبان طعن کھولتے ہیں۔ یہ طریق سچے علوم اور تحقیق حق کا **دشمن** ہے۔ آریہ کو تو ویدوں کے تراجم سے بھی مضائقہ ہے۔

سوال نمبر ۱۱۔ خدا پاکیزگی پسند ہے۔ پھر ناپاک کو پاک کرنا نہ چاہا۔ ناپاکی اور گمراہی بڑھاتا ہی

الجواب۔ تارک نے آیات ذیل سے تمسک کیا ہے اور قرآن کریم کی زبان نہ سمجھنے سے ضلالت کے گڑھے میں گرا ہے اسکا اعتراض مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ (پ مائدہ) پر ہے اب ہم پوری آیتیں لکھ کر اصلی حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔

۱۔ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ	اے رسول نہ غمگین کریں تجھے وہ لوگ جو کفر میں

يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمّٰعُونَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُونَ لِقَوْمٍ اٰخَرِينَ لَمْ يَاْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُولُونَ اِنْ اُوتِيتُمْ هٰذَا فَخُذُوهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ	تیزی سے بڑھتے ہیں اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے مونہوں سے کہا ہم ایمان لائے اور ان کے اور اُنکے دل ایمان نہیں لائے وہ لوگ کان لگاتے ہیں کہ یہاں سے سُن کر باہر جاکر جھوٹ پھیلائیں یا دوسرے مخالفوں کی بہی مان لیتے ہیں۔ جو ابہی تیرے پاس نہیں آئے ہٹیک موقعوں سی بات کو اُلٹ پلٹ کر دیتے ہیں کہتے ہیں اگر تمکو یہ تعلیم ملے تو لیلو اور اگر یہ نہ ملے تو پرہیز کرو۔ اور جسے اللہ
فَاحْذَرُوا وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (پ مائدہ ۵)	عذاب دینا چاہے تو اسے اللہ سے بچانے کا کچھ بہی اختیار نہیں رکھتا۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ نے انکے دلوں کو پاک کرنا نہیں چاہا اُنکے لیے دنیا

میں رسوائی ہے اور آخرۃ میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

۲- وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيمَانًا فَاَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا فَزَادَتْهُمْ اِيمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۔ وَاَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كٰفِرُونَ (پ توبہ)	اور جب کوئی سورۃ اتاری جاتی ہے کوئی تو ان میں سے کہتا ہے بتاؤ تو اس سورۃ نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑہایا جو تو مومن ہیں انکے ایمان کو تو وہ سورۃ بڑہا دیتی ہے اور وہ خوشیاں مناتے ہیں اور جن کے دلوں میں روگ ہیں وہ سورۃ اُنکی پلیدی اور بدباطنی

کو بہی بدباطنی کے ساتھ ملاکر بڑہاتی ہے اور وہ کفر میں ہی مرتے ہیں۔

عمدہ عمدہ تندرستوں کے کھانے بیماروں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور موسم بہار کی عمدہ ہوا بعض بیماروں میں ضرر کا موجب ہے۔

فتنہ کے معنے کیلئے دیکھو مفردات راغب کو جو قرآن کریم کی معتبر لغت اور بہت پُرانی کتاب ہے۔

۱- اصل الفتن ادخال الذهب النار	فتنہ کے اصلی معنے ہیں زر کو آگ میں ڈالنا

لیظھر جودتہ من ردائتہ۔	توکہ اسکی میل کچیل نکل جاوے۔

اور قرآن کریم میں فرمایا ہے:۔

یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ پ ذاریات	جب وہ آگ میں ڈالے جاکر عذاب دیئے جائینگے۔
۲۔ الفتنۃ العذاب	فِتنہ کے معنے ہیں عذاب۔

اس کے ثبوت میں قرآن کریم کی اس آیت کو پڑھو۔

ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ پ ذاریات	اپنی سزا کا مزا لو۔

۳۔ اسباب عذاب کو بھی فتنہ کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا۔ پ توبہ	دیکھو وہ عذاب کے موجبات میں جا پڑے ہیں۔

۴۔ امتحان لینا۔ محنت لینا بھی فتنہ کے معنے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:۔

وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا۔ پ ۱۶ ۔ طٰہٰ	اور ہمنے تیرا خوب امتحان لیا۔
وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً پ انبیاء	اور ہم امتحان کے طور پر تمہیں بدی اور نیکی میں مبتلا کر دیں گے۔

۵۔ فِتنہ کے معنے دُکھ بھی قرآن کریم میں آئے ہیں چنانچہ فرمایا ہے۔

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ پ بقرہ	اور دُکھ دینا قتل سے بھی سخت تر ہے۔
وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ پ بقرہ۔	اور ان لڑنے والوں سے تم بھی لڑو تا انکی ایذا رسانی بند ہوگی۔

اب واضح ہو گیا کہ فتنہ کے معنے بلا۔ مصیبت۔ قتل۔ عذاب کے ہیں اور سعاً ان آیات نے کھول دیا ہے کہ وہ کون سے اسباب ان لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے آپ جمع کیئے جن پر جناب حق تعالےٰ کا غضب بھڑکا اور ان کی سزا اور عدم تطہیر کا فتویٰ اُن کے حق میں لگایا۔ اب آیت من یرد اللہ فتنتہ کا مطلب صاف صاف یہ ہوا کہ جسکو اللہ تعالیٰ عذاب دے اسکو کون بچاوے تم ہی بتاؤ اور اپنے اصول کو مدنظر رکھکر جواب دو کہ کیا جنم کے عذابوں سے کوئی بچا سکتا ہے۔ کیا سوار اور کتے کو کوئی دہرمپال کیسے جنم میں لاسکتا ہے؟ علاوہ بریں ان آیات لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ پ مائدہ اور فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا (پ توبہ) کا ثبوت تو آپ ہی ہیں۔ مثلاً قرآن کریم راہ نما اور یقیناً ہادی ہے مگر تمہارے لیئے وہ باعث ہلاکت وضلالت ہوا۔ اور اگر ہمارے خلاف یہ کہو کہ وید ہدایت کے لیئے آئی تھی مگر دیکھ لو وام مارگیوں اور دہرمی دہر وغیرہ کے لیئے وہ بھی دیانند کے نزدیک رجس اور مرض کا باعث ہوئے

تو بعینہ یہ بات تمکو اسلامیوںکی طرف سے کیوں سمجھ میں نہیں آسکتی۔ غور کرو تمام حکما اور تمام طبیب اور دانا جانتے ہیں کہ بیمار کے لیئے تندرستوں کا عمدہ کہانا بہی مضر ہوتا ہے۔ اگر تمکو اتنا علم نہیں تو کسی آیُر ویدوالے سے پوچھ لو۔

سوال نمبر ۱۲۔ "اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیطان لوگوں کو بہکاتا ہے۔ شیطان کا گمراہ کنندہ خدا ہے شیطان نے خدا کے مونہہ کہدیا الخ"

الجواب۔ شیطان کی نسبت ارشاد الٰہی قرآن شریف میں یوں ہے۔

۱- اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ۔ (پ۱۵۔ بنی اسرائیل) اس کے معنے یہ ہیں کہ بے ریب میرے بندوں پر تیرا کوئی تسلط نہیں۔

خود ہی شیطان کا ایک قول قرآن مجید میں ہے۔

۲- مَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ۔ (پ۱۳۔ ابراہیم) مجہے تمپر کوئی غلبہ اور قدرت نہیں تہی۔ ہاں اتنی بات ہے کہ میں نے تمہیں بُلایا سو تمنے میری بات مان لی اب مجہو ملامت نہ کرو۔ بلکہ اپنے تئیں ملامت کرو۔

ہر ایک بدکار گمرہ کنندہ جو ناپاک باتوں کیطرف لوگوں کو بلاتا اور ہلاکت پر چلاتا ہے ہر وقت اور ہر زمانہ میں ایسے وجود کو قرآن کریم میں **شیطان** کہا گیا ہے۔ کیا کوئی انکار کرسکتا ہے کہ ایسے شریر موذی وجودوں سے کبہی کوئی زمانہ خالی ہوا ہے جیسے اس وقت میں مضل اور مغوی وجود ہیں اور سب قوموں کے نزدیک یہ بات مسلم ہے اسی طرح آدم کے وقت میں بہی ایک شریر بلکہ موذی وجود آدم کے مقابل تہا بہکانیوالے وجودوں کا کائنات میں موجود ہونا امر واقع ہے۔ کوئی شخص نادانی کر قرآن شریف کی اصطلاح سے اگر چڑتا ہے تو کیا وہ واقعات عالم کی بہی تکذیب کرسکتا ہے۔

ان مغوی شریروں کا ایک نمونہ اور اسکے افعال۔ اقوال اور نتائج قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں اور اس طرح لوگوں پر احسان کیاہے کہ بدکاروں کی راہ سے بچنے کی تدبیر بتائی ہے۔

آدم کے مقابل جو شریر تہا اُسکی نسبت قرآن کریم میں ہے۔

اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ پ۱۔ بقرہ۔ یعنی اُسنے سرکشی کی اور انکار کیا اور وہ کافروں میں سے تہا یا ہو

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہلاکت کو خود اُسنے اپنی سرکشی سے خریدا۔ خدا نے اُسے بجبر ہلاک نہیں کیا۔ ہاں ممکن ہو کہ بدفہمی کی وجہ سے لفظ اَغْوَیْتَنِیْ سے جو آیت ذیل میں ہو کہ یہ بات تم نے اخذ کی ہو۔

سُنو اور غور کرو وہ مقام کیا محل اعتراض ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (پ ۱۴ - حجر)	شیطان نے کہا میرے رب بسبب اسکے کہ تو نے مجھے غوی ٹھہرایا میں بھلے کر دکھاؤنگا انکے لیے[1] اور ضرور غوی ٹھہراؤنگا انکو سب کو۔

غی[2] مجرد ہے۔ اغوا اس کے مزید کے معنے ہیں۔ ضلال اہلاک۔ فساد۔ نامراد کرنا۔ بدمزہ کردینا۔ زندگی کا تلخ کردینا۔

پھر سُن باری تعالیٰ کی مقدس با برکت ذات پاک نے انسان کو استطاعت۔ نیکی بدی تمیز۔ عقل در فطرت مرحمت فرما کر ہزاروں ہزار انبیا اور رسول اور کتابیں اور اپنی رضامندی کے اسباب بتا کر دنیا میں ہدایت کو پھیلایا ہے اور انبیاء اور ان کے سچے اتباع اور فرمانبرداروں کی ہمیشہ نصرت اور اعانت فرمائی ہے ہاں بااستطاعت انسان پر جبر نہیں فرمایا کہ اسکی گردن پکڑ کر اس سے نیک اعمال کرائے۔ شیطان اور اُسکے ذریات کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ انسانوں میں فرمانبرداروں کو فرمان برداری کی خلعت و عزت عطا فرماوے۔ مگر پھر بھی شیطان کو یہ اختیار نہیں دیا کہ لوگوں کو بجبر گمراہ کرے۔

چونکہ انسان بڑے درجات کا طالب تہا اور بغیر صدق و صفا انعام نہیں ملسکتا اسواسطے دو محرک نیکی و بدی کے یعنے فرشتہ اور شیطان پیدا کیے۔ قانون قدرت اس بات پر دلالت کرتا ہے سب لوگ اپنے نفس میں دو محرک محسوس کرتے ہیں۔ قاتل پہلے قتل کرتا ہی ہے اور پچھتاتا ہی۔ پس واقعی فرشتہ و شیطان کا وجود عالم میں ہے۔ اگر وید کامل ہے تو اسمیں ضرور یہ فلسفہ ہوگا۔ فرق الفاظ میں ہو تو کوئی بات نہیں ولکل ان یصطلح۔ ان محرکات کی اصلاح تم میں کیا ہے۔ بتاؤ اور کھول کر بتاؤ۔

شیطان کی مُنہ در مُنہ بات کا جواب	اضداد کا مقابلہ ایک واقعی اور صحیح بات ہے کیمسٹری کی شہادت۔ مرکبات عالم بلکہ بسائط کی نسبت اگر لیں تو بھی لطیف و کثیف کا سنگرام (جنگ)۔ سعید و شقی سرشٹ و دلیسیو۔ مومن و کافر۔ دیو و اسر کا یدھ کوئی

[1] قرآن کریم میں ہے شیطان بھلے کر دکھاتا ہے بدعملوں کی بدعملی۔ منہ

[2] غی کے معنے ہیں ضلال۔ ہلاکت نامرادی۔ بدمزگی۔ عیش تلخ۔ بداعتقادی کی جہالت۔ ابن الاثیر۔ راغب۔ تاج۔ لسان العرب۔ منہ

مخفی راز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کے لیئے اپنا کلام نازل فرماتا ہے باایں ہمہ ایک عالم اُسکے مقابلہ کے لیئے بھی اُٹھہ کھڑا ہوتا ہے تم اپنی جگہ دیکھہ لو۔ وید جسے تم کلام الٰہی مانتے اور قدامت کو اسکی سچائی کی بڑی دلیل بتاتے ہو ہندوستان کے فرزندوں نے اُس کے مقابلہ کے لیئے ہتیار نکالے اور اوسے رد کیا۔ اور اسکی قدامت اور صداقت کے ابطال کی غرض سے تمہارے بھائی جینی اپنے نوشتوں اور ہادیوں کی اتنی لمبی مدت بیان کرتے ہیں کہ اُسکے مقابل ریاضی دان بھی حیران ہو جاتے ہیں۔ اور مجوس اپنی کتابوں کی مدت قدامت کے بیان کرنے میں مہاسنگھہ کے آگے اور ستر و سفر بڑہاتی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ جنگ اور مقابلہ اس عالم میں طبعی امر کی طرح ہمیشہ سے قائم چلا آتا ہے اور یہی ثابت ہو گیا کہ آپمیں جنگ تو ایک طرف رہی اشرار ہمیشہ خدا سے مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں۔ ایک عظیم الشان ناصح خود انسان کے اندر موجود ہے مگر اسکے ساتھہ بھی وہ مقابلہ ہے کہ الامان الامان۔ تھوڑی دیر کے لیئے کچہریوں میں عبرۃً دیکھیں۔ بازار کے لین دین کو دیدہ بصیرت سی مطالعہ کریں۔ لیکچراروں کی لفاظیاں اور اسکے ساتھہ انکا عملدرآمد غور سے ملاحظہ کریں۔ محکمہ جات میں کم سے کم ان لوگوں کی عملی کارروائیوں کو دیکھیں کہ جنکی تمام تعلیم اہنسا پرمو دہرما (رحم ہی اعلےٰ مذہب ہے) اور باایں ہمہ ایک جانور (گائے) کی لفظی حفاظت کی ٹھیکہ داری کے بھیس میں اپنے خیال کے مخالفوں غریبوں۔ بیکسوں کے ساتھہ کیا کیا سلوک کرتے ہیں۔

مَیں نے ایک ہندو ریاست کے ایک بڑے بااختیار پنڈت سے سوال کیا کہ مساوی الاستحقاق اُمیدوار فتح محمد اور نئے امیدوار فتح چند کے لیئے آپکے محکمہ میں اگر موقع پرورش ہو تو آپ کس کو مقرر کرینگے کہا فتح چند کو۔ مینے کہا آپ تو بدہ مذہب کے آدمی ہیں۔ اور آپنے ہنوز دریافت بھی نہیں کیا کہ فتح چند بُدہ مذہب کا آدمی بھی ہے یا نہیں۔ کہا مولوی صاحب! ہماری بچپن کی تعلیم ہمیں ایسے سبق سکھا چکی ہے کہ بہتر ہے کہ آپ اس بحث کو ختم کردیں۔ اس قسم کی صدہا نظیریں اور واقعات ہیں جو دانشمند کو کافی سبق سکھاتے ہیں۔

غرض یہ مسلم امر ہے کہ الٰہی فرمان پاک لوگوں کے مفید کلمات۔ نور قلب عقل۔ نظارہ قدرت تجربہ صحیحہ اور بدی کی خطرناک سزائیں موجود ہیں۔ مگر شریر کا شرارت سی باز آنا کوسوں بلکہ بمراحل دور ہے اس جنگ کو ستیارتھہ میں دیانند نے بھی مانا ہے اور اس کا دیو اسر سنگرام نام رکھا ہے یعنے

(اچھوں اور بُروں کی جنگ) غرض نور وظلمت۔ نورانی وظلمانی۔ صدق وکذب کا یُدھ ہے۔ ابلیس وشیطان وہی ظلمت اور شرارت ہے یا یوں سمجھو کہ ظالم وشریر۔ کاذب وجاہل اور تاریکی کے فرزند کے القاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے علم کامل۔ رحمت۔ قدرت اور تصرف سے ہر جگہ موجود ہے اور شریر جسقدر بکواس کرتا ہے وہ سب خدا کے سامنے کرتا ہے۔ اور رو در رو کرتا ہے کہ گویا اوس سے بالمشافہ جنگ کرتا ہی کیا تمنے جو بدکلامی رسالہ ترک اسلام میں کی ہے کہیں خدا سے مخفی اور خدا کے بندوں سے مخفی کی ہو ہو بہو یہی بات ہے جو قرآن کے اندر شیطان وابلیس کے متعلق بیان ہوئی ہے۔ اسکا مطلب صاف ہے کہ اس نے خدا کے بندوں سے جو شرارت اور جنگ کی اُن سے نہیں کی بلکہ خود خدا سے بالمواجہہ تکرار اور جنگ کی **قال** کے لفظ سے یہ سمجھنا کہ شیطان نے خدا سے بالمشافہہ مکالمہ کیا وہ سخت غلط بات ہے۔ قرآن کریم میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا کے مکالمہ سے وہی لوگ مشرف اندوز ہوتے ہیں جو خدا کی نگاہ میں پاک وصاف ہوتے ہیں۔ پھر شیطان جیسی نجس ذات کا یہ رتبہ کہاں کہ اُسے خدا کی ہمکلامی کی عزت ملے۔ سارے قرآن میں **کَلَّمَ تَکْلِیْمًا** کا کوئی صیغہ شیطان کے کلام کے بارہ میں مذکور نہیں ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ لفظ **قال** عربی کی زبان میں ہر ایک بات اور کام اور اشارہ اور زبان حال پر بولا جاتا ہے۔ چنانچہ عربی کی لغت میں لکھا ہے۔

العرب تجعل القول عبارۃ عن جمیع الافعال	یعنی قول تمام افعال پر بولا جاتا ہے۔
قالت لہ العینان سمعًا وطاعۃ۔	اسکی آنکھوں نے کہا کہ ہم سنتے اور مانتے ہیں۔
قالوا صدق وادساؤا برؤسہم۔	صحابہ نے کہا سچ کہتا ہے اور یہ بات سر کے اشارہ سے کہی
قالت السماء جادت وانسکبت۔	بادل نے کہا۔ کیا معنے برسا۔
ویقال للمتصور فی النفس قبل التلفظ۔	قال اس خیال پر بھی بولا جاتا ہی جو ابھی تلفظ میں نہیں آیا۔
فیقال فی نفسی قول لم اظہرہ۔	کہا جاتا ہی میرے دل میں بات ہے جسکو مینے ظاہر نہیں کیا
وللاعتقاد یقال فلان یقول بقول الشافعی	فلانا اعتقاد کرتا ہے شافعی کا اعتقاد۔ قول کے معنے اعتقاد کے ہوتے
ویقال للدلالۃ علی الشئ۔	علی العموم دلالۃ کو بھی قول کہتے ہیں۔
امتلا الحوض فقال قطنی۔	کہا جاتا ہی حوض جب پانی سے بھر گیا تو اس نے کہا البس کرو

قالت له الطیر تقدم راشدًا۔	پرندوں نے اُسے کہا اقبال مندی سے آگے بڑھو

غرض جب لفظ **قال** اتنے بڑے وسیع معنوں پر بولا جاتا ہے تو کس قدر ضروری امر ہے کہ ہر موقع ومحل کے مناسب اسکے معنے کیے جائیں۔

شیطان ایک کافر۔ متکبر احکام الٰہی سے منکر خبیث الروح ہے۔ حسد وبغض سے اوسنے آدم جیسے راستباز کا مقابلہ کیا اور اس مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کیطرف بھی بدی کو منسوب کردیا۔ اور بیان سے بدکلامی کی اور اسی طرح کی ناپاک زبان سے کام لیا جیساکہ تم نے۔ اور ہم انشاء اللہ تمہاری گالیوں کی فہرست بھی دکھائینگے اور تمہیں خدا تعالےٰ نے باایں ہمہ ڈھیل دے رکھی ہے اور اغواکی مہلت دی ہے چنانچہ تمنے یہ رسالہ شائع کیا اور ایک وقت معلوم تک تم اس اغوا کی کوشش میں لگے رہوگے۔ اسی طرح خدا نے اس راستی کے دشمن کو بھی ایک وقت معلوم تک مہلت دی۔ یہ ایسا صاف نظارہ ہے کہ اسے ہر ایک دانشمند اس جہاں میں آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور اپنے برتاؤ سے اسکی صداقت کی شہادت دے رہا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم مسلمان نیکی کے محرک کو (تم کچھ نام رکھو) ملک یا فرشتہ کہتے ہیں اور بدی کے محرک کو شیطان و ابلیس۔ ان معنوں کے لحاظ سے ملک وابلیس کا کون منکر ہوسکتا ہے یہ پختہ اور یقینی بات ہے کہ جہاں قرآن کریم نے شیطان و ابلیس کا ذکر کیا ہے وہاں انہیں اسرار اور بدی کے محرکوں سے مراد ہے۔ ان واقعات پر اعتراض کرنا خدا تعالیٰ کے "قانون قدرت اور اس کے نظام کی نکتہ چینی کرنا ہے۔

سوال نمبر ۱۳ "خدا مسخرہ۔ مخولیا۔ ٹھٹھول۔ بھنگڑ۔ بھنگیوں میں آکودتا ہے بھنگڑپن شروع کردیتا ہے"

الجواب۔ لعنت اس گندہ دہنی پر۔ کیا یہ انصاف ہے۔ آہ کاش تم لوگ آدمیت کو خیال کرتے اور حق کے سچے طالب بنتے کیا آپکے **نیم نمبر ۴**۔ کا یہ علدرآمد ہے جسمیں لکھا ہے:۔

"یہ ست کے گرہن کرنے اور اَست کے چھوڑنے میں سرودا اُدت رہنا چاہیئے"۔ میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ ایسے اسماء صفاتیہ ہرگز ہرگز قرآن مجید میں نہیں۔ اور میں خود یقین کرتا ہوں کہ اتنے بڑے جھوٹ سے جو تمہارے سہالے سے ہی بڑا ہے تم اسلام کو جیت نہیں سکوگے۔ تم اس گند

طریق سے جیتنا چاہتے ہو۔ اور یہی تمہاری ہلاکت کا موجب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

طاعون تمہارے گوجرانوالہ کے علاقہ میں آیا۔ مگر تمکو ابتک اس سے نصیحت نہیں ملی۔ تمہارے بدلگام آریہ مسافر نے جو ناکامی دیکھی اُس سے تمکو کچھہ سبق نہ دیا۔ **سنو بدبخت**۔ دیانند نے **وید** کی نرالی اور گنھونی بات کے سید ہا کرنے کے لیئے استعارہ اور مجاز کا دروازہ کھولا اور بڑے زور سے یہہ دعوے کیا اور لوگوں کو سکھایا کہ **وید** کے بہت سارے الفاظ کو **استعارہ** سمجھنا چاہئے ایسا ایسے گندے الفاظ وید کے جن کا ذکر ہم دیباچہ میں کرینگے اور وہ الفاظ جنہیں وام مارگیوں اور سناتن دہرمیوں نے اُنکے ظاہر پر انہیں حمل کیا اور بت پرستی اور ننگ پرستی اور بھنگ پرستی کے ثبوت وید سے نکالے۔ ماں سے۔ بہن سے۔ بیٹی سے بھوگ کرنے کے ثبوت وید سے نکالے اور ابتک کروڑوں ہند و صدق دل سے وید کی اس تعلیم پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکے مطابق عملدرآمد کرتے ہیں مگر دیانند نے ان سب الفاظ کو **النکار** یعنے استعارہ قرار دیکر شرمناک داغ سے وید کو بچانے کی کوشش کی۔ دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی کرنے سے قبل کیا ضروری نہ تہا کہ آریہ اپنے گرو کی چال کو اپنا رہنما بناتے۔

سنو! قرآن کریم تمہاری ناپاک زبان درازی سے کس قدر پاک ہے اور اصل حقیقت ان الفاظ کی کیا ہے اور تمہارے بدزبان حملہ آوروں سے صدیوں پہلے قرآن کی لغتیں ان الفاظ کے کیا معنے کرتی ہیں لیکن اسکے مقابل وید کے الفاظ کے کہینچ تان کے ثبوت میں دیانند کے پاس لغات کے ایسے کھلے **ثبوت** نہیں۔

۱۔ ذکر حجۃ الاسلام الغزالی۔ ان الاستہزاء۔ الاستحقار والاستہانۃ والتنبیہ علی العیوب والنقائص علی وجہ یضحک منہ ۱۲ روح المعانی تحقیر کو استہزاء کہتے ہیں۔

۲۔ الھزاۃ۔ اصلہ الخفۃ وھو القتل السریع۔ ھزأ۔ یھزأ مات فجاءۃ۔ وتھزأ بہ ناقتہ ای تسرع بہ وتخف ۱۲ فتح۔ ہلکا سمجھنے جلدی قتل کرنے اچانک مرنے کو ہزو کہتے ہیں۔

پس اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ (پ بقرہ) کے معنے ہوئے۔ اللہ تحقیر کریگا اہانت کریگا۔ اور ان کے عیوب و نقائص سے خلقت کو ایسی آگہی دیگا کہ ان کی ہنسی ہو اور اللہ تعالیٰ انکو خفیف کریگا۔ جلدی ہلاک کردیگا۔

یہ بیان ہے منافقوں کے حالات کا جن کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہوتا ہے دل میں
کپٹ ہوتی ہے اور ظاہر میں ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ مومنوں کی تحقیر و اہانت اور تخفیف
کرتے ہیں آپ خدا اللہ تعالیٰ اُنکی تحقیر اہانت اور تخفیف کرتا ہے اور کرتا رہیگا۔ اور ہلاک کردیگا۔ اور انکے
عیوب و نقائص کی اطلاع دیتا ہے اور دیتا رہیگا۔ اسلئے کہ دُنیا میں اُن کی ہنسی ہو۔ یہ بڑی بھاری
پیشگوئی ہے اور وہ روز روشن کی طرح پوری ہوئی کہ تمام وہ لوگ جو اسلام پر ہنسی اُڑاتے اور اُسکی
تحقیر کرتے تھے خدا تعالیٰ نے انہیں ضعیف و حقیر کردیا۔ صداقتوں اور **واقعات حقہ** پر اعتراض
کرنا سخت ناپاکی اور جہالت نہیں تو کیا ہے۔

اور سُنو! دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں کیا قواعد قرار دیئے ہیں۔ کیا تمہارا فرض نہیں
کہ اعتراض سے پہلے اُن **قواعد** کو آنکھ کے سامنے **رکھ لیا کرو**۔ چنانچہ دیانند لکھتا ہے۔

ویسے جس موقع پر ہمہ دانی وغیرہ کے اوصاف پائے جاویں اوس موقع پر پرماتما اور جہاں خواہش
نفرت۔ جد و جہد۔ راحت رنج اور ناقص العلم وغیرہ کے اوصاف ہوں وہاں جیو (روح) کے معنے
لئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی ہر جگہ سمجھنا چاہیئے صفحہ ۶۔

مثلاً کسی نے کسی سے کہا۔ ... یعنی اے نوکر تو سیندھو! لے آ تو اس کو وقت اور مُحولئے
کلام کا خیال رکھنا ضروری ہے کیونکہ سیندھو دو چیزوں کا نام ہے ایک گھوڑے کا دوسرا نمک کا۔
اگر مالک کی روانگی (سیر وغیرہ) کا وقت ہو تو گھوڑا اور اگر کھانے کا وقت ہو تو نمک لانا واجب ہے
لیکن اگر سیر کے وقت نمک اور کھانے کے وقت گھوڑا لائے تو اسکا مالک اسپر خفا ہو کر کہیگا کہ تو بے
عقل آدمی ہے سیر کے وقت نمک اور کھانے کے وقت گھوڑا لانے سے کیا مطلب تھا۔ تو مُحولئے کلام
نہیں سمجھتا ورنہ جس موقع پر جو چیز لانی چاہیئے تھی اوسی کو لاتا۔ تجھ کو مُحولئے کلام کا خیال کرنا لازمی تھا۔
جو تو نے نہیں کیا تو بے وقوف ہے میرے پاس سے نکل جا۔ **اس سے ثابت** کیا ہوا کہ جہاں جس
معنے کو لینا واجب ہو وہاں اوسی کو لینا چاہیئے۔ تو اندریں صورت ہمکو اور آپ سب کو ایسا ماننا اور
عمل میں لانا چاہیئے۔ صفحہ ۲ و ۳ ستیارتھ ترجمہ رگوید آدی بھاش بھومکا میں ہے۔ صفحہ ۱۳۶۔ اردو
ترجمہ منشی رام جگیاسو۔

لطیفہ:۔ اور جو کم عقل کم علم اور متعصب انسان کا کیا ہوا ارتھ ہے وہ خراب اور جھوٹھ ہوتا

ہے اسلیئے اسکی عزت کسی کو نہ کرنی چاہئیے کیونکہ وہ ہیکاب نہیں ہوتا اور اسکی عزت کرنے سے انسانوں میں غلطی گھر کر جاتی ہے"

دیانند نے اور اسکے آریہ سافر۔ اور آخر دہرم پال نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا۔ قرآن کریم پر اعتراض کرتے وقت آگا پیچہا۔ لغت وغیرہ پر کچہہ دہیان نہ کیا۔ اور کم عقل۔ کم علم (عربی کے علم کی کمی) اور متعصب انسان کیطرح اعتراض در اعتراض کر دیئے۔

سوال نمبر ۱۴۷" قسموں پر اعتراض۔ گھوڑ دوانٹوں۔ پہاڑوں۔ رختوں۔ کتابوں ہواؤں۔ سورج چاند۔ ستاروں کی پے در پے قسمیں کہاتا ہے۔ ہنسی کی بات ہے"!

الجواب ۔ اگر قسم ہنسی کی بات اور بری ہے تو جو یجر وید بہاشیہ چہپا باب منتر بائیس میں بابے آریہ سماج نے لکھا ہے وہ تو ضرور رد کے قابل ہے: "ہے (ورن) نیا کرنے والے سبھا پتی (منصف راجہ) کئے ہوئے ہیں نیا اگھنیا نمارنے یوگ گئو آدی پشئوں کی شپت (قسم۔ سوگند) ہے۔

اتی اسی پرکار (اسی طرح) جو آپ کہتے ہیں اور ہم لوگ بہی شیام ہی شپت کرتے ہیں آپ ہی اس پر تگیا (قانون) کو مت چہوڑیئے اور ہم لوگ بہی نہیں چہوڑینگے"!

غور کرو گئو ادی پشؤں میں کس قدر گائے بیل ہرن۔ بکری۔ اونٹ۔ سور۔ کوی۔ مرغ۔ چیل کیڑے۔ مکوڑے داخل ہیں انصاف کرو۔ اور پہر سوچو وہ جو منوجی اور بہرگ جی کی جامع سنگھتا میں برا بول بولا۔ جس نے کہا اور ویدک قانون بنایا دیکہو سنو ۸۔ ۸۸۔ گئو بیج اور سونا کی قسم دیکر ویشیہ پر تو جہے سنو ۸۔ ۱۰۹ میں ہے سوگند کے وسیلے اصلی بات کو دریافت کرے۔ اور کیا غلط کہا جو منو ۸۔ ۱۱۰ میں ہے۔ دیوتا اور بڑے بڑے رشی لوگوں نے کام کے واسطے سوگند کہائی ہے۔ اور بسوامتر کے جہگڑے میں لبشنٹ رشی نے پیون کے بیٹے سداماں راجہ کے روبرو قسم کہائی ہتی۔

ہماری پاک کتاب میں قسموں کا ہونا ایک معجزہ ہے اور عظیم الشان معجزہ ہے بلکہ اسلامی اصطلاح کے مطابق ایک آیت اور نشان نبوت ہی اور عظیم الشان نشان نبوت ہے کیونکہ عرب میں ایک مثل تھی۔ ان الایمان تدع الارض بلاقع۔ قسمیں ملک کو ویران کر دیتی ہیں۔ اور منو کہتا ہے ۸۔ ۱۱۱۔ کیونکہ جہوٹی قسم کہانے سے اس لوک میں اور پرلوک میں نشٹ ہوتا

سلہ نمارنے کے لائق گائے وغیرہ جانوروں کی۔

ہے۔ پنجابی میں مثل ہے جھوٹھی قسم تاں پیٹ ماردی اے ۔ اب سوچو اور خوب سوچو کہ قرآن اور صاحب قرآن اس قدر قسموں کے ساتھ کیسا فاتح اور کیسا کامیاب ہوا کہ اس کے دشمنوں کا نام و نشان نہ رہا۔ ذرا اس پر غور و تامل کرو۔ ان قسموں کا ثبوت تجارب و ضرب المثلوں اور ہنود کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے اور تمہارے خیال میں ایک مجنون اور جھوٹے کا فعل ہے۔ جلسہ مہوتسو کے اسلامی مضمون میں امام مہدی نے اور بھی واضح فرما دیا ہے اور بانئے اسلام تو تمہارے نزدیک جیسے ہیں تمہارے اقوال و افعال سے ظاہر ہے۔ مگر دیکھ لو کہ کس طرح روز افزوں ترقی اسلام اور بانئے اسلام اور عرب کو ہوئی۔ پس اگر قسم زہر تھی تو اس نے تریاق کا کام دیا۔ اور اگر حق ہے تو کیسی حقیقت حق کی ظاہر ہوئی کہ تمہارے ملک میں بھی آ برا جا۔

سنو! مطالب دو قسم کے ہوتے ہیں اول بڑے ضروری دوسرے ان سے کم درجہ کے بڑے ضروری مطالب کو بہ نسبت دوسرے مطالب کے تاکید اور براہین اور دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے۔ یہ میرا دعویٰ بہت صاف اور ظاہر ہے۔

تاکید کے لئے ہر زبان میں مختلف کلمات ہوا کرتے ہیں ایسے ہی عربی زبان میں بھی تاکید کے لئے بہت الفاظ ہیں۔ مگر ایشیائی زبانوں میں..... علی العموم قسم سے بڑھکر کوئی تاکیدی لفظ نہیں ایسے ہی عربی کے لٹریچر میں بھی قسم سے زیادہ کوئی تاکیدی لفظ نہیں۔ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا اسلئے اسمیں عربی محاورات پر ضروری مطالب میں قسموں کا استعمال بھی ہوا ہے۔ رہی یہ بات کہ اہم اور ضروری امور میں براہین اور دلائل کا بیان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے قرآن کریم نے ان مطالب میں قسموں کے علاوہ اور کیا ثبوت دیا ہے سو یاد رہے جہاں قرآن کریم کسی مطلب پر قسم کو بیان کرتا ہے وہاں جس چیز کے ساتھ قسم کھائی گئی ہے وہ چیز قانون قدرت میں قسم والے مضمون کے لئے ایک **قدرتی** شاہد ہوتی ہے اور یہ قسم قدرتی نظاروں میں اپنے مطلب کی مثبت ہوتی ہے جو قسم کے بعد مذکور ہوگا۔

مثلاً - اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى الخ - ایک مطلب ہے جسکے معنے ہیں۔ لوگو! تمہارے کام مختلف ہیں اور اُن کے نتائج بھی الگ الگ ہیں۔ قرآن مجید اس مطلب کو قانون قدرت سے اسطرح ثابت کرتا ہے

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى (پ ۳۰ واللیل)	کیا معنے رات پر نظر کرو جب اسکی کالی گھٹا چھا جاتی ہے پھر دن کی بناوٹ پر غور کرو جب وہ اپنے انوار کو ظاہر کرتا ہے

پھر مرد اور عورت کی خلقت اور بناوٹ پر نظر ڈالو۔ اور ان کے قدرتی فرائض اور واجبات کو سوچو تو تمہیں صاف طور پر عیاں ہوگا کہ بے ریب تمہاری کوششیں الگ الگ اور ان کے نتائج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایسے ہی باری تعالیٰ کے نام پر جان و مال کو دینے والے اور نافرمانیوں سے بچنے والے اور اعلےٰ درجہ کی نیکی کے مصداق اور اسکے مقابل جان اور مال سے دریغ کرنیوالے نافرمان اور اعلےٰ درجہ کی نیکی کے مکذب بھی الگ الگ نتیجہ حاصل کرینگے۔

حضرت امام حجۃ الانام نے توضیح میں فرمایا ہے "تمام قرآن شریف میں یہ ایک عام عادت و سنت الٰہی ہے کہ وہ بعض نظری امور کے اثبات و حقائق کے لئے ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے جو اپنے خواص کا عام طور پر بین اور کھلا کھلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں جیساکہ اسمیں کسی کو بھی شک نہیں ہو سکتا کہ سورج موجود ہے اور اسکی دھوپ بھی ہے اور چاند بھی موجود ہے اور وہ نور آفتاب سے حاصل کرتا ہے اور روز روشن بھی سب کو نظر آتا ہے اور رات بھی سب کو دکھائی دیتی ہے اور آسمان کا پول بھی سب کی نظر کے سامنے ہے اور زمین تو خود انسانوں کی سکونت کی جگہہ ہے۔ اب چونکہ یہہ تمام چیزیں اپنا اپنا کھلا کھلا وجود اور کھلے کھلے خواص رکھتی ہیں جن میں کسیکو کلام نہیں ہو سکتا اور نفس انسان کا ایسی چھپی ہوئی اور نظری چیز ہے کہ خود اسکے وجود میں ہی صدہا جھگڑے برپا ہو رہے ہیں۔ بہت سی فرقے ایسے ہیں کہ وہ اسبات کو مانتے ہی نہیں کہ نفس یعنے روح انسان بھی کوئی مستقل اور قائم بالذات چیز ہے جو بدن کی مفارقت کے بعد ہمیشہ کے لئے قائم رہ سکتی ہے اور جو لوگ نفس کے وجود اور اوسکی بقا اور ثبات کے قائل ہیں وہ بھی اسکی باطنی استعدادات کا وہ قدر نہیں کرتے جو کرنا چاہیئے تھا بلکہ بعض تو نرا ہی سمجھہ بیٹھے ہیں کہ ہم صرف اس غرض کے لئے دنیا میں آئے ہیں کہ حیوانات کیطرح کھانے پینے اور حظوظ نفسانی میں عمر بسر کریں وہ اسبات کو جانتے بھی نہیں کہ نفس انسانی کس قدر اعلیٰ درجہ کی طاقتیں اور قوتیں اپنے اندر رکھتا ہے اگر وہ کسب کمالات کیطرف متوجہ ہو تو کیسے تھوڑے عرصہ میں تمام عالم کے متفرق کمالات و فضائل و محاسن پر ایک دائرہ کیطرح محیط ہو سکتا ہے۔ سو اللہ جلشانہ نے اس سورۃ[1] مبارکہ میں نفس انسان اور پھر اسکے بے نہایت خواص فاضلہ کا ثبوت دینا چاہا ہے پس اول اُسنے خیالات کو رجوع دلانیکے لئے شمس اور قمر وغیرہ چیزوں کے متفرق خواص بیان کرکے پھر نفس انسان کیطرف اشارہ فرمایا کہ وہ جامع ان تمام کمالات متفرقہ کا ہے۔ اور جس حالت میں نفس انسان میں ایسے

[1] سورۃ والشمس سے مراد ہے۔

اعلےٰ درجہ کے کمالات وخاصیات تمام ہا موجود ہیں جو اجرام سماویہ وارضیہ میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں تو کمال درجہ کی نادانی ہوگی کہ ایسے عظیم الشان اور مستجمع کمالات متفرقہ کی نسبت یہ وہم کیا جائے کہ وہ کچھ بھی چیز نہیں جو موت کے بعد باقی رہ سکے یعنے جبکہ یہ تمام خواص جو ان مشہود و محسوس چیزوں میں ہیں جنکا مستقل وجود ماننے میں تمہیں کچھ کلام نہیں یہاں تک کہ ایک اندھا بھی دھوپ کا احساس کرکے آفتاب کے وجود کا یقین رکھتا ہے نفس انسان میں اسکے سب یکجائی طور پر موجود ہیں تو نفس کے مستقل اور قائم بالذات وجود میں تمہیں کیا کلام باقی ہے۔ کیا ممکن ہے کہ جو چیز اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں وہ تمام موجود بالذات چیزوں کے خواص جمع رکھتی ہو۔ اور اس جگہہ قسم کھانا کی طرز کو اسوجہ سے اللہ جلشانہ نے پسند کیا ہے کہ قسم قائمقام شہادت کے ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے حکام مجازی بھی جب دوسرے گواہ موجود نہوں تو قسم پر انحصار کر دیتے ہیں اور ایک مرتبہ کی قسم سے وہ فائدہ اٹھالیتے ہیں جو کم سے کم دو گواہوں سے لے سکتے ہیں۔ سو چونکہ عقلاً وعرفاً وقانوناً وشرعاً قسم شاہد کے قائم مقام سمجھی جاتی ہے لہٰذا اسی بناپر خداتعالیٰ نے اسجگہ شاہد کے طور پر اوسکو قرار دیدیا ہے۔

پس خداتعالیٰ کا یہ کہنا کہ قسم ہے سورج کی اور اسکی دھوپ کی درحقیقت اپنے مرادی معنی پر کہتا ہے۔ کہ سورج اور اسکی دھوپ یہ دونوں نفس انسان کے موجود بالذات اور قائم بالذات ہونیکے شاہد حال ہیں۔ کیونکہ سورج میں جو جو خواص گرمی اور روشنی وغیرہ کے پائے جاتے ہیں یہی خواص مع شئے زائد انسان کے نفس میں بھی موجود ہیں برکاشفات کی روشنی اور توجہ کی گرمی جو نفوس کاملہ میں پائی جاتی ہے اس کے عجائبات سورج کی گرمی اور روشنی سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ سو جبکہ سورج موجود بالذات شئے ہے تو جو خواص میں اسکا ہم شکل اور ہم پلہ ہے بلکہ اس پر بڑھکر یعنے نفس انسان کے وہ کیونکر موجود بالذات نہ ہوگا۔

اسی طرح خدا کا یہ کہنا کہ قسم ہے چاند کی جب وہ سورج کی پیروی کرے اسکے مرادی معنے یہ ہیں کہ چاند اپنی خاصیت کے ساتھہ کہ وہ سورج سے بطور استفادہ نور حاصل کرتا ہے نفس انسان کے موجود بالذات اور قائم بالذات ہونیکے شاہد حال ہے کیونکہ جس طرح چاند سورج سے اکتساب نور کرتا ہے اسی طرح نفس انسان کا جو مستعد اور طالب حق ہے ایک دوسرے انسان کامل کی پیروی کرکے اسکے

سلہ دیکھو صفحہ ۹۳۔

نور زمین سے لیتا ہے اور اسکے باطنی فیض سے فیضیاب ہو جاتا ہے بلکہ چاند سے بڑھ کر استفادہ نور کرتا ہے کیونکہ چاند تو نور حاصل کر کے پھر چھوڑ بھی دیتا ہے مگر یہ کبھی نہیں چھوڑتا پس جبکہ استفادہ نور میں یہ چاند کا تمریک غالب ہے اور دوسری تمام صفات اور خواص چاند کے اپنے اندر رکھتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ چاند کو تو موجود بالذات اور قائم بالذات مانا جائے مگر نفس انسان کے مستقل طور پر موجود ہونے سے بکلی انکار کردیا جائے۔

غرض اسی طرح خدا تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو بنکا ذکر نفس انسان کے پہلے قسم کھا کر کیا گیا ہر اپنے خواص کے رو سے شواہد ناطق گواہ قرار دیکر اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ نفس انسان واقعی طور پر موجود ہے اور اسی طرح ہر ایک جگہ جو قرآن شریف میں بعض بعض چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں۔ ان قسموں سے ہر جگہ یہی مدعا اور مقصد ہے کہ تا امر بدیہہ کو اسرار مخفیہ کے لئے جو ان کے ہمرنگ ہیں بطور شواہد کے پیش کیا جائے۔ (توضیح مرام)

سوال نمبر ۱۵ ۔ کن سے سب کچھ بنانیوالا تھا تو آسمان و زمین کو چھ دن اور تین دن میں بنایا؟

الجواب ۔ کُن کے معنے ہو جا۔ فیکون کے معنے ہو جاتا ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کسی چیز کے وجود کو چاہتا ہے اسیطرح وہ چیز ظہور میں آجاتی ہے۔ مثلاً بقول دیانند کے جیسا کہ اوس نے سیتارتھ پرکاش میں لکھا ہے " ابتدائے سرشٹی میں بہت سارے آدمیوں کا وجود یکدم چاہا تو ان کا وجود یکدم ہو گیا اور ۲۴ برس یا چوالیس کے بلکہ اڑتالیس برس کے جوان پیدا کردیئے لاکن اب ہمارے زمانہ میں ادھر مہا بال کے لئے تجویز کیا کہ بی۔ اے ہو کر چھ دن مدرسہ ہکرا در مسلمانوں کا مال کھا کر برہمچریہ نے مجھے ٹھیک عمر تو معلوم نہیں مگر بیس تیس کے درمیان یہ وجود نصیب ہوا ان حالہ جات کی تصریح حوا و آدم کی پیدائش میں دینگے۔ دیکھو سیتارتھ صفحہ ۵۱ و ۵۲ پس سوال کا جواب تو ہو چکا۔ اصل بات یہ ہے کہ کُن کا تعلق بعد الموت ہوا کرتا ہے۔ تمام قرآن کریم میں مرنے کے بعد پھر جی اوٹھنے پر کُن فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ (پ انعام) اور فرمایا	اور عظیم الشان امر یہ ہے کہ وہ اللہ جس نے پیدا کیا آسمانوں۔ بلندیوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ اور جب کہو گا کُن تو پھر ہونیوالی چیزیں ہو پڑینگی۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَا یَبْعَثُ
اللّٰہُ مَنْ یَّمُوْتُ۔ بَلٰی وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا
وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔
لِیُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْہِ وَ
لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰذِبِیْنَ
اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَا اَرَدْنٰہُ اَنْ نَّقُوْلَ
لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۱۴/۱۱ النحل
مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ۲۳ یٰس
اس کلمہ کے بعد ہے۔ اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا
اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۲۳ یٰس
وَھُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا
فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۲۴/۱۲

اور کڑی قسمیں کہا چکے ہیں کہ اللہ زندہ نہ کریگا مُردوں
کو ہاں ایسا نہیں بلکہ زندہ کرنا وعدہ سچ ہے ولاکن
اکثر لوگ بے خبر ہیں۔
تو کہ کھولدے اُنکے لئے وہ جسمیں اختلاف کرتے ہیں
اور منکر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔
بے ریب ہماری بات کسی چیز کے پیدا کرنے میں یہی
ہے کہ جب کریں اسکا ارادہ تو کہتے ہیں کہ ہو پس ہو جاتی ہے
کہو کہل ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔
اور آخر کہا ہے اسکی بات یہ ہے کہ جب ارادہ کرتا
ہے کسی شئے کا تو فرماتا ہے کہ ہو پس ہو پڑتی ہے۔
وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے پس جب جاری کرتا
ہر حکم تو کہتا ہے ہو جا۔ پس ہو جاتا ہے۔

اور آپ کے یہاں تو پیدائش کا طریق ایسا لکھا ہے جسکی دلیل ہی مفقود ہے۔ دیکھو ستیارتھ
یہ پرکرتی سے آکاش آکاش کے بعد وایو وایو کے بعد اگنی اگنی کے بعد جل جل کے بعد پرتھوی
پرتھوی سے نباتات۔ نباتات سے اناج۔ اناج سے نطفہ۔ نطفہ سے انسان۔

کیوں دھرم پال یہاں بھی کچھ ستہ ایام کا پتہ لگ سکتا ہے کہ نہیں۔ اور ہر ایک کمال چھ
مراتب طے کرنے کے بعد کامل ہوا کرتا ہے۔ اور آجکل تو پرائمری۔ مڈل۔ انٹرنس۔ ایف اے۔ بی اے
ایم اے۔ یہہ بھی چھہ مراتب ہی رکھے گئے ہیں۔ اور یوم کے معنے وقت کے بھی ہیں۔

سوال نمبر ۱۶۔ خدا کی روح عورت کے رحم میں جا سکتی ہے؟

الجواب۔ او بے حیا جب خود تمہارا خدا ہر جگہ ہے تو کیا عورت کے رحم میں نہیں اور
کیا اسکی روح وہاں سے الگ ہے۔ سُن تمہارے دیانند گرو نے ستیارتھ میں لکھا ہے پرمیشر کا نام
کھم ——— اور یہہ پرمیشور کا نام اسلئے ہے کہ مثل خلا محیط ہے۔ پھر کیا رحم میں خلا نہیں۔
وستنو۔ ہر جگہ محیط ہونے کے باعث وہ وشنو ہے۔

بلار کاوٹ محیط ہونے کے باعث برہم ہے۔ نیز اگر پرمیشور اندر بھی ہے اور باہر بھی تو
بہ نسبت دیانند کے ہاتھی اور دھیل مچھلی میں زیادہ ہوگا تو یہہ چیزیں دیانند سے اچھی ہوئیں

اور اصل بات یہہ ہے

ہر ایک عمدہ چیز اور پاک شئے کو الٰہی شئے کہا جاتا ہے اسیواسطے تم لوگ ویدوں کو الٰہی کتب
الٰہی علم اور ان کے جاننے والوں کو الٰہی علما کہتے ہو۔ اور مسلمان الٰہی کلام کو ہی روح کہتے ہیں
نَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا (پ انبیاء) کے معنی ہوئے کہ حضرت مریم میں ..... الٰہی کلام کو پہنچا دیا
اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت بھی وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي (پ ص) آیا ہے۔
جسکا ترجمہ ہے اور جب میں اپنا کلام اسمیں پہنچا دوں یا پھونک دوں۔ اسکی تفصیل آدم کے قصہ میں آئی ہے

دوسرا طریق ۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو اور انکی والدہ ماجدہ کو یہود لوگ برے کہتے ہیں اور کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکی تردید میں فرمایا ہے کہ حضرت مسیح تو ہماری جانب سے اور ہماری طرف سے ایک پاک روح تھی جو ہمارے حکم سے پیدا ہوئی اور انکی والدہ بھی صدیقہ تھیں۔ پاک روحیں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت پانے کی زیادہ تر مستحق ہیں۔

اس بات کا ثبوت کہ قرآن میں روح کلام الٰہی کو کہتے ہیں یہ ہے + ا۔ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا (پ شوری۔ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنذِرُوا (پ نحل۔)

سوال نمبر ۱۷ :- (۱) خدا زمین و آسمان پر کرسی نشین ہے گویا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔
(۲) عرش پر ہے (۳) اسکو آٹھ فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے۔ (۴) جبرائیل خدا سے نازل ہوتا ہے۔ (۵) عیسے آسمان پر اڑ گئے (۶) محمد عربی براق پر سوار ہو کر آسمانوں کی سیر اور خدا سے باتوں کے لئے گئے۔ (۷) شیطان چھپ کر آسمانوں کی باتیں سنتے ہیں (۸) فرشتے ستارے توڑ کر شیاطین کو مارتے ہیں "

الجواب ۔ یہ ایک سوال ہے جسمیں آٹھ سوال ہیں اور بعض سوال ایسے ہیں کہ انپر تفصیل چاہیئے۔ مگر یہ رسالہ جسقدر گنجایش دیگا اسکے مناسب حال لکھتے ہیں۔
پہلا سوال محض غلط فہمی اور علوم الٰہیہ حقہ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ یہ ایک

ایسا مسئلہ ہے کہ تمام آسمانی مذاہب اس پر متفق ہیں۔ ہاں تارک اسلام کو علوم اسلامی سے ناسمجھی کی وجہ سے کرسی سے ٹھوکر لگی اور منہ کے بل جہالت کے گڑھے میں گرا ہے۔ سنو ہماری کرم کتاب صحیح بخاری میں جسے ہم کتاب اللہ کے بعد صح الکتب مانتے ہیں لکھا ہے۔

کرسیہ علمہ یعنی کرسی کے معنی علم کے ہیں پس معنے وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (پ۳ بقرہ) کے یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تمام بلندیوں اور زمین کو وسیع و محیط ہو رہا ہے اب بتاؤ اس مسئلہ میں جو مذاہب اللہ تعالیٰ کے ماننے والے ہیں اور صفات الٰہیہ کے منکر نہیں۔ ان میں کس کو کلام در بحث ہے۔

سوال دوم پر الزامی جواب اور سوال سوم کر الزامی کے بعد حقیقی جواب کو ملاحظہ کرو تمہارے یجروید اکتیسویں ادھیائے میں لکھا ہے دیکھو نمبر ا۔ اے منتر سب پرانیوں کی ہزاروں آنکھیں ہزاروں پاؤں جس سرو تر بیاپک جگ دیشور میں ہیں وہ پُرش ہے وہ تمام بھوگول میں سب طرف سے بیاپت یہ پانچ استھول پانچ سوکھشم یہ دس بہوت جس کے انگ ہیں اور وہ سب جگت[لے] کو اولنگھ کر ٹھیرا ہے۔

اور منتر نمبر ۳۔ اس ایشور کی سب زمین وغیرہ چراچر جگت ایک جز و ہیں اس جگت بنانے والے کے تین حصہ ناش رہت مہا اپنے منور سروپ میں ہے۔

اور کہا ہے نمبر ۴ تین حصوں والا پرمیشور سب سے اوتم سنسار سے الگ مکت سروپ نکلتا ہی اس پرش کا ایک حصہ سے ایک جگت میں پھر ہر پیدائش اور پرلے کا چکر کہاتا ہے۔

نمبر ۵ میں ہے " اس براٹ سنسار کے اوپر سردار پورن برہم رہتا ہے اس کے بعد بھی وہ پہلے کی ظاہر پرش جگت سے علیحدہ رہتا ہے" غرض سترہ منتر تک یہی مضمون مکرر کیا گیا ہے۔

پہلے منتر میں یہ لفظ کہ وہ سب جگت کو اولنگھ کر ٹھہرا ہے منصف انسان کے لئے قابل غور ہے اسکا ترجمہ یہ ہے۔ کہ وہ خدا پرمیشر سب جگت کو پھاند کر ٹھہرا ہے۔ اور تیسرے منتر کا مطلب ہے کہ خدا پرمیشور کے چار حصہ ہیں ایک حصہ مخلوق میں اور تین حصہ بالاتر ہیں۔ اور نمبر ۴ کا مطلب ہے کہ پرمیشور سنسار سے الگ ہے اور اسکے تین حصہ خلق سے بالا ہیں۔ اور نمبر ۵ میں ہے اوپر پورن برہم رہتا ہے۔ اور دیوتہ۔ امرت۔ نامستو ناس ترتنئے دہام لوگ ندھیر تم) کا مطلب اور عرش پر ہے کا مطلب

لے تمام مخلوق کو کود کر

اگر ایک۔ ہو تو ہم ذمہ وار ہیں۔

سوال سوم۔ اگر قرآن کریم نے آٹھ کا ذکر کیا ہے تو وہاں فرشتوں کا تذکرہ نہیں مگر آپکے ہاں صاف مسلم ہے کہ آٹھ دیوتا اسکے تخت سلطنت کو اُٹھا رہے ہیں۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۴ میں ہے کہ یاگولکیہ جی نے شاکلیہ کو فرمایا ہے۔ آٹھ وسو یہ ہیں۔ پھر انکی تفسیر کرتے کہا ہے کہ ان سب کو وسو اسلئے کہتے ہیں کہ انہیں یہ گنج کائنات محفوظ اور قائم ہے۔ یاگولکیہ کے معتقد و انسانی بات کو ماننا اور خدائے پاک کی بات کو نہ ماننا کیسی بے انصافی ہے۔ اور حقیقی بات سُناتے ہیں۔

سنو! مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے۔ جسپر خدا بیٹھا ہوا ہے تمام قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھو اسمیں ہرگز نہیں پاؤگے کہ عرش کوئی چیز محدود اور مخلوق ہے۔ خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اسکا میں ہی پیدا کرنے والا ہوں۔ میں ہی زمین و آسمان اور روحوں اور انکی تمام قوتوں کا خالق ہوں۔ میں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قائم ہے ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدائش ہے مگر کہیں نہیں فرمایا کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے جسکا میں پیدا کرنے والا ہوں۔ اگر کوئی آریہ قرآن شریف میں سے نکال دے کہ عرش بھی کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو میں اسکو قبل اسکے جو قادیاں سے باہر جائے ایک ہزار روپیہ انعام دونگا۔ میں اُس خدا کی قسم کہاتا ہوں جسکی جھوٹی قسم کہانا لعنتی کا کام ہے کہ میں قرآن شریف کی وہ آیت دکھلاتے ہی ہزار روپیہ حوالہ کر دونگا۔ ورنہ میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا جو خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد تو محض اس بات پر ہے کہ عرش کوئی علیحدہ چیز ہے جسپر خدا بیٹھا ہوا ہے اور جب یہ امر ثابت نہ ہو سکا تو کچھ اعتراض نہ رہا۔ خدا صاف فرماتا ہے کہ وہ زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی ہے۔ اور کسی چیز پر نہیں بلکہ اپنے وجود سے آپ قائم ہے اور ہر ایک چیز کو اٹھائے ہوئے ہے اور ہر ایک چیز پر محیط ہے۔ جہاں تین ہوں تو چوتھا اُن کا خدا ہے جہاں پانچ ہوں تو چھٹا اُنکے ساتھ خدا ہے۔ اور کوئی جگہ نہیں جہاں خدا نہیں۔

اور فرماتا ہے۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ (پ بقرہ) جس طرف تم منہ کرو اسیطرف خدا کا منہ پاؤگے۔

وہ تم سے تمہاری رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہی ہے جو پہلے ہے اور وہی ہے جو آخر ہے۔

اور وہ سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے اور وہ نہاں درنہاں ہے۔

اور پھر فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (پ بقرہ) یعنے جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں کہ وہ کہاں ہے پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہوں کہ مجھ سے زیادہ کوئی نزدیک نہیں جو شخص مجھ پر ایمان لاکر مجھے پکارتا ہے تو میں اسکا جواب دیتا ہوں ہر ایک چیز کی کل میرے ہاتھ میں ہے اور میرا علم سب پر محیط ہے۔ میں ہی ہوں جو زمین و آسمان کو اٹھا رہا ہوں۔ میں ہی ہوں جو تمہیں خشکی تری میں اُٹھا رہا ہوں۔

یہ تمام آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ بچہ بچہ مسلمانوں کا ان کو جانتا اور پڑھتا ہے جسکا جی چاہے وہ ہم سے آکر ابھی پوچھ لے۔ پھر ان آیات کو ظاہر نہ کرنا اور ایک استعارہ کو لیکر اس پر اعتراض کردینا کیا یہی دیانت آریہ سماج کی ہے۔ ایسا دنیا میں کون مسلمان ہے جو خدا کو محدود جانتا ہے۔ یا اسکے وسیع اور غیر محدود علم سے منکر ہے۔ اب یاد رکھو کہ قرآن شریف میں یہ تو کہیں نہیں کہ خدا کو کوئی فرشتہ اُٹھا رہا ہے بلکہ جا بجا یہ لکھا ہے کہ خدا ہر ایک کو اُٹھا رہا ہے۔ ہاں بعض جگہ یہ استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو دراصل کوئی جسمانی اور مخلوق چیز نہیں فرشتے اُٹھا رہے ہیں۔ دانشمند اس جگہ سے سمجھ سکتا تھا کہ جبکہ عرش کوئی مجسم چیز ہی نہیں تو فرشتے کس چیز کو اٹھاتے ہیں ضرور کوئی یہ استعارہ ہوگا۔ مگر آریہ صاحبوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کیونکہ انسان خود غرضی اور تعصب کے وقت اندھا ہو جاتا ہے۔

اب اصل حقیقت سنو کہ قرآن شریف میں لفظ عرش کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے اسی وجہ سے اس کو مخلوق چیزوں میں داخل نہیں کیا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے مظہر چار ہیں جو وید کے رو سے چار دیوتے کہلاتے ہیں۔ مگر قرآنی اصطلاح کے رو سے انکا نام فرشتے بھی ہے اور وہ یہ ہیں۔ اکاش جسکا نام اندر بھی ہے۔ سورج دیوتا جس کو عربی میں شمس کہتے ہیں۔ چاند جسکو عربی میں قمر کہتے ہیں۔ دھرتی جسکو عربی میں ارض کہتے ہیں۔ یہ چاروں دیوتا جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بیان کرچکے ہیں خدا کی چار صفتوں کو اپنے

جبروت اور عظمت کا اتم مظہر ہیں جنکو دوسرے لفظوں میں عرش کہا جاتا ہے اُٹھا رہے ہیں یعنے عالم پر یہ ظاہر کر رہے ہیں تصریح کی حاجت نہیں اس بیان کو ہم مفصل لکھ آئے ہیں اور قرآن شریف میں تین قسم کے فرشتے لکھے ہیں۔ (۱) ذرات اجسام ارضی اور روحوں کی قوتیں۔ (۲) اکاش۔ سورج چاند۔ زمین کی قوتیں جو کام کر رہی ہیں (۳) ان سب پر اعلےٰ طاقتیں جو جبرئیل۔ میکائیل و عزرائیل وغیرہ نام رکھتی ہیں جنکو وید میں جم لکھا ہے مگر اس جگہہ فرشتوں سے یہ چار دیوتے مراد ہیں یعنے اکاش اور سورج وغیرہ جو خدا تعالیٰ کی چار صفتوں کو اُٹھا رہے ہیں یہ وہی چار صفتیں ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں عرش کہا گیا ہے۔ اس فلسفہ کا وید کو بھی اقرار ہے مگر یہ لوگ خوب وید دان ہیں جو اپنے گھر کے مسئلہ سے بھی انکار کر رہے ہیں۔

اخیر میں سنو۔ یہ لوگ۔ اتھر کش ۲۰ ہم لوگ جسکا ذکر منو ۲-۳-۲۲ میں ہے اُسکے اوپر کسکی حکومت ہے۔

سوال چہارم۔ جبرائیل ملک ہے۔ دیوتا ہے۔

ملائک اور دیوتا کے متعلق تمہارے گرو دیانند کا یہ مذہب تھا کہ وہ مظاہر قدرت ہیں۔ دیکھو وید بھومکا صفحہ ۴۳۔ اسکے علاوہ (خدا کے) اور جس قدر دیوتا بتائے گئے ہیں یا آگے بیان کئے جائیں گے وہ سب اسی ایک اتما کے (پرمیشور) پرتی انگ (مظاہر اجزاء قدرت) ہیں۔ کیونکہ وہ اسکے ایک ایک انگ (قدرت کی جزو) کو ظاہر کرتے ہیں انہی ان دیوتا کا قیام (رتھ۔ رمن ٹھیرنے کی جگہ) آتما یعنے پرمیشر ہے جبرائیل کے اصل معنی جا قدائیل ہیں یعنے خدا کا قریب جس طرح تمہاری یہاں آگ قاصد ہے اور ہوم کے ذریعہ تم لوگ (ہیب) کستوری۔ گھی۔ شہد۔ اور خوشبودار چیزیں وغیرہ اگنی دیوتا کے ذریعہ اور دیوتاؤں کو پہنچاتے ہو اور اُن سے نفع حاصل کرتے ہو یا حصول منافع کا خیال کرتے ہو۔ اسکے بالمقابل انبیاء و رسل اور ان کے اتباع اولیاء اللہ (یوگی جن) اپنی مخصوص عبادات ذکر الٰہی توجہات اور مراقبوں سے سچے علوم حاصل کرتے ہیں۔ اور جناب الٰہی ان مظاہر قدرت کو انبیاء و رسل و اولیاء کے لئے مفید بناتا ہے ان میں سے یہ جبرائیل ہے۔

تمہارے ہوم اور ہیب مخلوق دیوتا اگر پرسن ہو سکتے ہیں یا نافع بن سکتے ہیں تو ذکر الٰہی اور عبادت سے خالق دیوتا پرسن ہو کر مکالمہ کا شرف بخشتا ہے اور جبرائیل آدی دیوتا وسائط ہوتے ہیں

سوال نمبر ۵ - عیسے آسمان پر اڑ گئے - **جواب** - عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں گئے قرآن کریم اسکی تکذیب کرتا ہے - قرآن ایک کلی قاعدہ ہر ایک ذی حیات کے لئے باندھتا ہے اور اس قاعدہ کلیہ سے کسی کو مستثنےٰ نہیں کرتا - اسکے خلاف اعتقاد رکھنے والا قرآن کریم کی بتائی ہوئی خدا کی سنت کا مکذب اور بے ایمان ہے وہ آیت یہ ہے -

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا دپ ۲۹ مرسلات) ہمنے زمین کو مردوں اور زندوں دونوں کو اپنی طرف جذب کرنے والی بنایا - اسکی کشش ثقل کسی کو اپنے اندر اور اپنے اوپر لینے اور رکھنے کے سوا چھوڑتی ہی نہیں -

پھر خدا تعالیٰ نے اسی اپنی سنت کو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نمونہ سے اور بھی صاف کر دیا جب کفار مکہ نے آپ سے سوال کیا کہ تو آسمان پر چڑھ جا تو خود خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو ارشاد کیا کہ یوں جواب دو - قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (پ ۱۵ بنی اسرائیل) تو کہہ میرا رب ایسے ناجائز سوالوں کے جواب اور ایسی لغو حرکات سے پاک ہے کہ اپنی سنت کو توڑے یہ اسکی مصلحت کے برخلاف ہے - میں تو بشر رسول ہوں - اور بشر رسول کا آسمان پر بجسم عنصری جانا سنن الٰہیہ کے خلاف ہے -

سوال پنجم - ہمارے نبی کریم براق پر سوار ہوئے اور خدا سے بات چیت کی اور آسمانوں کی سیر کو گئے اسپر ہنسی اور تمسخر کیا ہے -

الجواب - یہ سب امور حق ہیں ان کی معانی کے لئے اس علم کی لغت کو دیکھو جسکو علم الرؤیا کہتے ہیں علم الرؤیا کی معتبر کتاب تعطیر الانام میں لکھا ہے - جو کوئی دیکھے کہ براق پر سوار ہوا وہ مراتب عالیہ پر پہونچیگا اور اوسکو سفر میں عزت ملیگی اور جہاں سے گیا وہاں باعزت واپس ہوگا - چنانچہ ہمارے نبی کریم کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوا کہ آپ مکہ سے نکلے اور پھر کس شان کے ساتھ جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں بامراد اور منصور مکہ میں داخل ہوئے -

پھر اسی میں لکھا ہے جو دیکھے کہ وہ پہلے آسمان پر گیا اسکی عمر بہت بڑی نہ ہوگی اور جو دوسرے پر جاوے وہ عالم وحکیم ہو - اور جو تیسرے پر جاوے اسکی عزت واقبال زیادہ ہو - اور جو چوتھے پر جاوے وہ بادشاہوں کی نظروں میں معزز ہو - اور جو پانچویں پر جاوے اوسکو جزع وفزع

اور مشکلات پیش آویں۔ اور جو چاہئے بر پہونچے اوسکو سعادت و جاہ حاصل ہو۔ اور جو جناب الٰہی کا
درشن کرے اسکا انجام بخیر ہو۔ یہ ساری باتیں جو عزت اور جاہ اور علو اور انجام بخیر اور کامیابی کے
متعلق ہیں۔ وہ سب ہمارے نبی کریمؐ کے حق میں احسن وجہ سے پوری ہوئیں۔ یہ سیر آسمان ایک مکاشفہ
ہے اسکی تاویل و تعبیر اسی علم کی کتابوں میں دیکھنی چاہیئے۔ افسوس تم پر تمنے خواہ مخواہ اعتراض
کا ٹھیکہ لیکر ثابت کردیا ہے کہ کسی سچے علم سے تمہیں کوئی مناسبت نہیں اور التزام کرلیا
ہے کہ ہر ایک حق اور حقیقت کا انکار کردیا جاوے کونسی قوم ہے جو علم مکاشفہ سے انکار کرسکتی
ہے اور اس مکاشفہ کا تو انکار ہو بھی نہیں سکتا کیوں کہ واقعات نفس الامر یہ نے اسکی تصدیق کردی ہو۔
پھر یاد رکھو کہ معراج فقط ایک خواب ہی نہیں بلکہ حقیقی معراج تو حضور کی فطرت میں موجود تھا
فداہُ اَبی وامی صلے اللہ علیہ وسلم اور یہہ معراج اس حقیقت کا اظہار تھا اور اعلےٰ اظہار تھا اور واقعات
نے اس پر مہر لگادی۔

فائدہ۔ معراج میں ایک لطیف جسم ہوتا ہے جو اس جسم کثیف سے الطف اور قوی میں قوی تر
ہوتا ہے ہم نے کسی سوال کے جواب میں دکھایا ہے کہ نفس انسانی (روح) کے ساتھ جسم لطیف اور قوی
قائم رہتے ہیں۔ اور رشم استیقظ کا لفظ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ میں ہے اس ہماری بات کی
تصدیق کرتا ہے۔

سوال نمبر ۱۸۔ اللہ تعالےٰ نے شرک کرایا کہ آدم کو فرشتوں سے سجدہ کرایا؟

الجواب۔ اوّل تو اللہ تعالیٰ احکام شرعیہ کا مکلف نہیں ہوسکتا کیا ایک پویت کرتا ہے
کیا برہمچریہ ہے کیا سنیاسی ہے۔ کیا وواہ یا نیوگ کرتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔
دوم سجدہ کے معنے تو فرمان برداری کے ہیں۔ خود قرآن میں ہے۔
وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ (پ جج) اور اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں جو آسمانوں
میں اور جو زمین میں ہیں۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (پ نحل) اور اللہ
کی فرمانبرداری کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ اور زید الخیل قصیدہ میں ہے ؎

بجمع تضل البلق فی حجراتہ + تری الاکم فیھا سجدا للحوافر

پھر کیا اچھے لوگوں کی خصوصًا ان لوگوں کی فرمانبرداری جو اللہ کیطرف سے خلیفہ۔ بادشاہ حکام

رسول۔ ہو کر آتے ہیں شرک ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

الٰہی خلفار کی اطاعت و انقیاد۔ و فرمان برداری۔ سیاست و تمدن کا اعلےٰ اور ضروری مسالہ ہے بلکہ انکی فرمان برداری **خود الٰہی فرمانبرداری** ہے قرآن مین ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پ نساء) اور فرمایا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (پ۔ نساء) کیا تمنے نہیں سنا یا ستیارتھ میں نہیں پڑھا جہاں لکھا ہے کہ عورتوں کی ہمیشہ پوجا کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی معنی پوجا کے کئے جاسکتے ہیں تو سجدہ کے کیوں نہیں کئے جاتے۔ آج ایسا اعتراض کرتا اور ایسے شخص کے منہ سے ایسا اعتراض نکلتا جو انگریزی پڑھا ہے کس قدر تعجب کی بات ہے۔ انگریزی زبان میں **ورشپ** کا لفظ کس قدر وسیع اور روزمرہ کی بول چال میں آتا ہے حتی کہ ججوں کو ہز ورشپ کہا جاتا ہے اسکے معنے سوائے اسکے اور کیا ہیں کہ وہ قابل اطاعت شخص ہیں قرآن میں آیا ہے کہ درخت اور چارپائے اور آسمان زمین کی ساری چیزیں خدا کو سجدہ کرتی ہیں اور امرئ القیس کے شعر میں ہے کہ تمام جنگل اُن گھوڑوں کے سموں کو سجدہ کرتے تھے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ وہ سجدہ عرفی نہیں۔ جو زمین پر گر کر پیشانی کو زمین سے ٹکرا کرتے ہیں۔

لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (پ نحل) اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ (پ حج) اور اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ تو کیا آسمان و آسمان کی چیزیں اور زمین کی زمین پر گرتی ہیں۔

تمہارے آریہ مسافر کے جواب میں اور تنقیہ والے کے دفاع میں ہمنے ایک مضمون لکھا تھا۔ جب وہ مرگیا تو ہمنے اس مباحثہ سے اعراض کیا اور یہ مضمون پڑا رہا۔ اب جو تمنے نئی چھیڑ کی تو اس مضمون کو مختصراً لکھ دیتے ہیں۔ آریہ مسافر اور تنقیہ والے کا اعتراض حسب ذیل ہے۔

"جس زمانہ میں کہ آنحضرت محمد صاحب ہوئے تھے اُسوقت بت پرستی بہت پھیلی ہوئی تھی الی ان قال"

"مگر چونکہ انکی سرشت میں بت پرستی بھری ہوئی تھی احکامات مندرجہ عین بت پرستی کے

ظاہر وصادر ہوئے"۔

پہلا حکم۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ۔ یہ آدم پرستی ہوئی"۔

دوسرا حکم۔ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (پ بقرہ) یہ کعبہ پرستی ہوئی"۔

تیسرا حکم۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (پ۱۹ نمل) یہاں آگ کو خدا جانا۔

۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پ۵ نساء)

۲۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا۔ (پ۴ نساء)

۳۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (پ۱۰ توبہ)

۴۔ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ (پ۱۰ توبہ)

۵۔ اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ (پ۱۰ توبہ) یہ سب رسول پرستی ہے"

یہ خلاصہ تنقیہ دماغ کے صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ کا ہے۔

الجواب۔ قرآن مجید اور اہل القرآن جسقدر شرک و بت پرستی کے مخالف ہیں اتنا تو درکنار اسکے قریب قریب بھی کوئی مذہب دنیا میں بت پرستی کا مخالف نہیں۔ سوچو کس کتاب میں یہ کلمہ لکھا ہے۔ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ (پ۲۴ حٰمٓ السجدہ) (ترجمہ) سورج اور چاند کو سجدہ مت کرو۔

کیا وید میں ایسی باتیں ہیں کہ وا ایود۔ آگ۔ جل۔ سورج۔ چاند۔ زمین کی پرستش نہ کرو اگر ان مادیات کی پرستش کی مخالفت ہوتی تو جل پرست وغیرہ کہاں سے پیدا ہوتے۔ اور کس کتاب میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (پ۵ نساء)	اللہ معاف نہیں کرتا کہ اس سے شرک کیا جائے اور اسکے نیچے ورے جسے چاہے معاف کرتا ہے۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (پ نساء) اور جس نے اللہ سے شرک کیا وہ سخت بہک گیا۔

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (پ مائدۃ) یہ پختہ بات ہے کہ جو اللہ سے شرک کرے اللہ جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے اور اُسکا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا (پ نساء) اور جس نے اللہ سے شرک کیا اُسنے بُری بدی کی بات تراشی۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (پ ۲۶ احقاف) اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرتا ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا۔ (پ ۱۵ بنی اسرائیل) اور تو اللہ کے ساتھ اور معبود مت ٹھہرا ورنہ تو ذلیل اور راندہ ہو کر جہنم میں گرایا جائیگا۔

وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا (پ ۲۹ الجن) اور جب اللہ کا بندہ اسکی عبادت کے لئے اٹھا قریب تھا کہ اُسپر ٹوٹ پڑتے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ (پ) کہہ حمد اللہ کے لئے اور سلام اُسکے برگزیدہ بندوں پر بتاؤ اللہ خیر و برکت ہے یا وہ جنہیں شریک ٹھہراتے ہیں۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ (پ النمل) کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے بادل سے پانی اوتارا۔ پھر جس سے اس سے خوش نما باغ اُگائے۔ تمہاری قدرت میں نہ تھا کہ تم درختوں کو اُگاتے۔ بتاؤ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ مشرک ہیں۔

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ ترجمہ کسنے زمین کو

تمام چیزوں کیلئے قرارگاہ بنایا اور اسمیں دریا رواں کئے اور اسکے لئے پہاڑ بنائے۔ اور دو دریاؤں کے درمیان روک بنائی بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے اصل بات یہ ہے کہ یہ نادان لوگ ہیں۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ۔ کون ہے جو بیچارہ کی آواز سنتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے اور اسکے دکھوں کو دور کرتا ہے اور تمہیں زمین پر دوسروں کے جانشین بناتا ہے بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے تم نصیحت کو بہت ہی کم قبول کرتے ہو۔

اَمَّنْ یَّھْدِیْکُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِہٖ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ تَعٰلَی اللّٰہُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔ کون ہے جو برّ و بحر کی تاریکیوں میں تمہیں راہ دکھاتا ہے اور کون ہے جو اپنی رحمت (باران) کے آگے آگے خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ بلند اور پاک ہے اللہ انکی تمام شرک کی باتوں اور شریکوں سے۔

اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَمَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ۔ (پ۲۰۔ النمل) کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے بتاؤ کوئی معبود اللہ کے ساتھ ہے کہو کوئی دلیل تو لاؤ اگر سچے ہو۔ کہو آسمانوں اور زمین میں جو ہیں وہ غیب کو نہیں جانتے سوا اللہ کے اُنہیں کوئی پتا نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

یہ نمونہ ہے اِن کلمات طیبات کا جن میں شرک کا استیصال کیا گیا ہے اور قرآن میں یہ بھی دعوٰی کیا گیا ہے کہ اسمیں اختلاف اور تناقض نہیں۔ پھر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایسی صریح اور پرشوکت تعلیم کے خلاف یہ الزام لگایا جائے کہ اسمیں شرک کی تعلیم ہے اگر آریہ میں غیرت ہے تو ہم انہیں بلاتے ہیں کہ ایسی پاک تعلیم شرک کے خلاف وید سے نکال کر دکھائیں۔ کاش وید میں کوئی صاف فقرہ ایسا ایک ہی ہوتا تو اتنی مخلوق

ناپاک بُت پرستی میں گرفتار نہ ہوتی۔ یہ وید کی بقول دیانند کے استعارہ آمیز تعلیم کا نتیجہ ہے کہ کل ہندوستان لامعلوم برسوں سے طرح طرح کی مخلوق پرستیوں کی نحوست میں مبتلا ہے۔ قرآن کریم اپنی نسبت دعوی کرتا ہے۔ جیسے فرمایا

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (پ۔ نساء) اگر قرآن اللہ تعالی کیطرف سے نہ ہوتا تو اسمیں بہت اختلاف پاتے۔

بلکہ قرآن مجید کی نسبت اللہ تعالی فرماتا ہے۔

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (پ النحل) قرآن اسی لیے اتارا ہے کہ لوگوں کی تمام اختلافی باتوں کا حکم بنکر فیصلہ کرے۔

اس صورت میں کیونکر ہوسکتا ہے کہ قرآن کریم میں شرک کی تعلیم ہے۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا (پ کہف)

اب اس اعتراض کا جواب سنئے جسکو تنقیہ کے نہایت نافہم گر تکذیب والے سو کسیقدر مہذب بیان کیا ہے۔ تنقیہ کا مؤلف کہتا ہے کہ قرآن مجید اور حضرت ہادی اسلام نے آدم پرستی۔ کعبہ پرستی۔ آگ پرستی۔ رسول پرستی سکھائی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ میں نے تکذیب والے سے تنقیہ والے کو مہذب اس لئے کہا ہے کہ اس نافہم نے تکذیب کے صفحہ ۲۱۰ میں پیر پرستی۔ سخی سرور پرستی۔ شمس پرستی۔ تابوت سکینہ پرستی کو اسلام کیطرف منسوب کیا ہے بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ یا جبرائیل کا وظیفہ کرتے ہیں۔ مؤلف تنقیہ کو تو دلیل کا خیال بھی آیا ہے۔ مگر مکذب نے سب کچھ بے دلیل ہانک دیا۔ بہرحال سنو!

پرستش کے معنے عبادت اور پوجا کے ہیں۔ عبادت عربی زبان میں کسکو کہتے ہیں۔ **قاموس اللغہ** اور اسکی شرح "تاج العروس" میں کہا ہے۔ العبادة فعل ما يرضى به الرب عبد عبادة وعبودة وعبودية اطاعه اعبدوا ربكم اطيعوا ربكم

پھر سوچنا چاہیئے علاوہ بریں آدم علیہ السلام کا قصہ ایک تاریخی واقعہ کا بیان ہے۔ اس واقعہ کے بیان سے یہ کہاں سے نکلا کہ حضور علیہ السلام ہمارے نبی کریم نے ملائکہ کو آدم کے سجدہ کا حکم دیا۔ بُت پرستی اور بتوں کو قرآن نے رجس فرمایا جیسے فرمایا

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (پ ۔ حج) اور اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَ الْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (پ بقرہ) کا مطلب یہ ہے کہ مکہ معظمہ کو بت پرستی اور بتوں سے پاک کردو۔ یہاں بت پرستی کا استیصال ہوا یا بت پرستی ہے؟

نیز ملائکہ کا آدم کو سجدہ کرنا۔ اور اہل اسلام کا بیت اللہ کیطرف منہ کر کے نماز پڑھنا یا مکہ معظمہ میں اللہ تعالی کو سجدہ کرنا۔ اور پیغمبر صاحب کی بات کو ماننا کیا اپنے نفس وہوا کی فرمانبرداری ہے کیا آدم کا حکم ہے کیا کعبہ کا حکم کیا حضرت نبی عرب کا اپنا حکم ہے یا حسب اعتقاد اہل اسلام کے اللہ تعالی کا حکم۔ اگر باعتقاد اہل اسلام اللہ تعالی کا حکم ہے تو اللہ کی عبادت ہوئی نہ آدم اور کعبہ اور رسالت آب کی۔ ہاں بت پرست کی بت پرستی شرک ہوگی۔ کیونکہ اس پر الٰہی فرمان نہیں۔

پھر حضرت سیدنا ابوالبشر آدم خلیفہ تھے۔ الٰہی خلفاء کی فرمانبرداری اور الٰہی رسولوں کی فرمانبرداری اللہ تعالی کی فرمان برداری ہوا کرتی ہے۔ کیا تم کو اتنی ہی خبر نہیں کہ رسول کے معنے ایلچی کے ہیں۔ ایلچی پیام رساں کی اس امر میں فرمان برداری جسمیں وہ پیام بر ہو کر کسی کے حکم کو پہنچاتا ہے حکم بھیجنے والے کی فرمانبرداری ہوا کرتی ہے اسی واسطے صحابہ کرام کو جب حضرت سرور عالم کوئی حکم فرماتے تو بعض وقت وہ پوچھ لیا کرتے کہ اَوَحْیٌ اَمْ مَشْوَرَۃٌ۔ آگ پرستی کا تو قرآن میں کہیں ذکر ہی نہیں اور جس آیت سے استدلال کیا ہے اس آیت کی تفسیر بتفصیل ہینے تصدیق براہین احمدیہ کے صفحہ نمبر ۱۵۰-۱۵۵ میں کردی ہے۔

علاوہ بریں کعبہ پرستی کے اتہام پر گذارش ہے کہ اہل اسلام کا کعبہ کیطرف مونہہ کر کے نماز پڑھنا کعبہ پرستی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ا

اول۔ تو اس لیئے کہ استقبال کعبہ کے صرف اتنے معنے ہیں کہ کعبہ کیطرف مونہہ ہو۔ اور بت پرستی کا حاصل یہ ہے کہ بت معبود ہوں۔

دوم۔ نماز میں کعبہ کی طرف مونہہ ہونا چاہیئے۔ اس امر کی نیت ہی شرط نہیں کہ کعبہ کیطرف مونہہ ہو چہ جا کہ کعبہ کی عبادت کی نیت ہو۔ بلکہ اللہ تعالی کی عبادت کی نیت

ضرور ہے۔

سوم۔ ابتدا نماز سے نماز کے آخر تک اسلامی نماز میں تعظیم کعبہ کا کوئی لفظ نہیں نماز اللہ اکبر کے لفظ سے شروع ہوتی ہے اور رحمۃ اللہ کے لفظ پر ختم ہوجاتی ہے اللہ ہی کے نام سے شروع اور اسی کے نام پر ختم ہوتی ہے۔

چہارم۔ کعبہ کی دیواروں کا نمازی کے مقابل ہونا بالکل شرط نہیں اگر بالفرض کعبہ کی دیواریں منہدم ہوجاویں جیسے حضرت عبداللہ بن زبیر کے وقت۔ نئے سرے کعبہ کی تعمیر کے وقت اتفاق ہوا تو بھی نماز ادا کی جاتی ہے۔ اگر کعبہ کی دیوار معبود و مسجود ہوتی تو ضرور تھا کہ اتنے دنوں نماز موقوف رہتی۔ **غور کرو**۔ اگر شیو دوارے اور رگھناتھ جی کے مندر کی بت اٹھوا کر کہیں اور جگہ رکھوا دیں تو پھر بت پرست لوگ تمام بت پرستی کے لوازم اوسی دوسری جگہ ادا کرتے ہیں اور پہلی جگہ کو کوئی نہیں پوچھتا۔

پنجم۔ خانہ کعبہ کو اسلام والے بیت اللہ کہتے ہیں اور بالکل ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی کے مکان کو جاتا ہے تو اسکا مطلب مکان والا ہوا کرتا ہے۔ کسی تخت نشین بادشاہ اور بزرگ کے آداب و نیاز اسکے تخت کے سامنے تخت کے آداب نہیں ہوا کرتے اور بت پرست بتوں کو خدا نہیں جانتے بلکہ جن کے بت ہوا کرتے ہیں اُنکا مظہر جانتے ہیں۔

ششم۔ مستحق عبادت اسلام کے نزدیک صرف وہ ہے جو خود موجود کل کے نفع وضرر کا مالک و مختار ہو اور اسکا نفع وضرر کسی سے ممکن نہ ہو۔ وہی جسکا کمال جلال وجمال ذاتی ہو۔ اور تمام اسکے سوا اپنے وجود و بقا میں اسی کے محتاج سب کے کمالات جمال وجلال اسی کے عطا ہوں اور ایسی چیز اللہ تعالےٰ کے ماسوا اہل اسلام کے نزدیک کوئی بھی نہیں سب سے افضل۔ اکمل۔ اتم حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہے۔ انکی پاک جناب کو بھی اسلامی اللہ کا بندہ اللہ کا رسول ہی اعتقاد کرتے ہیں۔ اسلام کا اعتقاد ہے کہ ایک ذرہ کے بنانے کا بھی اختیار انہیں نہیں۔ ایک رتی برابر کسی کے نقصان دینے کی قدرت نہیں۔ آپ خالق کائنات نہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا۔ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا۔ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا۔ قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللّٰهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللّٰهِ وَرِسَالَاتِهِ (پ ۲۹ - الجن)	اور مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔ اور جب اللہ کا بندہ اسکی عبادت کیلئے اوٹھا تو اس پر ٹوٹ پڑنے لگے۔ کہہ میں بس رب کی عبادت کرتا ہوں اور کسیکو اسکے ساتھ شریک نہیں کرتا۔ کہہ میں تمہاری ضرر اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا۔ کہہ کوئی مجھے خدائی عذاب سے پناہ نہیں دیسکتا اور نہ میری لئے اسکے سوا کوئی پناہ کی جگہہ ہی میرا کام تو صرف خدا کے پیغام پہنچا دینا ہی۔

عبادت واطاعت اور فرمان برداری کا اصل باعث امید و بیم ہے اسی واسطے بُت پرست بتوں کی عبادت کرتے ہیں کہ ان سے اُن کو نفع کی امید و ضرر کا ڈر ہے اور اہل اسلام کو کعبہ کی نسبت یہ اعتقاد نہیں۔

ہندی بُت پرست اور عیسائی قوموں کا یہ حال ہے کہ ہندو بُت پرست تو پرمیشر کو اکرتا اور نرنکار شستر تا اور منتر نا سے پوتر جان کر شیو اور بشنو وغیرہ ہزاروں دیوتا کی پرستش کیا کرتے ہیں جن سے اونکو امید و خوف ہوتا ہے اور عیسائی باری تعالیٰ کو ایسا عادل جو نجات نہ دیسکے یقین کر کے حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کو منجی نجات دینے والا اعتقاد کر کے انکی پرستش کرتے اور عبادت کر کے شرک میں گرفتار ہیں۔

ھفتم - علم اگر معلوم کا تابع ہے تو حکم محکوم کا تابع نہیں حکم ہمیشہ حاکم کا تابع ہوا کرتا ہے کیا معنے علم میں عالم کی رضا و اختیار کو دخل نہیں۔ جیسا معلوم ہوتا ہے ویسا ہی سچا علم ہوا کرتا ہے اور حکم میں حاکم کو ختیار ہوتا ہے اپنی مرضی کے مطابق جو چاہے حکم کردے محکوم کی مرضی کو اسمیں دخل نہیں۔ محکوم کا فرض ہے کہ حاکم کا حکم سن کر اسمیں چون وچرا نہ کرے بلکہ حاکم کی مرضی کا تابع رہے۔

مگر ہاں قابل لحاظ یہ امر ہے کہ اگر وہ حکم ایسے علم و اعتقاد پر مبنی ہو جو خلاف واقعہ ہو تو پھر اس حکم کو بلا تامل اغواء شیطانی سمجھے نہ ارشاد ربانی۔ کیونکہ لاجرم علم معلوم کے تابع ہوا کرتا

ہے مثل حکم تابع حاکم نہیں۔ اگر یہ بات ہے تو پھر استقبال کعبہ میں حکم الٰہی کی تعمیل لازم ہے۔
اس لئے کہ اس حکم کا مدار کسی اعتقاد خلاف واقعہ امر پر نہیں بلکہ کسی واقعی اعتقاد کی بھی ضرورت
نہیں فقط حکم کی ضرورت ہے۔ البتہ اگر اسلام میں استقبال کعبہ میں کعبہ پرستی ہوتی تو بے
ریب مثل بت پرستی کے یہاں بھی اس اعتقاد کی ضرورت ہوتی کہ کعبہ عبادت کا مستحق ہے
مگر اسلام میں استقبال کعبہ کا مطلب اتنا ہے کہ خدا کی عبادت اس طرف کرو۔ کیونکہ اول
تو انسان مقید فی الجہتہ ہے اگر اوسکو اللہ تعالیٰ کیطرف سے یہ حکم ہوتا کہ جہت سے علیحدہ
ہو کر جسمانی عبادت کرے تو انسان پر تکلیف مالا یطاق کا بوجھ ڈالا جاتا اسلئے جسم کے لئے
چونکہ جہت لازمی تھی اسکے لئے جہت تجویز ہوئی۔ قبلہ نما قاسم العلوم۔ ہاں پورب کو منہ کرکے
عبادت کرنا سورج پرستی معلوم ہوتی ہے۔ منو ۲-۷۵۔ اور ہوم کے وقت آگ کیطرف منہ
کرکے اہوتی دیتے ہو جو آگ پرستی ہے۔

سوال نمبر ۱۹ "ظالم نہیں۔ تو نوح کی خاطر تمام دنیا کو کیوں غرق کیا!"

الجواب۔ تمام دنیا کو غرق کر دینا قرآن کریم میں ہرگز نہیں۔ اسکی عربی تو
اغرقنا الدنیا کا لکھا ہے اور یہ لفظ قرآن میں ہرگز نہیں۔ **مگر بتاؤ جل سے سرشٹی**
کیونکر ہوتی ہے اور کیوں ہوتی ہے۔ جل پرلے اور اوسکے نیچے کی پرلے آپ کو معلوم نہ
ہوں تو دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۹۰۔

ٹ جب مہا پرلے ہوتا ہے تب اُسکے بعد آکاش وغیرہ کی ترتیب ہے اور جب آکاش
اور وایو کا پرلے نہیں ہوتا اور اگنی وغیرہ کا ہوتا ہے تو اگنی (حرارت) وغیرہ کی ترتیب ہے اور
جب ودیت اگنی (حرارت برق) کا بھی ناش نہیں ہوتا تب پانی کی ترتیب سے دنیا پیدا ہوتی ہے
یہاں دیکھ لو کہ ایک وقت ایسی تمام دنیا پر جل آتا اور سب کچھ ہلاک ہو جاتا ہے۔ گو ہم
ایسی باتوں کے قائل نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ طاعون کی سزا میں پہلے کیڑے مکوڑے۔ پھر
چوہے ہلاک ہوتے ہیں۔ سنو خالق کو جسطرح پیدا کرنے کا اختیار مارنے کا بھی ہے۔

سوال نمبر ۲۰ "خدا نے خود دلوں پر مُہر لگا دی اور کانوں میں پردے ڈالدیئے
تو انبیا کا بھیجنا حماقت ہے خدا خود دوزخ میں جاوے"

الجواب

۱۔ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ (پ ۱ الٓمّٓ) ہُم کا لفظ یہاں تین بار آیا ہے اور یہ ضمیر جمع مذکر غائب کی ہے جسکے معنے ہیں "وہ لوگ" پس معلوم ہوا کہ یہ ذکر ایسے لوگوں کا ہے جن کا پہلے کوئی ذکر آچکا ہے۔ اسلئے ہُم کے معنے سمجھنے کے لئے ضرور ہوا کہ ماقبل کو ہم دیکھ لیں۔ تو جب ہمنے ماقبل کو دیکھا تو آیت موجود ہے۔

۲۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْہِمْ ءَاَنْذَرْتَہُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (پ ۱ الم) اس بیان سے اتنا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے منکر لوگ ہیں جن کے لئے خَتَمَ اللّٰہُ کا ارشاد ہے۔ عام نہیں۔

پھر قرآن کریم نے صاف صاف بیان فرمایا ہے جہاں ارشاد کیا ہے۔

بَلْ طَبَعَ اللّٰہُ عَلَیْہَا بِکُفْرِہِمْ (پ ۶ - نساء) یعنے انکے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مُہر لگادی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہر کا باعث کفر ہے۔ انسان کفر کو چھوڑے تو مہر ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح فرمایا۔

کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ۔ (پ ۲۴ - مومن)

پس تفصیل دونوں آیتوں کی یہ ہے۔ (پ ۱ - بقرہ)

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا) یاد رکھو کہ کفر کرنا کافر انسان کا اپنا فعل ہے جیسے قرآن کریم نے بتایا۔ اور یہ پہلی بات ہے جو کافر سے سرزد ہوئی ہے اور یہ کفر خداداد روحانی قوتوں طاقتوں سے کام نہ لینے سے شروع ہوا جو دل کی خرابی کا نشان ہے۔

سَوَآءٌ عَلَیْہِمْ ءَاَنْذَرْتَہُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْہُمْ (برابر ہورہا ہے اونکے نزدیک خواہ ڈرایا تونے یا نہ ڈرایا تونے) یعنے تیرے ڈرانے کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ یہ دوسرا فعل کافر انسان کا ہے۔ کہ اس نے اپنی عقل و فکر سے اتنا کام ہی نہیں لیا اگر اسمیں یہ خوبی نہ تھی کہ ایمان کے لئے خود فکر کرتا سوچتا عقل سے آپ کام لیتا تو کم سے کم رسول کریم کے بیانات کو ہی سنتا کہ کفر کا نتیجہ کیسا برا اور اس کفر کا انجام کیسا برا ہے۔

لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ نہیں مانتے یہ تیسرا فعل کافر انسان کا ہے اول تو ضرور تھا کہ قلب سے کام لیتا

جو روحانی قوت کام کرتی ہے۔ اگر اس موقعہ کو ضائع کر چکا تھا تو مناسب یہ تھا کہ نبی کریم کی باتیں سنتا پس کان ہی اسکے لئے ذریعہ ہو جاتے۔ کہ ایماندار بن جاتا۔ اور یہ دوسرا موقع حصول ایمان کا تھا۔ پھر اگر یہ بھی کھو بیٹھا تو مناسب تھا کہ پکے ایمانداروں کے چال چلن کو دیکھتا جو ایسے موقع پر اسی کے شہر میں موجود تھے اور یہ بات اس کافر کو آنکھ سے حاصل ہو سکتی تھی۔ مگر اس نے یہ تیسرا موقع بھی ضائع کر دیا۔

غور کرو۔ اگر کوئی دانا حاکم کسیکو مختلف عہدے سپرد کرے لاکن وہ عہدہ دار کبھی بھی اپنی طاقت سے کام نہ لے تو کیا حاکم کو مناسب نہیں کہ ایسے نکمے شخص کو عہدہ سے اس وقت تک معزول کر دے جب تک وہ خاص تبدیلی نہ کرے۔

اب اسی ترتیب سے دوسری آیت پر غور کرو۔

ختم اللہ علی قلوبھم (پ۔ الم) مہر لگادی اللہ نے ان کے دلوں پر۔ اس لئے کہ انہوں نے پہلے دل کا ستیاناس خود کیا اور کفر کیا۔

وَعَلٰی سَمْعِهِمْ۔ اور ان کے کانوں پر یہ دوسری سزا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے کانوں سے کام نہ لیا وَعَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ۔ یہ تیسری سزا ہے کہ ان کے آنکھوں پر پٹی ہے کیونکہ انہوں نے آنکھ سے بھی کام نہ لیا۔

ظاہری مثال۔ آپ نے قرآن کریم کے فہم میں دل سے اب تک کچھ کام نہ لیا اور یہ بات مجھے تمہارے سوالوں سے ظاہر ہوئی ہے۔ اور نہ یہ کوشش کی کہ پہلے ان سوالات کے جوابات کسی متکلم سے سنتے۔ اب میں آپ کے آگے آپ کی آنکھ کے آگے یہ رسالہ رکھتا ہوں دیکھئے آپ روحانی آنکھ سے کام لیتے ہیں یا نہیں اگر توجہ کی اور کفر چھوڑا تو دیکھ لینا مہر ٹوٹ جائیگی **بات** یہ ہے کہ ایک عام قانون جناب الٰہی نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے جس سے یہ تمام سوال حل ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (پ۲۸ صفا) جب وہ کج ہوئے خدا نے انکے دلوں کو کج کر دیا یہ بات انسانی فطرت کے دیکھنے سے عیاں ہوتی ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے کچھ قوتیں عطا فرما کر ان قوتوں کے دینے کے بعد ان قوتوں کے افعال کے متعلق انسان کو جواب دہ کیا ہے

اور انہیں طاقتوں کے متعلق نافرمانی کے باعث انسان عذاب پاتا ہے **مثلاً** ایک ہوادار روشن کمرہ کی کھڑکیاں عمدہ طور پر بند کی جاویں تو اس بند کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ کمرہ کو اندھیرا ہوا اور کمرہ کی ہوا گندہ ہو جاوے - یہ مثل ٹھیک ان اعمال پر صادق آتی ہے جنکا انسان جوابدہ ہے - اسی طرح آتشک اور خاص سوزاک ان لوگوں کو ہوگا جو بدی کے مرتکب ہوئے -

پس جب کھڑکیاں کھول دی گئیں اور پورا اور صحیح علاج کر لیا گیا تو کمرہ پھر ہوادار روشن اور مریض اچھا ہو جائیگا - **مُہریں** اسلام کے رو سے ٹوٹ ہی جاتی ہیں - اسی واسطے قرآن کریم میں آیا ہے - هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ (پ۲ - بقرہ) مُہریں ہی ٹوٹیں تو نبی کریم سے لیکر کروڑ در کروڑ آجتک مسلمان ہوئے - **ہاں** تمہارے مذہب کے رو سے مُہر کا ٹوٹنا ضرور محال ہے کیونکہ اگر مُہروں کا ٹوٹنا محال نہیں تو آپ کم سے کم اپنی گاؤ ماتا کو اسکی بھرشٹ جنم سے چھڑاتے - ہمیں اسے پنڈت تانی بنا کر دکھاؤ تو سہی - اس بیچاری کا جنم صرف سزا ہی ہو رہا ہے - کاش اسکی مہر ٹوٹتی تو نہ انگریز اسے مارتے اور نہ ہم پر اتنے مقدمات قائم ہوتے -

سوال نمبر ۱۲ - " خدا کے ہاں سفارش منظور نہیں پھر کہا بعض کی منظور ہے - سپارش اور گناہ کا کیا تعلق ہے ؟ "

" قرآنی خدا مطلق العنان ہی - قیدی لائے جاتے ہیں وزیر سپارش کر رہا ہے اور اورنگ زیبی دربار لگا ہے "

الجواب - مَیں اپنے فن طبابت میں دیکھتا ہوں کہ میری کوشش کی سپارش - میری دی ہوئی دواؤں کی سپارش کہیں منظور ہے اور کہیں نامنظور - اسی طرح سائینس دانوں کی سپارشیں کہیں منظور ہیں کہیں نامنظور - بادشاہوں کے **وزرا ، امراء** سپہ سالاروں کی سپارشیں کہیں منظور ہیں کہیں نامنظور - **دُعائیں** کہیں کامیاب کر کے شکر کے انعامات کا موجب ہوتی ہیں اور کہیں ناکامی سے صبر کے انعامات دلاتی ہیں -

پس اس قاعدہ کے مطابق بعضوں کے حق میں لکھا ہے کہ انکے لئے سپارش نامنظور ہے اور بعض کے لئے سپارش منظور ہے اسی طرح بعض کی سپارش منظور اور بعض کی نامنظور - **سپارش** اور

گناہ کا یہ تعلق ہے کہ گناہ اخذ کا موجب ہے۔ اور سپارش کنندہ کی سپارش اسکے نیک اعمال کے باعث الٰہی عفو (کھما) کو حاصل کر کے ایک قسم کے گناہ گار کے لئے تو کھما کا موجب ہوتی ہے۔ اور سپارش کنندہ کے واسطے باعث اعزاز و امتیاز۔

شفاعت ایک دعا بلکہ دعا سے بڑھکر ایک درجہ کی پرارتھنا ہے۔ پس اس پر انکار کیا۔

سوال نمبر ۲۲۔ "آدم کی پیدایش اور اسکی رُوح افسانہ ہے"

الجواب۔ نادان انسان! ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے صفحہ ۲۹۴ - ۴۲ سوال کے جواب میں۔ سوال یہ ہے آغاز دُنیا میں ایک یا کئی انسان پیدا کئے۔ اور جواب یہ دیا ہے کہ کئی۔ اور پھر دوسرے سوال کے جواب میں کہا ہے "ابتداء دنیا میں انسان وغیرہ کی پیدائش بچپن جوانی یا بوڑھاپے کی عمر میں ہوئی۔ جواب جوانی کی عمر میں۔

تم کو ایک بابا آدم کی پیدایش سے یہ دُکھ پہنچا کہ ترک اسلام کیا۔ اور یہاں تمکو آریہ سماج بننے کے لئے کئی آدم ماننے پڑے۔ ہمیں نے قرآن کریم کے مخالفوں اسلام کے مخالفوں کی نسبت یہ تجربہ کیا ہے کہ جو کوئی وہمی طور پر قرآن و اسلام پر اعتراض کرتا ہے اس نادان کو بڑھ چڑھکر اعتراضوں کا نشانہ بننا پڑتا ہے جو وہمی طور پر کئے تھے۔

مثلاً مسیحی لوگوں نے اعتراض کیا کہ فلاں جزوی اور فروعی مسالہ میں قرآن و اسلام بائبل کا خلاف کرتا ہے اسلئے ہم اسے نہیں مان سکتے اسکا نتیجہ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام شریعت کو وہ لوگ لعنت اور پرانی چادر یقین کر کے از سرتا پا چھوڑ بیٹھے۔ اور مثلاً آریہ نے ہماری توحید پر اعتراض کئے تو انکو ماننا پڑا ازلی ہستیاں تین ہیں۔ بلکہ پانچ بلکہ لاکھوں لاکھ۔

اللہ تعالیٰ ازلی۔ تمام روحیں ازلی غیر مخلوق تمام ذرات عالم روحوں کے صفات۔ افعال اور عادات۔ ذرات کے صفات اور افعال اور عادات۔ بلکہ زمانہ اور اکاش بھی سب کچھ الٰہی مخلوق نہیں۔ اور نگ زیب کو آپنے رسالہ میں بہت یاد کیا ہے مگر تمہاری قوم نے جہاں جہاں کچھ طاقت پائی ہے کیا کیا ماتحت مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکیاں کیں اور کر رہے ہیں۔ اسپر اگلا آنے والا جنم یاد کرو۔

سوال نمبر ۲۳۔ "خدا نے آدم سے اوس کی بی بی پیدا کی"

الجواب۔ دیکھو جواب سوال نمبر ۲۲۔ جہاں ہزاروں ہزار لاکھوں لاکھہ جوان جناب الٰہی نے پیدا کئے۔ آپکو کب صاف معلوم ہوا کہ کن بچہ دانوں اور رحموں سے پیدا ہوئے اور وہ لاکھوں لاکھہ نطفے کہاں سے آئے اور وہ بچہ دان کیونکر گم ہو گئے۔ جہاں سے اگنی۔ وایو۔ انگرا وغیرہ پیدا ہوئے اب وہاں سے کیوں نہیں ہوتے۔ اب ہم ان وسائط کو مذکر کہیں یا مؤنث غیرہ پسلی کا لفظ بھی قرآن کریم میں نہیں۔ ہاں خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (پ۔ نسا) کا لفظ ہے مگر اس مِن کے معنے سمجھنے کے لئے قرآن کریم میں جابجا ہدایت نامے موجود ہیں۔ غور کرو! خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ (پ۲۲۔ فاطر) خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (پ۲۔ روم)

کیا تم ہر روز دیکھتے ہو کہ لوگوں کی پسلیوں سے انکی بی بیاں پیدا ہوتی ہیں۔

اور سنو! منو ۱-۳۲- میں لکھا ہے "پھر برہما جی نے اپنے قالب کے دو حصے کئے۔ نصف سے صورت مرد نصف سے صورت عورت پیدا ہوئی ان دونوں کے ملانے سے شخص وراٹ کو پیدا کیا۔ اور ۳۳ شلوک میں لکھا ہے کہ وہ خود منوجی کے باپ تھے۔ تماشا میت دیدنی

سوال نمبر ۲۴

"آدم کو مع اسکی بی بی کے بہشت میں رکھا۔ مگر ایک درخت سے منع کیا اسکا نام کیوں نہ بتایا۔ پھر بائبل دیکھنی پڑتی ہے"

الجواب۔ اللہ تعالیٰ نے تمکو کیسا ہلاک کیا۔ غور کر تو تو بائبل ڈھونڈھنے لگا تھا پھر کہاں چلا گیا اور اصل اعتراض سے الگ ہو گیا۔ کیا تم کو پہلے پرمیشر نے ملک تبت میں نہیں رکھا تھا پھر تم کیوں آریہ ورت میں آگئے۔ ستیارتھ صفحہ ۲۹۶ میں لکھا ہے۔ اسکے پہلے اسملک کا نام کچھ بھی نہ تھا اور نہ کوئی آریوں سے پہلے اس ملک میں بستے تھے۔ کیونکہ آریہ لوگ ابتدائے عالم میں کچھ عرصہ کے بعد تبت سے سیدھے اسی ملک میں آکر بسے تھے۔ ہمارے سردار رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے جن نابکاروں نے مکہ والوں سے چھیڑ کی تھی دیکھو کس طرح خائب خاسر ہو کر دنیا کے پردہ سے نابود ہو گئے۔ اور وہ فتح کا جھنڈا ہاتھ میں لئے کس طرح مکہ میں جا براجے ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ مقدمہ میں زیادہ واضح بیان کریں گے۔

سوال نمبر ۲۵

"آدم کا قصہ مسلسل نہیں۔ حالانکہ بیسیوں دفعہ شروع ہوا"

الجواب - قرآن کریم تاریخ کی کتاب نہیں جس قدر روحانی تعلیم کے متعلق کسی قصہ کی ضرورت ہوئی ہے صرف اتنا ہی قرآن کریم میں بیان ہوتا ہے۔ مجھے پہلے خیال تھا کہ تو جھوٹا ہے۔ مگر اب یقین آگیا کہ تجھے اکائی کی گنتی بھی نہیں آتی۔ تو کہتا ہے کہ بیسیوں دفعہ (آدم کا قصہ شروع ہوا) میں تجھے سچ کہتا ہوں تو جھوٹا اور احمق ہے۔ ایک بیس دفعہ بھی نہیں نصف بیس نہیں۔ اے قرآن مجید پر پھر نظر کر۔ البتہ یجروید میں ہزاروں باریگ کا بیان ہے۔ اور سام میں اندر، اگنی سوم کی ہزار بار تکرار سے شاعرانہ تعریف ہے۔ رگوید کی اگنی - وایو - جل کا تکرار بکثرت بے ترتیب پایا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۲۶ - ایک دن نرسنگھا پھونکا جاویگا۔ اور لوگ مرجائینگے سوالات کس جگہ۔ کس طرح آواز پہنچے گی۔ کیونکر مرینگے۔ یہ واقعات کب ہونگے۔ کیا خدا معطل ہوجائیگا؟

الجواب - یہ سوال ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ بال مرجائیگا۔ تو آپ اسلئے انکار کریں کہ کس جگہ۔ کس طرح۔ کیونکر۔ کب اور کیا پھر خدا معطل ہوجائیگا۔ کیا یہ سوال مہاپرلے پر آپ کو پیش نہیں آیا۔ دیکھو جواب سوال نمبر ۲۲-

سوال - وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (پ ۳۰ - الفجر) وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ (پ ۲۹ - الحاقۃ)

الجواب - جاء فعل ہے۔ افعال اور صفات کا طریق کیا ہے۔ یہ ہے کہ فاعل اور موصوف کے لحاظ سے افعال اور صفات کا رنگ اور حالت بدلتی رہتی ہے۔ غور کرو مثلاً بیٹھنا ایک فعل ہے۔ ایک آپکا بیٹھنا ہے اور ایک کسی جانور کا بیٹھنا۔ دیکھو اس بیٹھنے میں ایک جسم خاص کی ضرورت ہے۔ مکان کی ضرورت ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ یہ بڑا ساہوکار تھا مگر اب بیٹھ گیا ہے۔ دیکھو یہ بیٹھنا اور طرح کا ہے یا کہا جاتا ہے کہ آجکل ہند وانگلستان کے تخت پر ایڈورڈ ہفتم بیٹھا ہے۔ اس بیٹھنے میں ایڈورڈ سوتا ہو۔ چلتا ہو۔ کہیں کھڑا ہو۔ بہرحال بیٹھا ہے۔

اب اس سے بھی **لطیف** موصوف اور فاعل کا حال سنو۔ تمہارے دل میں اسلام کا بغض بیٹھ گیا ہے تمہارے دل میں آریہ سماج کی محبت بیٹھ گئی ہے کیا **محبت** کوئی جسم ہے؟ نہیں اسی طرح آنا اور حرکت کرنا ایک صفت اور فعل ہے۔ فلانا آدمی آیا۔ یہ آنا ایک طرف ایک مکان کے

چھوڑنے کو چاہتا ہے اور دوسری طرف ایک سا مکان کیطرف آنے کو۔ سرور میرے دلمیں آیا علم میرے قلب میں آیا۔ مجھے سکھ ملا۔ اگر بولا جاوے تو یہ لازم نہیں آتا کہ سرور اور علم اور سکھ کوئی جسم ہی اور اس نے کوئی مکان ترک کیا۔ اور سُنو! تمہارے گرو نے تو اپنی دعاؤں میں الٰہی حرکت کو بھی مانا ہے دیکھو صفحہ نمبر ۲۰ ستیارتھ پرکاش ۔

۱؎ اے پرمیشور جس جس مقام سے آپ دنیا کے بنانے اور پالنے کے لئے حرکت کریں اس مقام سے ہمارا خوف دور ہو۔

سُنو! ہاں اگر پرمیشر حرکت کرسکتا ہے تو ملائکہ (دیو) تو محدود ہوتے ہیں انکا حرکت کرنا کیوں حیرت انگیز ہے۔ اگر حرکت کے کوئی معنی سماج کرسکتی ہے اور روپک النکار میں اسکو لے سکتی ہے تو قرآن کریم میں مسلمان کیوں مجاز نہیں کیا جاتا۔

اللہ تعالےٰ اپنے مظاہر قدرت میں جلوہ گری کرتا ہے وہ حلول و اتحاد سے منزہ وراء الوراء مظاہر قدرت میں اپنی قدرتوں۔ طاقتوں بلکہ ذات سے جیسے اسکی لیکس گرنتھ ذات اور النو بیتم کی شان ہے آتا ہے۔ اور کہیں بسی جاتا ہے۔ کیا جیسے ودوان دہارمک کے ہردے میں آتا ہے۔ ویسا ہی دشٹ اناڑی کے ہردے میں بھی ہوتا ہے اور آتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ تمہارے ہاں تو بھاند کر بھی جاتا ہے۔ پھر آنا کیا مشکل ہے یجروید کتیسواں ادھیا کے پہلے اشلوک میں لکھا ہے وہ سب جگت کو الانگھ کر ٹھیرا ہے۔ پورا ترجمہ ہمنے سوال نمبر ۱۷ میں لکھا ہے۔

عرش اور آٹھ فرشتوں کے متعلق بھی سوال نمبر ۱۷ میں جواب دیا ہے۔

سوال نمبر ۲۸ } مُردے جاگ اُٹھیں گے جو جلا دیئے گئے جنکی راکھ اُڑا دی گئی جن کو شیر بھی کھا گئے۔ کیوں کر اُٹھیں گے؟

الجواب } تو کیا آپ لوگ سزا و جزا کے قائل نہیں۔ اور کیا جب آپ مر جاینگے تو کیا آریہ کا پرمیشر معطل ہو جایگا۔ یا تمہارے سرسوتی نام ہادی نے جھوٹ بولا ہے جہاں کہا ہے دیکھو جواب نمبر ۲۲۔

۱؎ اور کیا مرکر جی اوٹھنا غلط ہے اور جن کو آرین جلاتے ہیں وہ پھر نہیں اوٹھیں گے اور کیا جب تم کو جلایا گیا تو تم بالکل فنا ہو جاؤ گے؟ مجھے معلوم نہیں ہوسکتا کہ تم کس مذہب کے آدمی ہو

کیونکہ تمام ایسے مذاہب جو خدا کے قائل ہیں مُردوں کے جی اٹھنے سے منکر نہیں۔

سوال نمبر ۳۰ ”خدا ترازو لیکر بیٹھے گا۔ خدا کو تکڑی بٹے کی کیا ضرورت پڑی۔ اعمال کوئی مادی چیز ہیں؟“

الجواب بٹے کا ذکر تو قرآن مجید میں نہیں اور نہ یہ کہ اعمال مادّی ہیں۔ ہاں اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ (پ۱۷۔ انبیاء)
اور ہم قیامت کے دن انصاف کی میزانیں رکھیں گے۔ تم کیسے نادان ہو کہ میزان کو مادیات میں منحصر سمجھتے ہو۔ میزان کو تم کیوں وسیع نہیں خیال کرتے۔ دیکھو جب تم نے حساب پڑھا تھا اُسوقت تم کو جمع کی میزان۔ تفریق کی میزان۔ ضرب کی میزان۔ تقسیم کی میزان علم حساب میں نہیں بتائی گئی۔ اس سے تم اندھے کیوں ہوئے اور کیوں **میزان** کی حقیقت میں غور نہیں کرتے۔ کہ وہ بہت ہی وسیع ہو سکتی ہے۔
پھر تم نے مذہب اسلام اور آریہ مت پر میزان نہیں لگائی اور ترک اسلام ایک رسالہ نہیں لکھا جسمیں ان موازین کا تذکرہ کیا۔ پھر وزن اعمال میں تمہیں بٹوں کا خیال کیوں پیدا ہوا۔
اب فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ (پ۸۔ الاعراف) (یعنے جسکی میزانیں بھاری ہونگی) اس کا بیان سن لو۔ تمہاری ستیارتھ میں لکھا ہے ”جب پاپ بڑھ جاتا ہے اور پُن کم تو انسان کا جیو حیوان وغیرہ نیچے درجہ کا جسم پاتا ہے۔ اور جب دھرم زیادہ اور ادھرم کم ہوتا ہے تو دیو یعنے عالموں کا جسم ملتا ہے اور جب پُن پاپ برابر ہوتا ہے تو معمولی انسانی جسم ملتا ہے“ صـ ۳۳۳
اب یہ بڑھنا اور گھٹنا پرمیشر کو کس طرح معلوم ہوا اور کیا یہ موازنہ نیکی اور بدی کا نہیں اور کیا پرمیشر نے ان اعمال کے لئے میزانیں قائم نہیں کی ہیں۔ اے نادان تارک اسلام تجھ پر افسوس کس نے تجھے سکھایا کہ تو آنیوالے غضب سے ان زبان کی چالاکیوں سے بچ جائیگا؟۔

سوال نمبر ۳۱ ”پہاڑ روئی کیطرح اُڑیں گے۔ بھلا ہمالہ ہی اور یورپ امریکہ کے پہاڑ بھی؟“

الجواب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۷۴۔ آٹھویں سملاس کے ابتدا میں ہے۔
”اے (انگ) انسان! جس سے یہ گوناگون خلقت ظاہر ہوئی ہے جو اس کو قائم رکھتا اور فنا کرتا ہے اور جو اس دنیا کا مالک ہے۔ جس محیط کل میں یہ سب دنیا اتپتی (پیدائش) ستھتی (قیام) پرلے (فنا) پاتی ہے وہ پرمیشور ہے۔ اسکو تو جان اور دوسرے کو صانع کائنات

پھر کہا ہے۔ جس کے ہاتھ میں اس عالم کی پیدائش قیام اور فنا ہے وہی برہم جاننے کے لائق ہے۔ اور کہا ہے یہ سب سو عالم پیدائش سے پیشتر تاریکی میں چھپا ہوا بشکل رات نا قابل تمیز اور اکاش کی شکل تھا اور تچھ۔ غیر محدود پرمیشر کے مقابل میں محدود اور اس سے محاط تھا ان۔ پھر سوچو! اس قادر کے مقابل یہ ہمالہ اور کہستان یورپ وامریکہ کیا ہستی رکھتا ہے۔ آہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا پتہ ہی نہیں اور معلوم نہیں کہ تم کس مذہب میں تھے اور کس میں ہو۔ کیا تمہاری خیالی پرلے۔ اور مہا پرلے میں سب فنا ہو نگے؟

سوال نمبر ۲۳۔ چاند سورج سے جا ملے گا۔

الجواب۔ جس آیت کا حوالہ دیا ہے اسمیں تو ہے جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (پ ۲۹۔ قیمۃ) اسکے یہ معنے ہرگز نہیں کہ چاند سورج سے جا ملیگا اسکے تو معنے ہیں کہ چاند اور سورج جمع کئے جائیں گے۔ اور جو تمنے ترجمہ کیا ہے اسکے خلاف قرآن مجید میں یہ لکھا ہے اور تمہاری تردید کی ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (پ ۲۳۔ یٰس) (ترجمہ) سورج کو تو طاقت نہیں کہ چاند کو دبوچ لے یا اس سے جا ملے اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے بلکہ یہ سب کے سب اپنے اپنے فلک میں تیرتے ہیں۔

اور فرمایا ہے۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ (پ ۲۳۔ یٰس) اور چاند کے لئے ہمنے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ آخر کار وہ چاند پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔

اور فرمایا ہے۔ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (پ ۲۷۔ رحمٰن) اور سورج اور چاند اپنے اپنے محوروں پر چکر کہاتے ہیں۔

پس دونوں یوں تو جمع نہیں ہوتے جیسے تم نے غلطی سے وہم کیا ہے بلکہ انکا اجتماع بعض صفات میں ہوتا ہے۔ مثلاً دونوں کا گرہن ایک مہینہ میں ہو جاوے جیسے چاند گرہن کے لئے تین تاریخیں جناب الٰہی نے مقرر کر دی ہیں۔ تیرہ چودہ اور پندرہ قمری مہینہ کی تاریخیں۔ اور سورج گرہن کے لئے بھی سنن الٰہیہ میں تاریخیں مقرر ہیں ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ستائیس

اٹھائیس اور انتیس چاند کی تاریخیں سنن الٰہیہ میں مقرر ہیں انکے خلاف نہیں ہوا۔اور نہ ہوگا
اب جمع کی صورتیں تو بہت ہیں انمیں سے جواس زمانہ میں آیات اللہ کی طرح جو صورت واقع ہوئی ہے
وہ یہ صورت ہے کہ ہماری کتب میں لکھا ہوا ہے۔کہ مہدی کے زمانہ میں چاند گرہن پہلی رمضان میں
اور سورج گرہن نصف رمضان میں ہوگا اور یہ مہدی کا نشان ہوگا۔چنانچہ ۱۳۱۱ھ ہجری میں
رمضان شریف کی ۱۳ تیرہ تاریخ کو جو چاند گرہن کے لحاظ سے پہلی تاریخ ہے اور اسی رمضان کی
اٹھائیس تاریخ کو جو سورج گرہن کے لئے درمیانی وقت ہے اور تواریخ سورج گرہن کے لحاظ سے
نصف ہے سورج گرہن ہوا۔اور یہ واقعہ ایشیا یورپ اور افریقہ کے لئے ظہور مہدی کا نشان ہوا
اور پھر ۱۳۱۲ھ ہجری میں اسی طرح امریکہ میں گرہن ہوا اور یہ دوسرا آسمانی نشان مہدی کا تھا۔جو
ظہور پذیر ہوا۔اور وہ مہدی جسکا یہ نشان ظاہر ہوا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود
ہیں۔صلوات اللہ علیہ وعلے مطاعہ محمد سید الرسل وخاتم الانبیاء۔

سوال نمبر ۳۳۔"ستارے گر پڑینگے۔گر کر کہاں جائیں گے۔کیا زمین پر اگرہان"

الجواب۔اگرہان کا مقابلہ آپ بھول گئے۔**سنو!** انتشر کے معنے ہیں۔جو
سنسکرت میں آیا ہے تفرق کے ہیں۔کیا معنے انکا اجتماع اور نظام موجودہ متفرق ہو جائے گا
اب اس میں تو قیامت پرلے کا حال ہوا۔پھر آپ کو کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔ہاں سائنس دان
ہو کر۔ارشاد ہو کر اعتراض کرتے تو بجا تھا۔میرا یقین کامل ہے کہ مذاہب میں ایک مذہب بھی
نہیں جو اسلام پر کوئی اعتراض کرے اور خود اس کے گھر میں اس سے بڑھ چڑھکر نشانہ اعتراض
چیز موجود نہ ہو۔

سوال نمبر ۳۴۔"زمین باتیں کرے گی۔سورج چاند کیوں نہ کرینگے تارے کیوں
خاموش ہیں"

الجواب۔ ۱۔اول تو سورج۔اور چاند کی خاموشی کا ذکر نہیں جو آپ کو اسپر تعجب ہوا
۲۔دوم ستارے بھی تمہارے دیانند کے اعتقاد میں زمین ہی ہیں۔پس انکی خاموشی ہی ثابت
نہیں کیونکہ وہ بھی زمین ہیں یا زمین کیطرح ہیں پس جیسی یہ زمین باتیں کریگی وہ بھی باتیں کرینگے۔

۳- سوم یہ تاتستھ اوپادھی ہے اگر تمکو اسکی سمجھ نہیں تو پڑہو ستیارتھ پرکاش صفحہ نمبر ۲۵۴ - اہم برہم آسمی کے ارتھ میں لکھا ہے - اس موقع پر تاتستھ اوپادھی استعارہ ظرف ومظروف کا استعمال ہے - جیسے

(منچا کرنی سشرنتا) منچ پکارتے ہیں - چونکہ منچ جڑ ہیں انہیں پکارنے کی طاقت نہیں اس لئے منچ کے جاگزین آدمی پکارتے ہیں - پس اسیطرح اس موقع پر بھی سمجھنا چاہیئے -

۴- چہارم - تُحَدِّثُ اَخبَارَھَا لوشاہد - بِاَنَّ رَبَّکَ اَوحٰی لَھَا (پ۳۰ - زلزال) | بیان کرے گی زمین اپنی خبریں اسلئے کہ تیرا رب نے اسے وحی کے ذریعہ حکم کیا ہے -

پس ہمہ سامرتھ - سرب شکتیمان - جو دوسرے کا محتاج نہیں - اگر وہ زمین کو فرماوے کہ تو بیان کر تو کیا وجہ ہے کہ پھر بیان نہ کرسکے - تم بھی تو قوئی خداداد سے ہی بولتے ہو زمین بھی قوئی خداداد سے بول سکتی یا بیان کرسکتی ہے -

۵- پنجم - تحدث میں یہ ضرور نہیں کہ ہماری تمہاری طرح پنجابی یا اردو بولے ہر ایک کا بولنا اس کے مناسب حال ہوا کرتا ہے - پھر الفاظ کی ضرورت بھی نہیں - ایک لسان الحال اور ایک لسان الافعال بھی ہوتی ہے - اب تم خود سمجھ لو کہ زمین کی لسان کس نوع کی ہے جس سے وہ بولے گی اور ظرف ومظروف کے استعارہ پر کیوں تم خود سمجھ نہیں سکتے -

سوال نمبر ۳۵

- شَہِدَ عَلَیہِم سَمعُہُم وَاَبصَارُھُم وَجُلُودُھُم - نَختِمُ عَلٰٓی اَفوَاھِہِم یہ بڑی عجیب بات ہے کہ آدمی کے ہاتھ پاؤں وغیرہ زبان کا کام دینگے یہ ڈھکوسلا ہے - قرانی بہشت خراب خانہ ہے -

الجواب

- شہادت تحریری بھی ہوتی ہے اور تقریری بھی اور تقریر زبان سے اور ایماء وکنایہ سے بھی اسیطرح یاد رکھو کہ کلام بھی دو قسم کا ہوتا ہے - ایسا ہی نطق بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایسے ہی شہادت - تحدیث - اور قول کے اقسام بھی ہوتے ہیں - تم آیورویدتو پڑھے ہوئے نہیں - مگر سنو! ایک آتشک کا مارا ہوا ہمارے سامنے آتا ہے تو اس کے ہاتھ اور پاؤں کے نقش ونگار جو آتشک سے پیدا ہوتے ہیں - اور اس کے آنکھ کان کی حالت صاف صاف گواہی دیتی ہے کہ یہ آتشک کا مبتلا ہے - ایک شخص مجلوق اور جریان کا مبتلا ہمارے سامنے آتا ہے اسکا

آنکھ سے ہم پتہ لگا سکتے ہیں اور اسی طرح ہزاروں بیماروں میں یہ امر مشہود ہے۔ پھر کیا علیم و خبیر ذات پاک کے سامنے ہی سمع و بصر گواہی نہیں دے سکتے۔ یہ کیا عجیب بات ہے اسمیں ڈھکوسلا کیا ہوا۔ بہشت کے متعلق جو کچھ تم نے کہا ہے اسکا جواب آگے آتا ہے دیکھو نمبر ۳۶۔

سوال نمبر ۳۶ } بہشت میں رہو جہاں غم کا نشان نہیں۔ انسان ایک حالت میں رہنا پسند نہیں کرتا مدامی خوشی وبال جان ہوجائے گی انسان نعمتوں سے تھک جاتا ہے۔

الجواب۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فہم دے۔ اب تمہارے تبدیل مذہب کا باعث معلوم ہوا۔ جب تم ایک حالت پر نہیں رہ سکتے۔ تو تمہارا آریہ سماج دھرم پر استقلال ہی معلوم ہوگیا اگر مدامی خوشی وبال جان ہے تو جو سچدانند[1] ہے پس وہ ہمیشہ کی خوشی چھوڑ کر ضرور کسی نرکی دکھہ دائک جسم میں جاتا ہے اسلیئے ثابت ہوا کہ وہ ضرور جنم دھاری ہے۔ اور پرانے آریہ ورت والے اوتاروں کے ماننے میں مجبور رکھتے ہیں۔

بنی اسرائیل پر اگر قیاس ہے تو معلوم ہوا کہ چالیس برس کی خوشی پر بھی انسان کو رہنا محال ہے کہ کوئی پسند کرے تو اس حساب سے کئی ارب[2] کی مکتی ایک عذاب ہے۔ جور و جبر کسی ظالم کا کام ہوگا۔ تعجب تعجب۔

اصل بات سنو بنی اسرائیل مدت تک مصر میں فرعون کے تحت ذلت میں رہے ہے۔ اسلیئے اُنکے واسطے موسٰے علیہ السلام کا منشا تھا کہ یہ قوم کسیطرح فاتح بنے۔ قوم نے رسول اللہ کی نافرمانی کی تو جنگل میں سزا پا بونکی طرح چالیس برس رہنا پڑا۔ اسپر وہ تنگ ہوگئے تو زمیندار بننا چاہا نہ خوشی کے باعث۔ اسپر حضرت حق سبحانہٗ نے فرمایا۔ اھبطوا مصراً۔

بہشت کے متعلق اور حور اور ولدان قصور اور غلمان کے متعلق بحث

[1] حقیقی ہستی۔ علیم اور ہمہ سرور۔ یہ خدا کے وہ صفات ہیں جنکو آریہ مانتے ہیں ۱۲ منہ

[2] اربوں برس خوشی و آزادی سے رہنا آریہ کی نجات ہے ۱۲۔

اس بحث پر میں ایک طویل مضمون لکھنا چاہتا تھا۔ مگر اصل رسالہ کا جواب دینا ہے جو چھوٹا ہے اور یہ مضمون بذات خود ایک بڑے رسالہ میں درج ہونے کے قابل ہے اُسکے ایک ایک سوال پر اگر جواب لکھا جائے تو مجلد ضخیم چاہیئے اس لیئے ہم اس مضمون کو تین حصوں میں تقسیم کرکے یہاں مختصراً لکھتے ہیں۔

اوّل۔ صرف آریہ کو خطاب کرتے ہیں کہ جان جسکو عام لوگ روح کہتے ہیں اور سنسکرت میں جیو آتما ہے اسکی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ ہے اور رہیگا یہ امر ہمارے اور آریہ کے مسلّمات میں ہے اور یہ بات کہ یہ جان ہم سے پہلے تھی اور اس جسم سے سابق اسکا وجود تھا یہ امر ایسا ہے کہ اسکا یہاں بیان کرنا کچھ ضروری نہیں۔

ہاں جان ہے اور رہیگی کا ثبوت ستیارتھ پرکاش نویں سملاس کے پندرہویں سوال میں لکھا ہے "مکتی میں جیو لے ہو جاتا ہے۔ یا قائم رہتا ہے" اسکا جواب خود دیانند دیتا ہی کہ قائم رہتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ جیو ایک لطیف جسم بھی رکھتا ہے اور پھر بھی رکھے گا ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۱۴ میں لکھا ہے "جیمنی اچارکت پرش کے لطیف جسم حواس اور پران وغیرہ کا بھی بشمول من کے موجود رہنا مانتے ہیں نہ کہ معدوم ہو جانا"۔

اور صفحہ ۳۱۳ میں سترہ سوال کے جواب میں لکھا ہے "کہ جیو میں بقدم تو ایک قسم کی طاقت ہے مگر چوبیس قسم کی طاقتیں جیو رکھتا ہے۔ اسوجہ سے مکتی میں ہی آنند کے حصول سے محظوظ ہوتا ہے۔ اگر مکتی میں جیو لے ہو جاتا تو مکتی کے سکھ کو کون بھوگتا اور جو جیو کے فنا ہونے کو مکتی سمجھتے ہیں وہ تو سخت جاہل ہیں" یاد رکھو۔

اور پھر یہ بھی لکھا ہے چھتیس سوال صفحہ ۳۲۱ کہ ایک جیو عالم نیک نہاد صاحب جنت راجہ کی رانی کے حمل میں جا گزین ہوتا ہے۔ پھر صفحہ ۳۴۲ میں لکھا ہے کہ جو متوسط درجہ کے رجوگنی ہوتے ہیں وہ راجہ وغیرہ کا جنم پاتے ہیں اور یہ باتیں مکت اور نجات سے ہی پیشتر حاصل ہوتی ہیں۔

اب ان اصول کو مدنظر رکھ کر کوئی شخص مسلمانوں کے اُن عقائد پر جو وہ مابعد الموت بیان کرتے ہیں کیا اعتراض کرسکتا ہے۔

ان باتوں سے جو خود پنڈت دیانند نے تسلیم کی ہیں کیسی صفائی سے ثابت ہو جاتا ہے کہ

؎ دیکھو صفحہ نمبر ۳ ۔

جنت کی نعمتیں سچی اور حق ہیں ۔صاف ظاہر ہے کہ جب ارواح اپنی طاقتوں اور خواہشوں کے ساتھ موت کے بعد بھی قائم رہتے ہیں اور اگر وہ طاقتیں نہ ہوں تو بقول دیانند کے مکتی کے آنند سے کیونکر محظوظ ہو سکیں تو از بس ضروری ہے کہ ان طاقتوں کے مظاہر بھی موجود ہوں جس قدر حواس روح اپنے ساتھ رکھتی ہے ضروری ہے کہ ان حواس کو مسرور و محظوظ کرنے کے سامان اور آلات اور جلوہ گاہیں بھی مہیا ہوں ۔ کان کے سرور اور آنند کے سامان اگر ضروری ہیں تو آنکھ کے سرور اور آنند کے آلات بھی از بس ضروری ہیں ۔ پھر قوت لامسہ اور قوت ذائقہ اور شامہ کو بھی اپنے مظاہر سے محروم نہیں ہونا چاہیئے اور جب ان طاقتوں کے لئے اسباب سرور کا ہونا ضروری ہے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے جذبات اور قویٰ کے سامان نہ ہوں جنہیں اس عالم میں زندگی کے حظوظ میں اعلےٰ ترین مانا گیا ہے اور موت کے بعد بھی وہ طاقتیں اور جذبات روح میں مرکوز ہو کر اس کے ساتھ ہونگی ۔ اب ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ جواب دیتے ہیں ۔

مسلمانوں کے نزدیک بہشت نام ہے ۔ اس جگہ کا جہاں جیو (نفس) یا روح کو ہر طرح کی راحت اور آرام ملے وہ ایک اعلیٰ سرور کا مقام ہے جسمیں انسانی حالت خداتعالیٰ کے متعلق تو یہ ہوگی جسکا بیان قرآن میں یہ آیا ہے ۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (پ ۱۱ یونس) ۔ اور انکی پکار اس میں یہ ہوگی کہ اے اللہ تو پاک ہے اور آپسمیں ایک دوسرے پر انکا قول سلام اور سلامتی ہوگا اور آخری پکار انکی یہ ہوگی کہ سب حمد اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے ۔

اس آیت پر غور کرنے والا غور کرلے کہ کس طرح بہشت میں جناب الٰہی کی تسبیحیں اور تحمیدیں کیجائیں گی ۔ اور کس طرح روحانی مزہ اٹھایا جائیگا ۔ اور باہمی بہشت میں وہ تعلقات ہونگے جسکا بیان آیت ذیل میں ہے ۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۔ (پ ۱۴ ۔ حجر ع ۴) تحقیق متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہونگے انہیں کہا جائیگا کہ ان میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ اور امن میں رہو

اور جو کینہ اور کپٹ دنیا میں اُن کے دلوں میں تھا بہشت میں ہم اُن کے دلوں سے نکال ڈالیں گے وہ بھائی بنکر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے۔

اور اسی پر غور کرو کہ جب غیروں کے ساتھ بہشت والوں کا یہ سلوک ہوگا جس کا ذکر آیت بالا میں ہے تو اپنوں کے ساتھ کیا ہوگا۔ مگر مزید تشریح کے لئے ہم دو تین حوالے دیتے ہیں جو سعادتمند کے لئے کافی ہیں۔

فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ (پ ۲۷۔ الرحمن) اُنمیں اعلےٰ درجہ کی نہایت خوبصورت عورتیں ہوں گی۔

عُرُبًا اَتْرَابًا۔ (پ ۲۷۔ واقعہ) خاوند سے پیار کرنے والیاں ہمعمر۔

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ (پ۔ الرحمن) جنکی نگاہیں ہر بدی سے کوتاہ ہوتی ہیں۔ صرف خاوندوں تک محدود ہیں

جس جنت میں ایک نیک سیرت خداپرست مخلوق سے کامل سلوک کرنے والا رکھا جاوے اور اسمیں کئی قسم کے قوےٰ موجود ہوں تو اُسے کیا بیوی نہیں ملنی چاہیئے ہمارے نزدیک تو تمام فطری قویٰ جو سوقت انسان کو دیئے گئے ہیں وہ نہایت اعلےٰ مدارج پر وہاں بھی عطا ہوں گے مگر سردست ہم اُن قوتوں کا بیان کرتے ہیں جنکا مکتی کیحالت میں بھی روحوں کے ساتھ موجود ہونا تمہارے ہاں ثابت ہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۳ جواب سوال ۱۷ المقدم تو ایک قسم کی طاقت ہے مگر زور[۱]۔ ہمت[۲]۔ کشش[۳]۔ تحریک[۴]۔ حرکت[۵]۔ جوف[۶]۔ امتیاز[۷]۔ فعل[۸] وصلہ[۹]۔ یاد[۱۰]۔ یقین[۱۱]۔ خواہش[۱۲]۔ محبت[۱۳]۔ نفرت[۱۴]۔ ملاپ[۱۵]۔ جدائی[۱۶]۔ ملانا[۱۷]۔ جدا کرنا[۱۸]۔ سننا[۱۹]۔ چھونا[۲۰]۔ دیکھنا[۲۱]۔ چکھنا[۲۲]۔ سونگھنا[۲۳]۔ اور گیان[۲۴] یہ چوبیس قسم کی طاقتیں جیو رکھتا ہے اسی وجہ سے مکتی میں بھی آنند کے حصول سے محفوظ ہوتا ہے۔ اب اِن قویٰ کو چند بار مطالعہ کرو زور ہمت۔ کشش تحریک۔ حرکت۔ جوف۔ خواہش۔ محبت۔ ملاپ۔ ملانا۔ جدا کرنا۔ ذرہ ان سب کو ملاؤ تو سہی پھر حوروں پر اعتراض کرو۔ یہ تو مانتا ہوں کہ لفظوں کے معانی ادنےٰ بھی ہوتے ہیں اور اوسط اور اعلےٰ بھی مگر خدائی عبادت میں تو کسی جوف اور ملاپ چھونے ملانے اور جدا کرنے کا کچھ ذکر کم ہی آتا ہے اور اگر کھانے پینے کے تذکروں سے آپکو ہمارے بہشت سے انکار ہے تو کیا چکھنا سونگھنا کچھا دیکھتا ہے کھانے اور پینے کی چیزوں میں

نہیں ہوتا۔

اور اگر بہشت میں خوبصورت آوازوں کا سُننا آپ کے نزدیک معیوب ہے تو روح کو سُننا وہاں کیوں لگایا گیا ہے اور ستیارتھ پرکاش میں تو اور ذریعہ یہی لکہا ہے دیکھو صفحہ ۲۳۵ اور اُتنا سُننے جسطرح دنیوی سکہہ جسم کے سہارے سے ہوگتا ہے اوسی طرح پرنبو کے سہارے جیو آتما مکتی کے آنند کو پاتا ہے وہ مکت جیو غیر متنا ہی محیط کل برہم کے اندر اپنی خوشی کے موافق گہومتا ہے پاک علم سے تمام کائنات کو دیکھتا ہے۔ دوسرے مکتی پائے ہوؤں کے ساتھہ ملتا ہے۔ علم پیدایش کو ترتیب وار دیکھتا ہوا تمام مختلف دنیاؤں میں یعنے جتنی یہ دنیائیں نظر آتی ہیں اور نظر نہیں آتیں ان سب میں گھومتا ہے۔ وہ تمام اشیاء کو جو اس کے علم کے آگے آتی ہیں دیکھتا ہے جس قدر گیان بڑہتا ہے اسکو اُتنا ہی زیادہ آنند ہوتا ہے۔ مکتی میں جیو آتما بے لوث ہونے کی وجہ سے پورا گیانی ہوتا ہے اور تمام اشیاء کو جو اس کے قریب ہوتی ہیں بخوبی معلوم کرتا ہے۔

اب مکش اور نجات کے درے اس جنم کے بعد اگر کوئی شخص ان نیک اعمال کو کرتا ہوا مر جائے جن کے بدلے وہ ہندوستان کا راجہ بنے اور اسکی بہت سی بیبیاں جو نیک نہاد اور پاک سرشت ہوں اور ان بیبیوں کے ماورائے کچھہ اور بیبیاں بھی جنکے اعمال نیک ہوں اور وہ نیکی کے باعث اپسرہ (حوریں) بنیں اور اس راجہ ہند کے کچھہ عمل ایسے بھی ہوں جنکے باعث ان اپنی بیبیوں اور چند غیر بیبیوں کے باہم تعلقات پیدا ہوں تو ایسی صورت میں آپ کسی وید کے بہاگ منتر سے یا برہمنوں اور سوتروں سے کیا ایسا جنم محال ثابت کر سکتے ہیں۔ انصاف سے غور ہو۔

بہشت اور وہاں بیبیوں کے ہونے اور عمدہ کہانے پینے کا انکار وہ کرے جو موت کے بعد روحوں کے فنا ہونے کا قائل ہو۔ پہر وہ کرے جو روح میں کسی لطیف جسم کے ہونے کا قائل نہیں کیونکہ جب اسکے نزدیک روح کے پاس کوئی آلہ خوشبو کے حاصل کرنے کا نہیں تو وہ حوروں کو کیا کرے گا کیونکہ روح بلا جسم ایسے کام کچھہ نہیں کر سکتی۔

پہر بہشت کی ایسی نعمتوں سے وہ انکار کرے جسکو بیبیوں سے صدمات شدید یا

خفیفہ پہونچے ہوں پھر وہ کمزور انسان بہشتی بیبیوں سے انکار کرے جسکو جریان سرعت انزال اور اُس خاص جسم کی خاص خاص کمزوریاں لاحق ہوں۔ پھر اُسنے ہزاروں ہزار روپیہ اشتہاریوں کو دیکر کچھہ کامیابی حاصل نہیں کی۔

پھر وہ جسکو یہ ابتلا آیا ہے کہ ہزاروں روپیہ خرچ کرکے شادی کی اور اُس سے لوگ ہی متمتع ہوئے ہوتے ہیں۔ اور با ایں کچھہ بول نہیں سکتا۔ آخر اُسکو نیوگ کرانا پڑا۔

پھر وہ جنکو تمام دن کی مزدوری سے اپنا پیٹ ہی بھرنا مشکل ہے وہ بی بی اور بچوں کو کس طرح اور کہاں سے پرورش کرے۔

پھر وہ بڈھا جسکو بچے ملے نہایت گندے شرابی بدنام کنندۂ خاندان ممکن ہے۔ اُسکی فطرۃ نے اُسکو بتایا ہو کہ یہ صاحبزادے تمہیں اپنی کوٹھیوں سے بھی نکالدینگے اور پھر کوئی ایسا وقت آئے گا کہ وہ پکار اُٹھے گا۔ کاش کہ کوئی بہوس کا ہی گھر ملتا۔ پر وہ اپنا ہوتا۔

پھر وہ کاہل وکاسل جنکو نشہ چنڈو مدک نے بیکار کردیا اور وہ اور گھروں کے ٹکڑے مانگ کر لایا اور کھاکر سو رہا۔

پھر یورپ کے مزدوری پیشہ انکار کریں جنکو سارے دن کی ہلاکت کے بعد بھی رہنے کو عمدہ مکان نہیں ملتا۔

پھر وہ انکار کریں جنکو صبح اُٹھتے ہی اخباروں میں پڑھنا پڑتا ہے کہ فلانا فوجی خدمات کے سبب سے لارڈ بنا فلانا مسٹر ہوکر قومی خدمات سے گورنر بنا فلانا ملکی نفع رسانی کی باعث مارگوئیس بنا فلانا جدید ایجاد کے سبب سر آج ملک میں ممتاز ہے آہ وہ ہمارا ہم مکتب تھا یا ہمارا غریب پڑوسی تھا اور انکی طبیعتیں ان اخباری حوالوں کے ساتھہ سست وکاہل ہی نہیں تھیں جوش میں اُٹھے سلب ہلب کی خوبصورت جلد ہاتھہ میں آئی تو وہ اور بھی تازیانہ ہوا۔ ادہر دیکھا کہ بیوی بچے ان ترقیات کے حارج ہیں جب اس چند روزہ زندگی میں بیبیاں ترقیات کی حارج ہیں تو بہشت میں بھی غالباً وہیں حرج دینگی

پھر وہ جنکو شادی کے اخراجات نے پھر بچوں کی شادیوں کے اخراجات نے حیران کردیا ہے ہمارے سامنے اچھے ساہوکاروں نے ہاتھہ باندہ کر درخواست کی ہے کہ کوئی انسداد ہو

کی راہ بتاؤ۔ ہم شادیوں کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے۔

سر تقدیم الانکلیز کتاب میں ایک فرانسیسی واویلا مچاتا ہے کہ شادیوں کے اخراجات نے ہماری نسل کو انگریزوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم تعداد اور کمزور کر دیا ہے۔

پھر وہ جنہوں نے دوسروں کی بیبیوں سے عیاشی کی اور یقین کر لیا کہ جس طرح ہم دوسرے کے غمگسار کو اپنے کاموں میں لاتے ہیں اسی طرح وہ دوسرے ہمارے غمگساروں کو اپنے کام میں لائیں گے۔

پھر وہ جنکی فطرتیں بہت ہی پاکیزہ ہیں مگر قومی رواجوں اور بے پردگیوں میں عورتوں کو خطرناک آزادیوں میں دیکھتے ہیں۔ تو گھبرا کر بہشتی بیبیوں سے بھی نفرت کا اظہار کرتے ہیں مگر جنکو یقین ہے کہ اَلطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ (پ۱۸۔ نور) اور اعتقاد رکھتے ہیں اور انکا اعتقاد ہے کہ جنت پاکیزگی اور پاکبازوں کی جگہ ہے وہاں کے پڑوسی بھی طیّب بیبیاں بھی طیّبہ آپ بھی طیّب اور ضعف و پیری کا نام نہیں نہ اُن خطرات کا کوئی موقعہ ہے جو صدمات اور امراض سے پیدا ہوتے ہیں اور افکار اور افلاس کاہلی اور سستی ترقیات کی مشکلات اور حرجوں اور کسی قسم کے انفعالات نفسانیہ کا موقعہ وہاں نہ ہوگا۔

اور وہ لوگ بھی کیونکر انکار کریں جنکا اعتقاد ہے کہ پرمیشر سرب شکتی مان ہے اور وہ اپنے کاموں میں کسی کا محتاج نہیں اگر اُنکے دلمیں آوے بھی کہ ان بیبیوں کے لئے ہم ریشمی کپڑے سلوائیں گے۔ تو وہ کپڑے کہاں سے آئیں گے اور آتشی کلیں کہاں سے آئیں گی اُن کا ایمان انہیں بہت جلد مطمئن کر دیتا ہے کہ ہمارا پرمیشر[1] سرب شکتی مان ہے اور پر کرتی[2] کی نہایت عظیم الشان سامگری[3] اسکے پاس ہے اور اسکا وہ خالق ہے۔ اوسکو کیا فکر ہے۔ اب بھی کسقدر ہاتھیوں ریل گھاڑیوں بجلیوں روشنیوں اینٹوں پتھروں اور اربوں کپڑوں مکوڑوں کا اور جیوں کا سامان کیا اُسکے پاس نہیں۔ روح ہے اور رہیگی ہمارے آریہ مخالفوں کو یہ امر مسلم ہے دیکھو حوالجات بالا پھر روحوں کو بقا اور آنند کی خواہش بھی ہے ہم سب یا کم سے کم میں تو اپنے اندر یہ شوق پاتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اسی طرح اوروں میں بھی یہ خواہش ہوگی پرم[4] ایشر[5] ست[6] چت[7] انند کے پاس کچھ کمی نہیں اور ہماری خواہش بقا اور آنند[8] کے علاوہ اُس میں دیالتا[9] کی صفت بھی ہے پھر اس دیالتا کے ساتھ انترجامی[10] بھی ہے اور بخیل نہیں اور نہ کنجوس پھر جس شخص[11] کی نیک اعمال میں بریاں جابجا بھی نہ ہوں

[1] اللہ رب العلمین المالکین القادر ہر سے ۱۲
[2] مادہ ۱۲
[3] سامان ۱۲

سلہ ہی۔ سلہ علیم سلہ و ۲۰ - سرور۔ سلہ رحم ۱۲ سلہ علیم بذات الصدور ۱۲

تو اسکو سُرگ میں پہونچنے کے لیئے مشکلات کیا ہیں۔ ہم اوپر ثابت کرائے ہیں کہ آریہ کے نزدیک بھی یہ چار صفات روح میں موجود ہیں روح کی طلب موجود روح طلب کنندہ موجود اس روح کے مطالب کے لیئے نفع اٹھانے کے لئے قوتیں موجود۔ پھر پرمیشر جیسا داتا موجود طالب بھگت ہی شریر نہیں۔ پس کیا ہے جو وہ چاہے اور وہ نہو ہم تو یقین کرتے ہیں کہ جہاں شیو ہیں وہاں پاربتی بھی ہیں۔

ہمارے نزدیک نہیں مگر روح ابتدا سے غیر متناہی زمانہ سے ہے اور یہ تمہارا مسلم اصل ہے اور آئندہ کے لیئے بھی غیر متناہی ہے یہ بھی تمہارا ہمارا مسلّمہ ہے اور ہر روزہ ترقی ہمارا مشاہدہ ہے پھر سوچو کہ ترقی کُن ہستی کو ترقی پسند ہے یا تنزل۔ اور سوچو کہ بہشت کی نعمتیں قویٰ کی ترقی کے نتائج ہیں یا نہیں اور اسکے نہ مٹنے والے اور ساتھ جانے والے جذبات کے مظاہر ہیں یا نہیں؟ اور ہونگے یا نہیں؟۔

ہم تمہیں ایک بات سناتے ہیں۔ دیانند نے لکھا ہے سرشٹی کی ابتدا سے لیکر ایک ارب چھیانوے کروڑ برس تک آریہ لوگ چکرورتی راجہ رہے ہیں صرف پانچہزار برس سے بدبختی اور شقاوت نے اُنہیں دبایا ہے اور تم نے کہا ہے کہ لمبا سکھ ہی ایک مصیبت ہے۔ بنی اسرائیل کی پھر تمنے مثال بھی دی ہے وہ بیچارے تو صرف چالیس ہی برس جنگل میں رہے تھے تم دو ارب برس بھی مزہ اُٹھا کر پھر بھی چین نہیں لیتے اور ہنوز مزہ اور آنند سے سیر نہیں ہوئے ہمیں تو تمہارے آریہ ورت میں آنند بھوگتے ہوئے گیارہ سو برس بھی نہیں ہوئے ہیں اور ابھی گویا ہم تھوڑے دنوں سے یہاں مہمان ہو کر آئے اور تم لوگ دو ارب برس سے ہو۔ پھر بھی آریہ ورتہ کے پہلے سکھ تمہیں یاد آتے ہیں اور انکے حاصل کرنے کی فکر لگی رہتی ہے اور آریہ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ دوسروں کی جگہ چھین کر خود ہر قسم کے سامان کے مالک ہو جائیں۔ اگر میری بات میں شک ہو تو اپنے افسروں۔ جہاں آریوں سے پوچھ لو یا اگر وہ علانیہ اعتراف نہ کر سکیں تو اُن کے چال چلن اور برتاؤ سے خود پتا لگاؤ کہ وہ اپنے ماتحت مسلمانوں سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ اور تمہارے وکلا اور جج اور فسر کن پسندیدہ اطوار سے مسلمانوں کے پاس آتے ہیں۔ الانسان علیٰ نفسہ بصیرہ ولو القیٰ معاذیرہ۔

فقرہ نمبر ۲ میں ارادہ تہا کہ برہموں لوگوں سے بہشت کے بارے گفتگو کریں کیونکہ وہ صرف روحانی

بہشت کے قائل ہیں۔ حالانکہ روح اور جان آدمیوں میں بلا جسم کوئی راحت اور رنج حاصل نہیں کرسکتی۔ اور فقرہ نمبر ۳ میں نیچریوں اور حکماء سے گفتگو کرتے جو برہموں کے قریب قریب ہیں مگر یہ آریہ کے بیجا اعتراضوں کا دماغ ہے۔ اسلئے اب معلوم ہوا کہ ایک خاص رسالہ بہشت و دوزخ پر لکھا جاوے۔

سوال نمبر ۳۷ ۔ دنیا میں روح کو فنا کرنیوالا سب سے بڑا گناہ یا جہاں پاپ گوشت خوری ہے؟

الجواب ۔ اس مضمون پر میرے دل نے وچار کرنے اور غور و تامل سے کام لینے کے بعد جو راہ اختیار کی ہے وہ یہ ہے کہ ہماری رحم دلی اور نیکی اور سلوک بہرحال اللہ تعالےٰ کے وسیع رحم اور اوسکی نیکی اور اُس کے سلوک کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے قانون میں جسکو ہم دیکھ سکتے ہیں اور اُس سے تعلیم حاصل کرسکتے ہیں ذبح کرنے اور جان نکالنے میں کسطرح کا سلوک ہمیں تعلیماً دکھایا ہے اُس میں غور کرنی چاہیئے۔ ہم اپنے قریب زمین کے اندر بلی اور چوہے کی حالت کو مطالعہ کرتے ہیں اور بچوں کی ابتدائی تعلیم میں پیارے بچے پڑھتے بھی ہیں بلکہ اسکی اس حالت کو جب وہ اپنے بچہ کو چوہے کا شکار کرنا سکھاتی ہے اُس کا نظارہ کراتے ہیں اکسطرح ایک چوہے کو پکڑ کر اپنے بچہ کے آگے ڈالتی ہے اور وہ اس کے پیٹ کو سلتا اور پھر وقفہ کے بعد اُسے چھوڑتا ہے اور جب وہ آہستہ آہستہ اُس سے جدا ہوتا ہے تو پھر کس طرح اپنے بچہ کے آگے لاکر ڈالتی ہے۔ پھر کسطرح قتل کرتی ہے۔

اور بڑا سانپ جنگلی جانوروں اور دوسرے مرغوں کو پکڑ کر کس طرح اپنے پیچوں میں لاکر اُنکی ہڈیاں توڑ کر اُنہیں لقمہ بناتا ہے۔

پانی کے مگرمچھ اور بڑی مچھلیاں کسطرح اپنے سے چھوٹے جانوروں کو ہلاک کرتے ہیں۔ جنگلوں میں چیتے اور شیر اور کتے اپنے شکاروں کے ساتھ کیا کیا سلوک کرتے ہیں۔ اور باز اور شکرہ پرند جانوروں سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ اس نظارہ اور اس نظارہ کے متعلق رحیم دیالو کی ویاپکتا کو دیکھکر اور اس قانون بنانے والے کی مہربانیوں پر نظر کرکے خدا کے پرستار کے اندر کیا اثر پیدا ہوتا ہے۔ اگر فرض کریں کہ یہ نیز جنم کی سزائیں ہیں تو اول

تو پنرجنم خود گورکہ دھندہا ہے۔

دوم دیالو نے ایسی خطرناک سزا کیوں تجویز کی اور نوکی راہ کیوں نہ نکالی۔ آریوں سے جینی الگ ہو کر اسی رحم کا مطالعہ کر کے غلطی میں پڑ گئے اور خدا کے منکر ہو گئے۔ ہمیں ایک بڑے عالم جموں کے پنڈت کا یہ قول اب تک یاد ہے جس نے کہا تھا کہ گوشت خوری وشراب اور خدا کا ماننا لازم ملزوم ہے۔

دوسرا نظارہ وہ ہے جو مجھے خود علم طب میں ہر روز کرنا پڑتا ہے۔ وہ یہ ہے ایک انسان کے کسی زخم میں ہزاروں کیڑے پڑتے ہیں اور انتڑیوں میں صدہا قسم قسم کے۔ اسوقت ہمارا سچا رحم اقتضا کرتا ہے کہ اس شخص کی ہمدردی کی جاوے اور میں سچ کہتا ہوں کہ ان کیڑوں کی جانکا خیال تک بھی ہمیں پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے پاس تو جینی اور آریہ سماج بہت سے ایسے امراض کے مبتلا آئے اور ہم نے خدا کی بنائی ہوئی وہ دوائیں جو ہمیں آیورویدنے سکھائی ہیں استعمال کیں۔

جب ہم نے ایک جان کے بدلے ہزاروں کو قتل کیا تو اس جینی یا آریہ نے بڑی خوشی اور شکر سے بھر کر ہمیں یہی کہا کہ آپنے بڑی کرپا کی۔ اور آپ تو ہمارے پرمیشر ہو گئے اور آپ کی دیا لتا سے ہمیں امن ملا۔

تیسرا نظارہ اس وقت ہمارے سامنے آیا جب ہم نے جہازوں کا سفر کیا اور بعض وقت مچھلی کے سوا کچھ بھی نہ مل سکا اور لاچار گوشت خوری سے کام لینا پڑا ورنہ ہلاکت کا مونہہ دیکھنا پڑتا۔

اور چوتھا نظارہ ہمیں ان تعلیمات سے حاصل ہوا ہے جنکو ہر ایک عقلمند مذہب نے سیاست اور راج نیتی دہرم کے اندر بیان کیا ہے۔ ایک راجہ اور اس کی پرجا کے خاطر اور انکی فتحمند کرنے کے لئے کسقدر فوجیں اور آگ اور بجلی اور اس سے بھی بڑھکر دشمن کش تھیار ایجاد کئے گئے اور ان کی تعریف کی گئی ہے اور خود منوجی اور ستیارتھ کے مصنف اور یورپ کے غریب دل بڑے کے اتباع نے تجویز کئے ہیں اور رات دن ایک عالم سپاہیوں کا انکے ایجاد میں مصروف ہے یہ فطری تحریک ہی جو ہر زمانہ اور ہر قوم میں جاری رہی ہے

ملہ علم طب ۱۲

گوشت خوری کی بڑی مؤید ہے۔ اس کے خلاف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
کہا ہے کہ لا یعذب بالنار الا رب النار اور نہ آگ کے ہتھیار بنانے کی تاکید قرآن کریم
نے کی ہے مگر منوجی اور وید نے بقول دیانند کے بڑے زور سے ایسے ہتھیاروں کے بنانے
کی تاکید کی ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۷۰۔ چنانچہ جیسے کوئی ایک لوہے کا بان یا گولا بنا کر
میں ایسی اشیاء رکھے کہ جو آگ کے لگانے سے ہوا میں دھواں پھیلنے اور سورج کی کرن یا
ہوا کے مس ہونے سے آگ روشن ہو جائے اسی کا نام اگنی آستر (آگ کا ہتھیار) ہے
جب دوسرا اسکا دفعیہ کرنا چاہے تو اسی پر وارن آستر چھوڑ دے یعنے جیسے دشمن نے
دشمن کی فوج پر اگنی آستر چھوڑ کر تباہ کرنا چاہا ویسے ہی اپنی فوج کی حفاظت کے لیے سیناپتی
(سردار فوج) وارن آستر سے اگنی آستر کا دفعیہ کرے وہ ایسی اشیاء کے ملانے سے ہوتا
ہے کہ جنکا دھواں ہوا کے مس ہوتے ہی بادل ہو کر جھٹ برسنے لگ جاوے اور آگ کو بجھا
دیوے۔ ایسے ہی ناگ پھانس یعنے جو دشمن پر چھوڑنے سے اس کے اعضاء کو جکڑ کر باندھ لیتا
ہے۔ ویسے ہی ایک موہن آستر یعنے ایسی نشیلی چیزوں ڈالنے سے (بنایا جاوے کہ)
جس کے دھوئیں کے لگنے سے دشمن کی سب فوج سو جائے یعنے بے ہوش ہو جائے اسی
طرح سب شستر آستر ہتھیار اوزار ہوتے تھے۔ اور ایک تار سے یا شیشے سے
یا کسی اور چیز سے بجلی پیدا کر کے دشمنوں کو ہلاک کرتے تھے۔ اس کو بھی اگنی آستر
نیز پاشوپتاستر کہتے ہیں۔

توپ اور بندوق یہ نام غیر ملک کی زبان کے ہیں۔ سنسکرت اور آریہ ورت ملک
کی بھاشہ کے نہیں۔ البتہ جس کو غیر ملک والے توپ کہتے ہیں سنسکرت اور بھاشہ میں اسکا
نام شتگھنی اور جس کو بندوق کہتے ہیں اسکو سنسکرت اور آریہ بھاشہ میں بھشنڈی
کہتے ہیں۔ جو سنسکرت ودیا نہیں پڑھے وہ غلطی میں پڑ کر کچھ کا کچھ لکھتے اور کچھ کا کچھ
بکتے ہیں اسکو دانا لوگ مان نہیں سکتے۔

پانچواں نظارہ موت ایک شدنی اور ضروری بات ہے جو ذی روح کے واسطے
لازمی ہے کوئی دوسرا اسے قتل کرے یا نہ کرے کیونکہ اسے دیالو کرپالو نے آخر ضرور مارنا ہے پس اگر

[1] اس میں اقسام ہتھیاروں کے بنانے کی ہدایت پائی جاتی ہے ۱۲ منہ

جانور دوسرے کے قتل سے نہ مارا جاوے تو بھی اسکو ایک مدت کے بعد قسم قسم کے دکھوں میں مبتلا ہوکر آخر مرنا ہوگا۔ اور اسکو جو بیماری میں کیڑے پڑینگے وہ بھی آخر ہلاک ہو جائینگے اور اُس کے تعفن سے بہت سی ذی روحوں اور انسانوں کو شدید تکلیف پہنچیگی۔ پس کیا مناسب نہیں کہ جانوروں کو اُن دکھوں سے بچانیکے لئے قتل کیا جائے اور پھر اُن سے کوئی کام بھی لیا جائے قتل کا دکھ بہر حال عام بیماریوں سے بہت ہی تھوڑا ہے کیونکہ وہ آنی[1] ہے اور شدنی۔ مرض الموت کا آخر ایک زمانہ کے بعد اور زمانہ تک آنا ضروری ہے اگر کہا جاوے کہ آدمیوں کے لئے بھی کیوں ایسی موت تجویز نہ ہو تو اول تو یہ ظاہر ہے کہ ایسی اضطراری موت فوجی جوانوں کے لئے تجویز کیگئی ہے اور عام اس لئے نہیں کہ انسان کے ساتھ بہت سی حقوق متعلق ہوتے ہیں اُنکا ضایع ہونا زیادہ دکھوں کا موجب ہے۔

چھٹا نظارہ دیانندی طرز پر یہ ہے کہ درخت بھی اُنکے نزدیک وہی روحیں رکھتے ہیں جو انسان رکھتے ہیں دیکھو صفحہ ۳۴۲ ستیارتھ پرکاش جہاں لکھا ہے (جو نہایت درجہ کے تموگنی ہیں وہ غیر متحرک درخت وغیرہ کیڑے مکوڑوں کا مچھلی سانپ۔ کچھوے۔ مویشی اور مرگ (جنگلی چوپایہ) کا جنم پاتے ہیں۔ سنو ۹-۴۲

اس قانون اور اعتقاد کی بنا پر ایک درخت کا کاٹنا اور مویشی اور مرگ کا قتل کرنا برابر ہو جاتا ہے اس اصول کو مد نظر رکھ کر آریوں پر فرض ہے کہ ایک درخت کے کاٹنے پر بھی وہی کا ئیں کائیں کریں جو گائے کے قتل پر شور برپا کرتے ہیں۔ ورنہ دیانند کے بنائے ہوئے اصول کو وہ جوتیوں کے نیچے روندتے ہیں اور درختوں میں بیہوشی کا دعوی بیدلیل ہے ۔

سوال نمبر ۳۸ } ریشمی کپڑے اتنا سامان کہاں سے آئے گا۔ کون بُنیگا۔ ریشم کیڑوں کا فضلہ اور لعاب ہے۔

الجواب } سرب شکتیمان کے خزانہ سے جہان سو تمام جگ کو ملتا ہے سورج کی تیزی قایم رکھنے کیلئے زمین کیلئے نباتات کو اُگانیکے لئے اور حیوانات کیلئے کس قدر چیزوں کی ضرورت ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ الٰہی کارخانہ میں سب کیلئے پورا سامان موجود ہے۔ زمین۔ پانی۔ ہوا اور خلا میں جسقدر ذی حیات ہیں سب کیلئے کس قدر کثرت سے سامان مطلوب ہے مگر سرب شکتیمان ہمہ قدرت کے کارخانہ میں سب کچھ موجود ہے ذرہ کمی نہیں ۔

سرب شکتیمان اوزار و مادہ کسیکا محتاج نہیں ہوتا اسکے ارادہ سے سب کچھ ہوتا ہے اور سُنو یہ ریشمی کپڑے

[1] ایک آن اور زیادہ سے زیادہ تیرہ منٹ۔ اور جسطرح ہم ذبح کرتے ہیں اسطرح ایک سیکنڈ ۔ ۱۲

وغیرہ نعمتیں تو عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ عرب خشن یعنے کھردرے اور سادہ لباس کے عادی تھے خدا تعالی اور رسول کی اطاعت کی جزا میں انکو بشارت دیگئی کہ عنقریب شام وایران کے شاہی ریشمی لباس تمکو دئیے جائینگے۔ یہ فتحمندی کا وعدہ ہے آخر ریشمی لباس اُسکو پہنایا جاتا ہے جسکے مناسب حال ہوتا ہے۔

ہمکو بعض وقت ریشمی لباس۔ ریشمی تھان۔ اور زیور اُمرانے دئیے ہیں مگر کبھی ہمارے یا اُنکے خیال میں نہیں آیا کہ وہ لباس یا زیور ہم پہنینگے وہ جن کے مناسب حال تھا انکو پہنا دیا گیا۔

اور سُنو! قبل از وقت ہمارے سرور کا مشاہدہ ہے اور قبل از وقت نظارہ کو عربی میں رؤیا کہتے ہین۔ اور ریشمی لباس کے متعلق علم رؤیا کا بیان یہ ہے اسکو غور کرو اور دیکھو کہ ہمارے نبی کریمؐ کے مکاشفات آخر کار کس قدر صحیح اور صادق ثابت ہوئی اور جو باتین اس جہان مین قبل از وقت بطور دعوے کے بتائی جاکر روز روشن کیطرح اپنا ثبوت آشکار کردیں اُن سے بڑہکر اور کون شے صدق کی مہر اپنے اوپر رکھ رکھتی ہے۔ اب اُن معانی کو رؤیا کی کتابون میں دکہاتے ہیں۔

الثیاب الخضر۔ قوۃ ودین وزیادۃ عبادۃ للاحیاء وللاموات حسن حال عند اللہ تعالی (منتخب الکلام ص۱)

لباس سبز سے مراد ہے زندون کیلئے قوت اور دین اور عبادت مین ترقی اور مُردون کے لئے اللہ تعالی کے نزدیک خوشحالی ہے۔

الدیباج والحریر وجمیع ثیاب الابریسم ھی صالحۃ لغیر الفقہاء فانما تدل علی انھم یعملون اعمالا یستوجبون بہا الجنۃ ویصیبون مع ذلک ریاسۃ۔

دیباج اور ریشم اور ہر قسم کے ریشمی کپڑے فقہاء کے سوا اورون کیلئے بہت اچھے ہیں انکے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ لوگ ایسے عمل کرینگے کہ جن سے جنت کے حقدار بنجائینگے اور اسکے علاوہ اُنہیں ریاست بھی ملیگی۔

والثیاب المنسوجۃ بالذھب والفضۃ صلاح فی الدین والدنیا وبلوغ المنی۔

اور سونے اور چاندی کے ساتھ بُنے ہوئے کپڑوں سے مراد ہے بہتری دین میں اور دُنیا میں اور مقصد پر پہنچ جانا۔

ومن رای انہ یملک حللا من حریر او استبرق او یلبسہا علی انہ تاج او اکلیل من یاقوت فانہ رجل ورع متدین غاز

جو شخص دیکھے کہ اسکی ملک مین ریشم اور استبرق کے لباس ہین یا انہیں پہن رکھا ہے یا یاقوت کا تاج سر پر دیکھے ایسا شخص پرہیز گار دیانت دار۔ غازی ہوتا ہے اور علاوہ

دینا المعز ذلک وریاست (منتخب ص۱۱۱)	برآں اسے سلطنت بھی نصیب ہوتی ہے۔ اور دیکھو سوال نمبر ۴۲ کا جواب۔

سوال نمبر ۳۹ } بہشت میں نہریں ہونگی۔ بعض کہتے ہیں کہ دودھ اور شہد کی نہریں۔

الجواب ۔ او بدبخت! اسلامی نہروں سے محروم۔ دیکھ تیرے سام وید نے تجھے اب وید سے ہی متنفر کرانیکی تجویز کی ہے۔

جو کوئی کہ اس خلاصی یعنی پومن (سوم) اہچن کو جسے خدا رسیدہ لوگوں نے جمع کیا پڑہتا ہے اسکے لئے سرسوتی۔ پانی مکھن۔ دودھ اور مدہ برساتا ہے۔ دیکھو سام وید پرپاٹھک سوم پومن ص۱۲۹ (پرپاٹھک ۹) سرسوتی)۔ ہاں اس سات بہنوں والی پیاری نہروں میں نہایت پیاری سرسوتی نے ہماری تعریف حاصل کی ہے۔

وہ رس کی نہر کے ساتھ اپنے تئیں صاف کر کے زرد و سرخ رنگ ہو کر چمکتا ہے اس وقت جبکہ وہ طرح گویوں کیساتھ سات مونہہ رکھنے والا تعریف کرنیوالوں کیساتھ کل شکلوں کا احاطہ کرتا ہی صفحہ ۱۵ وہ مضبوط پہاڑی ڈنٹھل مستانہ خوشی کیلئے نہروں میں نچوڑا گیا ہے باز کیطرح وہ اپنی جگہ قرار پذیر ہوتا ہی صفحہ ۵۳ اے اندر تیری نہر قوت کے ساتھ دیوتاؤں کی ضیافت کیلئے بہتی ہے اے سوم مدہ سے مالا مال ہمارے برتن میں نشست گاہ اختیار کر صفحہ ۶۴۔

دودھ انکی طرف اس طرح دوڑا ہے جس طرح طغیانیاں کسی چٹان پر دھکیلتی آتی ہیں وہ اندر کے پاس صاف ہو کر آتے ہیں۔ صفحہ ۹۷۔

نیز اگر نہروں والے بہشت ناپسند تھے تو تمہارے آریا کو جو تبت میں آباد تھے جب اپنی ملکوں سے اپنے کرموں انسار سے (نتائج اعمال) جلاوطنی کا انعام ملا تھا تو چاہئے تھا کہ افریقہ کے ریگستان میں جاتے۔ انہوں نے انڈیا کو کیوں پسند کیا جسمیں دودھ اور شہد اور ہر قسم نعیش اور تنعم کی نہریں بہتی ہیں۔ تم کیسے شریر ہو مکہ معظمہ کا تذکرہ ہو تو اسے ریگستان سمجھتے ہو۔ اور اگر نہروں کا تذکرہ ہو تو اس پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہو۔ تم اس پر رضی ہو کہ تمہیں نرگ میں بھیجدیا جاوے۔

حقیقی جواب } نہر کے معنی کثرت کے ہیں۔ اور نہر کے معنی ندی کے ہیں۔ اور وہ آیات جنمیں نہروں کے عطیہ کا تذکرہ ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کے حق میں انکی

محنتوں ۔ مشقتوں اور تکالیف کے بدلہ جو انہوں نے اپنی پاک نبی کی اتباع میں اُٹھائیں اللہ تعالیٰ
کیطرف سے وعدہ تہا کہ انہیں اسی جنم مین ریگستان عرب کے بدلہ ۔ نہروں والے ملک عطا کرونگا چنانچہ جیسے
فرمایا تہا ویسا ہی ہوا اور آپکے سچے اور مخلص اتباع ان بلاد کے مالک ہو گئے جنمیں دجلہ ۔ فرات ۔ جیحون ۔
سیحون ۔ یردن ۔ اور نیل بہتے تہے + اور اسی پیروی کی برکت سے مسلمانون نے آریہ ورت کو بہی لیلیا
جسمیں گنگا ۔ جمنا اور سرسوتی بہتے ہیں ۔

سوچو اور خوب غور کرو کیسے قبل از وقت بتایا ہوا وعدہ پورا ہوا ۔ اور مفصل بہشت کے مضمونمین آچکا ہے ۔
اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین ان الفاظ کے حقائق کے سمجھنے کیلئے ہمیں کتب تعبیر الرویا
کی طرف رجوع کرنا چاہئے چنانچہ نہر کے حقائق کی نسبت ان میں ہم یہ پاتے ہیں ۔

النهر یدل علی اقلیم کسیحون وجیحون والفرات والنیل ۔	نہر سے مراد یہ ہے کہ ایسی اقلیمین جنمین نہریں ہیں جیسے سیحوں اور جیحوں اور فرات اور نیل اسلام کے قبضہ میں آجائینگی اور آخر وہ آگئیں
والنهر فی المنام عمل صالح او رزق	اور خواب میں نہر کو دیکھنے سے مراد ہوتا ہے عمل صالح اور دائمی رزق بہی
ونهر اللبن دلیل علی الفطرة ونهر الخمر دلیل علی السکر من حب الله تعالیٰ والبغض عن محارمه ۔ ونهر العسل دلیل علی العلم والقرآن ص ۳۲۶ تعطیر الانام	دودہ کی نہر دیکھنے سے مراد ہے فطرۃ صحیحہ اور شراب کی نہر سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشہ سے سرشار ہونا اور اسکی حرام کردہ اشیا سے بغض رکھنا اور شہد کی نہر سے مراد ہے علم اور قرآن کا حاصل ہونا ۔
نهر الکوثر فی المنام نصرة علی الاعداء بقوله تعالیٰ انا اعطینک الکوثر (تعطیر ص ۳۲۵)	نہر کوثر کا رویا مین دیکھنا دلیل ہوتا ہے اعدا پر مظفر و منصور ہونے پر جیسا کہ خدا تعالیٰ کی کلام انا اعطینک الکوثر سے الکوثر تعطیر ثابت ہے

چنانچہ بے چارگی اور بے یارومددگاری کے زمانہ مین جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں دشمنون
کے ہاتھوں سے سکار لاغر کی طرح دکھ اُٹھا رہے تہے یہ وحی آپکو عالم الغیب قادر خدا کی طرف سے ہوئی کہ ہم نے
تجھ کو الکوثر عطا فرمایا ہے ۔ دنیا جانتی ہے کہ وہ مظلوم بیکس انسان جسے اپنے بیگانون نے پاؤں
کے نیچے مسلنا چاہا تہا کس طرح اپنے اعداء پر منصور و مظفر ہوا اور اسکے قوی اور متکبر دشمن خاک مین ملگئے
سوچو اور غور کرو کہ یہ غیب کی باتیں کس طرح حرف بحرف پوری ہوئین اور خدا کے غضب سے ڈرو ۔

من رای الملئکة یدخلون علیه ویسلمون	جو کوئی دیکھے کہ فرشتے جنت میں اسپر داخل ہوتے اور سلام کرتے ہیں

علیہ فی الجنۃ فانہ یصیر الی امر یصیل بہ الی الجنۃ لقولہ تعالی والملئکۃ یدخلون علیہم من کل باب الآیۃ ویختم لہ بالخیر صفحہ ۵۵ منتخب کلام	وہ ایسے کام کریگا جنکے باعث جنت میں پہنچے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور فرشتے داخل ہونگے انپر ہر ایک دروازہ سے اور ایسے آدمی کا انجام اچھا ہوگا ۔
ومن رای غلمانا یطوفون حولہ نال مملکۃ ونعیما لقولہ تعالی ویطوف علیہم ولدان مخلدون (منتخب الکلام صفحہ ۵۴ حاشیہ ملاحظہ فرمائیں)	اور جو کوئی جنت کے نوجوانوں کو دیکھے کہ اسکے ارد گرد پہرتے ہیں وہ بادشاہ ہوجائیگا اور نعمتیں حاصل کریگا کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور جنت کو پہرتے ہونگے ولدان جنکو بالوں میں سفیدی آگئی

سوال نمبر ۴۰ } حُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّۃٍ پ ۲۹ الدہر یُحَلَّوْنَ فِیْہَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَہَبٍ پ ۱۵ کہف بہلا کوئی شایستگی ہے کہ عورتوں کا گہنا آدمی پہننے لگ جاویں ۔ کیا بی اے مولوی ہیجڑوں کی طرح کنگن پہن کر پہرینگے ۔ پہر ہنسی کی ہے

الجواب } حُلُّوْٓا کا ترجمہ زیور دئے گئے ۔ یُحَلَّوْنَ کا ترجمہ ہے زیور دئے جائینگے ۔ یہ بہی غریب عرب کو ایک وعدہ تہا اور زبردست پیشگوئی ہے ۔ چنانچہ ایک شخص سراقہ بن مالک بن جعشم المدلجی نامی کو حضرت نبی کریم نے اسکے خالی ہاتہہ دیکہکر (ان پر بال بہت ہی تہے اور ہاتہہ نہایت پتلے تہے) فرمایا ۔

کانی بک قد لبست سواری کسرٰے	مین دیکہتا ہوں کہ تجہے کسرے کے کنگن پہنائے گئے

مدتوں کے بعد جب خدا تعالے کے وعدہ کے دن آئے اور خدا کے برگزیدہ بندوں نے آریوں کے بہائی ایرانیوں کے ملک کو فتح کیا اور فتوحات ایران کا مال سونا ۔ یاقوت ۔ زبرجد ۔ اور لولو بکثرت آیا ۔ اور اسمین خاندان شاہی کے زیورات آئے تو حضرت عمر رضی نے خاص کسرٰے شہنشاہ کے کنگن اس عربی مدلجی کو پہنوائے اسلئے کہ وہ پیشگوئی پوری ہو جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کی تہی اور جو قرآن کریم مین مفصل مذکور ہے ۔ دیکہو امام شافعی کی روایت ازالۃ الخفا صفحہ ۱۳۰ جلد ۲

اب ہم اسے رویا کی کتابوں سے حل کرتے ہیں

سوار ۔ ان کان اسورۃ من فضۃ فہو رجل صالح للسعی فی الخیرات	اگر کسیکو رویا میں چاندی کے کنگن پہنائے جائین تو وہ شخص صالح آدمی اور اس قابل ہوتا ہے کہ بڑے بڑے نیک کام اسکے ہاتہہ

[۱] مخلدا سی کو کہتے ہیں جسکے بالوں مین سفیدی آگئی ۔ منہ

لقوله تعالى وحلوا اساور من فضة
فان سورت يد السلطان فهو
فتح يفتح على يديه مع ذكر وصوت
وان كان له اعداء فاز الله بعينه
(منتخب الکلام جلد ۱)

سے نکلیں اور یہہ معنی مستنبط کئے گئے ہیں خداتعالیٰ کے قول
حلوا اساور من فضة سے۔ اگر سلطان کے ہاتھ پر کنگن پہنائے
جائیں تو اسکے معنی ہونگے کہ اُسے فتوحات نصیب ہونگی
اور اُسکا آوازہ وشہرت دنیا میں مشتہر اور شائع ہوگی اور اگر
اسکے دشمن ہونگے تو اللہ تعالیٰ اُنپر اُسے فتحمند کریگا۔

واقعات عالم اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف پر نگاہ کرکے دیکھو کہ یہ ساری باتیں کس احسن طریق سے پوری ہوئیں اور بعد الموت اس سے اتم اور اکمل طور پر پوری ہونگی۔

سوال نمبر ۱۴ } حوروں پر اعتراض۔ گوری۔ کنواری۔ ہم عمر۔ نوجوان۔ سیاہ آنکھوں والی دوشیزہ عورتیں ملینگی۔ برہمچاری اس قسم کی ثقیل باتوں کو مونہہ پر لانا بھی مہان پاپ سمجھتا ہے۔ قران کریم کے کلمہ طیبہ ابکارًا۔ عُربًا۔ اترابًا پر اعتراض کیا ہے۔

الجواب۔ کیا الٰہی کتب صرف برہمچریہ کیلئے ہوا کرتی ہیں نادان انسان اگر خاص خاص مذاق کے لئے الٰہی کتابیں ہوں تو دوسرے مذاق والے کیا کریں وہ شتر بے مہار ہیں۔ بتا انکی اصلاح کون کرے۔ نیز چاہئے کہ نہ تم نے ستیارتھ پرکاش پڑھنا اور نہ منو کا شاستر اور چاہئے کہ تم وید کو بھی نہ پڑھو کیونکہ ۱۰۴۔ اور ۱۰۵ صفحہ ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔

اشونی۔ بھرنی وغیرہ ستاروں کے نام والی۔ تلسی گلابی وغیرہ پودوں کے نام والی۔ گنگا جمنا ندی کے نام والی۔ پاربتی پہاڑ کے نام والی۔ پرندوں کے نام والی اور اس قسم کے نام والیوسے نکاح نہ کرنا۔
نمبر ۹ میں کہا ہے نہ زرد رنگ والی۔ نہ بھوری آنکھ والی وغیرہ۔
نمبر ۱۱ میں کہا ہے جسکا نام زیبا جیسے یشودہا۔ سکھدا وغیرہ ہنس اور ہتھنی کے برابر جسکی چال ہو جس کے باریک بال۔ سر کے بال اور چھوٹے دانت والی ہو اور جس کے سب اعضاء ملائم ہوں ایسی عورت کے ساتھ بیاہ کرنا۔ اس قدر حوالے غالبًا اگر تم شریف الطبع ہو تو کافی ہیں۔ پس بڑا اور مہان پاپ کیا اُس پاپی نے جس نے ست کے ارتھ میں ایسی ثقیل باتوں کا ذکر کیا اور اسکے پڑھنے کو کہا۔
بدبخت! کامل کتاب ضروریات اور حقیقی راحت بخش بات کا بیان نہ کرے تو کیا چنڈالوں کی کتابیں سچائی بیان کریں۔ کامل کتاب وہ نہیں ہوسکتی جسمیں صرف برہمچریہ زندگی کا ہی تذکرہ ہو۔ نہ وہ جسمیں

صرف چند اخلاقی باتون کا ہی تذکرہ ہو۔ نہ وہ جسمین صرف سوشیل امور کا بیان ہو نہ وہ جسمین صرف سیاست و انتظام کا معاملہ بیان ہو۔ نہ وہ جو صرف امور آخرۃ کے متعلق بحث کرے نہ وہ جسمین صرف عبادات کا ذکر ہو۔ کامل کتاب تو وہ ہے جسمین انسانی اخلاق و عادات معاملات۔ سیاست تمدن امور بعد الموت اور الہی تعظیمات کی تعلیم بوجہ اتم بیان ہو۔ یہ بھی ایک موقع اسلام پر اعتراض کا بعض احمقوں کو ملا ہے۔ مثلاً کسی نے دیکھا کہ عورتوں کے متعلق قران شریف میں بحث ہی۔ پولٹیکل بحثین ہین۔ تو ایک نامرد و نامراد کس مپرس بول اٹھا کہ ان مباحث کی کتاب الہی میں کیا ضرورت ہے صرف بھجن اور توصیف الہی کے گیت کافی تھے چند لڑکے ان کو یاد کر لیتے۔ اور وہ ڈھولکی پہ گاتے اور نگر کیرتن کرتے۔ ایک کنجوس اور غریب و مفلس بول اٹھتا ہے کہ زکوٰۃ اور اعطاء صدقات کا کیوں قران شریف میں ارشاد ہے۔

ہمیشہ کا مفتوح ملک اور جس نے کبھی ذرہ سر اٹھایا تو مونہہ کے بل گرا۔ شریرون۔ بدمعاشون سے جنگ کا تذکرہ سنکر کیا خوشی حاصل کر سکتا ہے جسکو کبھی مکالمات الٰہیہ کا شرف حاصل نہین ہوا وہ برہمومت کا آدمی یا عام طور کا غافل یا جسکو یقین ہے کہ الٰہی مکالمہ کا شرف دو ارب برس کے قریب ملہمان وید کے بعد پھر کسیکو بھی نصیب نہین۔ وہ انبیا کی وحی و مکالمہ کو ڈھکوسلا نہ سمجھے تو کیا کرے۔ یا جس قوم کو باہر نکلنے کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ انکو ضرورتین پیش آئین اور وہ نہین جانتے ہیں کہ بعض جگہ گاے کا دودہ اور جو کے ستو اور ساگ نہیں ملسکتا۔ گو بیہودہ لاف زنی سے کہتے ہوں کہ ہمارے بزرگ چکر ورتی راجہ تھے۔ وہ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ط وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ پ۶ مائدہ کا ستر کس طرح سمجھے۔ تجربہ کے سوا کچھہ بھی سمجھہ مین نہین آسکتا۔

غرض جامع کتاب کو سب کچھہ جو انسان کیلئے ضروری البیان ہے بیان کرنا پڑتا ہے اگر وہ کتاب بیان نہ کرے جو اپنے آپ کو کامل و جامع کہتی ہے تو کون بیان کرے۔ اگر آپ نہ سمجھین یا نہ چاہین تو آپکی خاطر کیون ضرورتون کے بیان کو ترک کیا جاوے۔ کیا ساری دنیا پر پھر یہ مذہب کہتی ہے اللہ تعالی نے دماغ برین اور اعصاب ہیں مختلف خواص رکھی ہیں ان خواص کو مدنظر رکھنا کامل کتاب کا کام ہے تسلیل کہنا تمہاری شیرین کلامی کا ثبوت ہی انجاد گا۔ عرباً۔ اتراباً کے معنی کنواریاں اپنی خاوندون سے محبت کرنیوالیان۔ قریب العمر کیا نیکوں کو ایسی نعمتین ملین تو چڑ لین ملین۔

سوال نمبر ۲۴۳} يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ - اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُورًا ۔
پ ۲۹ الدهر پر اعتراض - کیا یہ لڑکے آدمیوں کو ملین گے یا عورتوں کو - پھر آپ ہی
جواب دیا ہے کہ تارک اسلام کے نزدیک انصاف ہے کہ عورتوں کو بہت نوجوان یکدم بطور رضا دیدی
کے ملیں - کیونکہ جب ایک ایک آدمی کو بہت سی حوریں ملنگی ہیں تو ایک ایک عورت کو بہت نوجوان لڑکے ملنے چاہئیں

الجواب} آپکا انصاف ایک شریف الطبع انسان پسند نہیں کر سکتا - نادان غور کر! ایک عورت
ایک خاوند کے ایک بچہ کو یا اسکے دو تین بچوں کو ایک وقت مین بمشکل پیٹ مین رکھہ سکتی ہے -
ایک مرد آج کسی عورت کے بچہ دانی کو اپنے نطفے سے مشغول کردے اور دوسرے دن دوسرے کے
تیسرے دن تیسرے کے - علیٰ ہذا سال بہر مین سوساٹہہ بچہ مختلف رحمون میں پرورش کیلئے دیسکتا ہے
ہاں مرد تو ہی بہت عورتوں کے رحم میں بیج ڈال سکتا ہے - اسلئے عورتوں کو بہت نوجوانوں کا ملنا
بے انصافی ہے اور اس پر دکھہ ہے -

نیز مرد ایک گونہ عورتوں پر حکمران ہے پس ایک مرد کیلئے بہت عورتیں ہوں تو عورت کو آرام ہے
کہ مرد کی حکومت اسکے سر سے کچھ ہٹ گئی یا ایک عورت کے لئے بہت خاوند ہوں تو کیا عورت کو آرام مل سکتا
ہے - کیا جسکا وہ بہت سارے حکمران ہوں وہ آسودہ حال ہو سکتا ہے - علاوہ اسکے خاوند کیا آپس میں
جنگ نہ کرینگے کیونکہ اگر بہت سارے مرد ایک عورت کے خاوند ہوئے تو ایک وقت ایک چاہتا ہے کہ یہ عورت
میرے پاس اور دوسرا چاہے کہ میرے پاس آوے اسلئے اول تو وہ آپس میں جوتی بیزار کرینگے پھر وہ
عورت بہر حال مصیبتوں میں مبتلا ہوگی - نافہم انسان سوچ اور غور کر - مگر تمکو غور کا مادہ کیونکر ملیگا تمہارا
مذہب تو ایسے امور کی پروا نہیں کرتا - کیونکہ نیوگ میں ایسے امور بہت پیش آتے ہیں -

سُن بہشتی نعمتوں مین اسلام بیان کرتا ہے کہ بڑی نعمت خدا کی رضامندی ہے - دیکھو قرآن کریم

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ پ ۱۰ توبہ	اور اللہ کی خوشنودی تمام نعمتوں سے بڑی ہے وہ اسکی پاکیزگی
دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ	بیان کرینگے اور آپس میں سلامتی اور صلح سے رہینگے
وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پ ۱۱ یونس	اور آخری پکار انکی یہ ہوگی کہ حمد ہے اللہ پروردگار کیلئے

پس سچے مسلمان الٰہی رضامندی کے گرویدہ ہو کر اسکی عبادت کرتے ہیں نہ اس بات کیلئے جسکی نسبت تمنے
فضول گوئی کی ہے - ہاں دنیا کی نعمتیں اور دنیوی عیش و آرام اور دولتمندی آریوں کے اعتقاد مین نیکیوں کا

پہل ہے اور ظاہر ہے کہ غلمان بعض دولتمند ہندؤن کے لوازمات میں داخل ہیں۔ پس کیا یقیناً یہ الزام آپ لوگوں پر نہیں ہو سکتا؟ بلکہ جب دیانند کے نزدیک یہی دنیا ہی سورگ اور نیکی کا ثمرات بھنے کی جگہ ہے گو چند اعمال کے بدلے ارواح چند سے شواغل دنیا سے ہی آزادی اور انند میں رہیں گے تو اس صورت میں دیانندی بہشت کے مطابق غلمان نیکی کے ثمرات نہیں تو اور کیا ہیں! بات یہ ہے کہ سخت عداوت کے سبب تمہیں غلمان کا قصہ سمجھہ میں نہیں آیا۔ یا قرآن کریم کو نہ دیکھا ہو اور نہ سمجھا ہے۔ افسوس کہ اس ادعائی تہذیب کے زمانہ میں یہ درشت زبانی! تمام قرآن کریم کا اردو ترجمہ ہی تم دیکھ لیتے اور تھوڑا سا ماقبل سے پڑھ لیتے تو بشرط انصاف تم ایسی خلاف تہذیب امر کو مرتکب ہوتے۔

سنئے قرآن مین ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ۔ پ ۲۷ طور۔

ہم مومنوں کیساتھہ انکی مومن اولاد کو ملا دینگے اور انکے عملوں سے کچھہ بھی کم نہ کرینگے ہر شخص کو اپنی اپنی کمائی کا بدلہ ملیگا اور ہم انہیں میوے اور ان کے پسند کے گوشت دینگے اور انہیں ایسے پیالے ملینگے کہ انکا نتیجہ بیہودہ خیالات اور بدکاری نہیں۔ اور انکے اردگرد موتیوں کے دانہ جیسے بچے پھرینگے۔

باریتعالی فرماتا ہے۔ بہشتیونکی اولاد انکے پاس ہوگی وہاں مومن اولاد کی جدائی کا غم نہ دیکھینگے اور بدی کے لئے نہ ترسینگے جب لفظ تاثیم صریح اسکی صفت مین موجود ہے جس کے معنی ہیں نہ گناہ میں ڈالنا۔ پھر آپ کو ایسا ناشائستہ خیال کیوں گذرا۔ اس معنی کی تفسیر خود قرآن کریم نے سورہ دہر میں اور لفظون کے ساتھہ کی ہے اور وہاں غلمان کے بدلہ ولدان کا لفظ جو لد یا ولید کی جمع ہے فرمایا ہے۔

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا۔ پ ۲۹ الدھر

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ۔ پ ۲۷ واقعہ

اور ان کے اردگرد عمر دراز بچے پھرینگے تم انہیں دیکھکر یہی سمجھو کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ اور سورہ واقعہ میں ہے اور ان کے اردگرد عمر دراز بچے کوزون اور لوٹون اور خالص نتھرے صاف پانی کو لئے پھرینگے۔

اور اصل بات یہ ہے کہ یہ ایک بشارت ہے جو فتوحات ایران و روم مین اپنی جلال کیساتھہ ظاہر ہوئی جہان

اور ادہیڑ شاہی خاندان کے شاہزادے اور شہزادیاں مسلمانوں کے خادم ہوئے۔ مخلد ادہیڑ کو بھی کہتے ہیں

ہیں جس کے بال سفید ہو گئے ہوں۔

اور بعض حضرت زکریا فرماتے ہیں۔ رب انی یکون لی غلام۔ اے اللہ مجھے کب بچہ عطا ہوئے

اور ابراہیم علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے وبشرناہ بغلام حلیم ہمنے ابراہیم کو خوشخبری دی

ایک عقلمند بچہ کی۔ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں آیا ہے لقیا غلاما فقتلہ ہوئے

اور خضر کے سامنے ایک جوان آیا اور خضر نے اسکو قتل کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ میں دیکھو۔ اولاد اور جوانوں کو

غلام کہا گیا ہے بلکہ قاموس میں لکھا ہے کہ غلام وہ ہوتا ہے جسکی مونچھیں نکل چکیں

نیز تجھے خبر نہیں کہ عورت اور مرد میں جناب الہی نے قدرت میں مساوات کہی ہی نہیں بچہ جننے

میں جو تکالیف عورتوں کو ہوتی ہیں اُنمیں مردوں کا کتنا حصہ ہے کیا مساوات ہی کیا تو اسمیں مساوات

ہے۔ ہرگز نہیں۔ میں ہمیشہ حیران کہ حرف دعوات میں مساوات کا خیال کس احمق نے نکالا۔

سوال نمبر ۴۳ } قربانی لغو حرکت ہے۔ جس کا گلا کاٹ دیا جاوے وہ باعث آرام کیونکر ہو سکتا ہے۔

الجواب۔ یہ کلمہ یاد رکھنا چاہئیے کہ جسکا گلا کاٹ دیا جاوے وہ باعث آرام کیونکر ہو سکتا ہے

قربانی کے مضمون کو ہم تین حصوں پر منقسم کرتے ہیں تو کہ سہولت ہو اور آسانی سے جواب سمجھا جاوے

حصہ اول

قربانی کا مسئلہ بھی عجیب و غریب مسئلہ ہے تمام دنیا میں بسائط عالم سے لیکر اعلیٰ مرکبات تک کی قربانی

ہو رہی ہے اور ایشیا کا مذہبی دار العلوم مع یورپ و قدیم امریکہ و افریقہ اور پولنشیا کے اسکا قائل ہے مگر آجکل کی

دنیا اسکی طرف مائل ہے۔ اوکسیجن ہر تنفس میں انسانی آرام کیلئے قربان ہوتی ہے۔ کاربن

درختوں کیلئے قربان ہوتی ہے۔ کروڑوں من لکڑی اور کوئلہ اگنی دیوتا کے لئے اسٹیمروں۔ ریلوں۔

اور ورکشاپوں میں قربان ہوتا ہی تب انسان کے سامان اگنی جی کی پرستا پر ہمیں ملتا ہے اور کھود ڈالے

کیے جاتے ہیں قربانی لغو حرکت ہے اور ہمارے نزدیک تو ہر ایک چیز میں روح ہوتی ہے اور آریہ بھی درختوں

میں روح مانتے ہیں۔ ستیارتھ میں بحوالہ منوجی لکھا ہے جو نہایت درجہ کے تموگنی ہیں وہ درخت کیڑے مکوڑے

کا جنم پاتے ہیں۔ اسلئے درختوں کا کاٹنا اور اپنے کام میں لانا ایسا ہی ہوا جیسا حیوان کا مارنا۔ پس درخت کیوں

قربان کئے جاتے ہین اور انسان کیخاطر انکی قربانی کیون جائز ہے عذر کیا جاسکتا ہے کہ انکی روح بیہوشی کی حالت میں ہے پس یہ قربانی اسلئے جائز ہے جیسے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۰۲ مین ہی۔ انپر مطالب حل کرنیکو خوب عذر ہے بہلا اس دعوی کا ثبوت کیا۔

کندمول وغیرہ چیزون مین رہنے والے جیون کو سکھ دکھ محسوس نہین ہوتا دیکھو صفحہ ۵۹۹ تو کیا پہر بیہوش کرکے قربان کرلین اور اسیطرح بیہوشی کے بعد قربانی کا فتوی آریہ سماج کیا دیگی؟ پہر جب ہم غور کرتے ہین توحیوانی قربانی کا سلسلہ ہی وسیع نظر آتا ہے۔ ایک انسان کو دیابیطس کا مرض ہوتا ہے تو الٰہی کارخانہ میں ہزارون ہزار ایسی دوائین ہیں جنکو استعمال کرکے ان جانورون کی قربانی اس مریض کے لئے کیجاتی ہے اور ہزارون ہزار جانور اس ایک جان کی خاطر ہلاک کئے جاتے ہین تب وہ جانور ہلاک ہوکر مریض انسان کو اور حکیم کو راحت بخش ہوتے ہین صرف تقریرین بنانا قوت رحم کو ضرور جوش دیتا ہے مگر عملی حالت بتاتی ہے کہ انسان اپنی ضرورت و آرام کیلئے کس قدر جانون کو قربان کرنا لابد سمجھتا ہے۔ اس سے آگے چلکر دیکھیں تو سیاست مدن میں ادنی آدمی اعلے کیلئے ہمیشہ قربان ہوتا ہے سفر مینا۔ اور ویسی ادنی سپاہی پہلے مارے جاتے ہیں پہر ادنی افسر اور اسی طرح درجہ بدرجہ اور بادشاہ کی نوبت نہیں آتی ؀

ہمنے ویدک احکام دکہائے ہین ویدون میں لکہا ہے کہ جس طرح بجلی بادلوں کو اور آگ بن کو گہاس کو فنا کرتی ہے اسی طرح سپہ سالارون کو چاہیئے کہ مخالفون کو ہلاک کردین دیکھو یجر صفحہ ۲۱۶ ارگو بید بلکہ دیانندی خیال کے مطابق تو جانورون اور ریشی بلکہ کاہٹوں اور آدمیوں کو بہو کا مار کر اپنی فتح و تسلی کی خاطر قربان کرنا جائز ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۱۱۔

اور نوح کے وقت جل تہل کرنے پر اعتراض کہ بہت جیو اس وقت مارے گئے ہونگے اور بہت ظلم ہے ایسے واقعات بیان کرنیوالی کتاب خدا کی نہیں ہوسکتی۔ کسیوقت مناسب سمجھے تو دشمن کو چارون طرف محاصرہ کرکے روک رکہے اور اس کے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ۔ خوراک۔ پانی اور ہیزم کو تلف و خراب کردے۔ منو ۷۔ ۱۹۶۔

صفحہ ۱۹۷ دشمن کے تالاب شہر کی فصیل و رکھائی کو توڑ پہوڑ دیوے۔ رات کے وقت انکو خوف دیوے اور فتح پا کی تجویز کرے منو

ذرہ ان الفاظ (ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ۔ خوراک۔ پانی۔ ہیزم کا تلف کرنا تالاب توڑ دینا) پر غور کرو کیا

نرم دل کے مناسب حال قواعد ہیں - جیسے پال کا دل ہے - آہ دوسرے مذہب کی نزدیک رحمت
کہنے کو انسان کو نرم دلی کا وعظ یاد آتا ہے مگر اپنے گھر کی ضرورتوں پر کیسے احکام جاری کئے جاتے
ہیں اور جب اپنا نفع و نقصان ملحوظ ہو تو کن قوتوں سے کام لیا جاتا ہے - دھرم پال کا نرم رحیم دل
اور جنگوں سے متنفر دیکھئے کیا تاویل گھڑتا ہے یا ویدک مت کو ترک کرتا ہے مگر اغراض کے سامنے ایسے
لوگ بہری کیونکر رہینگے -

انسائیکلوپیڈیا بریطانیکا کی جلد ۲۱ صفحہ ۱۳ - اور انسائیکلوپیڈیا جلد ۴ صفحہ ۱۸۷، ۱۳، ۴۰، ۴۴
میں ہے - ایران انڈیا - یونان - روم - عرب - افریقہ - قدیم امریکہ اور روما میں قربانی کا عام رواج
تھا - اور قربانیاں رضاء الٰہی - کفارہ معاصی - ازالہ غضب اصنام کے لئے - غریب کی عزت - شاعر
کی قوت بڑھانے - بیمار کی شفا کے واسطے قربانی ہوا کرتی تھیں -

عبرانیوں میں شکریہ - کفارہ اور حمد الٰہی کیلئے لڑکے کے تولد - ختنہ - شادی پر اور مہمان کے
آنے پر تھمتی ہی - زمین کے جوتنے - کنوئیں کی بنا - بنیاد عمارت - باہمی معاہدہ - عروہ کی سالانہ رسم
شکار کے بعد اور جب کسی کا جانور پہلا بچہ دے تو قربانی ہوا کرتی تھی

بابلی لوگ فینیون میں ایک انسان کی قربانی اور افریقہ میں حسین آدمی کی قربانی ہوتی تھی -
بابلیوں میں ہرن کی قربانی اور عبرانیوں میں بادشاہ اور رعایا کیطرف سے شاہی قربانی بچھڑ لیلے اور ایک
دنبہ ضروری تھا - سوختنی قربانی بھی اگنی دیوتا کیلئے ہوتی تھی اور اسکو عولی کہتے تھے حضرت سلیمان نے
جب ہیکل تیار کی تو قربانیوں کی نوبت لاکھوں تک پہنچی -

روما میں سور کی - یونان میں شراب کی قربانی بھی معمول تھا - میکسیکو میں تین منزلہ مندر میں سنگ تیر
پر قربانی ہوتی تھی - برٹانیکا جلد ۱۶ - ۲۶۰ ضرور ملاحظہ ہو - دعا اور قربانی لازم و ملزوم - جلد ۲۲ - ۳۰۰ -
ڈاہومی میں بادشاہ کی وفات پر دو ہزار آدمی کی قربانی ہوتی ہے - جلد نمبر ۱۵ -
انگلستان میں دور وائڈسن قوم میں قربانی تھی - انڈیا کی تمام اقوام میں جلد ۲۹ - ۲۸۰ سے معلوم ہوتا
ہے کہ قربانیاں ہوتی تھیں - مینے اپنی آنکھ سے جیپور کے پرانے محلات میں وہ مقام دیکھا ہے جہاں انسانی
قربانی ہوتی تھی اور اب انگریزی امن کے باعث وہاں ہر روز ایک بکرے کی قربانی ہوتی ہے مینے جب
اس پیچ در پیچ مکان کو دیکھا تو مجھے انگریزی حکومت کی بعض برکتیں یاد آگئیں -

مہاراج کشمیر کی بیماری میں جس قدر قربانیاں چرند اور پرند کی ہمارے سامنے پنڈت لوگوں نے کرائی
ہیں انکی تعداد کو میں گن بھی نہیں سکتا - اور مذہبی ناٹکوں میں ہمنے بچوں کی قربانی اور اسپر والدین کا
منگل گانا ہماری آنکھ کے سامنے کا نظارہ ہے اور وہ ناٹک والے بھی پنڈت دیانند کے ملک کے ہی تھے
مسیحی دین مین مسیح نے قربانی کا بہت لحاظ رکھا ہے اور تمام انبیا بنی اسرائیل قربانی کے موید رہے
مگر مسیحی مذہب میں آپ کے ہمنام صاحب پال نے انکار کیا - پھر بھی ابتدا مین مسیحی لوگ قربانیان کرتے رہے
اور ہربے کی اتباع اور نذر بلی مین خدا کی اقتدا ہوتی رہی - اور سچ پوچھو تو عیسائیون کی نجات ہی ایک
انسانی قربانی یا خودکشی پر موقوف ہے - جب دنیا طلبی غالب ہوگئی تو قربانیون کا روپیہ قربانیون کے
قائممقام ہوگیا اور اس بہار کے بدلہ اصل قربانی موقوف ہوگئی برائے نام یا حقیقۃ اب بھی مسیح کا لہو
اور گوشت عشاء ربانی مین کہایا جاتا ہے

پس جیسے آپنے حق کا خون کرکے ہزارون ہزار مسلمانون کا دل دکہایا ہے کیا تمہارے دل اور نرم دل
نے اسے جائز کرلیا ہے دل سے پوچھو؟ اگر ستیارتھ کے مصنف کو کوئی حقارت سے یاد کرے تو کس طرح
آریہ سماج آگ ببولا ہوتی ہے مگر کیسی بے انصافی ہے کہ اللہ تعالی کی ذات پاک اور قرآن اور بانئ اسلام
علیہ الصلوۃ والسلام کی تحقیر کرتے ہوئے آپ لوگ دل کی نرمی اور شیرین کلامی اختیار نہین کرسکتے اور
کروڑون مسلمانون کا اس سے زیادہ دل دکہلانے مین جتنا کہ مذبوح جانور اور اسکی مان بہن کا دل
دکھتا ہوگیا حیوانات کا دل دکھتا ہے -

برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا کی جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۵ مین لکھا ہے اسحاق کی قربانی کا باب اصلی نہین اور
نہ پرانا ہے اور سچ بھی ہے کیونکہ اسمٰعیل کے جیتے اسکی جوانی کے قریب زمانہ مین اسحق کا ذبح کرنا کوئی عظیم
الشان امر نہین - ایک تیرہ برس کا بچہ موجود ہے اس وقت ایک سالہ کا قربان کرنا ایسا خطرناک نہین جیسے
تیرہ سالہ اکلوتے کا قربان کرنا" پھر اسی کے جلد نمبر ۱ صفحہ ۵۵ مین لکھا ہے کہ کنعانیون مین جو قدیم باشندہ
فلسطین کے تھے انمین انسانی قربانی کا رواج تھا - جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی رؤیا کے مطابق جب
بجائے لڑکے کے مینڈھا ذبح فرمایا تو اس طریق سے انسانی قربانی کا ازالہ فرماکر حیوانی قربانی اسکی قایم مقام کردی

ہان پال! یہ تو بتاؤ کہ تمہارے یہان اگنی کنڈ میں اگنی دیوتا کے لئے جو کچھ ڈالا جاتا ہے اور اسے تم لوگ
ہب کہتے ہو اور ہب مین کیا ہوتا ہے دیکھو یجر وید صفحہ ۴۶ تیسرا ادھیا منتر نمبر ۱ کی تفسیر - خوشبودار کیسر

کستوری وغیرہ میٹھا گوڑ شکر وغیرہ پشٹ گھی دودہ وغیرہ روگ ناشک گورچ وغیرہ چار قسم کا ساکل۔" اس پر غور کرو۔

جب گھر گھر تمام دنیا میں ہر روز کستوری جلائی گئی تو اس قیمتی چیز کے طمع پر کس قدر کستوری کے ہرن مارے جاوینگے اور شکاری ان کے تباہ کرنے میں کس قدر کوشش کرینگے شہد کیلئے کس قدر مکھیوں کی خانہ ویرانی کرنے پڑیگی۔

اب ہم اسلامی قربانی اور اسکے مقابل آریہ ورتی قربانیون کا بھی ذکر کرتے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قوموں کے مصلح ہوکر آتے ہیں وہ کل رسومات سابقہ کا استیصال کرنا نہیں چاہتے بلکہ ان میں جو رسم محض غلط اور توہم پر مبنی ہو اسکو تو باطل کر دیتے ہیں اور جس رسم کی اصل صحیح ہو مگر اسکے ساتھ کچھہ غلطی ملگئی ہو اس میں صرف غلطی کی اصلاح فرما دیتے ہیں۔ اس نکتہ کو یاد رکھہ کر مضمون آیندہ پر نظر کرو۔

دوسرا مضمون قربانی پر

اسلام نے بعض قربانیون کو قطعاً حرام اور نیست و نابود کر دیا ہے۔ اول وہ قربانیاں جنمیں بتپرستی اور شرک ہو کیونکہ شرک میں مبتلا انسان بحیثیت مشرک ہونیکے حقیقی اسباب کو ترک کرکے اپنی دیوی دیوتا سے امیدوار کامیابی کا ہوتا ہے اسلیئے حقیقی کامیابی سے محروم رہتا ہے اور دوسرے ان مشرکون اور پجاریون کو اپنی اپنی دکان گرم کرنیکے لئے صدہا جھوٹے قصے بنانے پڑتے ہیں اسلیئے توحید کی حامی شریعت نے ایسی تمام قربانیوں کو باطل کردیا اور محرمات میں اسکو رکھدیا اور فرمایا۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ پ مائدہ	حرام کیا گیا تمپر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ چیزیں جنپر اللہ کے سوا کا نام پکارا جاوے۔

اور ہمارے صوفیائے کرام نے تو یہاں تک احتیاط اور تاکید کو اختیار فرمایا ہے کہ وہ کہتے ہیں مَا کا لفظ جو مَا اُهِلَّ میں آیا ہے وہ عام اور وسیع ہے۔

پھر حضرت شیخ ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے دیکھو فتوحات مکیہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۲ باب ۲۹۸۔

وَالشِّعْرُ فِي غَيْرِ اللَّهِ مِمَّا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَإِنَّهُ لِلنِّيَّةِ بِهِ أَثَرٌ فِي الْأَشْيَاءِ وَاللَّهُ يَقُولُ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ	غیراللہ کیلئے شعر کہنا مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے ہے کیونکہ نیت کا اثر چیزون میں ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے اور نہیں حکم کئے گئے وہ لوگ مگر اس بات کا کہ عبادت

لَهُ الدِّيْنَ - پ۳۰ بینه | وہ پرستش کرین اللہ کی صرف اسلئے خالص کرنیوالی ہون اپنے دینکو

ہم نے اپنی کتاب مین ایسے شعرون سے پرہیز کیا ہے جو کسی محبوب مجازی کے حقمین یا غیر اللہ کے لئے وہ شعر بولے گئے کیونکہ وہ بما اھل لغیر اللہ ہیں اور وہ حرام ہین - دوسرا ن تمام سوختنی قربانیون سے روک دیا گیا ہے جو اشیا آگ میں تباہ کی جاتی ہین اور جن کا ذکر صدہا بلکہ ہزار ہا بار مہرگ۔ رگ سام وید وان مین ہوا ہے تمہارے مشرک بھائیون نے اسوقت بھی حضرت نبی کریم پر یہی اعتراض کیا جیسے انکا قول خدا تعالیٰ نے نقل کیا ہے اور فرمایا ہے

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ - پ۴ آل عمران

الله نے سنی بات انکی جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم دولت مند ہین - اور پھر یہہ تمہارا اعتراض نقل کیا اور کہا ہے - وہ جنہون نے کہا کہ ہم رسول کی بات نہیں مانین گے جبتک ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ کہا جاتی (سوختنی قربانی) تو کہہ مجھہ سے پہلے رسول بینات لیکر اور تمہاری مانگی ہوئی چیز (سوختنی قربانی) کو بھی لیکر آئے پھر تمنے انہین کیون قتل کیا - اگر تم صادق ہو -

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ - پ۴ آل عمران

تیسری وہ تمام قربانیان موقوف کردین جنمین یہ خیال پیدا ہوسکے کہ وہ تراکیب ہمارے گناہون - بدکاریون - نافرمانیون کا کفارہ ہونگی ایسی ہی قربانیون نے جو ایک بڑے کی ہوئی یا نہ ہوئی تمام عیسائیونکو دلیر و بیباک کردیا ہے ایسی ہی قربانیان بعض جگہ منوجی نے ویدون سے بیان کی ہین چونکہ منوجی ایسی معتبر کتاب ہے جس کے ذریعہ سے تمام ستیارتھ بھرا پڑا ہے ہمین امید ہے کہ آریہ سماج اسکو تسلیم کریگی والا دکھائیگی کہ منوجی کے وہ اقوال کس ویدک منتر کے ورد ہیں - منوجی ادھیائین شلوک نمبر ۶۸ - مین لکھتے ہین گرستھ کے گھر میں چولہا - سل - بٹہ - جہاڑو - اوکھلی - موسل - پانی کا گھڑا ان سبھی کام لینے مین جیو مرتے ہین -

شلوک نمبر ۶۹

- ان پانچون کے پرائشچت کے لئے پانچ مہان یگیہ کو گرستھ لوگ نیتہ ہی کرین -

شلوک نمبر ۷۰ - پانچ مہایگیہ یہ ہیں وید کا پڑھنا - برہم یگیہ - پترون کا ترپن - پتر یگیہ - ہون کرنا - دیو یگیہ بل دینا - اتتھہ کا پوجن - منشہ یگیہ -

شلوک نمبر۱۷ - جو کوئی سامرتہہ کے موافق ان مہابگیہ کو کرتا ہے وہ روزمرہ کی ہنسا (جان کُشی) کے پاپ سے چھوٹا رہتا ہے -

قربانی کے مضمون کا آخری تیسرا بقیہ

ہمنے اس مضمون کے پہلے حصہ مین بتایا ہے کہ قربانیان کرنا انسانی فطرتون کا تقاضے ہے اور اسکو واضح کر کے دکھایا ہے کہ قربانی کرنے مین شامیون - یافث اور حامیون کی کوئی خصوصیت نہین - پہر دوسرے حصہ میں یہی بتایا ہو کہ اسلام نے قربانی میں کیا اصلاح فرمائی ہے اور کن قربانیون سے روکا ہی اب ہم تیسرے حصہ کو جو اس مضمون کے متعلق ہے بیان کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ اسلام نے کن قربانیون کو جائز رکہا ہے سو اول انسانی قربانی کا ذکر کرتے ہیں مگر قبل اسکے کہ اسکا بیان کرین قربان کے لفظ کی جس سے قربانی کا لفظ نکلا ہے تشریح کرتے ہیں سنو اس لفظ قربان کے لغت عرب میں کیا معنی ہین

قرب الشیٔ قربانًا	خوب ہی نزدیک ہوئی یہ چیز
القربان بالضم ما قرب الی اللہ	قربان پیش کے ساتھ جواد کیطرف نزدیک کرے -
وما تقربت به	اور قربان وہ ہی جسکے ذریعہ تو اللہ کے نزدیک ہو
والقربان جلیس الملک وخاصته	قربان بادشاہ کا مجلسی اور اسکا ممتاز -
ومنه الصلوٰة قربان کل تقی	اسی محاورہ پر ہے کہ نماز ہر ایک متقی کیلئے قربان ہے -

اور حدیث مین آیا ہے -

ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احببته - فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها (بخاری)	میرا بندہ نفلون کے ذریعہ میرے قریب ہوتا ہی یہان تک کہ میں اسی پیار کرتا ہون اسکے کان بنجاتا ہون جس سے وہ سنتا ہی اور آنکھ بنجاتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہی اور ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤن جس سے چلتا ہے -

پس قربان کے معنی ہوئے اللہ تعالی کی رضامندیون میں اپنے آپ کو محو کر دینا اور اس ذریعہ سے اپنے آپ کو اسکے نزدیک کرنا اور اسکے خاصون مین ہو جانا - جب کوئی انسان ایسا ہوتا ہی کہ نہ اوسکو کسی کیساتھ مخلوق مین ذاتی رنج و غضب ہوتا ہو اور نہ کسی کیساتھ مخلوق مین سے ذاتی محبت اور تعلق ہوتا ہے اسکی محبت خلق سے ہوتی ہے مگر اللہ و باللہ و فی اللہ ہوتی ہے اور اسکا بغض بہی ہوتا ہی مگر للہ و باللہ و فی اللہ ہوتا ہی وہ فانی باللہ اور

باقی بالبعد ہو جاتا ہے۔ اسکا کہا نا صرف اسلئے ہوا کرتا ہے کہ جناب الہی نے کلوا کا حکم دیا ہے اور ایسے آدمی کا پینا اس لئے ہوتا ہے کہ اسکو بیبین الہی ارشاد ہے وَاشْرَبُوا۔ اور اسکا بی بی سے محبت و پیار اسی واسطے ہوتا ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (رپ ۱) کا حکم ہے۔

پس شہوت و غضب طمع و جزع۔ عجز و کسل۔ بے استقلالی وغیرہ رذایل اسمین نہین رہتے۔ وہ انعامات کیوقت اگر شکر کرتا ہے تو ارشاد الہی سے اگر مصائب پر صبر کرتا ہے تو رضاء الہی کے لئے وہ اپنے اور دوسرے کے معاصی پر اسلئے ناراض ہوتا ہے کہ اسکا مولی ان باتون پر ناراض ہے۔ وہ شریر کون بے ایمانوں۔ شریرون پر تلوار اُٹھاتا ہے مگر الہی ہتیار بن کر۔ یہی **قربانی** ہے جسکے بارے ارشاد ہے

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ۔ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔ (رپ مائدہ)

جب ان دونوں نے قربانی دی آخر ایک کی قبول ہوئی اور دوسری کی رد ہوئی۔ اُس نے کہا مین تجھے مار ڈالونگا اُسکو کہا اللہ متقیون کی قربانی قبول کیا کرتا ہے۔

دوسری انسانی قربانی جسکو اسلام نے جائز رکہا ہے جو انان قوم اور مدبران ملک کی قربانی ہے۔ مگر اسوقت کی بڑے بڑے سیاسی بلاد یورپ و امریکہ ہان تمام بلاد کا ذکر کیون کرین خود انگلستان نے میری ذرہ سی شخصی زندگی مین جہان انڈیا۔ کابل۔ پنجاب۔ دہلی کے غدر۔ سوڈان۔ خرطوم۔ ٹرنسفال اور نالی لینڈ وغیرہ جزائر مین صرف تجارت یا یون کہو حکومت کیلئے لاکھون نیر اور ڈیڑ قربانی کئے ہیں تو وہان ان تراشئے گلون نے اپنے ملک و قوم کو تو دنیا کے صراط پر سے کیا گذار دیا کی جنت میں پہنچا دیا ہے اور ویدک تعلیم نے تو ہزارہا منترون میں اس نرمیدہ انسانی قربانی کی تاکید لکھی ہے میں کہان تک گن کر دکھاؤن مشتے لطور نمونہ یا دانہ از خروارے لکھتا ہون۔

اول دیکھو سوال نمبر ۴ کو جہان مینے مفصل حوالے دئے ہیں ستیارتھ صفحہ ۳۵۵ رگوید بھاش نمبر ۶۶۱ اور نمبر ۷۰ و نمبر ۶۱۶ اور اسکے علاوہ دیکھو یجروید ادھیا نمبر ا منترہ حصول راج اور لکشمی کیلئے کیا شغل تجویز کیا ہے اور اسی ادھیا کے منتر نمبر ۶ و منتر ۲۶ مین جہان دشمن کے باندھنے اور نہ چھوڑنے کا حکم ہے قابل غور ہے اور منتر ۲۸ مین ہے بغیر لڑائی اور طاقت کے دشمن کبھی نہیں ڈرتے۔ یجروید ادھیا پانچ منتر ۲۲ میں ہے جیسے مین دُشٹ سبھاؤ منشتروں کے سر کاٹتا ہون تو بہی کاٹ۔ یجروید ادھیا نمبر ۶ منتر ا جیسے مین بداطوار دن کی گلو تراشی کرتا ہوں ویسی ہی آپ بہی کیجئے۔

اسلام نے اس قربانی کو صرف دفاعی جنگون میں منحصر اور محدود کر دیا - جب مخالف دشمن مسلمانون کو قتل کرین اور اسلام کا استیصال کرنے لگین تو اُس وقت کیلئے فرمایا

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّہُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِہِمْ لَقَدِیْرٌ پ۱۷ حج

اجازت دیگئی اُن لوگوں کو جن سے لڑائی کیگئی اسلئے کہ وہ مظلوم ہین اور اللہ انہین دشمن پر غالب کردینے پر قادر ہے

اور فرمایا ہے

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ پ۲ بقرہ

مقابلہ کرو اعلاء کلمۃ اللہ مین ان سے جو تم سے مقابلہ کرتے ہیں اور حد سے نہ بڑھنا - اسکے معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانشین نے یہ کئے ہین کہ لڑکے عورتین - بڈہے - فقیر اور تمام صلح جو نہ مارے جائین -

وَقَاتِلُوْہُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ پ۲ بقرع

اور فرمایا - مقابلہ کرو یہان تک کہ فتنہ اور شرارت نہ رہے

اسلام کا خدا تعالی نے دونون طرح کا غلبہ دکہانا چاہا ہے ایک وقت تہا جب دشمن نے اسلام کے استیصال کیلئے تلوار اُٹہائی مسلمانون کو قتل کرنا شروع کر دیا تو اسلام نے مسلمانون کو ابتداءً ترکِ جنگ سے روک دیا کہ غدر نہ کرنا اسملک سے نکل جاؤ - جہان تکلیف ہو اسلئے مکّہ معظمہ کا ملک چہوڑ دیا گیا جب دشمن کو اسپر صبر نہ آیا اور اس نے تعاقب کیا تو آخر اسلام نے تلوار اُٹہائی اور کامیاب ہو گیا -

پہر اس وقت چودہوین صدی مین صرف حجج کے اسلحہ سے اسلام سے جنگ شروع ہو گئی اسلام کے باعث کوئی قوم کسی مسلمان پر ہتیارون سے اب کام نہین لیتی تو اسلام نے بہی براہین نیرہ اور حجج ساطعہ اور دلائل واضحہ (زنرک رشتی) سے مقابلہ شروع کیا -

بُت پرست قومین اسلام کے مقابلہ سے ہار کر بت پرستی کے دعوی سے باز آرہی ہین اور بالکل اس مسالہ میں صلح جو ہو رہی ہیں کیونکہ انڈیا میں کچھ برہمو ہو گئے ہیں اور کچھ آریہ سماج - ادہر یورپ و امریکہ میں یونی ٹیرین - فری تھنکرون کا سمندر موج مار رہا ہے - اور کیا خوب ہوا حضرت مسیح کی خدائی نیست و نابود ہو رہی ہے یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَہُمْ بِاَیْدِیْہِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ (پ۲۸ حشر) مخلوق اسلام کے مقدس مذہب مین آرہی ہے - دھرم پال یا اور ایسے چند بہائی اسطرح اسلام سے نکل گئے جس طرح بال مکہن سے الگ ہو جاتا ہے تو کہ مقدس مذہب اس وقت خس و خاشاک سے پاک ہو جاوے -

ہمارے مولوی تو علی العموم سمجھیں یا نہ سمجھیں اگر اسوقت وہ مہدی آیا ہوتا جس کو خونی جنگ کرنی ہے تو ایجاد اسلحہ اور اتحاد قومی و ملکی اور عصبیت کا جلوہ مسلمانوں میں روز افزوں ہوتا نہ یورپ میں یہ عصبیت کے سوائے جنگ کی وساطت سے دنیوی سلطنت کا ملنا خیال است و محال است و جنون میرے دیکھتے ایک طرف سلطنت اودھ و دہلی زنجبار مراکش یمسقط یمصر اور دوسری طرف یارقند یسمرقند۔خیوا بخارا۔سرویہ۔مانٹی نیگرو۔ہرزیگوینیا و جزایر سایپرس۔کریٹ ملکہ اور حصص مملکت ترک بھی اور عرب کے حصہ ہائے کویت اور عدن ومین بتدریج کچھہ نکل گئے اور باقی نکل رہی ہیں اسی واسطے تو مہدی صادق علیہ السلام نے یہ نظم لکھی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے۔
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتوے فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ
عیسےٰ مسیح جنگوں کا کردے گا التوا

جب آئیگا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا

ہوویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بیخوف و بیگزند

یعنے وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا

اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

القصہ یہ مسیح کے آنیکا ہے نشان
کردیگا ختم آکے وہ دین کی لڑائیان

ظاہر ہین خود نشان کہ زمان وہ ماں نہین۔
اب قوم مین ہماری وہ تاب و توان نہین

اب تم مین خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی

وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہین رہی

وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہین رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہین رہی

وہ درد وہ گداز وہ رقت نہین رہی
خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہین رہی

دل مین تمہارے یار کی الفت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہین رہی

حمق آگیا ہے سر مین وہ فطنت نہین رہی
کسل آگیا ہے دل مین حلاوت نہین رہی

وہ علم و معرفت وہ فراست نہین رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی

دنیا و دین میں کچھہ بھی لیاقت نہین رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہین رہی

وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہین رہی
ظلمت کی کچھہ بھی حد و نہایت نہین رہی

ہر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہین رہی
نورِ خدا کی کچھہ بھی علامت نہین رہی

سو سو گند دل مین طہارت نہین رہی
نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہین رہی

خوانِ تہی پڑا ہے وہ نعمت نہین رہی
دین بھی ہے ایک قشر حقیقت نہین رہی

مولیٰ سے اپنے کچھہ بھی محبت نہین رہی
دل مر گئے ہین نیکی کی قدرت نہین رہی

سب پر یہہ اک بلا ہے کہ وحدت نہین رہی
اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودّت نہین رہی

تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہین رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہین رہی

اب تم مین کیون وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس مین ہے یہی کہ وہ حاجت نہین رہی

اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے
کرنی نہین ہے منع صلوۃ اور صوم سے

ہان آپ تم نے چھوڑ دیا دین کی راہ کو
عادت میں اپنے کر لیا فسق اور گناہ کو

اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
مومن نہین ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے

اے قوم! تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
روتے رہو دعاؤن میں اب وہ اثر نہین

کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں
شیطان کے ہین خدا کے پیارے وہ دل نہین

تقوے کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دل مین تھے ناپاک ہو گئے

کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے

اب تم تو خود ہی موردِ خشمِ خدا ہوئے
اُس یار سے بشامت عصیان جدا ہوئے

اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بنکے محل سزا ہوئے

سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہان
وہ صدق اور وہ دین امانت ہے اب کہان

پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایمان نہیں رہا
وہ نور مومنانہ وہ عرفان نہین رہا

پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجیے
آیت عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ یاد کیجیے

ایسا گمان کہ مہدئی خونی بھی آے گا
اور کافرون کے قتل سے دین کو بڑھائیگا

اے غافلو! یہہ باتین سراسر دروغ ہیں
بہتان ہین۔ بے ثبوت ہین اور بے فروغ ہین

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے
تم مین سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے

تھوڑے نہین نشان جو دکھائے گئے تمہین
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہین

پر تمنے اُن سے کچھہ بھی اُٹھایا نہ فائدہ
منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہہ مائدہ

بخلون سے یارو باز بھی آوٴگے یا نہین
خو اپنی پاک صاف بناوٴگے یا نہین

باطل سے میل دل کی ہٹاوٴگے یا نہین
حق کیطرف رجوع بھی لاوٴگے یا نہین

اب عذر کیا ہے کچھہ بھی بتاوٴگے یا نہیں
مخفی جو دل میں ہے وہ سناوٴگے یا نہین

آخر خدا کے پاس بھی جاوٴگے یا نہین
اُس وقت اوس کو منہ بھی دکھاوٴگے یا نہین

تم مین سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اسکا فرض ہے کہ وہ دل کر کے استوار

لوگون کو یہہ بتاے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

تیسری قربانی جسکو اسلام نے بعض جانور دن کو اللہ تعالی کی عظمت و کبریائی یاد کر کے ذبح کرنے اور انکا گوشت پکا کر استعمال کرنیکا حکم دیا ہے اس قربانی کے منشار بہت ہین

اول تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسمعیل علیہ السلام کی اس سچی قربانی کی یادگار ہے جو ان دونون نے اس فرمانبرداری مین کر دکھائی اور جس کا بیان اس آیت مین ہے۔

اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ
مَاذَا تَرٰی۔ قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ
سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔
فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ
یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا۔
(پ ۲۳ صافات)

مین خواب دیکھتا ہون کہ مین تجھے ذبح کرتا ہون اب تو
غور کر کے بتا کہ تیری کیا رائے ہے اس نے کہا اے میرے
باپ تو وہ بات کر جسکا تجھے حکم دیا جاوے تو مجھے انشاء اللہ صابر پائیگا
اور جب وہ دونون اللہ تعالی کے حکمون پر راضی ہو گئے
اور اسے ماتھے کے بل لٹایا ہمنے اُسے آواز دی کہ
اے ابراہیم تونے خواب کو سچا کر دکھایا۔ اور فرمایا

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَهٗ
وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ
(پ ۸ انعام)

میری نماز میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے
ہاتھہ ہے جو پروردگار ہے جہانون کا اسکا کوئی شریک
نہین اور اسیکا مجھے حکم دیا گیا ہے اور مین پہلا فرمانبردار
ہون۔

دوم۔ مشرکوں۔ بت پرستوں کو دکھایا ہے کہ تمہاری دیوی دیوتا کی قربانیاں سب لغو ہیں اُنکی ذرہ
ضرورت نہین۔ اگر یہ ضروری ہیں تو دیکھو مین جانوروں کو ذبح کرتا ہوں مگر پہر بھی ان دیوی دیوتا کی نذر
ونیاز مین نہیں چڑہاتا اور نہ انکے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اور نہ میں اگنی دیوتا میں انکو ڈالتا ہوں مگر میرا
ذرا نقصان نہیں ہوتا۔ اگر کوئی خونخوار دیوی اور دیوتا ہے اور میں اسکی مخالفت مین اسکے نام کی قربانی
نہین کرتا۔ تو چاہئے کہ میرا کوئی بال تو بیکا کر کے دکھائے جب نہین کرسکتا تو معلوم ہوا کہ یہ قربانیاں لغو ہین
پس جیسے ہمارے سب کام الہی رضامندی کے لئے ہونے چاہئین اسیطرح قربانیان بہی
اسی کے نام کی ہونی چاہئین۔ سجدہ ہو تو اسیکا تعظیم ہو تو اسی کی۔ ذبح ہو تو اسی کے نام کا وغیرہ وغیرہ

سوم۔ چونکہ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے اس لئے یہ ظاہری نظارہ کہ ہمنے کس طرح ایک جانور کو جو ہمارے
ماتحت ہی ذبح کر دیا ہے جناب الٰہی کی کبریائی کو یاد دلاتا ہے کہ ہم اور ہمارے اطبا اور ہمارے مدبر محافظ
اور دعائین اور شفاعت کرنیوالون کی تمام کوششین اس محدود زندگی کیلئے انکی محنتین بیسود ہو جائینگی
اور بے سود ہو جاتی ہین۔ اسی طرح حق سبحانہ وتعالی کیطرف سے جب حقیقی طور پر وفات وموت کا وقت آتا
آگیا جو ہمارے لئے مقدر ہی ٹہرا ہاتھہ پاتو ہلائیں گے کچھہ مفید نہ ہوگا اس قربانی کے اس نظارہ سے
انشاء اللہ امید ہے کہ آخر انسان اس نتیجہ پر پہنچ جاوے اگر سلیم الفطرت ہے کہ دنیا روزی چند عاقبت کار با خداوند

مجھے کامل فرمانبرداری حق سبحانہ وتعالیٰ کی چاہئے۔

چہارم۔ جہانتک نظام کائنات کا مطالعہ کیا جاتا ہے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ عناصر بسیطہ سے لیکر حیوانات تک بلکہ ادنیٰ انسانوں سے لیکر متوسطین تک اعلےٰ درجہ کے انسان کیلئے نیابت کرتے ہیں۔ اور نظارے جاتے دو۔ بیل جیسے ہیں کے پہاڑتے۔ پانی کے دینے۔ باربرداری کیلئے ہر وقت انسان کی محنتوں کے بدلہ اپنے آپ کو لگائے ہوئے ہیں۔ اور کوئی عقلمند یا رحیم مذہب اس سے مضائقہ نہیں کرتا خود گاؤ تمہاری ماتاجی چرواہے کے قبضہ میں تمام دن کاٹتی ہے اور اسکا بچہ اس سے الگ "بلبلاتا ہے اور تڑپتا ہے"۔ پر مہاتما لوگ اپنے لئے اور اپنے بہپ اور بہن کے لئے کوئی آریہ سماجی رحم نہیں کہاتا۔

اسی طرح فوجیں اور ادنےٰ متوسط افسر اعلیٰ انسان کیلئے کٹوائے جاتے ہیں اور مارے جاتے ہیں تو کیا اس سے یہ چوتھی درجہ قربانی کی نہیں نکل سکتی کہ ہم ہماروں کی جان کے بدلہ بھی انکو قربان کریں +

سوال نمبر ۴۴ } مردار۔ سور۔ اور خون حرام ہے۔" (۱) مردار کی تعریف کہ جسکی روح الگ ہو گئی ہو گو ذبح ہو (۲) خون حرام ہے تو گوشت کیوں حلال ہے تمام جسم کی بالیدگی خون سے ہوتی ہے (۳) مادہ کے رحم میں نطفہ مادہ کے خون سے بنتا ہے اور اسی سے پرورش پاتا ہے۔ (۴) سور کیوں حرام ہے"۔

الجواب } (۱) جو تعریف آپ نے مُردار کی ہے وہ غلط ہے اور بالکل غلط ہے اسلام میں مردار اُس جانور کو کہتے ہیں جو ذبح اور نحر اور شکار کے سوا خود بخود مر گیا ہو۔ مردار سے علی العموم خون نہیں نکلتا۔

(۲) خون میں تیس ۳۰ سے زائد قسم کی زہریں ہوتی ہیں۔ خون کہانیوالے لوگوں میں ان زہروں کے استعمال سے بہت سی قوی تباہ ہو جاتے ہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ مُردار خوار اور خونخوار قوموں کی عقل اور ذہنی قویٰ نہایت کثیف اور کودن ہوتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ شدید تغیرات سے احکام بدل جاتے ہیں چنانچہ تمہارے نزدیک بھی یہ امر مسلم ہے کہ ہر ایک جزو حیوان کا خون سے بنتا ہے مگر تم لوگ "دودہ" کو جو خون سے بنتا ہے پیتے ہو اور ذرہ تامل نہیں کرتے گوشت اگر خون سے بنتا ہے تو دودہ۔ دہی۔ مکھن۔ بالائی بھی خون سے ہی بنتی ہے۔ غور کرو اور نکتہ چینی کے وقت عقل اور انصاف کی حد سے باہر نہ نکل جاؤ۔

اور یہ بھی مسلم امر ہے کہ غذا کا اثر غذا خور پر پڑتا ہے اسواسطے لکھا ہے کہ برہمن۔ کھشتری۔ ویشیوں کو ناپاک یعنی بول و براز وغیرہ کی میل سے پیدا ہوئے۔ ساگ۔ پہل۔ مول وغیرہ نہ کھانا چاہئے اور جو چیزیں عقل کو

کھونے والی ہیں انکا استعمال کبھی نہ کریں دیکھو صفحہ ۳۵۷ و ۳۵۸ ستیارتھ پرکاش
(۱) سور نر سے میل کرتا ہے اسواسطے اکثر سور خور ساڈومی کے مرتکب ہوتے ہین ۔(۲) جماع کا بڑا
خواہشمند ہے اسواسطے وہ لوگ زیادہ تر زانی ہوتے ہین (۳) گند سے اسے محبت ہے۔اسی واسطے
کل جلالہ گند خور جانور اسلام مین حرام ہین ۔(۴) ہاگ کالرا کی جڑ ہے ۔(۵) سور اپنے بچون اور باپ
کو بھی کہاتا ہے (۶) بڑا حریص ہے ۔

سور مین نقصانات ذیل اور بھی ہین۔
(۱) ٹی نیا سولیم۔یعنی کدو دانے (۲) ٹی نیا
سپائی رلیس ۔یہ بھی ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جو سور کے گوشت کے ساتہہ پیٹ مین چلا جاتا ہے ۔اور
انتڑیون میں انڈے بچے دیکر اسکی نسل پہیل جاتی ہے بچے اور خود کیڑے بہی امعا کی دیوارونمین
سوراخ کر کے شریانونمیں گہس جاتے ہین اور خون کے ساتہہ عضلات مین چلے جاتے ہین اور وہان بڑے
ہو جاتے ہین اور اپنے اوپر جہلی بنا لیتے ہیں اس سبب سے عضلات خراب اور کمزور ہو جاتے ہین اور امعا مین
جریان خون اور جگر مین چربی پیدا ہو جاتی ہے ۔عضلات مین درد اور تکلیف رہتی ہے اور اگرچہ امعا کے
کیڑے جلاب سے دور بہی ہو سکتے ہین مگر جو عضلات مین پہنچ چکے ان کا کچھ علاج نہیں سوائے اس کے
کہ خود ہی مر جائین (۳) ہائی ڈیے ٹڈ آف دی لیور۔جگر کی رسولی جسمین ٹی نیا کائی نوکاکس کا کیڑا جگر
میں گہر بنا لیتا ہے اس کیڑے کا اصل تخم بہیڑیا سور مین پایا جاتا ہے اور پہر وہان سے منتقل ہو کر کتے مین
آتا ہے اور کتے مین سے نکل کر اگر انسان مین داخل ہو جائے تو یہ جگر کی رسولی پیدا کرتا ہے انتہی ۔

سوال نمبر ۴۵ ۔
خون حرام ہے ۔گوشت بہی منجمد خون ہے وہ کیون حلال ہوا ۔

الجواب ۔ قرآن مجید مین جس خون کو حرام فرمایا ہے اسکی تفصیل بہی کر دی ہے جیسے فرمایا ہے

قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْ مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا ۔

تو کہہ مین اپنی وحی میں کسی کہانیوالے پر کوئی شے حرام نہین پاتا سوائے اسکے کہ مردار ہو یا گرا ہوا خون ہو ۔

آیوروید کو پڑہو اسمین بہی تو لکہا ہے کہ خون میں اقسام اقسام کی زہرین ہوتی ہین جو پیشاب کے ذریعہ خارج
ہوتی ہین منجملہ ان کے کاربانک ایسڈ اور ٹوبین تو عام مشہور ہیں جن سے فالج یا استرخا اور تشنج
پیدا ہوتے ہین ۔

پیشاب کے اجزاء

۱- یوریا } اسکا اچھی طرح خارج نہ ہونا مرض یوریمیا پیدا کرتا ہے اور اکثر گردون کی بیماری مین جب پیشاب خارج نہین ہوتا یہی بیماری ہلاکت کا باعث ہوتی ہے۔

۲- یورک ایسڈ { ا- ایسڈ سوڈیم یوریٹ / ۲- سوڈیم یوریٹ } ان کی زیادتی سے مرض گوٹ پیدا ہوتی ہے خاص کر ایسڈ سوڈیم یوریٹ سے

۳- کری ایٹے نین } اس پر مصنوعی طور سے تجربہ کیا گیا ہے کہ جب یہ دماغ پر لگائی جاوے تو تشنج شروع ہو جاتا ہے۔

۴- ہپ یورک ایسڈ - (۵) کیلسیم اکسیلیٹ -

۶- سلفیٹس { ا- ایتھیریل / ۱- دھاتی } مثلاً پوٹاسیم فی نل سلفیٹ - / مثلاً پوٹاسیم اور سوڈیم کے -

۷- کلورائڈز } ان مین سے سب سی زیادہ نمک ہوتا ہے

۸- فاسفیٹس { ا- سوڈیم اور پوٹاسیم کے / ۲- کیلسیم اور مگنیزیم کے } یہ خاص کر اعصاب کا فضلہ ہوتے ہین -

۹- رنگ وغیرہ مثلاً (۱) یوروکرم (۲) یوروبائی لین (۳) انڈی کین -

پوٹاسیم کے جتنے نمک ہین ان پر تجربہ کیا گیا ہے اگر وہ دماغ کی سطح پر لگائے جائین تو تشنج پیدا کرتے ہین اور اگر خون میں زیادہ ہو جاوین یا دوا کے طور پر استعمال کئے جائین تو دل کو کمزور کرتے اور دماغ کو صدمہ پہنچاتے ہین اسی واسطے ان دواؤن کو جنمین پوٹاسیم ہو دماغ اور دل کی بیماری مین نہین دیتے علاوہ اسکے یہ عام طور پر عضلات کو بھی ضعیف کرتے ہین -

زیادہ تر یہی چیزین پیشاب کے راستہ خارج ہوتی ہین اور ان کا نقصان اسی وقت بہت جلد اور بہت سخت ہوتا ہے جب یہ خون مین رہین اور پیشاب کے راستہ صاف نہ کر لئے جائین -

خون - خون مین سی جو فضلات نکلتے ہیں وہ اکثر وہی ہین جو پیشاب کے راستے نکل جاتے ہین البتہ کاربونک ایسڈ گاس پھیپھڑون کے ذریعہ سے نکلتی ہے -

چند اور بھی ہین مثلاً لیوسین - ٹائروسین - کولیسٹرین اور لیکٹک ایسڈ وغیرہ وغیرہ اور انکو نیا

کے نمک یہ آخرسب تغیر پاکر یورپا بین نبدیل ہوکر یشاب کی راہ سے خارج ہوجاتے ہین انہین سے
لیک ٹک ایسڈ ایک ایسی چیز ہے جو عضلات کا فضلہ ہے اور جب آدمی بہت کام کرتا ہی تو یہ چیز عضلات
مین جمع ہوجاتی ہے اور آدمی تہک جاتا ہے دوسرے الفاظ مین یون کہئے کہ تہکان کا باعث یہ
چیز ہے جب یہ دور ہوجاوے تو پہر عضلات کام کرنیکے لایق ہوجاتے ہین اور تکان دور ہوجاتی ہے
اور قران کریم نے تو اصول محرمات کے چار بتائے ہین -

اول - وہ چیزین جن سے صرف جسمانی قوےٰ پر برا اثر ہوتا ہے جیسے مردار خوار حیوانون اور انسانون
مین ہم مشاہدہ کرتے ہین - مثال کے طور پر مردار خور چوہڑون - بھنگیون - سانسیون اور بعض
اگہوریون کے بدنون - چمڑون - اور زبان کی کرختی کو غور سے دیکہو - اور ان سے اُتر کر ان کی شکل
چیل - گرگس اور مردار خور سیاہ کوّے کو دیکہو کیسے بدشکل - دون ہمت سست اور کاہل ہوتے ہین -

دوم - وہ چیزین جن سے دقیق فطری قویٰ پر بداثر پڑتا ہے جیسے خون کو کہانیوالی قومین موٹے موٹے
مسایل سے بہی ناواقف ہین - مثال کے طور - چوہڑون - بھنگیون - سانسیون - اگہوریون اور
کانگڑہ ویلی اور جموں کے پہاڑون مین خون کہانیوالے لوگون کو دیکہو کیا ممکن ہی کہ کوئی باریک
مسألہ آلہیات کا یا سوشیل اور پارل کے دقایق انکو کوئی سمجہا سکے - مینے تجربتاً بارہا ان لوگون کو سمجہانا
چاہا ہے مگر حیرت زدہ رہکر کہدیا کرتے ہین کہ یہ باتین ہم اناڑون اور پنڈتون کے سمجہنے کی ہین -

سوم - وہ جن سے اخلاقی قوےٰ تباہ ہوتے ہیں جیسے سور اور شراب -

چہارم - وہ اشیاء حرام ہین جو روحانی اور اعتقادی قوتوں کو تباہ اور ہلاک کرتی ہیں جیسے خدا کے
نام کے سوا بتون کے نام اور غیراللہ سے تقرب کیلئے ذبح کئے جانور بلکہ وہ چیزین جو بت پرست بتون پر چڑہاتے ہین
گوشت تو منجمد خون نہین یہ تشریح شاید آپنے من گھڑت تجویز کی ہے جس طرح گوشت خون سے بنتا ہے اسی
طرح دودھ - دہی مکہن - گھی اور بہت ساری چیزین جن سے تمہاری پرورش ہوتی ہے خون سے بنی ہین
کیوں تم استعمال میں لاتے ہو - ہان بیدون سے معلوم ہوتا ہے کہ جل آگ سے بنا ہے جل تو پیتے ہو آگ کیون نہین کہاتے

سوال نمبر ۲۶ } بیت اللہ میں خون مت گراؤ - کیا خدا کا گہر عرب کے ایک کونے کی چار دیواری میں محدود
ہے باقی دنیا شیطان کا گہر ہے - کب ہوگا کہ بیکس اور معصوم لیلے اور بکری کے بچہ کی درد ناک
آواز ہمین ایسی بے چین اور بیقرار کردیگی جیسے ان کے عزیز بچہ کی بلبلاہٹ - ثبوت کیلئے پیش کیا ہے

(۱) وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۔ پ۲ بقرہ

(۲) حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۔ پ۷ مائدہ

(۳) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَا آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ ۔ پ۶ مائدہ

الجواب } قربانیون مین ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اتباع تو نر دنبہ (گوسپند) سینگون والا قربانی فرمایا کرتے تھے اور دودہ والی بکریان جن کے نیچے بچے ہون اور دودہ والی گوسپند مادہ قربانیون مین ذبح نہین کی جاتی تھین۔ مگر تم یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالی کو تم رحیم۔ کریم دیالُو۔ کرپالو مانتے ہو یا نہین؟ پھر یہ بھی مانتے ہو کہ نہین کہ وہی موت دیتا ہے اگر مانتے ہو تو بتاؤ مخلوقات مین ہزارون عورتین بچے والیان بیمار ہوتی ہیں ہزارون مرتی ہین اور اُنکے بچے بلبلاتے ہین انکی دردناک آوازین آپ کو بے چین وبیقرار کرتی ہین یا نہین۔ اگر آپ کو بیقرار کرتی ہین تو خدا کو کہو کہ ایسا انتظام تو نے کیون کر رکھا ہے۔

نیز تمہاری گائین اور بکریان باہر چرنے کو جاتی ہین اور تم لوگ اپنے دودہ کے طمع سے اونکے بچوں کو مادہ سے الگ کر دیتے ہو اور وہ بیقرار بلبلاتے اور چلاتے ہیں مگر تم لوگ ذرا پروا اپنی طمع کیلئے نہین کرتے اور ہر روز یہی معاملہ درپیش ہے۔ نیز گاڑیبانا کے خاوند صاحب کو صبح سے اپنی اقسام اقسام کامون اور ہل مین لگاتے ہو اور دوپہر تک چابک مارتے اور اس پر کیسے کیسے آوازے کستے ہو کہ الامان تم کو رحم نہیں آتا کہ کھیتی باڑی چھوڑ دو اور بچون اور انکی ماؤں کو آزاد کرو۔ تمہاری گاڑیبانا کے خاوند اور ٹٹو جن عذابون میں گرفتار ہین کیا وہ ذبح سے کم ہے۔

آیات کا مطلب تو صاف ہے۔ پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ عزت والی مسجد کے پاس اُن سے (مکہ والون سے) جنگ مت کرو۔ جبتک وہ تم سے وہان جنگ نہ کرین۔ اس آیت کا منشا صرف یہ ہے کہ عبادت گاہ مقام جنگ نہین۔ اور دوسری آیت کا منشا یہ ہے کہ حالت احرام مین شکار مت کرو احرام کی حالت حج کی عبادت مین داخل ہونیکا نشان ہے اور ظاہر ہے کہ عبادت کیوقت شکار کا وقت نہین۔ بیت اللہ کو خدا کا گھر کہنے پر اعتراض ہی عجیب ہے۔

اول تو اسلئے کہ تمہاری منو کے پہلے ادھیا نمبر ۱۰ اشلوک مین ہے۔ سنسکرت مین پانی کو نارا کہتے ہین وہ

پہلے پرماتما کا گھر تہا اس وجہ سے پرماتما کو نارائن کہتے ہین
دوئم اسلئے کہ آپ کے یہان لکھا ہے ہمیشہ سرشٹی کے پہلے چار آدمیون کے ہر دسے پر ہبنو کا گیان
وید جلوہ گر ہوا تو کیا دوسرے تمہارے بزرگ لوگون کے ہر دون مین شیطانی گیان تھا۔
سوئم۔ نسبت تو دوسرے تعلق سے پیدا ہو جاتی جیسے تم اب سماجی ہو یا ہم عربی ہین۔ اسیطرح مکہ معظمہ
کی مسجد چونکہ ابو الحنفاء شرک سے پورے بیزار ابراہیم سے ملکہ اس سے بہی پہلے الٰہی عبادت کیلئے بنائی
گئی اسواسطے وہ بیت اللہ کہلائی جیسے فرمایا۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ پ۴ آل عمران

پہلا گھر جو (خدا کی عبادت کیلئے) تومون کیلئے بنایا گیا وہ مکہ مین ہے مبارک اور ہدایت ہے لوگون کیلئے۔

سوال نمبر ۴۷ } احرام کے دنون مین شکار نہ کرو۔

الجواب } احرام سے عبادت حج شروع ہوتی ہے تو کیا عبادت کے وقت اور اشغال مناسب ہین
تم نہیں جانتے کہ ایک شغل دوسرے شغلون کا مانع ہوتا ہے۔ تمہارے یہان سینت[1] کیوقت گرہ[2]
آشرم کب جائز ہے اور شکار تو بڑے اشغال کا موجب ہی۔

سوال نمبر ۴۸ } (۱) موسیٰ کی لاٹھی کو خدا نے سانپ بنا دیا۔ (۲) ساحرون کے ڈنڈون کو جو سانپ بنگئے تہے کھا گئی۔ (۳) وہ ڈنڈے ساحرون کے چالیس گدہون کا بوجھ تہا
(۴) کتنی سو من وزن موسیٰ کی لاٹھی سب کو کہاگئی (۵) ڈکار بھی نہ لیا۔ جگالی بہی نہ کی (۶) لوگ جو
ڈر کر بھاگے چالیس ہزار آدمی اس گھمسان مین مر گئے۔ (۷) موسیٰ کو اس کثرت سے لوگون کے مرنے پر رحم
آیا۔ (۸) اس اپنے سانپ کو جو پکڑا پہر لاٹھی کی لاٹھی (۹) ایک پیغامبر نے اس قصہ پر ملمع چڑہانا چاہا مگر سب بےسود

الجواب } تمہارے اصل نمبر ۴ مین ہے ست کو لینا اور راست کو چھوڑنا چاہئے پس کیا اس سوال نمبر ۴۸
کے نمبر ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ مین ذرہ بہی نمنے صداقت۔ رہنبازی اور شرم وحیا سے کام لیا ہے اور
نمبر ۹ مین جس پیغامبر کا ذکر کیا ہے اسنے تو لفظ راپنی فہم و فراست کے نیک نیتی سے کام لیا ہے اور یہی ہمارا اسکی
نسبت اعتقاد او یقین ہے مگر دیانند نے جس ملمع سازی اور روبہ بازی سے کام لیا ہی اور وید کے چہرہ پر
نہ برنہ برقعے چڑہائے ہیں اُس سے ایک جہان واقف ہے اسکی یہ چالاکی کیا چشم پوشی کے لائق ہے کہ طبع
اول کی ستیارتھ کو جو اسکے شاگرد اور ایک راجہ کے اہتمام سے تیار ہوا انکار ہی کر دیا اور وید بہاشیہ کے متعلق

آخر آریہ مسافر نے یہ پردہ براندازی کی کہ اسکا ناگری ترجمہ اور بہاؤ ارتھ غلط ہے اور پوپون کی دست برد سے محفوظ نہیں رہا۔ غور کرو دیانند نے ویدوں کا بہاشں لکہا اس خیال سے کہ پرانے بہاشں غلط ہین مگر بدقسمتی اور خذلان کو دیکہئے کہ اول تو اپنا بہاشں تمام نہ کر سکا۔ پہر اسمین اسکی مرضی کے خلاف پوپون کا وار چل گیا۔ دانشمند خدا ترس اس کارروائی سے صاف سمجہہ سکتا ہے کہ خدا تعالی کی مشیت ہمیشہ سے ویدون کے ابطال و اعدام کے درپے ہے انکی اشاعت اسکا مقصود کبہی نہین ہوا۔

اب رہا نمبر ۲ و ۸ اسمین نمبر ۲ کے بیان مین تمنے بہر حماقت اور جہوٹ سے کام لیا ہے اور بیہودہ فقرہ بازی کی ہے۔ قرآن کریم مین تو یون آیا ہے۔

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى - پ ۱۶ طہ

انکی رسیان اور سونٹے قوت متخیلہ کو چلتے معلوم ہوتے تہے۔ اور ایک فرمایا ہے

وَسَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَاۤءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ - پ ۹ اعراف

اور ان ہتکنڈے بازون نے لوگون کی آنکہون کو دہوکا دیا اور انہین ڈرانیکی کوشش کی اور بڑا دہوکا کیا۔

اب ہر شخص دیکہہ سکتا ہے کہ یہ کہان لکہا ہے کہ ساحرون کے ڈنڈے اور رسے واقعی سانپ بن گئے تہے۔ خدا کی کتاب صرف یہ کہتی ہے کہ ان کے رسے اور ڈنڈے انکے واہمون اور تخیلون کو چلتے نظر آئے اور ساحرون نے عام لوگوں کی آنکہون کو دہوکے مین ڈالا اور ڈرانا چاہا اور بڑا دہوکہا کیا یہ نظارہ قانون قدرت اور سائنس کے نزدیک ایسا واقعی اور صاف ہے کہ بڑی تشریح کی بہی ضرورت نہین۔

اور نمبر ۲ مین جس لفظ کا ترجمہ تمنے "سانپ نگل گئی تہی اور کہا گئی" کیا ہے وہ لفظ ہے فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ (پ ۹ اعراف) اسمین تلقف اور یافکون کے معنون پر غور کرنی چاہئے۔

تلقف مجرد ہے قاموس اللغۃ مین ہے لقفہ کسمع لقفا و لقفانا محرکۃ تناولہ بسرعۃ اسکا ترجمہ ہوا کسی چیز کو جلدی سے پکڑ لینا۔ یافکون بہی مجرد ہے اسکے معنی قاموس اللغہ مین لکہے ہین اَفَكَ كضرب وعلم افكا و افوكا كذب۔ ترجمہ۔ جہوٹ بولا۔ جہوٹی کارروائی کی اور ساری جملہ کا ترجمہ ہے کہ وہ انکی جہوٹی کارروائی کو جلدی سے پکڑ لیتا یعنے انکا تانا بانا ادہیڑ دیتا ہے۔

اب رہا نمبر ۷ و نمبر ۸ اسکو جواب کیلئے پہلے مین تمکو ملزم کرتا ہون۔ منو کے ۱۲-۵۰ اور ستیارتہ کے ۴۴ میں ہے "جو اعلے درجہ کے ستوگنی ہو کر عمدہ ترین کام کرتے ہیں وہ برہما یعنی سب ویدون کے

جاننے والے وشنو سرج یعنی علم قانون قدرت کو جان کر قسم کے وبان ۔ غبارہ وغیرہ سواریان بنانیوالے دھارمک اور سب سے اعلی اعقل والے ہوتے ہین اور اویکت یعنی لطیف ترین مادہ کو شکل مین لانے اور پرکرتی (یعنی علت مادی) پر قابو پانے مین کامیابی حاصل کرتے ہین ۔

پھر ہمکو بتاتے ہیں پاتنجل سوتر نمبر ۱ پاد چہارم میں لکھا ہے ۔ اور پاتنجل کو دیانند نے تسلیم کیا ہے یوگی جب ریاضت کرتا ہے تو اسکو اشٹ سدہیان نصیب ہوتی ہین

۱ ۔ انما ۔ لطیف صورت بنجانا ۔
۲ ۔ مہما ۔ بڑا جسم بنجانا ۔
۳ ۔ گرما ۔ وزندار ہو جانا ۔
۴ ۔ لگھما ۔ ہلکا ہو کر اڑ جانا ۔
۵ ۔ پراپتی ۔ سورج چاند کو ہاتھ سے چھو لینا ۔
۶ ۔ پراکامیہ ۔ ناکام نہ ہونا کامیاب ہونا ۔
۷ ۔ ایشتوم ۔ الٰہی طاقتین حاصل کرنا ۔
۸ ۔ وشتوم ۔ ہر ایک شی اپنے قابو مین کر لینا ۔

ان اشٹ سدہیوں کو مدنظر رکھ کر تم اپنے اعتراض نمبر ۴ کے تمام نو نمبرون کو سیدہا کر لو ۔ اور شرم کرو یا دیدک دہرم چھوڑ کر سائنس دانون اور فلاسفران یورپ کا مذہب اختیار کرو مگر یاد رکھو تمہین وہان سے بھی ہنکار ہی ملیگی ۔ کیونکہ وہاں بھی پہلے مسمریزم نے ان معجزات کی حقانیت کیطرف توجہ دلائی اور اسکے بعد سپر چولزم نے ثابت کر دیا ہے کہ تمام صداقتین ہین جن کا ذکر انبیاء و رسل کی پاک کتابون میں ہے اور جنکے دکھانیوالے انبیاء و رسل کے صادق اتباع ہمیشہ اور اب بھی موجود ہین ۔

ساحرون کے سحر یعنے دہوکے بازون کے ڈھکوسلے جہاں غیر واقعی طور پر اپنا جلوہ دکھاتے ہیں وہان بڑے مرتاض یوگی جن اور ان سب سے برتر جناب الٰہی سے مؤید و منصور قیم انبیاء و رسل اور ان کے مخلص اتباع کی حقیقت بھرے آیات و معجزات دہوکے بازون کے جھوٹ اور افترا کو تباہ کر کے واقعات کا اظہار دنیا پر کر دیتے ہین ۔ مگر تم لوگ جو دنیا پرست ہو اور جن کو کھانے پینے ۔ پہننے اور دیگر اغراض خبیثہ کے سوا اور کوئی مطلوب و مقصود نہین اس صداقت تک کیونکر پہنچ سکتے ہو

ایک نہایت لطیف اور ضروری نکتہ ۔ مینے اس مضمون کو قبل از نماز عشا حضرت امام ہمام خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کیخدمت مین پیش کیا ۔ آپنے فرمایا ان اعتراضون کی اصل ہے معجزات اور خوارق کا انکار ۔ یہ لوگ اسے ایک مد مین ان تمام ہزارون معجزات کو شامل کرتے ہین جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور مین آئے اور یہ لوگ اور ان کے دل و دماغ کے نیچری بہی بدقسمتی سے اسی قسم کے اعتراضون یا وسوسون مین مبتلا ہین

اور جہان کسی معجزہ کا ذکر ہوا اُسے ہنسی اور ٹھٹھے مین اڑا دیا۔ اس وقت مناسب یہ ہے کہ ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب بڑی قوت اور تحدی سے دیا جاوے کہ جس قدر معجزات اور خوارق انبیاء علیہم السلام کے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن مین مذکور ہین ان سب کے صدق اور حقیت کے ثابت کرنے کیلئے آج اس زمانہ مین ایک شخص موجود ہے جسکا یہ دعوی ہے کہ اسے وہ تمام طاقتین کامل طور پر خدا تعالی کی طرف سے عطا ہوئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ملی تہین۔ جو عجائبات خدا تعالی نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے ہاتھ پر منکروں کو دکہائے وہی عجائبات زندہ اور قادر خدا آج اُسکے ہاتھوں پر دکہانے کو موجود اور تیار ہے۔ کوئی ہے جو آزمایش کیلئے قدم اُٹھائے۔ غلام کے ہاتھ سے آقا کی صداقت کو دیکھے۔

سوال نمبر ۴۹ } مُوسیٰ نے لاٹھی مار کر سمندر کو پھاڑ دیا۔ اور فرعون معہ لشکر کے غرق ہوا۔ اور مُوسیٰ کی قوم بچ گئی۔

الجواب } دیکھو جواب نمبر ۴۸۔ نیز پھر منو کے ۱۲-۵۰- اور ستیارتھ ۲۴۳ میں جو لکھا ہے وہ جھوٹ ہے۔ جو اعلےٰ درجہ کے ستوگنی ہو کر عمدہ ترین کام کرتے ہین وہ برہما یعنے ست ویدون کے جاننے وشوسرج یعنی علم قانون قدرت کو جان کر قسم قسم کے وہان غبارہ وغیرہ سواریان بنانے والے دہارمک اور سب سے اعلیٰ عقل والے ہوتے ہین اور آدکیت یعنی لطیف ترین مادہ کو شکل مین لانے اور پرکرتی (یعنی علت مادی) پر قابو پانے مین کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

اگر تم یوگا ابھیاس۔ اسپر یچولیزم وغیرہ اور ہشٹ سدھیان اور اہل کمال کے علوم مصدقہ آیات ومعجزات کو جانتے تو ایسے بیہودہ اعتراض نہ کرتے۔ ایسے اعتراض کرنا اہل مذاہب اور ارباب نقل کا کام نہین۔ بہر حال اگر تم وہ راہ راست نہین جانتے تو آپ کو ایک راہ دکھاتے ہیں اصل آیت یہ ہے۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ پ بقرہ	اور جب الگ کردیا ہمنے تمہارے لئے دریا کو پھر بچا لیا تمہیں اور غرق کردیا ہمنے فرعونیونکو۔ اور تم دیکھتے رہے۔

اور سورہ طٰہٰ مین ہے

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۔ پ۱۶ طٰہٰ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ	یہ کہ راتوں رات لیچل میرے بندونکو پھر چل انکیلئے ایک خشک راہ جو دریا مین ہو مت ڈر کسی کے احاطہ سے اور کسی قسم کا خوف کرنا چل اپنی فرمانبردار جماعت کے ساتھ اس بحر مین پس وہ کھل گیا تھا

كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ - پ ۱۹ شعرا

اور ہر ایک ٹکڑا تہا جیسے بڑے ریتے کا ٹیلا -

اضرب بعصاک کے بدلے سورہ طہ مین اسر بعبادی اور فاضرب لهم طریقا - پس معنی ہوئے ہم نے بچایا جماعت فرمانبردار کو یا جا سا تہہ جماعت اسلام کے بحر مین جو خشک پڑا ہی پھر بچایا تمکو اور غرق کر دیا فرعونیوں کو

سوال نمبر ۵۰ } موسیٰ نے ڈنڈا مار بارہ چشمے نکال دیے -

الجواب - دیکھو جواب نمبر ۴۸ و ۴۹ - اچھے لوگ مادہ اور ریرکرتی پر قابو رکہتے ہین دیکھو منو ۱۲ - ۵۰ اور سنتیارتھ صفحہ ۲۴۴ - پہر اشٹ سدھی اور اسپر چولیزم - مسمریزم وغیرہ فنون کے عجائبات سے تو تم آگاہ نہین اللہ تعالی نے انہین معجزات کے منوانیکے لئے دنیا مین بہت سامان رکھے ہین انکے لئے یوگا ابہاس والون سے پوچھو اگر شک ہے تو پہر دیکھو ہمارا صفحہ نمبر ۵۳ - ۱۱۹ و ۱۲۰ اور ۱۲۱ معجزات پر - اگر تم ایسی ہی محرومی مین ہو تو تمکو ایک آسان راہ بتاتے ہین سنو! لکہا ہے جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے پانی طلب کیا اسپر خدا تعالی نے فرمایا -

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا - پ ۱ بقرہ

اپنی جماعت کو لیکر پہاڑ پر چلا جا پس بارہ چشمے ایسے جاری ہین -

اس آیت مین تین لفظ ہین اِن کے معنے سنو!

۱ - الضرب - ایقاع شئ علی شئ ومنہ ضرب الرقاب ثم ضرب الخیمۃ وضرب الذلۃ

ضرب کے معنی ہین ایک چیز کا دوسری پر مارنا - گردن کا مارنا خیمہ کا لگانا - اور ذلت کی مار مارنا - اسی سے نکلا ہے -

۲ - والضرب فی الارض الذهاب فیہ ومنہ اذا ضربتم فی الارض واضربوا مشارق الارض ومغاربها - ومنہ ضرب یعسوب الدین ای اسرع الذهاب فی الارض فرارًا من الفتن - لسان - تاج - مجمع البحرین -

اور ضرب کے معنی ہین زمین مین جانا - اور اسی سے ہے جب تم زمین مین جاؤ اور زمین کی مشرق و مغرب مین جاؤ - اور اسی محاورہ سے ہے یعسوب دین چلا یعنی فتنون سے بہاگ کر جلدی کہین کو نکل گیا (یعسوب الدین مولی مرتضی علیہ السلام کا لقب ہے) -

۳ - والضرب الاقامۃ نحو ضرب الناس بعطن ای رویت بلهم حتی برکت واقامت یقال ضرب بنفسہ الارض ای اقام

اور ضرب کے معنی ہین اقامت کرنا - محاورہ ہے لوگون نے اپنے اپنے ڈیرون مین آرام کیا یعنی اونٹ پانی پیکر بیٹھ گئے اور ٹہرے - اپنے آپ کو زمین مین ٹہرایا

لہ مجاہدات اور ریاضت کرنیوالے لوگ -

والضرب یقع علےٰ کل فعل وعلی جمیع الاعمال الا قلیلا۔ تاج۔ لسان	ضرب کا لفظ ہر فعل پر اور تمام اعمال پر بجز اندک کے اطلاق پاتا ہے۔

خلاصہ۔ ضرب کے معنے ہوئے کسی چیز کا کسی پر ڈالنا۔ کہیں جانا۔ کہیں اقامت کرنا یا کوئی کام کرنا

۲۔ العصا جماعۃ الاسلام۔ قاموس اور صحاح میں ہے۔

شقوا عصا المسلمین۔ ای اجتماعہم و ائتلافہم	مسلمان لوگوں کے اتفاق اور باہمی محبت و الفت کو توڑ دیا انہوں نے

اور لاٹھی کو اسلئے عصا کہتے ہیں کہ اسپر انگلیاں اور ہاتھ جمع ہوتے ہیں

۳۔ حجر کے معنی بادیہ۔ وادی۔ ویلی۔ نہر۔ حاشیہ جساسہ و دجال میں ہے۔ یتبعہ اھل الحجر ای اھل البادیۃ۔ پس آیت کا ترجمہ ہوا پس کہا ہمنے لیجا اپنی فرمانبردار جماعت کو یا جا ساتھ اپنی فرمانبردار جماعت کے فلاں بادیہ یا وادی میں پس چل رہے تھے وہاں بارہ چشمے۔ بتاؤ اس ترجمہ پر اعتراض کیا ہو سکتا ہے +

سوال نمبر ۱۵ } پہاڑ بنی اسرائیل کے سر پر کھڑا کر دیا۔

الجواب } وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ پ البقرہ	اور جب لیا ہمنے مضبوط وعدہ تمہارا اور اوپر کہا ہمنے تمہارے طور کو۔ لو جو دیا ہمنے تمہیں قوت سے اور عمل کرو جو اس میں ہے تو کہ تم متقی بن جاؤ۔

دوسرے مقام پر رفعنا کے بدلہ آیا ہے نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ مجاہد جو قرآن کے معانی بیان کرنے میں عظیم الشان تابعی ہے اس نے کہا ہے نتقنا کے معنی زعزعنا کے کئے ہیں زعزعنا کے معنی ہوئے ہلا دیا ہمنے۔ اور فرّا نے کہا ہے نتقنا کے معنی رفعنا کے ہیں اور رفعنا کے معنی ہیں اوپر کیا ہمنے۔ کیا تمنے نہیں سنا کہ راوی لاہور کے نیچے بہتی ہے اور لاہور راوی کے اوپر آباد ہے ٹیمس لنڈن کے نیچے بہتا ہے۔ پہاڑوں میں ایسے نظارے عام ہیں کہ پہاڑ سر پر ہوتا ہی اور اگر زلزلہ پہاڑ میں آ رہا ہو اور پہاڑ آتش فشان ہو تو اور بھی وہ نظارہ بھیانک ہو جاتا ہے۔

سنو! اگر تمہیں فہم و فراست ہوتی اور تمہاری فطرت سلیم ہوتی تو تمکو تمہارے مذہب کے رو سے اور بھی اسکی فہم میں سہولت ہوتی ستیارتھ کے صفحہ ۲۵۴۔ اہم۔ برہم۔ اسمی کے ارتھ میں لکھا ہے کہ یہاں تاتستھ اپادھی ہے کیا معنی۔ یہاں استعارہ ظرف و مظروف کا ہے۔ پس معنی آیۃ کے اس صورت میں یوں ہوئے۔ جب بلند کیا تم پر اس چیز کو جو طور میں نازل ہوئی۔ آگے کا فقرہ اس معنی کیطرف راہ نمائی بھی کرتا ہے +

خُذُوْا مَا اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّاذْکُرُوْا مَا فِیْهِ۔ پ۱ بقرہ	لو جو دیا ہمنے تم کو بڑی قوت سے اور یاد رکھو جو اسمین ہے۔

سوال نمبر ۵۲۔ } سلیمان سے چیونٹے نے بات کی۔

الجواب } اول دیکھو سوال نمبر ۵۳ کا جواب اور پھر سنو! اگر سلیمان نملہ سے بات نہیں کر سکے اور نملہ انکی بات سن سکی ہین تو یقین پڑتا ہے کہ اگنی۔ وایو۔ ادت۔ انگرہ کے ذریعہ ویدکا پہنچنا بھی غلط ہے **سنو!** نملہ کیڑے تو آخر حیوان ہے۔ آگ۔ ہوا۔ ادت۔ سورج۔ انگرہ تو بسائط و عناصر ہین جب ایک حیوان بات نہیں کر سکتا تو عناصر کیونکر بات کر سکتے تھے۔ پھر مادری اور کنتی کے متعلق کہنا کہ انہون نے سورج۔ وایو۔ چندرمان سے بیٹے لئے کیونکر صحیح ہوگا عناصر کیونکر جماع کر سکتے تھے اور انکا نطفہ کیونکر رہ سکتا تھا۔ پھر ارجن نے **ناگنی** (سانپنی) سے شادی کس طرح کی۔ سملاس نمبر ۸ صفحہ ۲۹۱ دیانند نے ستیارتھ مین پاربتی۔ ناگی۔ تمسی۔ گلابی۔ گیندا۔ گنگا۔ کوکلا سے شادی کرنیکی کیون حالت کردی۔ بتاؤ تو سہی کیا کوئی ان نباتات و حیوان سے شادی کر سکتا ہے؟ اور **سنو!** تمہارے آریہ ورتی اعتقاد رکھتے تھے کہ زمین بیل کے سہارے قایم ہے مگر آجکل کی نکتہ چینی سے بچنے کیلئے تمہارے مہارشی نے الکھشا کے معنی مین جسکو سنسکرت میں بیل کے معنے بہی ہین کہدیا کہ یہان یہ معنی مناسب نہین کیونکہ یہان سورج کو زمین کے سہارے کرنیکی وجہ سے سورج کو الکھشا کہا گیا ہے۔

اب ہم اصل حقیقت کا اظہار کرتے ہین قاموس اللغہ مین برقہ لغت کے نیچے لکھا ہے البرقۃ من میاہ نملۃ یعنے برقہ نملہ قوم کے پانیون (چشمون) سے ایک چشمہ ہے **طائف** عرب کا ایک مشہور شہر ہے اس کے اور یمن کے درمیان یہ وادی نملہ واقع ہے اس وادی مین سے سونا نکلتا ہے سونے کے باریک ذرون کو جو قوم چنتی اور اکٹھا کرتی ہے اسکو **نمل** کہتے ہین کیونکہ چھوٹے چھوٹے ذرات کا جمع کرنا کیڑون کا کام ہے ہمارے ملک مین بھی تھوڑا تھوڑا طعام جمع کرنیوالون کیرا کہتے ہین اور ایسی عورتین اپنے آپ کو اور لوگ انکو کیری کہتے ہین اور کیری کا ٹھیک ترجمہ نملہ ہے۔

گوندل کی بار مین ڈوڈہ چوہے اور بالیر کوٹلہ مین مور کتا نے قومین اب بھی موجود ہین۔ **الکھشا** کا ترجمہ بیل کی جگہ سورج بنانیوالو تمہین کچھ سیلا ہوا بیل کے بدلے سورج تو بنا لیتے ہو اور دوسری قومون پر اعتراض کرنیکو تیار ہو جاتے ہو اگرچہ انکے ہان قرآن مجید پر ترجمہ موجود ہون اس بیدادگری اور ناحق کی دلآزاری سے تم کس بردمندی اور بہبود کی توقع رکھتے ہو!!!

سوال نمبر ۵۳ } سلیمان جانوروں کی باتیں سنتے تھے جیسے ہُدہُد کی۔

الجواب } اسکا جواب سننے کیلئے ہمارے سوال نمبر ۵۰ پر نظر کرو اور سنو کیا تم مانتے ہو کہ نہیں کہ ابعد تعالیٰ جانوروں کی باتیں سنتا اور سمجھتا ہے اگر سنتا ہے اور سمجھتا ہے کیونکہ وہ گیان مے چیت سروپ ہے تو پھر اسکے مقرب اور اسمیں لے ہونیوالے پاک بندے ان جانوروں کی باتیں کیوں نہیں سن سکتے۔ علیم ۱۲

ہمنے یہ تیکش تجربہ کیا ہے کہ ایک دنیا کے جاہ و حشم والیکے ساتھ جسقدر کسیکا تعلق بڑھتا جاتا ہے اسی قدر جاہ و حشم والیکے طاقتیں اس مقرب پر اپنا عکس (پرتے بمب) ڈالتی ہیں اور وہ مقرب بھی صاحب گونہ جاہ و حشم ہو جاتا ہے۔ تو سرب شکتیمان عالم کل۔ ہمہ طاقت جناب الٰہی کے قرب سے مقرب کو ان طاقتوں سے ذرا اثر نہ ہو یہہ کیونکر خیال میں آسکتا ہے۔ ہمنے تو جانوروں سے بدتر کلام کرنیوالے پال کی بات کو سمجھ لیا سلیمان جانوروں کی باتیں کیوں نہ سمجھے ہوں **اور سنو!** اگر ہدہد سے بات نہیں ہو سکتی تو اگنی سے رگوید کو تمہارے بڑوں نے کسطرح اور کیونکر سنا۔ کیا آگ بات کر سکتی ہے کہ وید جیسی بانی تمکو سنا گئی اور آیندہ بھی سنائیگی +

تحویں ۱۲ · القادر ۱۲

سنو اور غور کرو تمہیں کچھ معلوم ہے کہ انڈیا میں مشہور نیکبخت والدین کے فرمانبردار فرزند راجہ رامچندر جی گذرے ہیں جب انکو بن باس کیوقت لنکا کے شریر راجہ نے دکھ دیا تو ہنومان جی انکے بیراور داس نے انکی کیسی خدمت کی ہنومان کو تم خوب جانتے ہو کہ وہ بانر (بندر) تھے اور رات دن رامچندر جی سے باتیں کرتے اور راجی اس بندر سے باتیں کرتے۔ اسی بندر کی وجہ سے آریہ ورت کے بندر آجتک مکرم و معظم ہیں۔ اگر یہہ سچ ہے کہ ہنومان جی بندر تھے اور رامچندر سے انکا مکالمہ ہوتا تھا تو ہدہد اور سلیمان کے مکالمہ پر تمہیں تعجب کیوں ہے۔ سنو جو حقیقت ہنومان کے لفظ کے نیچے ہے وہی ہدہد کے نیچے ہے کاش تم **سمجھو۔**

سوال نمبر ۵۴ } ہوا سلیمان کے حکم سے چلتی تھی۔ کوئی بیلون اور ریل پیش نہ کری

الجواب } کیوں پیش نہ کری۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ تمہاری دیانند نے لکھا ہے دیکھو ستیارتھ ۲۴۷ جب رامچندر جی سیتا جی کو لیکر ہنومان وغیرہ کے ساتھ لنکا سے چلے اکاش کے راستہ غبارہ پر بیٹھ ایودھیا کو آرہے تھے تب سیتا جی کو کہا تہا کہ یہاں آہ - **او ظالم!** رامچندر لنکا سے ایودھیا کو بیلون میں آسکیں اور سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں کوئی بیلون کو پیش کرے۔ کیا یہ عقل و انصاف ہے۔ **او ظالم** انصاف بڑی چیز ہے اور یہاں قرآن کریم میں تو صاف صاف بتایا گیا ہے کہ بادی جہازوں کے ذریعہ حضرت سلیمان سفر کیا کرتے تھے اور پھر وہاں تو بحر قلزم بحیرہ روم اور خلیج فارس تھی۔ یہاں بیلون۔ لنکا۔ ایودھیا کے درمیان خشکی ہی خشکی

ہے۔ تم کیا عذر تراش سکتے ہو؟

قرآن کریم میں حضرت سلیمان کے قصہ میں یہ الفاظ کس قدر وضاحت سے بیان کرتے ہیں کہ آپکا سفر بادی جہازوں کے ذریعہ ہوتا تہا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ۔ (پ ۲۳ ص) | ہمنے ہوا کو اُسکے کام مین لگایا وہ اسکے حالات اور مقاصد کے موافق چلتی تہی۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ اسکے جہازوں کے سفر میں باد موافق چلا کرتی تہی اور اسکے سفر کامیابی اور شادکامی کو ہمراہ لئے ہوتی تہی اور جیسا کہ آجکل یورپ کے سٹیمر باوجود قسم قسم کے بچاؤ کی تدابیر کے آئے دن سمندر کی خونخوار موجون کے لقمہ تر بنتے ہیں حضرت سلیمان کو اسکے خلاف کبہی تباہی پیش نہین آتی +

ایسے صاف واقعہ پر اعتراض کرنا اور لنکاسے ایودہیا تک بیلون کے سفر کو تسلیم کرنا کوئی رشید ہے کہ اس قوم کے ظلم عظیم کی داد دے! اپنی مطلب براری کیوقت دعاوی بدیل اور توجیہات رکیکہ اور انکار اور اپادہیان صنائع بدائع اور استعارات میں پناہ ڈہونڈنی اور دوسرون پر اعتراض اور ظلم کہنے وقت جو منہہ مین آئے کہتے چلے جاوین خدا انکو راہ نمائی کرے +

سوال نمبر ۵۵ } شہد کی مکہی کو بہی وحی ہوتی۔

الجواب } کلما القیته الی غیرك فهو وحی۔ جو بات کسیکو پہنچائی جاوی وہ وحی ہے۔

قرآن کریم مین یہہ لفظ عام ہے حتی کہ زمین کی نسبت بہی فرمایا ہے کہ اُسے وحی ہوتی ہے چنانچہ فرمایا ہے

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا۔ پ ۳۰ زلزال | اُس دن وہ اپنی خبرین بیان کرے گی اس لئے کہ تیرے رب نے اُسے وحی کی۔

ہاں انبیاء اور رسل کی وحی اور چیز ہے اس وحی کے ذریعہ الٰہی علوم اور سچے حقائق اور پاک تعلیمات کا فیضان جہان کو ہوتا ہے۔ غرض ہر ایک شئے کو اسکی استطاعت اور قویٰ کے موافق خدا تعالیٰ کیطرف سے وحی ہوتی ہے اور یہ بات قانون قدرت کے مشاہدہ سے عیان ہے آفرین اے نکتہ چین تیری عقل و دانش پر۔ ایسی صاف اور موٹی باتین اور ان پر اعتراض۔ ارتداد کی خلعت آپنے انہی وجوہ سے زیب تن فرمائی ہے!!!

سوال نمبر ۵۶ } طیرًا ابابیل۔ کجا ہاتہی اور کجا کرم خور جانور۔

الجواب } قبل اسکے کہ ہم آپ کو اس سوال کا جواب دین ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ کے سوال مین

جو الفاظ آئے ہیں اُنکے معانی بتلاتا ہوں - پہلا لفظ کید ہے کید کے معنی مفصل ہمنے سوال نمبر ۲ میں لکھ دیئے ہیں مگر یہاں یاد رہے کہ کید کے معنے لڑائی کے ہیں - دوسرا لفظ تضلیل ہے تضلیل کے معنی باطل کرنے اور ہلاک کرنے ہیں - تیسرا لفظ ابابیل ہے ابابیل جمع ہے اِبّیل وِبّاتول کی اِبیل اور ابّول کے معنی جماعت کے ہیں ابابیل کے معنی ہوئے بہت سی جماعتیں - ہماری زبان میں ترجمہ ہوا ڈاروں کی ڈار - چنانچہ لسان العرب میں لکھا ہے قال الزجاج فی قولہ تعالیٰ طیرا ابابیل جماعات من ھہنا جماعات من ھہنا - وقیل یتبع بعضھا بعضا ابیلا ابیلا ای قطیعا خلف قطیع

دوسرا سوال اسکے بعد یہ پیش آتا ہے کہ دشمن کی فوج کی ہلاکت کو جانوروں سے کیا تعلق ہے سو اسکے واسطے سام وید فصل نمبر ۳ پرپاٹھک نمبر ۹ کی عبارت دیکھو اسمیں لکھا ہے (۱) کوون اور مضبوط بازو والوں پرندوں کو اُنکے تعاقب میں بھیج - ہان تو اس نوجکو کرگسوں کی غذا بنا - اسے اندر ایسا کر کہ کوئی انمیں سے نہ بچے کوئی نیک[1] بھی نہ بچے انکے پیچھے تو تعاقب کرنیوالے پرندوں کو جمع کر دے -

لطیفہ[1] - نیکون کے لئے بھی بد دعا ہے -

پھر سام وید فصل دوم پرپاٹھیک نمبر ۳ میں یوں ہے :- اے روشن اشاس جب تیرے وقت رجوع کرتے ہیں تو کل چوپائے اور دو پاؤں والے حرکت کرتے ہیں اور تیرے گرد بازو والے پرندے آسمان کی تمام حدود سے اکٹھے ہو جاتے ہیں - عربی میں بھی ایسے محاورات بکثرت ہیں اور انہی معنوں اور استعاروں میں پرندوں کے الفاظ وہاں مستعمل ہوتے ہیں چنانچہ النابغہ الذبیانی کا شعر ہے ؎

اذا ما غزا بالجیش حلق فوقھم عصائب طیر تھتدی بعصائب	جب لشکر لیکر دشمنوں پر چڑھتا تو پرندوں کے غولوں کے غول دشمنوں کے لاشوں کے کھانیکو جمع ہو جاتے ہیں

ایک مولوی صاحب نے اس موقعہ پر ایک شعر لطیف لکھا ہے وہ ہمارے جواب کیساتھ بڑی مناسبت رکھتا ہے گو مولوی صاحب نے اسکے معنی کچھ ہی کئے ہوں مگر وہ ہماری ذکر کردہ دلیل کا ہی مثبت ہے اور وہ شعر یہ ہے

این المفر لمن عاداہ من یدہ   والوحش والطیر اتباع تسائع

یہاں طیر سے مراد وہی مردار خور پرندے ہیں - اور سباع بھی وہی مردار خور ہیں جو فتحمندی کا نشان ہیں - اسی قسم کے انداز بیان میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اشارہ کرتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہلاک کئے جاوینگے جیسے فرماتا ہے -

اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ	کیا وہ اُن پرندوں کے حالات پر غور نہیں کرتے جنہیں ہمنے

مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ ۗ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ - پ۱۴ نحل	آسمان کے جو میں قابو کر رکھا ہے ہم ہی نے تو انہیں تھام رکھا ہے (اور ایک وقت آنیوالا ہے کہ انہیں نبی کریم کے دشمنوں کی لاشوں پر چھوڑ دینگے) مومنون کیلئے ان باتوں میں نشان ہیں -

یہاں بھی پہلے ایک شریر قوم کا بیان کیا ہے جو بڑی نکتہ چینی کی عادی اور موذی تھی اور اسلام کو عیب لگاتی تھی اور بہت سے اموال جمع کرکے فتح کے گھمنڈ میں مکہ پر انہوں نے چڑھائی کی - یہ ایک حبشیون کا بادشاہ تھا جس نے اسی سال مکہ معظمہ پر چڑھائی کی جبکہ حضرت رحمۃ للعالمین نبی کریم پیدا ہوئے - جب یہ شخص وادی محصر میں پہنچا اس نے عمائد مکہ کو کہلا بھیجا کہ کسی معزز آدمی کو بھیجو تب اہل مکہ نے عبد المطلب نامے ایک شخص کو بھیجا جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے جب عبد المطلب اس ابرہہ نام بادشاہ کے پاس پہنچے وہ مدارات سے پیش آیا جب عبد المطلب چلنے لگے اس نے کہا کہ آپ کچھ مانگ لیں انہوں نے کہا کہ میری اونٹنیان جو تمہارے آدمیون نے پکڑی ہیں وہ واپس بھیجدو - تب اس بادشاہ نے حقارت کی نظر سے عبد المطلب کو کہا - کہ مجھے بڑا تعجب ہے کہ تمہیں اپنی اونٹنیوں کی فکر لگ رہی ہے اور ہم تمہارے اس معبد کو تباہ کرنیکے لئے آئے ہین عبد المطلب نے کہا کیا ہمارا مولی جو ذرہ ذرہ کا مالک ہے جب یہ معبد اسیکے نام کا ہے اور اسی کیطرف منسوب ہے وہ اسکی حفاظت نہین کریگا اگر وہ اپنے معبد کی خود حفاظت نہین کرنا چاہتا تو ہم کیا کر سکتے ہین آخر اس بادشاہ کے لشکر مین خطرناک وبا پڑی اور چیچک کا مرض جو حبشیون میں عام طور پر پھیل جاتا ہے ان پر حملہ آور ہوا اور اوپر سے بارش ہوئی اور اس وادی مین سیلاب آیا بہت سارے لشکری ہلاک ہو گئے - اور جیسے عام قاعدہ ہو کہ جب کثرت سے مردے ہو جاتے ہیں اور انکو کوئی جلانے والا اور گاڑنیوالا نہیں تھا تو انکو پرندے کھاتے ہیں ان موذیون کو بھی اسی طرح جانورون نے کھایا - یہ کوئی پہیلی اور معما نہین تاریخی واقعہ ہے - پر افسوس تمہاری عقلون پر !!!

مکہ معظمہ کی حفاظت ہمیشہ ہوتی رہی اور ہوتی رہیگی - کوئی تاریخ دنیا مین ایسی نہین جو یہ بتا سکے کہ اسلام کے مدعیون یا ابراہیم علیہ السلام کے تعظیم کرنیوالون کے سوا کوئی اور بھی اسکا مالک ہوا ہو - یونانی سکندر بگولے کیطرح یونان سے اٹھکر تمہارے ملک میں پہنچا اور اسے پامال کیا - اور رچرڈ ساری یورپ کے ساتھ اسلام کی بربادی کو اٹھا اور نپولین مصر تک پہنچ گیا - مگر عرب کی فتح سے یہ سب ناکام اور نامراد رہے اس میں خدا ترسون کیلئے بڑے نشان ہین پہلا بابل میں ہلاک ہوا اور دوسرا ملک شام سے نامراد واپس ہوا اور تیسرا

سینٹ ہلینا کے قلعہ میں بے انتہا حسرتوں کو دل میں لیکر مرا +

تمہارے آریہ ورت کو ہم دیکھتے ہیں اہل اسلام اسکے مالک ہوئے یا انکے ساتھی اب اہل کتاب ہیں تمہارے ہری دوار اور کاشی وغیرہ کی حکومت دوسروں کے قبضہ میں ہے تمہارا کوئی معبد غیر مفتوح نہیں رہا غیر قوموں کے گہوڑوں کے سُموں نے سدا نہیں پامال کیا یہ عجائبات اور معجزات ہیں +

سوال نمبر ۵۷ } معتقد بنانے کو خاص اونٹنی پیدا کی ؟

الجواب } قرآن کریم میں تو کہیں نہیں لکھا کہ خاص اونٹنی اسوقت پیدا کر دی صرف اتنی بات قرآن میں ہے

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ - پ اعراف

یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشان ہے اسے خدا کی زمین میں چرنے چگنے دو اور دکھ نہ دو ورنہ سخت عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے ۔

اسبات کے حل کرنیکے لئے خود تمہارے ملک کی رسوم اور عادات بڑی چابی ہیں اس ملک میں جہاں جہاں سکھ مالک و مختار ہیں وہاں کیا ہوتا ہے کون نہیں جانتا ایک بیل اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا جاوے تو انسانی جسم کی اس ایک حیوان کے بدلہ میں کیا گت بنتی ہے تمہارے بازاروں میں بیکار ۔ نکمے ۔ مال مردم خور بیل پھرتے ہیں بتاؤ ؟ کوئی مسلم ان کو چھیڑ سکتا ہے اگر اتفاقی بہی چھیڑے تو تم کیسے اسکے گرد ہوتے ہو ۔ تم مفتوح ۔ ذلیل ۔ نرم دلوں کا تو حال یہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے جو بادشاہوں کا بادشاہ ۔ حاکموں کا حاکم ہے کہدیا کہ میرے رسول صالح کی سچائی کا یہ نشان ہے کہ اگر اسکی خلاف ورزی کروگے اور اس اونٹنی کو جو بے عصبیت رکہنیوالی وحشی ہے ستاؤ گے تو ہلاک ہو گے عرب کے ملکوں میں دشمنوں پر رعب ڈالنے اور اپنی شوکت کے اظہار کیلئے نہ صرف ارنٹ چہوڑے جاتے تہے بلکہ گہوڑے اور دنبے بہی اور قوم کلیب کے جنگوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتوں کے بچوں کو بہی اسیطرح آزاد کرتے تہے ۔

ناقہ صالح کی مثال رسومات عرب میں } میدانی نے امثال میں لکھا ہے کہ حیرہ کے بادشاہ کسریٰ نے اپنی قوت سلطنت اور بطش کے باعث عربوں میں بڑا رعب جمایا تہا اسکو مضرط الحجر کہتے تہے اس نے شدید قحط کے زمانہ میں ایک دنبہ کو خوب پالا اور پوسا ۔ پہر اسکے گلے میں چہری اور چقماق ڈالدیا اور اسے جنگل میں چہوڑ دیا اور کہا کون ہے جو اسے ذبح کر سکتا ہے عربوں میں کوئی بہی اس سے تعرض نہیں کر سکتا تہا آخر بنو یشکر قوم تک پہنچا اور علبا ابن اقرم کی نظر پڑا تب وہ بول اٹہا میں اس دنبہ کو کہالونگا ۔ تب قوم کے لوگوں نے اسے روکا اور ملامت کی لیکن علبا اپنے ارادہ پر قایم رہا ۔ تب انہوں نے اس بات کو اپنے سردار تک پہنچایا اوس نے یہ فقرہ کہا جواب

کہاوت کے طور پر مشہور ہے۔ انك لا تعدم الضان ولکن لتعدم النفع لوگون نے ملامت تو بہت کی مگر علیاء نہ ٹلا۔ اور ٹونبہ کو ذبح کرکے کہا گیا اور بادشاہ کے پاس چلا گیا اور کہا کہ مینے ایک بدی کی ہے اور بہت بڑی بدی کی ہے لیکن آپ کا عفو اس سے بھی بڑھکر ہے اور اپنا سارا ماجرا سنایا تب بادشاہ نے کہا اب مین تجھے قتل کرونگا تب علیاء نے وہ مشہور قصیدہ پڑھا جسکا ایک شعر ہم نقل کرتے ہین ؎

وان ید الجبار لیست بصعقة ولکن سماء تمطر الوبل والدیم

سوال نمبر ۵۸ } بنی اسرائیل کو بجلی سے ہلاک کیا۔

الجواب } انتشاری بجلی سے ہلاکت اور نقصان اگر تمنے نہیں سُنا تو کسی ہُنسدان کو دریافت کرو اور کچھ ہم بھی بتا دیتے ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ جس وقت جناب موسیٰ علیہ السلام چند منتخب لوگونکو طور کے قریب لیگئے اس وقت پہاڑ پر آتش افشانی ہورہی تھی اور بجلیاں اپنی چمک دمک دکھلا رہی تھیں جناب موسیٰ سلام نے حسب ارشاد الٰہی قوم کو روک دیا تھا کہ پہاڑ کے اوپر کوئی نہ جاوے اور ہمنے ظاہر کا لفظ اسلئے استعمال کیا ہے کہ بائبل کو قرآن پر پال نے ترجیح دی ہے پس اُس نے بائبل کو پڑھا ہوگا۔ کتاب خروج مین مفصل موجود ہے۔ اور قرآن کریم کے ان کلمات طیبات پر اعتراض کیا ہے۔

۱- فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ — پکڑ لیا تمکو کڑک نے اور حال یہ ہو کہ تم دیکھتے تھے

۲- ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ — پھر اٹھایا تمکو تمہاری موت کے بعد تو کہ تم قدردانی کرو۔

صاعقہ صعق سے نکلا ہے۔ صعق کے معنی مین لکھا ہے

الصعق ان یغشی علیه من صوت شدید یسمعه وربما مات منه (مجمع البحار) — صعق یہ ہو کہ بیہوشی پڑجاوے کسی پر کسی سخت آواز سے جسکو اس بیہوش ہونیوالے شخص نے سُنا اور کبھی اس سے موت بھی ہو جاتی ہے

قرآن کریم مین آیا ہے وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّاۤ اَفَاقَ پس گرا موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے پس جب افاقہ آیا۔

پھر مجمع البحار مین لکھا ہے

ینتظر بالمصعوق ثلاثا مالم یخافوا علیه نتنا وھو المغشی علیه او من یموت فجاءة ولا یعجل دفنه۔ — جس پر صاعقہ گرے اوسکو تین دن تک دفن کیا جاوے جبتک سڑ جانیکا ڈر نہ ہو اور یہ ہی جس پر غشی ہو یا اچانک مرجاوے دفن میں جلد بازی نہ کیجاوے۔

مفردات راغب مین لکھا ہے الصّاعقہ تین قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) موت فرمایا ہے صَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ پ۲۴ زمر

(۲) عذاب فرمایا ہے اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ پ۲۴ فصلت

(۳) آگ فرمایا ہے يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ پ۱۳ رعد

اس بیان سے اتنا معلوم ہوگیا کہ صاعقہ - بیہوشی - موت - عذاب اور نار کو کہتے ہیں - دوسرا لفظ قابل غور مَوت کا لفظ ہے موت کے معنی مجمع البحار میں جو لغت قرآن و حدیث کی جامع کتاب ہے یہ ہیں -

(۱) موت کے معنی سوجانا - حدیث میں آیا ہے احیانا بعد ما اماتنا (۲) موت کے معنی سکون کیا یعنی حرکت نہ کرنا ماتت الریح ہوا ٹھہر گئی (۳) موت - حیوۃ کے مقابلہ ہوا کرتی ہے اور حیوۃ کے معنی میں آیا ہے قوت نامیہ کا بڑھنا قرآن کریم میں آیا ہے يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پ۲۷ حدید زمین کو اللہ تعالیٰ اسکی موت کے بعد زندہ کرتا ہے (۴) قوت حسیہ کے زوال پر موت بولتے ہیں - قرآن کریم میں آیا ہے يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (پ۱۶ مریم) کیا ہی بچہ جننے سے پہلے میری قوت حسیہ نہ رہتی کہ درد و تکلیف وہ ہوتا -

(۵) جہل و نادانی کو موت کہتے ہیں قرآن میں یہ معنی آئے ہیں - اَفَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ -

(۶) حزن (۷) خوف مکدر کو موت کہتے ہیں قرآن میں یہ محاورہ آیا ہے يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ پ۱۳ ابراہیم ہر طرف سے اس پر خوف اور غم آتے ہیں (۸) احوال شاقہ - فقر - ذلت سوال کرنا - بڑھاپا اور معصیت وغیرہ کو موت کہتے ہیں حدیث میں آیا ہے اول من مات ابلیس - اور آیا ہے اللبن لا یموت زندہ سے جو جز والگ ہو وہ مردہ ہے مگر دودھ - بال - اون مردہ نہیں ہوتے - یہ موت کے معنے ہوئے اور اسی طرح مفردات راغب میں موت کے بہت معنی بتائے ہیں -

اور تیسرا لفظ بعث کا ہے بعث کے معنے بھیجنا - قرآن میں ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا پ۱۴ نحل

اُٹھانا - قرآن میں ہے - ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ (پ۱۵ الکہف) - حدیث میں ہے فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ -

متوجہ کرنا - قرآن میں ہے - وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ پ۱۰ توبہ لیکن خدا نے انہیں متوجہ کرنا نہ چاہا

جگا دینا - اتانی آتیان فبعثانی ای ایقظانی من النوم انہوں نے مجھے نیند سے جگایا -

بھڑک اُٹھنا - قرآن میں ہے اذ انبعث اشقاھا جبکہ انمیں کا بڑا بدبخت بھڑک اٹھا -

اور بعث بمقابلہ موت کے بھی ہوتا ہے اسلئے جس قدر موت کے معنی ہیں انکے مقابلہ میں بعث ہوگا قرآن میں ہے بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ پ۱ بقرہ +

صاعقہ موت اور **بعث** کے معنی جب معلوم ہوئے اور سمجھ گئے تو معلوم ہے کہ صاعقہ کے دو طریق
ہیں اسکا آنا اور گرنا۔ اسمین تو نقصان کم پڑتا ہے اور ایک دو تین سے زیادہ آدمی اسمین نہین مرتے۔ دوسرا
واپس ہونا اور اسکا انتشار کرنا واپسی کیوقت بجلی یا صاعقہ بہت لوگون کو دکھ دیتی ہے غشی ہوتی ہے ٹانگ یا ان
ٹوٹتی ہیں نقطات نکلتے ہین۔ اب ہر دو آیہ کریمہ کے معنی بتاتے ہین مگر اتنا اور یاد رہے کہ یہان جناب الہی نے
اَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ فرمایا ہے اَهْلَکَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ نہین فرمایا پھر اسکے ساتھ بتایا ہے کہ وَاَنْتُمْ
تَنْظُرُوْنَ اسکے کیا معنے کہ جنہین بجلی یا صاعقہ نے پکڑا وہ دیکھ رہے تھے لہذا اس آیت شریفہ اَخَذَتْکُمُ
الصّٰعِقَۃُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ پ۱ بقرہ کے یہ معنی ہوئے کہ تمکو خاص صاعقہ نے پکڑ لیا اور تم دیکھ رہے تھے
خاص کا ترجمہ ہمنے لفظ اَلْ سے لیا ہے جو الصاعقہ کے پہلے ہے اور اس صاعقہ سے مراد وہ صاعقہ ہے جو رجعت
کے وقت انتشار کرتی ہے اور دوسری آیۃ کریمہ کا ترجمہ یہ ہے ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِکُمْ
پ۱ بقرہ۔ پھر اوٹھایا ہمنے تمکو تمہاری موت کے بعد۔ چونکہ موت کے معنی مین دکھ اور تکلیف بھی آیا ہے
اسلئے یہان تکلیف ہی لین گے کیونکہ معانی مختلفہ مین حسب قرینہ و امکان معنی لئے جاتے ہین۔
آریہ سماج کا بانی اس بات کو تسلیم کرتا ہے وہ صفحہ ۲۳ وید بہاشیہ بہومکا کے دیباچہ مترجم مین لکھتا ہے ۲۸ شتپتھ
براہمن مین لفظ سوم کے سولہ معنی لکھے ہین پھر اسکا نقشہ دیا ہے۔ پس ویدون مین لفظ سوم کے معنی محل
و موقع کے مناسب ان سولہ مین سے کوئی ایک لئے جاوینگے حاشیہ غور ہے کہ ویدون کی قدیم تفسیرون مین سوم
کے معنی ایشور۔ عالم۔ چاند اور نباتات وغیرہ لکھے ہین۔ اسی طرح ستیارتھ مین ویدون کی پیدائش پر لکھا ہے
جہان معنی مین غیر امکان پایا جاتا ہے وہان لکھشنا ہوتا ہے (لکھشنا کے معنی استعارہ ہین) اپر جلد بازی سے
کام لینا اور ذرا غور و فکر نہ کرنا کیا شریف عاقبت اندیش خدا ترس اور سعادتمند انسان کا کام ہے؟ نہین ہرگز نہین
خلاصہ جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم صاعقہ مین سخت مبتلا ہوئی اور امید زیست نہ رہی
اور ایک قسم کی موت ان پر طاری ہو گئی تو جناب موسیٰ کی اس قوم پر الہی رحم ہوا اور آخر وہ بچ گئی +

سوال نمبر ۵۹ } من و سلوےٰ بنی اسرائیل کیلئے نازل کیا

الجواب } سخت محنت کے بغیر جو رزق ملتا ہے اسکو عربی مین مَنّ کہتے ہین اسلئے لکھا ہے
کہ الکماۃ من المنّ یعنی کھنبی بھی منّ سے ہے اور ترنجبین اور اسی کے معنی مین شیر خشت اور تمام جنگل
کی اشیاء ان سب کو من مین داخل کیا گیا ہے ایکدفعہ پنجاب مین قحط پڑا تھا بہت بڈھے ابھی تک اسکو جانتے

والے موجود ہیں۔ انہیں مرکن نام ایک بوٹی بہت پیدا ہوئی تھی اسی پر لوگوں کا گذارہ ہوتا اسیواسطے اس سال کو مرکن کا سال کہتے ہیں اسی طرح خدا تعالی نے بنی اسرائیل کو جنگل کے درمیان مصیبت کے ایام میں جنگلی اشیاء سے سہارا بخشا اور بھوک کے عذاب سے ہلاک نہ ہونے دیا۔

سوال نمبر ۱۶ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ (پ بقرہ) پر اعتراض کیا ہے۔ بنی اسرائیل کو دہوپ نے ستایا تو خدا نے اُنپر بادل بھیجدیا اور بطور سائبان کام دینے لگا۔

الجواب بات تو صرف یہ ہے کہ بنی اسرائیل چالیس برس اس ملک میں رہے جو ملک فلسطین اور بحیرہ قلزم کے درمیان ہے انسانی ضرورتیں بغیر پانی کے پوری نہیں ہو سکتیں۔ اللہ تعالی نے ان دنوں ضروری وقتوں پر مینہ برسائے بیان پر خاص فضل تھا اور کرم کی نگاہ تھی ورنہ خشک سالیوں میں ہلاک ہو جاتے۔

جب موسی علیہ السلام کے قصہ میں مشکلات پیش آویں تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات سے وہ مشکل بخوبی حل ہو سکتی ہے۔ موسی علیہ السلام کا قصہ بسط کیساتھ قرآن کریم میں صرف اسیواسطے ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موسی علیہ السلام کا مثیل قرار دیا گیا ہے چنانچہ آپ کیلئے ضرورت کے موقعہ پر اللہ تعالی نے بادل کا سایہ کر دیا جیسے کہ غزوہ بدر اور احزاب میں اور حضرت موسی علیہ السلام کیطرح بارش کی سخت ضرورت پیش آئی تو اسوقت خدا تعالی نے بارش کے ذریعہ سے مومنوں کو ہلاکت سے محفوظ رکھا استسقا کی نماز ایسے ہی وقتوں کیلئے مسنون ہوئی۔ تعجب اور پھر تعجب ہے کہ ایسے واقعات پر جو انسانی زندگیوں میں قانون قدرت کے موافق ہمیشہ واقع ہوتے رہتے ہیں اعتراض کرنا اور پھر یہ دعوی کرنا کہ ہم لوگ سچ کو لینے والے ہیں۔ اے عقلمندو غور کرو اور ان تیز ذہن نکتہ چینیوں کی خردہ گیری کی داد دو۔

سوال نمبر ۱۷ گاؤ کا ذبح کرنا بنی اسرائیل میں

الجواب گائے اور پھر وہ ذبح ہو تمہارا دل بہت دکھا ہوگا مگر جس قدر سنجاوا اور آریہ مسافروں نے اور پھر تم نے راستبازوں کو گالیاں دیکر مومنوں کا دل دکھایا اتنا تو نہیں دکھا ہوگا **سنو!** انبیاء بنی اسرائیل شرک اور بت پرستی کے دشمن تھے بعض نادان فرقوں میں ایک گائے کی پرستش ہوتی تھی اور وہ انہیں رشی گائے تھی چنانچہ تَسُرُّ النَّاظِرِينَ اور لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا سے اقلام اسکا صاف پتہ لگتا ہے اسکا ذبح کرنا بت پرستی کی جڑ کاٹنی تھی تم لوگوں نے بھی اپنے زعم میں بت پرستی کی

بنگلی مین بڑی کوشش کی ہو گر اس جانور کی عظمت کچھ ایسی دل میں جا گزین ہے کہ باوجود اس قدر تکو
کے جو تم توحید کی نسبت کرتے ہو اس جانور کی تعظیم تمہارے نزدیک بت پرستی اور دیوتا پرستی سے کم نہین
زبانون سے کچھ کہو یا نہ کہو بت پرستون کے افعال مین اور تمہارے اعمال مین اس لحاظ اور خصوص مین ذرا
بھی فرق نہین آیا۔ عملی طور وہی روبہ ہے جو تمہا ہان اب ظلم زیادہ کرتے ہو +

سوال نمبر ۶۲ ٹڈی مینڈک چیچڑی وغیرہ کا عذاب نازل کیا۔

الجواب ایسے عذاب ہمیشہ نازل ہوا کرتے ہین۔ ہماری عمر مین بار ہا ٹڈی دل آیا اور کہیت والون
کے لئے عذاب کا باعث ہوا جب کثرت سے بارشین ہوتی ہین اور نشیب مین نمناک ہو جاتی ہو وہان مینڈک
علی العموم پیدا ہو جاتے ہین اسی طرح جب عفونت زیادہ ہو جاتی ہے وہان قسم قسم کے ہوام حشرات الارض
چیچڑیان بہت پیدا ہو جاتی ہین اور یہ سب عذاب ہیں کیونکہ دکھ دائک امور ہین ان صریح نظارون کا انکار کرنا
کیا عقلمندی ہے۔

سوال نمبر ۶۳ بچھڑی کی پرستش سامری نے کرائی۔ جبرائیل کے گھوڑے کے سم کی مٹی سے ایک بچھڑا بنایا
۲۔ دہات سے بنا ہوا بچھڑا کس طرح بولا۔ بالکل گپ ہے۔

الجواب جبرائیل کے گھوڑے کا ذکر تمام قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبی رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم مین
ہرگز ہرگز نہین۔ دہات سے بنے ہوے کہلونے ہر روز یورپ سے آتے ہین کیا وہ نہین بولتے۔ ہمنے چھپانی
چڑیان اور اور مصنوعی جانور ایسے دیکھے ہین کہ بعض عامی انکو اصلی یقین کرتے ہیں تمہارے سرسوتی دستیارتھ
کے ۴۲۵ و ۴۲۷ صفحہ میں لکھا ہے۔ کالیا کنت کا بت سیوکون کو حقہ پلاتا ہے اور شعر بہی لکھا ہے

رنگ سے کالیا کنت کو   جس نے حقہ پلایا سنت کو

جگن ناتھ۔ جوالا مکہی۔ ہنگلاج کے عجائبات اور رام ناتھ کے کبوترون کے بارے مین جو لکھا ہی اگر تم پڑہتے
تو سامری کے کرشمہ پر تعجب نہ کرتے۔ اب ہم آپ کو ان آیات کا پتہ دیتے ہین جنمین بچھڑے کا ذکر ہے۔
اول۔ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ ۔ پ ۹ اعراف
دوم۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً
مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ۔ پ ۱۶ طه
پہلی آیت شریفہ کا مطلب ایسا ہے کہ موسیٰ کی قوم نے موسیٰ کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری مین اپنے

زیور سے ایک بچھڑا بنایا جو صرف جسم تھا اسمیں روح نہ تھی ہان اسکی آواز تھی اور ایک جگہ قرآن کریم مین لکھا ہی اور اس مہمل آواز کی حالت بتائی ہے۔ اَفَلَا یَرَوْنَ اَنْ لَّا یَرْجِعُ اِلَیْہِمْ قَوْلًا وَّلَا یَمْلِکُ لَہُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (۱؎ طٰہٰ) اسکا مطلب ثبت ہے کہ وہ محض بیجان چیز تھی آہین نفع رسانی یا ایذا دہی کی کوئی طاقت نہتی

دوسری آیہ شریفہ کا مطلب یہ ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو فرمایا اسے سامری تیری یہ بڑی بہاری کارروائی کیون ہوئی۔ بولا کہ میں بصیرت حاصل کر چکا ہون ساتھ ایسے کام کے کہ اس کام کے ساتہ ان لوگو کو بصیرت نہین پہر قبض کر لیا تہا مینے ایک قبضہ اس رسول کے اثر مین سی پہر پہینک دیا اسے اور اسی طرح یہ کام میری جان نے مجھے بہلا کر دکھایا اس مقام پر تسویل کا لفظ قابل غور وتامل ہے۔

التسویل تزئین النفس لما یحرص علیہ وتصویر القبح منہ بصورۃ الحسن قال اللّٰہ تعالیٰ بل سولت لکم انفسکم امرا

تسویل کے معنی ہین نفس کا اپنی پسندیدہ چیز کو خوبصورت کر دکھانا چنانچہ اسکی گواہی قرآن شریف کی اس آیہ سے ملتی ہو جو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹون سے بات کی ملکہ تمہارے نفسون نے بری بات کو خوب صورت کر دکھایا۔ پس اس آیت کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس بت پرستی کے بانی سامری سے دریافت فرمایا کہ تونے یہ کیا کام کیا تو اس نے بتایا کہ مین ایک بصیرت پر ہون جس بصیرت سے یہ لوگ ناآشنا ہین مینے موسیٰ رسول کے احکام سے کچھ مانا ہوا تہا سو اب مین اس موسوی مذہب کے ماننے ہوئے حصہ کو ترک کر بیٹہا ہون۔

سوال نمبر ۶۴ ابراہیم کو کہا بیٹا ذبح کر۔ چہری نے کاٹ نہ کی ایک دنبہ بدست جبرائیل بہشت سے بہیجدیا اسمٰعیل کی گردن تانبہ کی ہنگئی۔ یا کٹ جاتی تو پہر ملجاتی۔ یہ دنبہ ہابیل والا تہا

الجواب قرآن کریم میں صرف اس قدر آیا ہے باقی محض جہوٹ اور قرآن کریم پر تہارا افترا ہے۔

قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔ قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔

میرے پیارے بیٹے مجھے خواب مین دکہایا گیا ہی کہ مین تجہے ذبح کرتا ہون اب تو سوچ کر بتا تیری کیا رائے ہے اسنے کہا میرے پیارے باپ تو اپنی ماموریت پر عمل کر مجھے تو انشاءاللہ صابر پائیگا۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰہِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔

جب وہ دونو خدا تعالیٰ کے حکم پر راضی ہو گئے اور ابراہیم نے اسے منہ کے بل زمین پر لٹایا ہمنے آواز دی ای ابراہیم تونے اپنی رؤیا کو سچا کر دکہایا ہم محسنون کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہین

۱؎ ترجمہ۔ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ وہ لوٹ کر ان کو جواب نہین دیتا اور ان کے نفع وضرر کا مالک نہیں۔

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ - وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ - وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ - (پ ۲۳ صافات)

یہ بڑا بہاری امتحان اور انعام ہے اور ہمنے اسکے عوض مین ایک بڑی قربانی کو فدیہ دیا اور آیندہ آنیوالی نسلون مین اسکا ذکر خیر باقی رکہا ابراہیم پر سلامتی - ہم اسی طرح محسنون کو بدلہ دیا کرتے ہین وہ ہمارے مومن بندون سے تہا -

باقی جو کچہ آپنے لکہا ہے سبکا سب جہوٹ اور افترا اور محض لغو ہے اور قرآن اور احادیث صحیحہ مین اسکا ذکر نہیں اور جس قدر قرآن مین ہے اسپر کوئی اعتراض نہین کیونکہ اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکہا کہ وہ بیٹے کو ذبح کر رہے ہین نہ یہ کہ ذبح کر دیا جیسے قرآنی لفظ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ گواہی دیتا ہے اس قابل قدر عرفان سی بہرے ہوئے عرفان سے بہرے ہوئے واقعہ پر اعتراض بجز سیاہ دل کور باطن حقیقت ناآشنا کے اور کون کر سکتا ہے۔ سنو! ابراہیم علیہ السلام کی عمر اسوقت ننانوے برس کی تہی اور اسمٰعیل اسکے اکلوتے بیٹے کی ۱۳ برس کی اتنی عمر کے باپ کو آیندہ اور اولاد کی امید کہان اور بیٹے کی امیدین اور امنگین مرنیکے بعد کہان - باپ کا اپنے خواب کے خیال کو اظہار کرنا اور بیٹے کا یہ کہنا افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سچی الٰہی محبت کا نشان ہی جسکی قدر بدون زندہ دل کے کون کر سکتا ہی اسبات کو ہم قربانی کے مسئلہ مین کسی قدر تفصیل سے لکہ چکے ہین -

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۵ صفحہ نمبر ۵ مین ہے کنعانیون مین جو قدیم باشندے فلسطین کے تہے انسانی قربانی کا رواج تہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جوان مین مانے ہوے بزرگ اور ذی رعب تہے باہمہ جاہ وحشمت بیٹے کی قربانی پر باوجودیکہ بیٹا ہی رہنی ہو چکا تہا مینڈہا ذبح کر دیا اور اس طریق سے انسانی قربانی کے بجائے حیوانی قربانی قایم کردی اور ابتک گویا کروڑون جانون کو بچالیا - بارک اللہ علیک یا ابراہیم

سوال نمبر ۶۵ ابراہیم کیلئے آگ سرد ہوئی - پہول کہل پڑے چشمے جاری ہوگئے - لیٹر کریم کے لئے کیون سرد ہوئی جیسے لکہا ہی قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

الجواب - پہول کہلے چشمے جاری ہوئے قرآن کریم مین تو نہین مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہاری یہان کی متواتر کہانی پہلاد کی کیا بتاتی ہے متواتر کا منکر احمق اور ضدی ہوتا ہے اور اگر اسکے منکر ہو تو منوجی اور بہرگ سنگہتا مین کیا لکہا ہے اسے پڑہو دیکہو اسکا ادہیائے آٹہ شلوک ۱۱۶ - اگلے زمانہ مین تبش رشی کے چہوٹے بہائی نے انکو عیب لگایا اور تبش رشی نے اپنی صفائی کے واسطے آگ کو اٹہایا لیکن تمام دنیا کے عمل نیک و بد جاننے والے

اگنی نے رش کا ایک بال بھی نہ جلایا" کیا تم اب اپنی کسی نیکی پر اگنی کو اٹھا سکتے ہو یا اس شلوک کو غلط قرار دیتے ہو یا اسکی کوئی تاویل کرتے ہو یا یہ قول منو کا وید کے کسی شلوک کے خلاف سمجھ کر رد کرتے ہو۔

اصل بات قرآن کریم مین اس قدر ہے۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ - قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ - وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ - وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ پ۲۳ صافات

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ پ۲۰ عنکبوت

قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ

(پ۱۷ انبیا)

انہون نے کہا اسے جلا دو اور اپنے معبودون کی مدد کرو اگر کچھ کرنا ہے۔ ہمنے کہا اے آگ تو ابراہیم پر سرد اور سلامتی ہو جا۔ انہون نے ابراہیم سے جنگ کرنی اور خفیہ تدابیر سے انہیں ایذا دینی چاہی مگر ہمنے انہیں زیانکار کیا اور ہمنے ابراہیم اور لوط کو مبارک زمین مین پہنچایا۔ اور دوسری جگہ ہے اسکی قوم کا جواب یہی تہا کہ اسے مار ڈالو یا جلا دو سو خدا نے اُسے آگ سے بچالیا۔ اور تیسری جگہ ہے انہون نے مشورہ کیا کہ اسکے لئے ایک مکان بناؤ اور اسے آگ مین ڈالو انہون نے ابراہیم کی نسبت ایذا رسانی کا منصوبہ کیا سو ہمنے انہیں اس منصوبہ میں پست اور ذلیل کیا۔

ان آیتون سے کسقدر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو تمنے سمجھا ہے بالکل لغو اور غلط ہے۔ اس قصہ مین یہ چند کلمات طیبات ہین جو مقام غور اور توجہ کے قابل ہین پہلا کلمہ ہے اَرَادُوا بِهِ كَيْدًا دوسرا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ تیسرا قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ چوتہا وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ - قرآن کریم مین اللہ تعالی کی سُنت ہے کہ ہر ایک گذشتہ نبی کا قصہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے پیرؤں کی صدق اور حقیت کے ثبوت کیلئے ہوتا ہے اسلئے ہمین اور ہر ایک مسلمان کو ضرور ہوا کہ حضرت نبی کریم اور مولنا رؤف رحیم کا ماجرا اس بارہ مین دیکھین اس لحاظ سے جب قرآن کریم کو پڑہتے ہین تو اپنے نبی رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم الی یوم الدین کے بارہ مین یہ کلمات ہمین ملتے ہین۔

(۱) إِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ پ۹ انفال - اور إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا (پ۳۰ طارق) (۲) آپکے دشمنون کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ (پ۲۸ مجادلہ) (۳) کلمہ طیبہ ہے جو خوبی آگ کے مسالہ کو حل

کرتا ہے۔ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ (پ ۶ مائدہ ع ۹) کلمہ ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ پ ۲۴ مومن۔

ان مقامات کا مقابلہ دونون قصون قصہ حضرت نبی کریم اور قصہ حضرت ابراہیم کے ساتھہ کرو۔ وہان اگر جناب ابراہیم کے مخالفون نے آگ جلائی اور حرقوا کا فتوے دیا تو یہان تمام بلاد عرب مین نار الحرب[1] کو جلایا اور صد ہا مسعر الحرب[2] اٹھہ کھڑے ہوئے اور جس طرح وہان ابراہیم علیہ السلام کیلئے آگ کو برد اور سلام بنایا اسی طرح ہمارے ہادی و مقتدا کیلئے خاص اللہ تعالی نے اِس آگ کو بجھادیا اور فرمادیا اَطْفَأَهَا اللّٰهُ یعنی جب کبھی ہمارے نبی کریم کے دشمنون نے آتش جنگ جلائی اللہ نے اُسے بجھادیا۔

سُن اے نکتہ چین! ابراہیمؑ کے زمانہ پہ ہزارون برس اور ہمارے شفیع پر صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سو برس گزرتے ہین اور تونے اور ایک تیرے اس معاملہ مین شوریدہ و ہمزبان تیز زبان نوجوان **امرتسری** مولوی نے ہین اس طرح خطاب کیا ہے :۔ چاہئے کہ آجکل کسی اہل اسلام کو جو ملہم اور پیغمبر ہوکر خدا کے ساتھہ جیسے یا موسیٰ کیطرح باتین کرنیکا دم بھرتا ہے ایک لنبی چوڑی بھٹی کو آگ سے بھر کر بیچ میں پھینک دیا جاوے اگر آگ گلزار ہوجاوے تو سمجھین کہ قرآنی معجزے سب سچ ہین۔ امرتسری مولوی پھر اپنی کتاب مین فرماتے ہیں یہ مرزا صاحب قادیانی کیطرف اشارہ ہے مرزاجی کے دوستو کیا کہتے ہو (ترک اسلام)

سُن اے تارک اسلام اور دیکھہ اے بزدل نادان **تارک اسلام** ہم خدا تعالی کے فضل سے کامل یقین اور پورے اعتقاد سے دعوی کرتے ہین اور تمہین اور تمام جہان کو سُناتے ہین کہ ہمارا مہدی اور عیسی ابن مریم اس وقت موجود ہے اور اسکو وحی ہوچکی ہے۔ پھر سنو اور غور سے سُنو وہ وحی الہی جو امام زمان کو ہوئی ہے یہ ہے

نظرنا الیك معطرا وقلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراهیم

اس وحی الٰہی مین ہمارے امام ہمام مہدی موعود علیہ السلام حضرت میرزا غلام احمد کو ابراہیم کہا گیا ہے اسکو علام عالم الغیب قادر خدا نے آپکو یہ بھی وحی کی ہے آگ سے ہمین مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلامونکی غلام ہے " اور پھر خدا تعالی نے فرمایا کمثلك دُرٌ لا یضاع یعنی تیرے جیسا موتی ہرگز ضایع نہین کیا جاتا۔ **غور کرو** تمہاری ان فضول گوئیون کا جواب برسون پیشتر خدا تعالی دے چکا ہے اور تمنے اپنے ہاتھون سے ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری کردی اور خدا کے مُنہ کی باتین تمہارے مُنہ سے سچی ثابت ہوگئین مگر کون جانتا ہے کہ تمہاری خوش قسمتی ہے یا بدقسمتی اسلئے کہ خدا تعالی فرماتا ہی يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا بقیہ

[1] جنگ کی آگ [2] آگ جلانے کا آلہ

مگر اب جبکہ تم لوگ کودن ہو اسلئے ضروری ہے کہ بات کو کھول کر بیان کیا جاوے۔ سنو! جبکہ شریر نے تو خود آگ میں
ہاتھ ڈالا تھا مگر ابراہیم علیہ السلام خود آگ میں نہیں کودے تھے اور نہ مومنوں مخلصوں راستبازوں اور اللہ کے رسولوں کا
یہ کام ہوتا ہے کہ اللہ کو آزماتے ہیں بلکہ ان کو حکم ہے۔ لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (پ بقرہ) یعنی اپنے تئیں خود
ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اسی سنت الٰہی کی اتباع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں خود کود کر نہیں گرے تھے بلکہ لوگوں نے کہا

حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ۔ پ۱۷ انبیاء

اب خدا تعالیٰ کی اسی سنت کے موافق تم اور سارا جہان اور اس سفلی جہان کی ساری طاقتیں اور شوکتیں اور علاوہ ان
ہمارے امام مہدی اور مسیح کو آگ میں ڈال کر دیکھ لیں یقیناً خدا تعالیٰ اپنے زندہ اور تازہ وعدہ کے موافق اس مہدی کو
اسیطرح محفوظ رکھیگا جیسے پہلے زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا
یہ ہمارا آقا غلام احمد ہے اس لئے ضرور ہے کہ احمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اتباع کی برکت اور ثمرات
اسے حاصل ہوں جیسے خدا تعالیٰ نے اسکے متبوع کو واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ دیا اسی طرح اسے بھی براہین
میں یعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس کا وعدہ دیا۔ یہ خدا کا مسیح اور مہدی یقیناً تمہاری آگ سے بچیگا۔
اور ضرور بچیگا اس نے طاعون جیسی آگ کی خبر دی کہ آنیوالی ہے اور کہا کہ میرے لئے آسمان پر ٹیکا لگا پھر آخر وہی
ٹیکا سچا نکلا اور بمبئی ٹیکا بیکار ہو گیا۔

عیسائی لوگوں۔ برہموؤں سکھوں اور آریہ سماج نے بہت ہی ہمت سے لیکھرام کے واقعہ پر کیا آگ نہیں لگائی اور شیعہ
سنی مقلد غیر مقلد متصوفوں اور ان کے شرکا نے کیا کوشش میں کمی کی اور کیسی کیسی آگیں نہیں جلائیں
مگر سب خائب و خاسر ہوئے۔ اب ظاہری آگ یا اس سے بھی بڑھ کر آگ کو لگا کر دیکھو پھر تم دیکھو گے یہ تمہاری آگیں ہمیں
جلاتی ہیں کہ نہیں یہ بھی رسولوں کے رنگ میں ہے تم اعداء الرسل کی طرح اسکا مقابلہ کرو اور دیکھو اس موعود انبیاء اور
جانشین خاتم الرسل و خاتم النبیین کیلئے بھی اسی طرح تمہاری آگ برد و سلام ہوتی ہے کہ نہیں اور وہ برد و سلام ہوگی
اور ضرور ہوگی۔ مگر تم نادانی سے کہتے ہو کہ وہ خود آگ میں جا دیں کیا یہ اتباع انبیاء و رسل ہے دیکھو قرآن میں حرقوہ سو تم
بھی حرقوہ کا حکم اپنے ذریات اور سواروں اور پیادوں کو کرو اور پس پھر دیکھو ابراہیم کی طرح آگ برد و سلام ہوتی ہے کہ نہیں

ہاں ہیو لے ٹی مر بشپ بادشاہ انگلینڈ ایڈورڈ ششم کا درباری تھا ۱۶ اکتوبر ۱۵۵۵ء کو ملکہ میری کے
عہد سلطنت میں پراٹسٹنٹ مذہب پر قائم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب آگ میں جلایا گیا
رڈلے بشپ پراٹسٹنٹ مذہب پر قائم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب لیٹمر کے ساتھ آگ میں جلایا گیا۔

کرینمر آرچ بشپ پراٹسٹنٹ ہونیکی وجہ سے قید کیا گیا تھا اس نے توبہ کی مگر وہ خفیہ تھی باہر آکر پراٹسٹنٹ ہونیکا اقرار کیا اور یہہ بھی اقرار کیا کہ موت کے ڈر سے میں نے اپنا مذہب چھوڑنیکا وعدہ کیا تھا ۱۵۵۶ء میں آگ میں جلایا گیا - مگر یہ تو بتاؤ یہ ثالوثی ۔ مثلث خدا کو ماننے والے تین میں ایک - ایک میں تین کے معتقد تمام الٰہی شریعت کو جو توریت میں تھی لعنت کہہ کر اس پر پانی پھیرنے والے کفارہ مسیح پر اعتقاد کر کے بدون اعمال بہشت کے وارث بننے والے ابراہیم کیطرح کیوں بچائے جاتے ۔ کیا خدا تعالیٰ ایسے ناپاک مشرکوں کو پاک موحدوں کی جگہ پر اٹھا کرتا ہے ؟ **ناداں بابل!** یہ سب لوگ ابراہیم کے ایمان کے بالکل مخالف اور ضد میں جہانتک تاریخ پتہ دیسکتی ہے اللہ تعالیٰ کے مرسل و مامور اپنے اعداء کے سامنے ناکام ہو کر نہیں مرتے اور نہ ہلاک ہوتے اور نہ مارے جاتے ہیں - ماموریں کیساتھ جدال و قتال ہوتا ہے جسکا ذکر فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (پ۴ ال عمران) اور فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (پ۱ بقرہ) میں ہے مگر یہ مقاتلہ و مقابلہ کرنیوالے ناکام و نامراد مرتے ہیں اور مامور لوگ اللہ کے فضل سے مظفر و منصور اور کامیاب ہو کر دنیا سے جاتے ہیں کیا تم نے نہیں سنا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (پ۶ مائدہ) کی آواز کس نے سنی - کیا اس بد انجام نے جو بیدوں کا ترجمہ بھی کامل نہ کر سکا اور جو کیا اسمیں بھی شرارت لوگوں کا تصرف و دخل شامل ہو گیا جسکے باعث وہ ترجمہ بے اعتبار ہوا اور انکو آگاہی نہیں اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (پ۳۰ نصر) کی وحی کسیکو ہوئی - حزب اللہ ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور حزب الشیطان ہمیشہ خائب و خاسر رہتا ہے - یہی بات تو ہے جسپر ہمارا امام اور ہم خوشیاں مناتے ہیں لیکھرام کو آگ لگی اور جلکر کباب ہو گیا اور اسکا مخالف ابتک عیش و آرام میں ہے اسکے لئے اسکے گھر میں باغ ہے اور چشمے جاری ہیں ؎

خدا خود سوزد آن کرم دنی را ⁂ کہ ہست از کینہ داران محمد ⁂

سوال نمبر ۶۶ - موسیٰ ایک خدا رسیدہ شخص سے ملنے گئے پتہ یہ کہ جہاں بھونی مچھلی زندہ ہو کر پانی میں چلی جائے

الجواب - بھونی مچھلی کا پتہ قرآن میں نہیں اور نہ احادیث صحیحہ میں اور نہ ہمارا عقیدہ ہے کہ بھونی مچھلی زندہ ہو جاوے اس قصہ میں تین واقعات کا ذکر ہے جو خود موسیٰ علیہ السلام کے کاموں کو قریب قریب تھی قرآن کریم میں ہے فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا (پ۱۵ کہف) جب وہ ملنے کے موقعہ پر پہنچے مچھلی کو بھول گئے - بتاؤ اسمیں بھونی ہوئی مچھلی اور اسکی زندگی کا ذکر کہاں ہے کیا تمہارا سفید جھوٹ ثابت نہیں ہوا - اسمیں تو اتنا ہی ذکر ہے کہ مچھلی انکی یاد سے اتر گئی اور ندی میں چلی گئی اور یہ ان کے لئے مقرر نشان تھا کہ جہاں انہیں مچھلی کو

بہول جانیکا واقعہ پیش آئیگا وہان وہ مرد خدا انہین ملیگا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ خداتعالی نے جو غیب سے انہین ایک نشان دیا تہا وہ پورا ہوا یہہ ایسے واقعات ہین جو مردان خدا کی سوانح زندگی مین ملتے ہین اور یہہ ایسے واقعات ہین کہ ان سے سالکان منازل الٰہیہ کے قلوب و ایمان تازہ ہوتے ہین۔

سوال نمبر ۶۷ حضرت عیسےٰ مٹی کے کہلونے بناکر ان مین روح ڈال دیتا تہا۔

الجواب قرآن کریم مین نہ تو کہلونیکا کوئی لفظ ہے نہ روح ڈالنے کا قرآن کریم مین صرف دو جگہ ایک ذکر ہے

۱- اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ پ ۳ آل عمران	مین مٹی سے پرندہ کیسی ایک چیز بناتا ہون اور پہر اسمین پہونک مارتا ہون پہر وہ خدا کے اذن سے اڑنے لگتا ہے۔ دوسرا مقام یہ ہے
اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ پ مائدہ	جب تو مٹی سے پرندہ کیسی ایک چیز بناتا میرے اذن سے اور اسمین پہونک مارتا پہر وہ اڑنیوالا ہوجاتا میرے اذن سے۔

اب بتاؤ یہان کہلونے اور روح کا کونسا لفظ ہے کیا تمہارا صریح کذب نہین اور کیا یہ بے ایمانی اور فریب ہے لوگون کو دہوکہ مین ڈالنے کی چال نہین۔ دوسرے سوال کے جواب مین اسکا حل پڑہو۔

سوال نمبر ۶۸ حضرت عیسیٰ مُردون کو زندہ کرتے تہے۔

الجواب - جب بیمار بہت ہی خطرناک حالت اور غشی کی شدت مین مبتلا ہو جاتا ہی یا سکتہ اور صرع کی ناامید کردینے والے دورون مین پکڑا جاتا ہے اسوقت راستبازون کی دعائین اسکو زندہ کردیتی ہین۔ ہمنے ان نظارون کو اپنی آنکہہ سے دیکہا ہے اور یہی معنی مسیح کے احیاء کے ہین۔

اور شنو - مُردے تین قسم کے ہوتے ہین اور ان کو تین ہی اشیاء زندہ کرتی ہین **ایک** معمولی مُردے جن کے جسم سے روح کا تعلق الگ ہو جاتا ہے انکی نسبت قرآن کا فرمان یہ ہے۔ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ (پ بقرہ) اور رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ (پ بقرہ) اس سے صاف ثابت ہو کہ اس قسم کا زندہ کرنا تو صرف اللہ تعالے کا کام ہے اور **دوسرے** انبیاء و رسول اور کاملین کے ہاتہہ سے مُردے زندہ ہوتے ہین انکی نسبت قرآن کریم مین ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (پ ۹ انفال)	ایمان والو مان لو اللہ اور اسکے رسول کی بات کو جب وہ تمہین بلائین ایسی باتون کیلئے کہ جس سے تمہین زندہ کرے۔

تیسرا - یہان ہتیون کا زندہ کرنا کہ وہ بازارون مین رسیون کے سانپ بنا دیا کرتے ہین یہ بات تو ظاہر ہے کہ

حضرت مسیح نہ خدا تھے کہ انکی طرف پہلی قسم کے زندہ کرنے کو منسوب کیا جا سکے اور نہ بہان متیون کے بہائی تھے کہ انکی طرف لہو اور تماشا کو نسبت دی جائے وہ رسول تھے اور یقیناً خدا کے پیغمبر تھے انکی طرف وہی بات منسوب ہوگی جو منہاج نبوت کے موافق اور انبیاء کی شان اور افعال کے مطابق ہوگی۔ اسلام کے لئے قرآن کریم امام اور رہبر ہے اس نے اس عظیم الشان رسول کی سنت سے جسے اس نے تمام جہان کے لئے اسوہ اور رسولوں کا نمونہ بنایا ہے یہ دکھا دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا مردوں کو زندہ کرنا کس رنگ کا ہوا کرتا ہے اسکے خلاف جو شخص حضرت مسیح کیطرف خدا کی مانند احیاء موتے کو منسوب کرے وہ خدا کی کتاب کے انکار کا داغ اپنی پیشانی پر لگاتا ہے ایسا ہی قرآن نے قاعدہ بتایا ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی خالق نہیں جیسا کہ فرمایا ہے

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ (پ۱۴ نحل)

اللہ کے سوا جو لوگ معبود بنائے گئے ہیں ان کے معبود نہ ہو سکنے کا نشان یہ ہے کہ وہ کسی شئی کے خالق نہیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ یہ تو خدا کی صفات کے بارے میں قول فیصل ہے کہ حقیقی خالق وہی ہے۔ اب لفظ خلق جو وسیع معنی رکھتا ہو اگر مخلوق کا فعل اسے کہا جائیگا تو ضرور ہے کہ مخلوق ضعیف کی شان اور حیثیت کے لائق ہوگا اس سے سمجھ لو کہ ایک ناتوان انسان مسیح کی گھڑت اور خلق کیسی ہوگی وہ مٹی تھی اور مٹی ہی رہتی تھی زندہ حیوان نہ تھی۔

سوال نمبر ۶۹ یہود نے نہ عیسے کو مارا اور نہ پھانسی دیا۔ بلکہ وہ اڑ گئے اور انکی جنس مشابہت کمارا گیا۔ چالیس پچاس کوس اوپر سانس کس طرح لے سکتے ہیں۔

الجواب۔ یہود نے نہ عیسے کو مارا اور نہ پھانسی دیا بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے مر گئے۔ اڑ گئے جس لفظ کا ترجمہ ہو سکتا ہے وہ لفظ نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں۔ قرآن شریف کو سنو وہ کہتا ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (پ۶ مائدہ)

مسیح ابن مریم رسول تھا اور اس سے پہلے اس جنس کے رسول سب مر گئے۔

اس آیت میں قد خلت کا لفظ ایسا صاف ہے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشین اول نے اس لفظ سے استدلال فرما کر تمام ان صحابہ کرام کو جن کو وفات میں تامل ہوا تھا اپنی نبی کے وفات کا قائل کر دیا تھا وہ آیت جس میں ایسا ہی قد خلت موجود ہے یہ ہے۔ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ پ۴ آل عمران۔ محمد ایک رسول ہے اس سے پہلے رسول مر چکے ہیں کیا کوئی شخص ان دونوں آیتوں میں لفظ قد خلت

کو یکسان دیکھ کر جسکا ترجمہ ہے "مر چکے" حضرت مسیح اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مین فرق اور شک کر سکتا ہے قرآن کریم کے نزدیک گزشتہ نبیون کے حالات متشابہ کے حل کیلئے ہمارے نبی کریم کی زندگی کے واقعات کلید ہین پھر حضرت مسیح کے حق مین فرمایا ہے اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۳پ آل عمران - بعینہ ایک جگہ کُن کے سوال کے جواب مین بتلایا ہے کہ یہ بعد الموت حالت سے تعلق رکھتا ہے دیکھو سوال کُن نمبر ۱۰۱ - اور فرمایا

اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۳پ آل عمران	مین تجھے وفات دینے والا اور اپنی طرف اٹھانیوالا اور کافرون سے پاک کرنے والا اور تیرے پیروؤنکو تیرے منکرون پر قیامت تک غالب کرنیوالا ہون -

غور کرو کیسی عظیم الشان اور صادق پیشگوئی ہے کہ مسیح کے اتباع ہمیشہ مسیح کے منکرون پر غالب اور فوق رہین گے اسکی تصدیق کے لئے دیکھو کہ ایک طرف مسلمان یہود کے اصلی مرکز شہر بیت المقدس پر قابض ہین یہود اصلی منکر اور مسلمان اصلی پیروان مسیح ہین - دوسری طرف آریہ ورتی عارضی منکرین پر عارضی اتباع نصارے حکمران ہین اور یون ہی ہمیشہ رہیگا - ممکن ہے کہ جملہ رافعک الی کو نہ سمجھ کر تم ضلالت کے گڑھے مین گرے ہو سو یاد رکھو اسکی تصریح بل رفعہ اللہ نے کر دی ہے جو قرآن کریم کی دوسری جگہ مین ہے - اسکے معنی ہین اللہ نے اسے رفعت اور بلندی بخشی یعنے جسے خدا بلند اور رفع کرنا چاہے اور کردے کوئی دشمن اسے گرا نہین سکتا چنانچہ خدا نے یہود کے گندی اور ذلیل منصوبون سے اسے بچایا اور رفعت دی - یہی وحی خدا تعالی کی طرف سے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو بھی ایک عرصہ سے ہو چکی ہے اور براہین احمدیہ مین موجود ہے اور وہ یہ ہے - یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اس نمونہ سے جو ہمارے زمانہ کے راستباز سے ظاہر ہے خدا کی واقعی وحی کا پتہ لگ سکتا ہے اسلئے کہ جو وعدہ تطہیر اور رفع اور توفی اور فوق کا حضرت مسیح کو دیا گیا تھا وہی ہمارے آقا حضرت مسیح موعود کو دیا گیا ہے آپ کے حالات و واقعات بڑی بھاری چابیان ہین گزشتہ حالات کے قفلون کے لئے - پھر بڑا قابل غور لفظ توفی ہے یہ بھی ایسا صاف اور واضح ہے کہ عام بول چال مین ہر ایک شخص جانتا ہے کہ متوفی مردہ کو کہتے ہین پھر اسکے حل کیلئے بڑا عجیب موقعہ وہ ہے جہان حضرت یوسف کے باپ نے بیٹون سے کہا لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ پ۱ بقرہ کہ تم نہ مرو مگر مسلمان ہونیکی حالت مین

اس ارشاد کی تعمیل مین اس شخص نے جو اسکے بیٹون میں سب سے افضل و اکرم اور محبوب تہا جب اپنی کامیابی کیلئے دعا کی تو انہی لفظون مین کی تَوَفَّنِی مُسْلِمًا پ۱۳ یوسف اے خدا مجھے مسلم ہونیکی حالت مین وفات دے اس مین دلیل اور صداقت کے بعد اور کیا دلیل چاہتے ہو انکی جنس کا کون مارا گیا تہا وہ دوست تہا یا دشمن اگر وہ دشمن تہا تو چپ کیون رہا اور کیون شور اور پکار نہ کی اور دوست نے قصور کیون پکڑا گیا ۔

احمق انسان ! اگر مسیح اڑگیا تہا تو کہتا کہ مین اڑا جاتا ہون مجھے پکڑو بدلہ مین دوسرے کو پھانسی کیا معنی اور پھر اڑتا کسی کو نظر نہ آیا ۔

اور تمہارا کہنا کہ چالیس پچاس کوس اوپر سانس کیونکر ۔ جب اصل ہی غلط ہے تو فرع کا کیا ذکر مگر بتاسیے تمکو اوپر کے پچاس کوس حالت کا کیونکر پتہ لگا اور یہہ بہی بتاؤ کہ جس بیابان مین راجپوتانہ رجی لگا ہے اجودھیا تک آئے اسمین کس طرح سانس لیتے تہے ۔

سوال نمبر ۷۱ ۔ ابراہیم علیہ السلام سے چار پرندے ٹکڑے کرا کے زندہ کئے مفسرین نے کوا ۔ کبوتر ۔ فاختہ ۔ مینا کہا ہے اور سر اپنے پاس رکہے ۔

الجواب وہ آیت جس پر دارومدار اعتراض کا ہے وہ یہ ہے ۔ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا پ۳ بقرہ اسمین پہلا قابل بحث لفظ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ہے سو سنو! صُرْهُنَّ اَمِلْهُنَّ خواہ من الصعود ای المیل پس صرہن کے معنی ہوئے اپنی طرف مائل کرلے ۔ مفردات القرآن اور کتب لغت مین ہے ۔

حضرت ابراہیم کو ان کے ایک سوال پر اللہ تعالی نے ایک دلیل بتائی ہے کہ کس طرح مردے زندے ہونگے اسپر فرمایا دیکھو ان جانورون کو جو جسم اور روح کا مجموعہ ہین تیری ذرہ سی پرورش کے سبب سے تیرے بلانے پر پہاڑیون سے تیری آواز سن کر چلے آئینگے تو کیا مین جو انکا حقیقی مالک اور رب پرورش کنندہ ہون انہی کے بلانے پر یہہ ذرات حیوان کے جمع نہین ہو سکین گے اس نظارہ اور فعل پر بتاؤ کیا اعتراض ہے ۔

پس ترجمہ آیت کریمہ کا یہہ ہوا فرمایا پس لے پرندون سے چار پہر انکو مائل کرلے اپنی طرف یعنی اپنے ساتہہ ہلالے پہر رکھ پہاڑی پر ان مین سے ایک ایک کو پس بلا انکو تیرے پاس آئین گے دوڑتے +

سوال نمبر ۷۲ ہفتہ کے دن مچھلی پکڑنے والون کو خدا نے سور ۔ بندر بنا دیا +

الجواب اسکا جواب ایسا صاف ہے کہ اس کے لئے ان آیات کا لکھنا اور ترجمہ ہی کافی ہے جنمین یہ واقعہ مذکور

ہے ہر ایک پڑھنے والا ذرا سی غور سے سمجھ لیگا کہ بات کس قدر صاف ہے اور یہ دنیا کی پرستار قوم حقائق کے فہم سے کس قدر دور اور کورانہ تعصب کے کس قدر قریب ہے ہمارے نزدیک اسکو حل کیلئے اس سے زیادہ بہتر طریق نہیں کہ ان آیات کو یکجا لکھکر دکھلا یا جاوے جنہیں یہ قصہ ہے خاص غور کیلئے ایک لفظ مِنْهُمُ الصَّالِحُونَ جسکے معنی ہیں کہ انمیں اچھے صالح ہونے والے بھی ہیں اور دوسرا لفظ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ جسکا ترجمہ ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ یہ باز آجاویں اور تیسرا لفظ اِذْ جَآؤُكُمْ کہ یہ منافر و سور شیطان کے بندے تمہارے یہاں بھی آئے۔ اور چوتھا لفظ قَدْ دَخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ (پ مائدہ) ہے جسکے معنی ہیں کہ یہ کافر آئے اور کافر ہی نکلے ان پر اور ایسے الفاظ پر عقلمند غور کریں جو اس قصہ میں آئے۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ - وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ -

جب وہ ہماری منع کردی ہوئی باتوں سے باز نہ آئے ہمنے کہا جاؤ ذلیل بندر بنجاؤ اور تیرے رب نے خبر دی ہے کہ لیا ہوگا کہ میں قیامت تک ایسے لوگوں کو ان پر حکمران کرونگا جو انہیں برے عذاب دینگے بیشک تیرا رب جلد سزا دینے والا ہے اور غفور رحیم بھی ہے۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ - فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا

ہمنے انہیں گروہ گروہ بنا کر زمین میں منتشر کردیا بعض انمیں اچھے نکلے اور بعض ان کے خلاف اور ہمنے بھلائی اور برائی پہنچا کر انہیں امتحان میں ڈالا تو کہ باز آئیں اور انکے بعد ان کے لیسے جانشین کتاب کے وارث ہوئے جو رشوت کے طور پر اس دنیا کا مال لیتے اور کہتے کیا پڑا ہے ہم بخشے جائینگے۔

پ اعراف

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ - قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ

انہیں کہہ اے کتاب والو تم اسلئے ہم سے بیزار ہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور اسپر جو پہلے نازل کیا گیا اور تمہاری ناراضی کی جڑ یہ ہے کہ تم حدود اللہ کے توڑنیوالے ہو ان سے کہہ میں تمہیں ان قوموں کی خبر دوں جنہیں خدا کیطرف سے ان کے ایسے افعال کا بہت برا بدلہ ملا وہ وہ ہیں جنہیں

مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ
أُولٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ
وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا
بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ
بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ - وَتَرٰى كَثِيرًا
مِنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ
وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ
عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ
مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ (پ ۶ مائدہ)

خدانے بندر اور سؤر شیطان کے پرستار بنادیا یہ بہت بُرے
پایہ کے لوگ ہیں اور سب سے زیادہ راہ حق سے دور بھٹکے ہوئے ہیں
جب تمہارے پاس آتے ہیں آمنا کہتے ہیں حالانکہ کفر
دل میں لیکر آتے ہیں اور کفر کو لیکر نکلتے ہیں اور جو کچھہ
دل میں مخفی رکھتے ہیں اُسسے خدا خوب جانتا ہے بہت سے
ان میں سے تم خوب دیکھتے ہو بدکاری اور بغاوت اور
حرام خوری میں بڑھ بڑھکر قدم مارتے ہیں یہ بہت ہی بُرے
کام ہیں جو یہ کرتے ہیں
ان کے عالموں اور درویشوں کو چاہئے تہا کہ انہیں
ناجائز باتوں اور حرامخوری سے روکتے بہت ہی بُری
کرتوتیں ہیں جو یہ کرتے ہیں -

یہ آیتیں بغیر کسی تفسیر اور شرح کرنے کے صاف بتارہی ہیں کہ بندر اور سور بن جانیکی حقیقت کیا ہے اور بندر اور سور کے ساتھہ جو لفظ یعنی شیطان کے پرستار لکھہ دیا ہے وہ اور بہی حقیقت امر کو واضح کئے دیتا ہے اسمین مدینہ کے یہود کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب اور مخالف تہے اور اسلام کی بیخکنی کیلئے طرح طرح کے منصوبے اور ناجائز حیلے کرتے تہے ملزم کرنے اور اُن کے انجام بد کی آئندہ کی خبر دینے کیلئے اللہ تعالی اُن کے باپ دادوں کا واقعہ سُناتا ہے جنہوں نے اپنے وقت کے ماموروں کے مقابل ایسی ہی گستاخیاں اور بد اندیشیاں کیں اور آخر سور اور بندروں کیطرح طرح طرح کی ذلتیں اور عذاب اونہیں پہنچے خدا کی کتاب مدینہ کے یہود کو اطلاع دیتی ہے کہ اس نبی کی مخالفت میں بہی تم پر ویسی ہی سزائیں نازل ہونگی چنانچہ ایسا ہی ہوا جو اسلام کی تاریخ کے پڑہنے والے پر مخفی نہیں ٭

کیا ان خبیث یہودیوں کے جو افعال و اعمال ان آیتوں میں مذکور ہوئے ہیں اور جن قباحتوں اور شناعتوں سے انکی خدانے پردہ اُٹھایا ہے وہ بندروں اور سوروں کیسی عادت اور افعال نہیں ہیں؟

سوال نمبر ۷۳ - چند فٹ لمبی چوڑی کشتی میں روئے زمین کے تمام چرند پرند درند مع خوراک گیے ہیں -

الجواب - نوح کی کشتی کتنے فیٹ تہی چند فیٹ تہی یہ تمنے قرآن پر افترا کیا ہے چند فیٹ لمبی

یہ بھی جھوٹ اور افترا ہے چند فیٹ چوڑی یہ بھی افترا ہے - روئے زمین یہ بھی افترا ہے - تمام چرند - پرند
درند یہ بھی افترا ہے - مع خوراک یہ بھی افترا ہے - اتنے افترا اور دروغ بازون سے جنگ کر کے کامیابی کی امید
زیر اعتراض یہ آیت ہے - قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ (پ ۱۲ ع ۳) اول اسمین مِنْ کا لفظ
ہے جسکا ترجمہ سے اور بعض ہے کُل کا لفظ ہر ایک موقعہ کیلئے الگ الگ معنی دیتا ہے قرآن کریم کے محاورات
دیکھو - ایک عورت یمن کے بادشاہ کی نسبت فرمائی ہے اُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (پ ۱۹ ع ۱۷) مجھے کل شے
دیگئی - اور ذوالقرنین کی نسبت ہے - آتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا (پ کہف) ہمنے اسے کل قسم کے اسباب دیے
اب کیا اس کُل سے یہ مطلب ہے کہ دنیا کے جزوی وکلی اسباب سے ایک ذرہ بھر باقی نہین رہا تھا جو ان کے قبضہ
مین نہ آیا ہو - یہ تو قانون قدرت اور عادۃ اللہ اور عادۃ الناس کے خلاف ہے ہر ایک بولی مین یہ لفظ اپنے اپنے
رنگ مین آتا ہے جیسے ہماری زبان مین "سب" کا لفظ ہے اور متکلم ذہن مین ایک بات رکھ کر بولتا ہے اور مخاطب
متکلم کے معہود فی الذہن منشاء کے موافق عین موقعہ پر اسے اتارتا ہے اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی ضروری
اشیاء مین سے جو تجھے مطلوب اور تیرے کام کی ہین کشتی مین اٹھا لے اسمین کہان لکھا ہے کہ تمام چرند - پرند اور
درخت اسمین رکھ لئے گئے ؁

سوال نمبر ۴۷ عورت مرد کا چہرہ بھی نہ دیکھے تو بچہ جن سکتی ہے جیسے مسیح علیہ السلام کی پیدائش
میں دکھایا گیا -

الجواب (۱) جو اسلام قرآن کے صحیفہ فطرت نے ہمکو سکھایا ہے اسمین تو کہیں نہیں لکھا کہ تم اسلام لاؤ کہ مسیح بے باپ تھے
(۲) ہمکو نبی کریم نے نہیں فرمایا کہ اسلام مین یہ بھی ہے کہ تم مان لو کہ مسیح بے پدر تھا - (۳) ہمارے پیارے صحابہ
کرام اور ہمارے آئمہ اربعہ فقہا اور دیگر ائمہ عظام نے ہمیں کہیں ہدایت نہیں کی کہ اسلامی ضروریات سے ہے
کہ مان لو مسیح بے باپ تھا - (۴) ہمکو ہمارے صوفیائے کرام نے اپنی تعلیمات مین کہین تاکید نہین فرمائی کہ
اسلام میں قرب الہی کے مدارج ومسالک و اصلاح نفس وحصول اخلاق فاضلہ کے لئے لابد ہے کہ یہ بھی یقین کرو
کہ مسیح بے باپ تھے - (۵) مسیح علیہ السلام کے ماسوا کس قدر انبیاء ورسل اور اللہ تعالی کے مامور گذرے ہین کسکا
نسب نامہ قرآن کریم مین لکھا ہے؟ بلکہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ پس سب کے
وجود کا علم بھی ضروری نہین چہ جائیکہ وہ کس طرح پیدا ہوئے ؁
پھر عیسائیوں کے مذہب مین بلا باپ پیدا ہونا مسیح کی الوہیت کی دلیل ہی نہین ان کے یہان تو ملک صدق اور آدم

سب بلا باپ پیدا ہوئی۔ پھر یہ مسئلہ اسلام کا جزو نہیں تو یہ مسئلہ تمکو باعث ترک اسلام کیون ہوا۔ عام حکمت
کے مسایل میں یہ مسئلہ بہی ہے۔ میں خود مدت تک باینکہ اسلام میرا ایمان اور میری جان ہو اس بات کو
مانتا رہا گو اب میں اسباب کا قایل نہیں رہا۔ مگر آریہ صاحب تمہارے نزدیک تو بے باپ ہونے میں تامل
نہیں ہوسکتا کیونکہ دیانند نے نو سملاس فقرہ ۴۰ صفحہ ۲۳۴ میں لکہا ہے "دہرم راج یعنے پرمیشور
اس جیو کے پاپ پن کے مطابق جنم دیتا ہے وہ (روح) ہوا اناج۔ پانی۔ خواہ جسم کے مسامون کی ذریعہ
سے دوسرے کے جسم مین ایشور کی تحریک سے داخل ہوتا ہے بعد داخل ہونیکے سلسلہ وار منی مین
جاکر حمل میں قایم ہو کر جسم اختیار کرکے باہر آتا ہے۔ نیز اگنی۔ وایو۔ ادت اور انگرہ کا کون باپ تہا۔ یہ تو
تمہارے چہار رشی اور ویدون کے مصنف اور تمہارے سلسلہ مذہب کے اصل بانی ہین کیا سب بلا باپ
نہین دیکہو ستیارتہ سملاس نمبر ۸ فقرہ ۴۰ وغیرہ مین بتایا ہے کہ اشیری سرشٹی اور میتہنی سرشٹی اور اور
قسم کی ہوا کرتی ہین یہ تو تمہاری اور ہر ایک بدقسمت قوم اور متنزل لوگون کی عادت ہو کہ غیر ضروری
مسائل پر بہت بحثین کیجاوین اور انکو مذہبی رنگ دیا جاوے بہر حال شاید تمہیں ہدایت ہو جاوے کچہہ اور سنو
جب نطفہ فضا فرج میں جاتا ہے تو اسمین سے اسپرماٹوزوا الگ حرکت کرتے ہین تو بہت سارے
اس پر سپٹوزوا رحم مین چلے جاتے ہین اور ان مین سے ایک اس کرّہ مین جو خصیۃ الرحم سے آتا ہے داخل ہو جاتا
ہے پہر اس نشو ونما مین جو غالباً رحم مین ہوتا ہے یہ کرّہ جو مجموعہ دو چیزون اسپرماٹوزون اور اوووم کا ہے
منقسم ہونا شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک سے دو۔ دو سے چار۔ چار سے آٹہہ۔ آٹہہ سے سولہ اس طرح بیشمار
کرات بن جاتے ہین اور ان سے تین دائرہ نما پردے بنتے ہین جنمین سے صرف ایک ضلع بچہ بننے کو
مخصوص ہو جاتا ہے اور باقی سے جہلیان وغیرہ بنکر آخر الگ ہو جاتی ہین کوئی ہے جو بتادے
کہ وہ ضلع کس کے اجزا مین سے نشو ونما یافتہ ہے۔ پہر خط وخال عادات واطوار معتقدات و یقینیات
میں یہ نظارہ دیکہتے ہین کہ کوئی لڑکا اپنے باپ کے رنگ وروپ۔ اخلاق وعادات پر ہوتا ہے باپ کے
خاندان پر اور کوئی مان یا مان کے خاندان پر خط وخال اخلاق وعادات مین ہوتا ہو بعض کی حالت دونون
مین مشترک۔ ادہر قرآن کریم مین پاتے ہین کہ حضرت زکریا بالکل بڈہے ہو گئے تہے اور انکی بیوی بانجہہ تہی
گویا انکی پیدایش عام نظارہ ہائے قدرت سے الگ تہی اور ان کے بعد حضرت مسیح کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ گویا
ترقی ان مظاہر قدرت مین بتائی ہے کہ اللہ تعالی جسطرح اور جس کی جزو مین چاہتا ہے بناتا ہے۔

سوال نمبر ۷۵ قوم لوط کی بستیاں الٹ کر پھینک دیں۔ پتھروں کا مینہ برسایا جبرائیل نے پروں سے وہ شہر الٹا دیا +

الجواب پھر کیا الٰہی کاموں میں یہ بڑی بات ہے تمہارے مذہب کی رو سے تمام پرتھوی تباہ ہو جاتی ہے سب کچھ جل بنجاتا ہے اور جل بھی تباہ ہو جاتا ہے تو آگ بن جاتا ہے سو وہ بھی تباہ ہو کر ہوا بنجاتا ہے پھر وہ بھی تباہ ہو جاتی ہے بلکہ سب کچھ تباہ ہو کر صرف ایشور سامرتھیہ ہی باقی رہ جاتی ہے۔ بدکاروں شریروں کیلئے ایسے نمونے ہمیشہ موجود رہتے ہیں کیا نمونے جاوا۔ پمپیائے کی تباہی کی آگہی حاصل نہیں کی اور جاوا سینٹ پیری تو انہیں دنوں کے واقعات میں۔

لوط کی قوم شریر۔ حق کی دشمن۔ حقیقت کی عدو تھی۔ گندے اعمال اور خلاف فطرت کاموں میں منہمک تھی اللہ تعالیٰ نے انکو تباہ کر دیا۔ ڈیڈسی (بحر مردار) کی جھیل انکی تباہی کی زندہ نشانی ہے اور انکی بدعملی کا نمونہ بتانے کو انگریزی زبان میں ساڈومی کا لفظ موجود ہے۔ اس جہان میں ہمیشہ نظارہ ہائے قدرت خدا تعالیٰ کے نبیوں کی تعلیم کی تصدیق کیلئے واقع ہوتے رہتے ہیں۔ شریر انکی خلاف ورزی میں تباہ ہوتے ہیں۔ اور راستبازوں کی صداقت پر اپنی بربادی سے مُہر کر جاتے ہیں۔ پتھروں کا مینہ ہی تھا جس نے حال میں سینٹ پیری برباد کیا اور وہ بھی پتھروں کا ہی مینہ ہوتا ہے جس کا ذکر سوال نمبر ۱۸ صفحہ ۱۸۰ کے جواب میں می ٹی ارز کے بیان میں لکھا ہے +

سوال نمبر ۷۶۔ شعیب پیغمبر کی قوم کو چیخ مار کر تباہ کیا۔

الجواب۔ وہ لفظ جس کا ترجمہ تم نے چیخ کیا ہے وہ صیحہ کا لفظ ہے لغات القرآن میں لکھا ہے۔

الصیحۃ قد تفزع فعبر بها عن الفزع	یعنی صیحہ سے مراد آفت اور مصیبت ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے
صاح الزمان لآل برمك صیحۃ	کیا معنے زمانہ نے برمکیوں پر ایک بلا ڈالی
خروا الصیحتہ علی الاذقان	اُس بلا کے سبب سے ٹھوڈیوں کے بل گر پڑے

اور یہ بھی ظاہر بات ہے کہ جس شخص پر مصائب پڑتے ہیں وہ روتا چیختا چلاتا ہی ہے۔ اب بتاؤ کہ اس واقعہ میں کونسی ناممکن بات ہے کہ شعیب کی قوم عذاب الٰہی سے چیختی چلاتی ہلاک ہو گئی۔

سوال نمبر ۷۷ مٹھی بھر کنکریاں مار کر فوج مخالف اسلام کو بھگا دیا اللہ تعالیٰ کے قول مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (پ ۹ انفال) پر اعتراض کیا ہے!!

الجواب کیسا سچا کلمہ توحید اور بے استہازی کا بھرا ہوا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے کہ
تیری رمی اللہ تعالیٰ کی رمی ہے کیا ہی سچ ہے کہ دشمن کو تیر مارنا یا اپنی مار کا دشمن کو نشانہ بنانا اللہ تعالیٰ
کے فضل سے اور اسکے ارادہ سے وابستہ ہے والا ہاتھ خطا ہی جاتا ہی۔ اب کیسا سیدھا صاف مطلب
آیہ مشہور بقیہ کا ہے۔

مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پ ۹ انفال) { یعنی تونے دشمنون پر نہین پھینکا جو کچھ پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا۔ یعنی اللہ نے تجھے مظفر و منصور کیا۔

اور درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے سوا کون اپنی طاقت اور تدبیر سے فتحمند ہو سکتا ہی غور سے سنو
جو کچھ حال مین ہو رہا ہے وہ ماضی کا نتیجہ ہے اور جو کچھ مستقبل مین ہوگا وہ حاضر کا ثمرہ ہوگا۔ پر تکلیف یہان
ظاہری مثال اسپر یہ ہے کہ آج رمضان کی ۲۲ ر سنہ ۱۳۲۱ ہجری اور دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء کی ۱۱ ر تاریخ کیا اسمین شک ہو سکتا
ہے کہ ۲۲ - ۲۱ کے بعد ہوئی اور ۲۳ ر ہجری ۲۲ ر ہجری کے بعد آئیگا - ۱۱ ر ۱۰ ر کے بعد ہی آسکتی تھی اور سنہ ۳
۲ کے بعد ہی ہو سکتا تھا پھر سنہ ۲۴ سنہ ۲۲ اور ۲۳ کے گذرنے پر ہی آئیگا - اب جن بلاد مین گیہون بویا گیا ہے
ان مین بیج کا کاٹنا اسکے پک جانیکے بعد ہی ہوگا - ہزارون لاکھون امور کو اسی پر قیاس کرلو - اب تم کرامات
کے متعلق جنکو دوسرے لفظون مین لوگ معجزات کہتے ہین ایک لطیف نکتہ سناتے ہین تم فایدہ اٹھاؤگے
تو تمہارا بھلا ہوگا والا کوئی غرض شناس اس سے حظ اٹھائیگا بہر حال موجودہ امور گزشتہ امور کے نتائج ہوتے
ہین اور مستقبل حال کا ثمرہ یہ سلسلہ ماضی کیطرف اگرچہ ان لوگون کے نزدیک جو الٰہی ہستی سے بیخبر ہین لامنتہی
ہے مگر خدا کے ماننے والے جانتے ہین کہ بات یہی سچ ہے اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى (پ ۲۷ نجم) یعنی سب چیزونکا
منتہے اور انجام تیرے رب کیطرف ہی۔ زمانہ بھی آخر مخلوق ہے کیونکہ زمانہ مقدار فعل کا نام ہے مقدار فعل فعل
سے پیدا ہو سکتا ہے اور فعل فاعل سے - جناب الٰہی کی ذات پاک چونکہ ازلی ہمہ دان - ست اور چت (عالم)
ہمہ قدرت اور سامرتھ ہے وہ اپنے ازلی علم سے جانتا تھا کہ فلان اپنے پیارے بندے کو مجھے فلان وقت
مؤید و مظفر اور منصور کرنا ہے اور فلان وقت فلان شریر کو جو اسکے مقابل ہوگا ذلیل اور خوار اور خائب
و خاسر کر دینا ہے اسلئے اس نے ابتدا ہی سے ایسے اسباب اور مواد مہیا کر دئے کہ اس وقت معین اور مقدر مین
اسکا مخلص مومن متقی محسن اور برگزیدہ بندہ لامحالہ فتحمند ہو جاتا ہے اور اسکا دشمن شیطان اللہ کے دور
فضل سے ناامید ابلیس شریر اور شرارت پیشہ تباہ و ہلاک ہو جاتا ہے۔

اسی سنت کے موافق خدا تعالیٰ اپنے ازلی علم اور ارادہ مین مقرر اور مقدر کر چکا تھا کہ ہمارے ہادی و شفیع خاتم

الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم وبارک وسلم الی یوم الدین کے جانشینون کو بلاد ایران
وتوران اور شام ومصر وغیرہ پر تسلط بخشیگا اور ہر قسم کے فتوحات کا فتحمند اور منصور وغالب کریگا ۔
اس ارادہ کے پورا کرنیکے لئے اس قادر حکیم علیم خدا نے ایک طرف ایسی حالت پیدا کردی کہ تمام عرب مین
نیکیون کے ساتھہ ہمت واستقلال بخشا اور اسکے ساتھہ وحدت کی روح پھونکدی اور دوسری طرف ان تمام بلاد
مین جنکا مفتوح ہونا مقدر تھا تباہی کے اسباب یعنی فسق وفجور ۔ زنا ۔ بدکاری ۔ کسل ۔ تفرقہ اور طوایف الملوکی
پھیل گئی اور تمام باتین علین نظام کائنات کے مطابق الہی ارادہ کے ماتحت اُسکے فرستادون کی پیشگوئیون
کے موافق واقع ہوئین اور ہوتی ہین ۔

اسی سنت کے موافق جن لوگون کو حضرت نبی کریم کی اتباع اور معیت کا شرف بخشا اور چاہا کہ انہین دنیا پر حق
کو پھیلانے کا آلہ اور ذریعہ بنائے اُن پر یہ فضل کیا کہ انمین اخلاص وحدت خدا ترسی ۔ شجاعت ۔ عفت صلح
خودداری ۔ استقلال اور توجہ الی اللہ کی قوت بڑھتی جاتی تھی اور اُن کے مخالفون مین نفاق ۔ غرور ۔ کبر ۔
تہور ۔ جبن ۔ فسق ۔ فجور ۔ غضب ۔ عجز وکسل اور غفلت ترقی پر تھی اس روحانی لعنت کے قبضہ مین ہوکر اگرچہ
وہ لوگ اُن برگزیدون کے مقابل اپنی ساری طاقتون اور مال اور جان کو خرچ کرتے مگر نامراد اور ناکام رہ جاتے ۔
اس قصہ کو اب ہم لمبا نہین کرتے اصل بات سناتے ہیں ۔ عرب میں اُن دنون میں جنگ کا یہ دستور تھا کہ پہلے مبازرہ
ہوا کرتا تھا یعنی ایک آدمی دوسرےکے مقابل نکلتا ۔ پھر مبازرہ کے بعد تیرون سے جنگ کی ابتدا ہوتی تھی اور قاعدہ
ہے کہ اگر ایسی جنگ کے وقت تیز ہوا چل پڑے تو اسوقت جس لڑنیوالی فوج کی پیٹھ کیطرف سے ہوا آئیگی اسکی آنکھون کو
کچھہ حرج نہین پہنچیگا ۔ اور اُن لوگون کے تیرون کو مدد دیگی مگر جس فوج کے سامنے ہوا کا دھکا ہوگا اُنکی آنکھون مین
پڑیگا نہ وہ ٹھیک نشانہ لگا سکینگے اور نہ مقابل کو اچھی طرح دیکھہ سکین گے ایسی باتین بہت جنگون مین ہمارے
نبی کریم کے عہد سعادت مہد مین پیش آئین چنانچہ بدر اور حنین بلکہ جنگ احزاب خندق مین بھی ایسے ہی واقعات وقوع
مین آئے اسی نعمت کے یاد دلانیکے لئے اللہ تعالی فرماتا ہے ۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَّجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا (احزاب)
وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا (پ توبہ) جب حضرت ہادی کامل نے (صلی اللہ علیہ وسلم) مخالف کا زور زیادہ دیکھا
تو ایک مٹھی کنکریونکی مخالف کیطرف پھینکی اور دوسری طرف اسوقت جناب الہی نے اپنی سنن مین وہ وقت رکھا تھا
کہ کنکر پھینکنے والی تیز ہوا چل پڑے اسی طرح عادۃ اللہ ہے اس طریق سے سلسلہ نظام کائنات یعنے جسمانی سلسلہ
بھی قایم رہتا ہے اور روحانی سلسلہ اور الہی سلسلہ یعنی انبیاء واولیا اور مومنین کی فتح ونصرت کا سلسلہ بھی قایم

ہے اور روحانی سلسلہ اور الٰہی سلسلہ یعنی انبیاء اولیاء مومنین کی فتح و نصرت کا سلسلہ بھی قایم رہتا ہے
اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدون کی نصرت کے وقت ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جو انسانی طاقت سے بالاتر ہوتے
ہین اور ہوسکتے ہین اسکی سنت اور قانون قدرت کی موافق۔ چنانچہ میں ایک ذاتی واقعہ سناتا ہون جو اسی طرح
تہیا سباب اور اسی قسم کی خدا کی نصرت کا ثبوت ہی۔

مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین نے ایک مقدمہ کیا جسمین شیخ خدا بخش جج تہے مین اس مقدمہ
میں گواہ کیا گیا۔ ان دنون ایک شخص مخدوم پیرزادہ ٹہٹہ اللہ یار علاقہ حیدرآباد سندہ کا ہمنی و الاعلاج کیلئے
قادیان مین آیا اور اس نے مجھے نذر کے طور پر آخر ایک سو روپیہ دیا۔ ادہر با اینکہ امام الدین نظام الدین نے
اسکی دعوت بہی کی تہی مگر قدرت الٰہیہ نے ان دونون کو پتہ نہ لگنے دیا کہ اس مخدوم نے مجھے ایک سو روپیہ دیا ہے
گواہی کے وقت جب مجھ پر جرح ہونے لگی تو آریہ وکیل نے مجھ سے سوال کیا۔ کیا آپ کو اس سال کسی نے یکدفعہ
ایک سو روپیہ بہی اس ہفتہ طبابت مین دیا ہے۔ مین دل مین حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کیلئے سجدات شکر ادا
کرتا ہوا بول اٹہا کہ ہان فلان مخدوم سندہی نے دیا ہے۔ تب ہمارے مخالف ایسے مبہوت ہوی کہ آیندہ کلاًت
جرح سے خاموش ہو گئے۔

منشاء مخالف کا اس سوال جرح سے اتنا ہی تہا کہ میری حیثیت خدا داد کو باطل کرے مگر اس ادمی خائب
و خاسر ہو گیا۔ مَیں نے اس شکریہ میں پچاس روپیہ مخدوم صاحب کو بذریعہ منی آرڈر واپس کر دئے۔ اب سوچو مخدوم
کا بیمار ہونا اسکو میرا پتہ لگنا اور سو روپیہ مجھے دینا اور اسکے اظہار کا موقعہ ایسے وقت پر ہونا کہ دشمن خاک مین
ملجاوے کیسا تعجب انگیز ہے اور خداپرست کیلئے کیسی طرح مقام شکر کا ہے حقیقی فلسفہ اور سائنسدانون نے
ثابت کر دیا ہے کہ امور اتفاقی طور پر نہین ہوا کرتے اس طرح کے واقعات جن کو مینے اپنے متعلق بیان کیا ہے ہمیشہ
ہوتے رہتے ہین خداپرست ان کے وقوع سے شکرگزار ہوتے اور سجدات شکر کرتے ہین غافلون بدمستون کے سامنے
یون ہی گزر جاتے ہیں کہ گویا وقوع پذیر ہی نہین ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فلق بحر (دریا کا پہٹ جانا)۔ انفجار العیون (بارہ چشمون کا پہوٹنا) اور ہمارے ہادئے
کامل رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ملکہ حق کے دشمنون کا موقع موقع پر کامل شکست و ہزیمت کہانا
آپ کا اور آپ کے پاک جانشینون کا برغم الفضلاء ان پر ہمیشہ کامیاب و مظفر و منصور ہونا اور بت پرستی ملک
عرب کے استیصال کر دینا یہ سب آیات بینات اور حجج نیرہ اور سچے معجزات ہین ان کے وقوع سے اللہ تعالیٰ کی

ہمہ دانی اور ازل سے علم کامل اور قدرت کاملہ کا پتہ لگتا ہے - والحمد للہ رب العالمین -

سوال نمبر ۸۷ - کیا فرشتے اہل اسلام کیطرف سے اہل اسلام کی خاطر لڑنے آئے - مسلمان اسپین سے نکالے گئے یورپ میں شکست کہائی افریقہ میں خستہ ہوئے ہندوستان کی سلطنت کہو بیٹھے وہان فرشتے کیدن نہ آئے -

الجواب - اہل اسلام کی خاطر ہمیشہ فرشتے آیا کرتے ہین اور آیا کرینگے اگر فرشتے اسلام کی خاطر نہ آیا کرین اور نہ آیا کرتے تو جس قدر اسلام کے نابود کرنیکے لئے ہمیشہ دشمنان حق زور لگاتے تہے اور لگاتے ہین ابتک اسلام نابود ہو جاتا - ہمیشہ اسلام کے مقابلہ مین کافر ذلیل و خوار ہی رہے - ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین تمام عرب و عجم نے کیا کیا زور لگائے مگر کیا اس ایک انسان کا کام تہا کہ کامیاب ہوتا - کیا اس سے صاف ثابت نہین ہوتا کہ حقیقی دیوتا اور اسکے مظاہر قدرت دیوتے اسکے ساتہہ تہے جب ہی تو دنیا کو حیران کرنیوالی فتوحات انہین نصیب ہوئین آج بہی ہمارے زمانہ مین ہم مین ایک حامئی اسلام اور سچا مسلمان موجود ہے اسکے استیصال کیلئے بیرونی دنیا مین تمام عیسائیون تمہاری ذریت آریون اور دوسرے مذہب والون نے اور اندرونی طور پر شیعہ سنی اور وہابی سب نے ہی کیسے کیسے زور لگائے آخر معلوم ہوا کہ الہی لشکر ہے جو سب مخالفون کے حملون کا دفاع کرتا اور انکی آرزون کے خلاف ہزارون ہزار کو اسکے جہنڈے کے نیچے لا رہا ہے -

تمہاری عادت جہوٹ بولنے کی بہت ہی یہ تمہارا سفید جہوٹ ہے جو تمنے کہا ہے کہ تم مرزا کی تعلیم کو دیکہہ کر آریہ ہوئے اپنے ہی دل میں مطالعہ کرو اور بتاؤ کیا یہ سچ ہے ؟ نہین ہرگز نہین - تمہارا ہمزبان **امرتسری عج لوی** ہی یقین کرتا ہے کہ جہوٹ بولنا تمہاری عادت ہے مگر پہر بہی تمہاری تائید مین تمہارا ہم آواز ہو کر ہمین پکارتا ہے کہ **مرزا کے دوستو جواب دو** - اس ہی سے سوچ لو کہ ہماری مخالفت میں کیسے کیسے زور لگائے جاتے ہین کہان تمہاری تردید اور تمہارے سیاہ جہوٹ پر اتنا نہیں کہا کہ تو جہوٹ بولتا ہے نیز تمنے مرزا صاحب کی کسی تعلیم پر کوئی اعتراض نہین کیا اور نہ تمنے ظاہر کیا ہے کہ مرزا نے فلان آیت کے یہ معنی کئے ہیں اسلئے ترک اسلام کرکے دہرم پال بنا - امرتسری **جگ** کی اندرونی عداوت کا سر جوش تہا کہ کہین تو لکہہ دیا جواز قومی کیلیے بہائی گری کرد اور کہین ابراہیم کی آگ کے سوال پر کہدیا **مرزائیو کہو** - اس سے تو قیاس کر کہ ہمارے مولوی ہمارے استیصال مین کیا زور لگا رہے ہین - لیکہرام کے قتل پر جو جو زور تم لوگون نے لگائے تم سے مخفی نہین غیرون کے مقدمات مین تمہارے دت وغیرہ آکودتے اور ناخون تک زور لگاتے ہین اور ایک بال بیکا نہین کر سکے اور نہ کر سکینگے

رب کل شیء خادمک رب فاحفظنا وانصرنا وارحمنا

غرض اب آگ لگا کر دیکھو - کیونکہ ابراہیم کی نسبت بھی آخر یہی ہوا تھا - یہ نہین ہوا کہ ابراہیم آپ دانستہ
آگ مین کود پڑے تھے - مخالفون نے ڈالا اور ابراہیم بچ گئے ۔

سوال نمبر ۹۷ ذوالقرنین نے مغرب مین جا کر دیکھا کہ سورج دلدل مین غروب ہوتا ہے -

الجواب - قرن کے معنی شجاعت و قوت کے ہین - جانورون کے سینگ کو بھی قرن اسلئے کہتے
ہین کہ وہ سینگ انکی قوت مین مدد دیتے ہین - مید و فارس کے بادشاہ چونکہ دو مملکتین اپنے ماتحت
رکھتے تھے اور بلاد کی ماتحتی سے بادشاہون کو قوت ہوتی ہے اسلئے ان کے بادشاہونکو خصوصًا ان کے
پہلے بادشاہ کو ذوالقرنین کہا ہے - دیکھو دانیال باب ۸ - ۲ - اور اسکے ساتھ آٹھ باب کی آیت ۲۰ جسمین
تفصیل کی ہے اور اسکندر رومی کو دانیال کی کتاب مین ایک سینگ کا بکرا کہا ہے - دیکھو دانیال باب ۸
اور آیت ۲۱ جس کا ترجمہ یہ ہے وہ بال والا بکرا یونان کا بادشاہ اور وہ بڑا سینگ جو اسکی آنکھون کے درمیان
ہے سو اسکا پہلا بادشاہ ہے - یہ وہی منحوس اسکندر ہے جس نے تمہارے ملک کو بھی زیر و زبر کر دیا تھا اور مکہ
معظمہ اسکی دستبرد سے محفوظ رہا - گو بد قسمت مسلمانون کیلئے اسکو مشیر سلطنت ارسطو کی غلط منطق اور
اسکا وہمی فلسفہ ابتک نوجوانان اسلام کا بربادکن اور موجب جہالت ہو رہا ہے کاش وہ رد المنطقیین شیخ الاسلام
ابن تیمیہ اور تحریم المنطق امام سیوطی کو پڑھین یا کم سے کم غور کرین کہ انکو ایسی منطق سے دین و دنیا مین کیا مل رہا ہے
جسکو پڑھتے ہین - غرض اس مید و فارس کے بادشاہون سے پہلے اس بادشاہ نے اپنی حفاظت کیلئے
بہت ہی تدبیرین کی ہیں نمبر ۸ مین انکا ذکر کرینگے اس نے دور دراز ملکون کا سفر کیا اور ملک کی دیکھ بھال
کی ہاں اسکے مغرب کیطرف اسوقت دلدلین کنارہ ہاے بحیرہ خضر نہین اس وقت جہاز رانی کا پورا سامان کہان
تھا اور کنارون پر ایسے عمدہ گھاٹ کہان تھے جیسے اب روز بروز ہوتے چلے جاتے ہین ہان تم لوگون کا
احمقانہ خیال ہے کہ پرانے زمانہ مین ہی سٹیمر - تار و ریل وغیرہ فنون تھے اور ان کے موجد آریہ ورتی تھے -
جس لفظ کا ترجمہ تمنے جا کر دیکھا کیا ہے وہ لفظ وجدھا تغرب ہے اسکے معنی ہین اس نے سورج کو ایسا معلوم
کیا اور اسکی آنکھ سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ دلدل مین ڈوبتا ہے اب سوچو یہ لفظ ایسا صاف ہے کہ اسمین ذرا
اعتراض کا موقع نہین اس نظارہ کو ہر شخص ہر روز اپنی آنکھون سے دیکھتا ہے کہ سورج اسے اگر جنگل مین ہو تو زمین
مین ڈوبتا نظر آتا ہے اور اگر سمندر مین ہو تو پانی سے نکلتا اور آخر پانی مین ہی ڈوبتا نظر آتا ہے اور اگر سمندر

میں ہو تو پانی سے نکلتا اور آخر پانی میں ہی ڈوبتا نظر آتا ہے ایسے بدیہی نظاروں پر اعتراض کرنا سوائے اندھے کے اور کس کا کام ہے۔

ایک قابل قدر لطیفہ اور باریک نکتہ کہ القرن من القوم سیدھم - قرن سردار کے معنی میں بھی آتا ہے اور قرن سو برس کو بھی کہتے ہیں - یہ امر صاحب قاموس اللغۃ نے بھی لکھا ہے یہ معنی بنسبت ان معنوں کے جو زمانہ کے متعلق اہل لغت نے کئے ہیں بہت صحیح ہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم نے ایک غلام (جوان یا لڑکے) کو کہا تھا عش قرنا تو ایک قرن زندہ رہ - تو وہ ایک سو سال زندہ رہا۔ اور علی رضی اللہ عنہ کو بھی ذوالقرنین کہتے ہیں کیونکہ نبی کریم نے فرمایا ہے ان لک بیتا فی الجنۃ وانک لذو قرنیہا کہ تو دونوں طرف جنت کا بڑا بادشاہ ہوگا - ظاہر میں تو یہ بات اس طرح صادق ہو گئی کہ آپ اپنے عہد مبارک میں عراقین کے مالک تھے اور دجلہ و فرات و جیحون و سیحون آپ کے تحت حکومت تھے اور اب بھی مدعیان اتباع مولی مرتضی علیہ السلام ہی اس ملک کے اکثر حصہ کے مالک و حاکم ہیں اور صحیح مسلم میں اس ملک کو جنت عدن کہا ہے پس ان روایات سے جن کو لغت والوں نے بیان کیا ہے ذوالقرنین کے معنی وسیع ہو گئے یہاں تک کہ اس امت میں بھی ایک ذوالقرنین گذرا۔

اب ہم اپنے عہد مبارک میں جو دیکھتے ہیں تو اس میں ایک امام ہمام اور مہدی آخر الزمان عیسے دوران کو پاتے ہیں کہ وہ بلحاظ اس معنے قرن کے جس میں سو برس قرن کے معنی لئے گئے ہیں ذوالقرنین ہے جیسے ہمارے نقشہ سے ظاہر ہے اور اس قدر دونوں صدیوں کو اس ذوالقرنین نے لیا ہے کہ ایک سعادت مند کو اعتراض کا موقع نہیں رہتا بلکہ حیرت اور یقین ہوتا ہے کہ یہ کیسی آیہ بینہ اور دلیل نیر اس امام کیلئے ہے اور اس ذوالقرنین نے بھی نہایت مستحکم دیوار دعاؤں اور حجج و دلائل نیرہ کی بلکہ یوں کہیں کہ مسئلہ وفات مسیح اور ابطال الوہیت مسیح کی بنا دی ہے کہ اب ممکن ہی نہیں یاجوج ماجوج ہماری جنت اسلام پر حملہ کر سکے اور کبھی اہمیں داخل ہو سکے فجزاہ اللہ احسن الجزاء عن الاسلام والمسلمین سعدی نے مال و زر کو بھی سد بنایا تھا گر وہ سد کیا سد تھی جیسے سعدی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎

ترا سد یاجوج کفر از زر ست؛

سنہ پیدائش حضرت صاحب مسیح موعود و مہدی سنہ ۱۸۳۹ء

عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	گرس کی ایک صدیکا اختتام اور دوسری کا آغاز ہوا	عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	گرس کی ایک صدیکا اختتام اور دوسری کا آغاز ہوا
۱	سنہ ۱۸۴۰ء	سنہ ۵۶۰۰ یہود	۴۹	سنہ ۱۸۸۸ء	سنہ ۲۲۰۰ مقدونی
۸	سنہ ۱۸۴۷ء	سنہ ۲۶۰۰ رومی	۵۱	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۲۰۰۰ صدوبنیہ
۹	سنہ ۱۸۴۸ء	سنہ ۱۹۰۰ بکرمی	۵۳	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۵۹۰۰ منڈئین
۱۳	سنہ ۱۸۵۲ء	سنہ ۱۹۰۰ عیسوی انطاکیہ	۵۳	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۴۷۰۰ قسطنطنیہ ملکی
۱۴	سنہ ۱۸۵۳ء	سنہ ۲۶۰۰ بخونصر	۵۵	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۳۰۰ افضلی
۱۶	سنہ ۱۸۵۵ء	سنہ ۱۹۰۰ جبولین عیسوی	۵۶	سنہ ۱۸۹۵ء	سنہ ۱۶۰۰ صعوری
۲۳	سنہ ۱۸۶۲ء	سنہ ۱۹۰۰ ہسپانی	۵۹	سنہ ۱۸۹۸ء	سنہ ۴۷۰۰ اسکندری
۲۷	سنہ ۱۸۶۶ء	سنہ ۱۸۰۰ مکابیز	۶۱	سنہ ۱۹۰۰ء	سنہ ۱۹۰۰ عیسوی
۲۹	سنہ ۱۸۶۸ء	سنہ ۲۳۰۰ مثانک سائیکل	۶۳	سنہ ۱۹۰۲ء	سنہ ۵۰۰۰ یونانی منڈئین
۳۱	سنہ ۱۸۷۰ء	سنہ ۱۹۰۰ اکشن	۶۹	سنہ ۱۹۰۸ء	سنہ ۴۷۰۰ انطاقیہ مذہبی
۳۴	سنہ ۱۸۷۳ء	سنہ ۱۹۰۰ اکنتیی	۵۱	سنہ ۱۸۹۰	سنہ ۱۳۰۰ فصلی الہی
۳۶	سنہ ۱۸۷۵ء	سنہ ۲۰۰۰ صوریہ	۵۳	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۳۰۰ افصلی
۴۰	سنہ ۱۸۷۹ء	سنہ ۱۸۰۰ تباہی یوروشلم	۵۴	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۳۰۰ بنگلہ
۴۲	سنہ ۱۸۸۲ء	سنہ ۱۳۰۰ ہجری علی صاحبہا التحیۃ والسلام	۴	سنہ ۱۸۴۳ء	سنہ ۱۹۰۰ بروشٹہ
۴۵	سنہ ۱۸۸۴ء	سنہ ۱۶۰۰ ڈایوکلیشن	۶۱	سنہ ۱۹۰۰ء	سنہ ۱۹۶۰۸۵۳۰۰۰ آریہ
۴۶	سنہ ۱۸۸۵ء	سنہ ۳۹۰۰ ابراہیمی			
۴۸	سنہ ۱۸۸۷ء	سنہ ۶۶۰۰ جولین			

سوال نمبر ۸ } ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کو آہنی دیوار سے سمندر کے بیچ مین قید کردیا۔

الجواب آہنی دیوار سے سمندر کے بیچ مین قید کردیا۔ یہ ایسا سیاہ جھوٹ ہے جیسے تمہارا دل سیاہ اور دماغ سیاہ ہے اور تمہارا یہ نیا چپا ہوا مذہب تاریک ہے جسمین حق و حقیقت اور روحانی تعلیم کا نام و نشان نہین ذوالقرنین کی حقیقت تو ہمنے سوال نمبر ۹۷ مین لکھدی ہے اور تمہاری جھوٹ کا جواب یہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین

ہان یاجوج وماجوج اور دیوار کا تذکرہ ضروری ہے سو سنو۔ مقدمہ تاریخ ابن خلدون مین جہان اقلیم چہارم کا حال لکہا ہے وہان لکہا ہے کہ اس اقلیم کا دسوان حصہ جہیل توفایا گ کے اور یہی پہاڑ کو جہیل یاجوج ماجوج کہتے ہین آخر کہا ہے کہ یہ تمام ترکون کی شاخین ہین صفحہ نمبر ٦ ابن خلدون۔

پہر اقلیم خامس مین لکہا ہے کہ اسکا نوان جزو ارض یاجوج وماجوج ہے اور یہی اقلیم کی جزو عاشر مین کہا ہے اور اسکی جزو عاشر مین ارض یاجوج ہے صفحہ ٦٥۔ پہر اقلیم ششم کا بیان کرتے ہوئے صفحہ نمبر ٦٦ میں لکہا ہے اور اسی اقلیم کی دسوین جزو مین بلاد ماجوج ہے۔ پہر اقلیم ہفتم کے بیان مین کہا ہے کہ جبل توفاقیا یہان بہی ہے اور اسکی مشرق مین تمام ارض یاجوج ہے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج بڑی بڑی شمالی بلاد مین پہیلی ہوئی قوم ہے۔ **بائبل** کی کتاب حزقیل کے باب ۳۹ میں ہے اور میں ماجوج پر اور اُن پر جو جزیرون مین بے پروائی سے سکونت کرتے ہین ایک آگ بہیجون گا اور وے جانینگے کہ مین خداوند ہون" اور اسی باب میں ہے تو جوج کے مقابل جو ماجوج کے سرزمین کا ہے اور روس مسک تو بال کا سردار ہے" تمام ہمارے جغرافیون مین جو عربی مین ہین اور وہ جرمن۔ فرانس وغیرہ مین طبع ہوئے۔ اور ہیئت کی کتابون میں جیسے چغمینی اور اسکی شروح ہین اور تمام بڑی لغت اور طب کے علمی حصہ کی کتابو نمین اس قوم کا ذکر ملتا ہے اور یہان ہمین کتابون کے دکہانے کی ضرورت ہی نہین کیونکہ یہ یاجوج ماجوج کا لفظ **اج** سے نکلا ہے اور اِسی سے **اگ** پنجابی مین اور "آگ" اُردو مین بولا جاتا ہے اور یہ تمام قومین جو شیلی آگ کیطرح اور رنگت مین آگ سی تیز ہین۔

اگنی ہوتر اور آگ میں اعلٰے اعلٰی چیزین۔ مشک دودہ۔ شہد ڈالتے ہین اور اس وقت تمام یوروپ کو آگ سے خاص تعلق ہے۔ آگ سے ایسے ایسے کام لے رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ سورج کو بڑا عظیم الشان مرکز آگ کا یقین کر کے اسکی پرستش ہوتی ہے بلکہ عیسائی مذہب نے تو توریت کا عظیم الشان حکم سبت کا توڑ کر **سن ڈے** بزرگ دن مانا ہے نیز اگر دیانند نے راستبازی اور تحقیق سے کہا ہے کہ آریہ تبت شمال سے آئے تو کوئی تعجب نہین کہ یہ لوگ بہی انہین یاجوج ماجوج کی شاخ ہون لاکن اگر یہ ایران سے آئے ہین تو پہر ذوالقرنین کے ملک سے ہین جو یاجوج ماجوج کا مخالف تہا۔

پہر مین کہتا ہون اس قوم یاجوج ماجوج کے ثابت کرنیکے لئے ہمین کہین دور دراز جانیکی ضرورت نہین حقیقتہً ضرورت نہین اسلئے کہ لنڈن مین ان دونون قومون کے مورثان اعظم کے **اسٹیچو** (بت)

موجود ہین غور کرو اور شنو - اس تحقیق مین بحمد اللہ **نور الدین** اول انسان ہی جس نے اُردو مین اسکو
شایع کیا ہے افسوس ہمارے یہان آجکل فوٹوگرافر نہین والا ہم انکی تصویر بڑی خوشی سے شایع کرتے اصل
رسالہ مین یاجوج ماجوج کی تصویر بہی دی ہے اس تصویر سے ظاہر ہے کہ دو بڑے بڑے کندہ کئے ہوئے بُت
گلڈہال کی دیوار کے دونا ویوں پر دہرے ہوئے ہیں یہ دنیا بھر کے مشہور و معروف دیو یاجوج ماجوج مین
ان کا گلڈہال سے ایک ایسا خاص تعلق ہے کہ اسپر کچھ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے

اگلے زمانہ میں . . . لارڈ میئر کی نمایش کے دن انکو باہر لایا جاتا تہا کہتے ہین کہ یہ بت اسلئے بنائے گئے تہے
کہ زمانہ قدیم کے **یاجوج ماجوج** اور کارینیس Corineus کی یادگار قایم رہین جو اس جزیرہ (انگلستان) کے
پر قدیم باشندون سے جنگ کیا کرتے تہے ایک عرصہ لبا ان دو لڑنیوالون مین سے ایک کا نام بہول گیا
تو دوسرے کے نام کو دو حصوں مین تقسیم کر دیا گیا (تاکہ دونون کی یادگار قایم رہے) - پہر یہ بہی روایتاً یقین کیا گیا
ہے کہ ہمارے شہر لنڈن کی بنیاد اسی حملہ آور یاجوج ماجوج نے ڈالی تہی اور اول ہی اول اس کا نام (Troy Novacum —) نیا ٹرائے رکہا یہ شہر سن عیسوی سے ایک ہزار سال پیشتر انگلستان بڑا مشہور شہر
ہوتا تہا - دونون بت جو گلڈہال کے وراندے مین رکہے ہین ہر ایک ۱۴ ½ فٹ بلند ہے یاجوج جو بائین
پہلو کو ہے اسکے ہاتہہ ایک لمبا عصا ہے جس کے ساتہہ زنجیر سے ایک گولا (کرہ) بندہا ہوا ہے وہ گولا انکیون
سے پُر ہے یہ ایک اوزار تہا جسکو تاریخ زمانہ وسطی مین صبح کا تارا بولتے تہے - علاوہ ازین یاجوج کی پشت
پر ایک کمان او ترکش ہے جو تیرون سے پُر ہے -

دائین طرف دوسرا بت ماجوج کا ہے جو ڈہال اور برچہی سے مسلح ہے اُس نے ایسا لباس پہنا ہوا ہے
جو رومیون کی مذہبی سوسائیٹی کے لوگ پہنا کرتے تہے جن کے زمانہ مین یہ بت بنائے گئے (دیکہو صفحہ ۶۵ و
۶۶ - ۶۷ - ۶۸) رلڈ گائیڈ ٹو دی گلڈہال لنڈن - ایک کتاب مصنفہ ٹامس بارہم مطبوعہ سنہ ۱۸۷۵ء مین
لکہا ہے کہ موجودہ بتون سے پہلے انکی جگہ دو اور دیو تہے جو بیلی اور ٹہنیون اور چہیڑون سے بنے ہوئے تہے
اور وہ لارڈ میئر کے دن نمایش کیلئے باہر لائے جاتے تہے لیکن جب بسبب مدید زمانہ کے بوسیدہ ہو گئے تو انکی
قائم مقام موجودہ عظیم الشان ٹہوس بت تراش کر بنائے گئے وہ شخص جس نے انکو بنایا تہا اوسکا نام کپتان رچرڈ
ساونڈرس تہا جسکو اس کاریگری کے عوض مین ستر پونڈ دئے گئے +

ہمارے مفسرین نے تو فرمایا ہے کہ وہ پہاڑ چاٹتے ہین اور انکو پیاز کے برابر کر دیتے ہین مگر مین بحمد اللہ دیکہتا ہون

کہ انہون نے پہاڑ - دریا - لوگون کا مال - عزت جاہ و سلطنت بلند پروازی - ہمت و استقلال سب کچھ کہا کر موسٹی کے سانپ کی طرح تم دیکھ لوڈ کا رہی نہین لیا - بلکہ جیسے ہمارے ملک مین باو عیب ہی اُن کے یہان توڈ کا رعیب ہو گیا ہے اور ان کے کان تو اتنے لمبے ہین کہ مشرق و مغرب تک کی آواز ہر روز سنکر سوتے اور اُٹھتے ہی سُنتے ہین -

زمانہ سابق مین جبکہ تار پیڈو اور توپ کا عام موقع نہ تہا لوگ دیوارون سی حفاظت کا کام لیتے تہے جنہین فصیل کہتے تہے چنانچہ لاہور کی فصیل ہمارے سامنے گرائی گئی - امرتسر کی خندق و فصیل ہمارے سامنے ضایع کیگئی وغیرہ وغیرہ ملکہ دریا بنارا اور منوجی نے فصیلون کا اپنے شاستر ون مین ذکر فرمایا ہے جن کا آگے حوالہ آتا ہے غرض اپنے اپنے دشمنون مین حملہ آورون کی حفاظت کیلئے لوگون نے ایسی دیوارین بنائی ہین اسیطرح چین کی دیوار مشہور عالم ہے **فضل بن یحییٰ** برمکی نے اسلام مین ایک ایسی دیوار بنوائی دیکھو مقدمہ ابن خلدون اقلیم ثالث کا بیان صفحہ ۵۴ مین ہے کہ ترک اور بلاد ختل مین ایک ہی مسلک ہشرق مین وہان فضل نے

تقویم البلدان	سد سبا	۸۱ - ۹۷
	سد مارب	۹۶ - ۹۷
	سد یاجوج ماجوج	۲۰۶
	اور بنام در بند صفحہ ۳۵ اور بنام حصن ذوالقرنین	۹۳

کتاب البلدان مین صفحہ ۱۷ و ۲۹۸ و ۳۰۱ اور مراصد الاطلاع کے صفحہ ۱۱۱ مین ہے دیکھو مراصد الاطلاع باب الباء والالف طبع فرانس جلد اول اور اسکی تائید آثار باقیہ سے بہی ہوتی ہے صفحہ ۴۱ - کہ باب الابواب ایک شہر ہے بحر طبرستان پر جسکو لوگ بحر خزر کہتے ہین اور وہ جبل قبق کے بہت درون مین سے ایک درہ ہے اس درہ مین ایک دیوار کو انوشیروان (یہ بنیا انوشیروان نہین پرانا ہے) نے قوم خزر کے حملون سی بچنے کیلئے بنوایا تہا کیونکہ خزر قوم فارس پر (یہ وہی فارس ہی جو میدیا کی جزو ہے) ایسے حملے کرتے تہے کہ ہمدان اور موصل تک پہنچ جاتے تہے - اور مراصد الاطلاع کی جلد نمبر ۲ باب السین والدال کے صفحہ نمبر ۱۷ مین ہی کہ سد یاجوج و ماجوج جسکا ذکر قرآن کریم مین ہے وہ ترکون کی آخری حد پر مشرق وغیرہ مین ہے اور اسکی خبر عام شہرت رکہتی ہے سلام ترجمان کی خبر مین اسکا مفصّل بیان ہے پہر صاحب مراصد نے اسکی تفصیل کی ہے - غرض ایسی دیوارین ہوئی ہین +

چین کی دیوار بہت مشہور ہے۔ حاجت ذکر نہین اور اسکو ہم کسی صورت مین سد ذوالقرنین تسلیم نہین کر سکتے اسلئے کہ قرآن کا طرز ہے کہ اہلکتاب کے جھگڑونمین ایسے امور کو بیان کرتا ہے جو غالباً اہلکتاب کی کتابون مین ہون اور اہلکتاب کی کتاب دانیال مین ہمین ذوالقرنین کا حال صاف صاف ملتا ہے کسی چینی بادشاہ کا نام ذوالقرنین کتب سابقہ اور اسلامی روایات ولغت سے ثابت نہین۔ یورال کی گھاٹیون میں بھی ایسی دیوارون کا پتہ عرب کے بڑے جغرافیون سے ملتا ہے

(۱) مراصد یاقوت حموی۔ مطبوعہ فرانس (۲) مسالک الممالک لابی اسحٰق ابراہیم الاصطخری الکرخی مطبوعہ لایدن
(۳) تقویم البلدان سلطان عماد الدین اسمٰعیل۔ پیرس (۴) نزہتہ المشتاق للادریسی۔
(۵) آثار الباقیہ۔ احمد بیرونی مطبوعہ جرمن (۶) مقدمہ ابن خلدون۔ طبع مصر۔
(۷) المسالک والممالک۔ ابن حوقل طبع لنڈن۔ یہ میرے پاس بحمد اللہ مین۔ انمین بھی یاجوج ماجوج کا ذکر ہے۔ کتاب البلدان کے صفحہ ۳-۵-۹۵-۱۰۴-۱۹۳-۱۹۸-۳۰۱- اور مسالک الممالک ۷۶-بلکہ ستیارتھ صفحہ ۱۹۲ سملاس نمبر ۶ فقرہ ۲۳۵ مین شہرپناہ کے بارہ مین بھی حکم ہے کہ شہر کے چارون طرف شہرپناہ رکھنا چاہئے۔

اسی قاعدہ کے موافق اس بادشاہ نے آرمینیہ اور آذربائیجان کے درمیان جیسا بیضاوی وغیرہ مفسرین نے لکھا ہے دیوار بنائی بلکہ اور اور دیوارین بھی ان بادشاہان میدوفارس نے بنائین اور ایسی دیوار کیونکر تعجب اور انکار کا موجب ہو سکتی ہے جبکہ تمہارا منہ سیاہ کرنے کو سیکڑون کوس کی لمبی دیوار چین مین اب بھی موجود ہے بلکہ ہمنے ایک دیوار کانٹے دار جھاڑیون کی سینکڑون کوس تک ہندوستان مین صرف سانبھر کی حفاظت کیلئے دیکھی ہے۔ اب بتاؤ ایسی صاف اور واقعی بات کیا اعتراض کا محل ہو سکتی ہے

سوال نمبر ۸۱ } آسمان بغیر ستونون کے ہین۔ خلق السموت بغیر عمد ترونہا پر اعتراض کیا ہے اور کلمہ طیبہ فمن یستمع الآن یجد لہ شہاباً رصداً پر اعتراض کیا ہے جیسی کہ ابھی جو کی پہرون سے آراستہ پیدا کئے گئے ہین۔ جب شیطان چپ چاپ بات سننا چاہی تو ان کو ستارے توڑ کر مارتے ہین۔ یہ آیات ہین جن پر اعتراض کیا ہے ان آیات کو ہم آگے لکھین گے۔

الجواب } آیت سوال نمبر ۱ کا تو یہ منشا ہے کہ تمام بلندیان کسی ایسے سہارے سے قائم نہیں جن کو تم دیکھ سکو۔ قرآن کریم مین ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا (پ ۲۱ لقمان) ترجمہ پیدا کیا

اوس نے تمام آسمانون کو بغیر کسی ایسے ستونون کے کہ جو تم دیکھو اون کو - پس یہ کیسی صاف صداقت ہے جس کے خلاف کوئی عقلمند چون وچرا نہیں کرسکتا - نادان انسان کیا تو نے ان کرون کے باہر کسی ستون کو دیکھا ہے جو اعتراض کرتا ہے - تمہارے مذہب مین الیشور کو محیط کل مانا ہے جب وہ ان آسمانون کو محیط ہوا تو کیا وہ ستون تم دیکھ سکتے ہو؟ نہیں ہرگز نہین شُشنو اسکا نام آتا ہے جس کے معنی محیط کے ہین پس اس صداقت پر کیا اعتراض ہے پھر اسکا نام پرش ہے جس کے معنی محیط کے ہین دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲ و ۲۴ -

دوسرے اور تیسرے نمبر کے جواب دینے سے پہلے مجھے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند ایسے صاف اور بدیہی امور کو بیان کر دون جنکے ملحوظ رکھنے سے آیات نمبر ۲ اور نمبر ۳ کے فہم مین بہت سہولت ہو کیونکہ اس سوال پر آجکل بہت زور دیا جاتا ہے اور عام کالجون کے لڑکے اور وہان سے نکل کر بڑے عہدون پر ممتاز اور ان کی ہم صحبت ایسی باتون پر بہت تمسخر کرتے ہین - پس چند امور بدیہی کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوا -

اول - مناظر قدرت کو دیکھنے والے مختلف الاستعداد لوگ ہوا کرتے ہین مثلاً دوسرے کی آنکھون کو ایک بچہ بھی دیکھتا ہے جو مصنوعی اور اصلی آنکھ مین تمیز نہیں کرسکتا - پھر ایک عقلمند بھی دیکھتا ہے گو وہ اصلی اور مصنوعی مین فرق کرلیتا ہے مگر آنکھ کے امراض سے واقف نہین ہوسکتا اور نہ اسکی خوبیون اور نقصانون سے آگاہ ہوتا ہے پھر شاعر دیکھتا ہے جو اسکے حسن وقبح پر سینکڑون شعر لکھ مارتا ہے - پھر طبیب و ڈاکٹر دیکھتا ہے جو اسکی بناوٹ اور امراض پر صدہا ورق لکھ دیتا ہے - پھر موجدین دیکھتے ہین جیسے فوٹوگرافی کے موجد نے دیکھا اور دیکھ کر فوٹوگرافی جیسی مفید ایجادین کین - پھر اسکے اور وہ بھائی دیکھتے ہین جنہون نے عجیب در عجیب ٹیلس کوپ وغیرہ ایجاد کیئے - پھر ان سے بالاتر صوفی دیکھتا ہے اور اس سے بھی اوپر انبیاو رسل دیکھتے ہیں اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر اللہ کریم دیکھتا ہے - غرض اسیطرح پر ہزارون ہزار نظارہ ہائے قدرت ہیں اور انکے دیکھنے والے الگ الگ نتیجہ نکالتے ہین -

اب ہم شہاب ثاقبون کے متعلق لکھتے ہین - شہاب وہ چیزین ہین جنہین انگریزی مین میٹرز کہتے ہین یہ تو بچہ عامی - شاعر - حکیم سب یکسان دیکھتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ شہب گاہے گاہ نظر آتے ہین اس سے تو کوئی انکار نہیں کرسکتا اب یہ بات کہ کیون گرتے ہین اس پر خدا داد عقل والے ہی غور کرتے ہین اور اللہ تعالی ہی جانتا ہے کہ کیون گرتے ہین اور نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالی حکیم ہے اوسکا کوئی کام لغو اور بے حکمت نہین ہوتا اسلئے ہم میٹرز کے متعلق عامیوں کے بیفائدہ نظارہ کو چھوڑ کر پہلے حکماء کا نظارہ بیان کرتے ہین -

وہ لکھتے ہین کہ میٹیرز آسمان مین سے کرۂ ہوائی میں داخل ہوکر روشن ہوجاتے ہیں ایسے ہر روز ۲۰ ملین ہوا میں داخل ہوتے ہین یہ چھوٹے اور عام او . روزانہ ہیں۔ رات کے پچھلے حصہ مین پہلے کی نسبت تین گنے زیادہ ہوتے ہین۔ میٹیرز کی فوج دورے کیساتھ آتی ہے یہ دورہ صدی مین تین بار ہوتا ہے عموماً نومبر کے مہینہ مین اور بڑے بڑے دورے منفصلۂ ذیل ہین۔

۲۸۶ھ ہجری و ۵۹۹ھ ہجری (مئی ۱۲۰۲ء) و ۹۰۲ء و ۹۳۱ء و ۱۰۰۲ء و ۱۱۰۱ء و ۱۹ جنوری ۱۱۳۵ء و ۱۲۰۲ء و ۱۳۶۶ء و ۱۰ مارچ ۱۵۲۱ء (میں حیرت بخش می ہوئی) ۱۵۳۳ء و ۱۶۰۲ء و ۱۶۹۸ء و ۱۷۹۹ء و ۱۸۳۲ء و ۱۸۶۶ء و ۱۸۷۲ء بعض میٹیرز سورج کے گرد شکل کانک سکشن (انقطاع خرطومی) مین دورہ کرتے ہین۔ میٹیرز کامٹ کے گرد بہت ہوتے ہیں وہیں سے آتے ہیں جن دنون کامٹ نمودار ہوتا ہے ان دنون میں یہ بہی کثرت سے گرتے ہین خود کامٹ بہی ایک می ٹی ارز ہے *

کیمیکل (کیمیاوی) امتحان سے معلوم ہوا ہے کہ منفصلۂ ذیل اشیا می ٹی ارز مین پائی جاتے ہین اور کوئی چیز نہین پائی جاتی۔ لوہا۔ ایلومینی ام۔ میگنے سی ام۔ پوٹاسی ام۔ سی لی کن۔ سوڈیم۔ آکسیجن۔ کیلسی ام۔ نکل۔ آرسی نک۔ کابلٹ۔ فاسفورس۔ کرومیم۔ نائیٹروجن۔ میگنیسی۔ سلفر۔ کلورائین۔ کاربن۔ ٹی ٹے نی ام۔ ہائیڈروجن۔ ٹین۔ تانبا۔

تمام مقامات جن میں میٹیرز جمع کئے گئے ہیں یورپ میں وائنا۔ پیرس۔ لنڈن۔ برلن اور امریکہ میں نیو ہیون ایمہرسٹ۔ لوئیزول۔ یہ پتھر عموماً بڑے نہین ہوتے عجائب خانہ مین ایک سو پونڈ سے زیادہ وزن کے پتھر کم ہی پائے جاتے ہین ایسی بارش ان پتھرون کی شاذ و نادر ہی ہوئی ہوگی جسمین کل پتھرون کا وزن ہزار پونڈ تک پہنچا ہو۔ مقام پلٹسک کے نوسو پچاس سالم پتھر پیرس کے عجائب خانہ مین موجود ہین جنمین سی ہر ایک کا اوسط وزن ۶۷ گرام ہے یعنی ۲½ اونس سے بہی کم ہے۔ سٹاک ہولم کے عجائب خانہ مین ایک پتھر کا وزن ایک گرین سے بہی کم ہے۔ مقام المیٹ کی بارش مین ایک پتھر قریبا ۵۰۰ پونڈ کا گرا تہا۔

میٹی ارک آیرن اس قسم کا ایک ٹکڑا ۱۶۳۵ پونڈ وزنی ییل کالج میوزی ام میں موجود ہے قریباً اتنی ہی حجم کا ایک ٹکڑا پیرس کے میوزی ام مین ہے۔ اس سے کسیقدر چھوٹا ٹکڑا شہر واشنگٹن کے نیشنل میوزیم مین ہے اور ان سے ایک بہت بڑا ٹکڑا برٹش میوزیم مین ہے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ ہم اس مذہب کی تحقیق بیان کرتے ہین جسکو پال نے مذہب اسلام سے اوپر یقین کیا ہے

اور بتایا ہے کہ اسلام سے وہ مذہب اچھا ہے اسکی آخری تحقیقات کی کتاب مکاشفات کے باب ۱۲ مین ہے
ایک بڑا سرخ اژدہا جسکے سات سر اور دس سینگ اور اس کے سرون پر سات تاج تھے ظاہر ہوا اور اسکی
دم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچے اور انہین زمین پر ڈالا" اور اسی باب مین ہی پہر آسمان پر
لڑائی ہوئی میکائیل اور اس کے فرشتے اژدہے سے لڑے اور اژدہا اور اسکے فرشتے لڑے۔ پہر متی
۲۴ باب ۲۹ آیت ستارے گر یئنگے" اور بروج کے متعلق مسیحی کتابون مین ہے۔ دیکھو ایوب ۳۸ باب ۳۲ آیت
کیا تجھ مین قدرت ہی کہ منطق البروج ایک ایک کو موسم پر پیش کرے"

اور شہابون کے بارے اِن مین لکھا ہے دیکھو ایوب ۳۸ باب ۳۶ آیت مین ہے یا کس نے شہابون کو
کو فہمید عطا کی" اس سے اتنا پتہ لگتا ہے کہ شہابون کو ہی فہمید ہے پر آگے بیان نہین کیا کہ کیا فہمید ہے
اور اس فہمید سے کیا کام لیتے ہین اور زبور ۱۰۴ مین ہے وہ اپنے فرشتون کو روحین بناتا ہے اور اپنے
خدمت گذارون کو آگ کا شعلہ۔

اب تک ہمنے یہ باتین بیان کی ہین کہ میٹی ارز۔ الکایات۔ شہاب ثاقب اور شعلہ ہائے نار آسمان سے
گرتے نظر آتے ہین اور کتب یہود اور مسیحون نے بھی نہین بتایا کہ کیون گرتے ہین اور یہ بات ظاہر ہے
کہ فعل الٰہی ہے اسلئے لغو ہی نہین بلکہ ضرور ہے کہ عادۃ اللہ کے موافق اسمین بڑی حکمتین ہون۔

اب تیسرا امر جو اس مضمون مین مجھے بیان کرنا ہے یہ ہے کہ الہامی مذاہب قائل ہین کہ دیوتا۔ ملک اور فرشتے
موجود ہین اور ان کا ماننا ضروری ہے کیونکہ الٰہی کلام مین ان کا ذکر ہے اور شیاطین اور جن بھی ہوتے ہین
اور انکی مخالفت کرنا ضروری ہے مین بھی الہامی مذہب اسلام کا معتقد ہون اور اسکی پاک کتاب مین پاتا ہون

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ ۳ بقرہ	رسول ایمان لایا اسپر جو اتارا گیا اسکی طرف اسکے رب سے اور مومن بھی سب کے سب ایمان لائے اللہ پر اور اسکے فرشتون پر

اسلئے مین فلاسفر لیگ۔ سائنسدانون۔ برہموون اور آریہ سماجیون کیلئے ایک دلیل جو ملائکہ پر اور ان پر ایمان
لانے کی ضرورت کی وجہ بیان کرتا ہون شاید کوئی رشید اور سعادت مند اس پر توجہ کرے

سب سے پہلے میرے نزدیک ہزارون انبیا و رسول جو سنیاتزی مین ضرب المثل تہے اور ان کے مخلص
اتباع کا اعتقاد اس بارے مین کہ ملایکہ اور شیاطین ہین بہت بڑی دلیل ہے مگر ایک دلیل مجھے بہت
پسند آئی ہے جسے مین پیش کرتا ہون اور علیٰ بصیرت سے پیش کرتا ہون کیونکہ وہ میری بار بار کے تجارب مین آچکی ہے

اور وجہ یہ ہے تمام عقلاء مین یہ امر مسلم ہے کہ اس فن مین کا کوئی واقعہ بدون کسی سبب کے ظہور پذیر نہین ہوتا بلکہ صوفیاء کرام اور حکمائے عظام اس بات پر متفق ہین کہ کوئی امر حقیقت مین اتفاقی نہین ہوا کرتا تمام امور علل اور حکم سے وابستہ ہوتے ہین اب مین پوچھتا ہون کہ تنہائی مین بیٹھے بیٹھے نیکی کا خیال بدون کسی تحریک کے کیون اٹھتا ہے بلکہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ ارد گرد بدکار۔ بدیون کے مرتکب ہوتے ہین مگر بعض لوگون کو دیکھا ہے کہ بدی کے عین ارتکاب وابتلا مین انکو نیکی کی تحریک اور رغبت پیدا ہو جاتی ہے کوئی بتائے کہ اس تحریک نیک اور رغبت پسندیدہ کا وقوع کیون ہوا۔ آیا بلا سبب اور اتفاقی طور پر ؟ یہ تو باطل ہے کیونکہ تجارب نے اسکو باطل ٹھہرایا ہے پس لامحالہ نیکی کا محرک ضرور ہے اسی نیکی کے محرک کو اسلامی کتب اور شریعت مین ملک کہتے ہین اور ان کے اس تعلق و تحریک کو **لمۃ الملک** کہا گیا ہے وہ ملک لطیف اور پاک روحین ہین جنہین قلوب انسانی سے تعلق ہوتا ہے اور ہر وقت قلوب کی تحریک مین لگے رہتے ہین اور ان کے مقابل اور انکی تحریک کے مخالف شیاطین اور ابلیسون کی روحین ہین جو بدی اور بدکاری کی محرک ہین ان کے اس تعلق کا نام **لمۃ الشیطان** ہے۔

ایمان بالملایکہ کے معنی اور اسکا فائدہ

شریعت اسلام مین حکم ہے کہ فرشتون پر ایمان لاؤ۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ جب وہ تم کو نیکی کی تحریک کرین تو معاً اسیوقت اس نیکی کو کر لو کہ اس نیکی کے محرک کا تعلق تم سے بڑھے اور وہ زیادہ نیکی کی تحریک دے بلکہ اسکی جماعت کے اور ملایکہ بھی تمہارے اندر نیکی کی تحریکین کرین اور اگر اس تحریک کو نمانون گے تو اس ملک نیکی کے محرک کو تم سے نفرت ہو جاویگی اسلئے ضروری ہوا کہ ملایکہ سے تعلق بڑہاؤ تو کہ نیکی کی تحریک بڑہے اور آخر وہ تمہارے دوست بنجاوین قرآن کریم مین اس نکتہ کو یون بیان فرمایا ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَأَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ - پ۲۴ فصلت

جن لوگون نے کہا ہمارا رب اللہ ہی پھر اس اقرار پر پختہ ہو گئے انپر فرشتے اترتے ہین یہ کہتے ہوے کہ نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور خوشی مناؤ اس جنت کی کہ جسکا تمہین وعدہ دیا جاتا تھا ہم دنیا مین اور آخرت مین تمہارے ساتھی ہین۔

(اور فرمایا ہے)

وَاعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ

اور یقین جانو کہ اللہ انسان اور اسکے دل کے درمیان روک

وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ - پ ۹ انفال

ہو جاتا ہے اور اسی کیطرف تم اُٹھائے جاؤ گے۔

اور ان ملایکہ کے مد مقابل یا ضد ظلمت وہلاکت ودری اور عدم کے فرزند شیاطین اور ارواح خبیثہ ہین ان کے تعلقات سے انکی جماعت درست مبنی ہے آخرالامر تم پہر فرشتون ملایکہ - دیوتا - اہرمن - ارواح خبیثہ اور شیاطین کے تعلقات سے ان مظاہر قدرت سے تعلقات پیدا ہو جاتے ہین - پہر آخرکار اچھے لوگونکو اور اچھے لوگون سے پیوستگی ہو جاتی ہے اور بُرون کو اور بُرون سے بلکہ یہ تعلقات اس قدر ترقی پذیر ہوتے ہین کہ ذرات عالم مین اچھے ذرات کا اچھون سے تعلق ہوتا ہے اور بُری متوفی دکھہ دایک ذرات کا بُرون سے کیا کوئی شخص تاریخی شاہدات اور تجارب صحیحہ سے ہمین بتا سکتا ہے کہ آتشک اور خاص سوزاک - جذام اور گھنونے اور گندے گندے امراض اور جانگداز ناکامیان ماموروں - مرسلون اور ان کے پاک جانشینون کولاحق ہوتی ہین یا اون کے مخالفون کو قرآن کریم کیسے زور سے دعوی فرماتا ہے کہ مقبولان ومقربان آلہی کے یہ سچے نشان ہین - اسیواسطے کوئی صحابی حضرت خاتم النبیین بہرہ نہین ہوا

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۲۸ پ مجادلہ)

یہی لوگ خدا کی جماعت ہین اور یاد رکھو خدا کی جماعت مظفر ومنصور ہے - اور فرمایا

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (۲۸ پ منافقون)

اور غلبہ سدا اللہ اور اسکے رسول اور مومنون کیلئے ہے لیکن منافق نہین جانتے - اور فرمایا

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ - (۲۴ پ مومن)

ہم ضرور کامیاب کرتے ہین اپنے رسولون اور مومنون کو دنیا کی زندگی مین اور پیش ہونیوالون کے پیش ہونے کے دن مین -

اس جنگ اور اولیاء اللہ کی کامیابی کے متعلق جسے دیو - اسر سنگرام کہتے ہین ہمنے اس سالہ مین بہت جگہ تذکرہ کیا ہے - **چوتہا امر قابل بیان** یہ ہے کہ وسایل و وسائط کو تمام دنیا کے مذاہب ضروری تسلیم کرتے ہین کافر و مومن - جاہل و عالم - بت پرست وخدا پرست - سوفسطائی دہریہ جناب آلہی کا معتقد غرض سب کے سب وسایل و وسایط کو عملاً مانتے ہین - کون ہے جو بہوک کے وقت کہانا - پیاس کے وقت پینا - سردی کے وقت کوئی دوائی یا گرمی حاصل کرنیکا ذریعہ اختیار نہین کرتا - مقام مطلوب پر جلدی پہنچنے کیلئے ریل ٹرین یا اسٹیمر کو پسند نہین کرتا - اگر مومن صرف حضرت حق سبحانہ کی مخلصانہ عبادت کرتا اور شرک اور بدعت اور اہوا سے

پرہیز کرتا ہے تو غرض اسکی اُسے ذریعہ قرب الٰہی بنانا ہوتا ہے اور بُت پرست اگرچہ حماقت سے بُت پرست ہے مگر کہتا وہ بھی یہی ہے کہ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (پ ۲۳ زمر) ہم تو ان کو خدا کے قرب کا ذریعہ سمجھ کر پوجتے ہین اگرچہ یہ انکا کہنا اور اس کا عملدرآمد غلط ہی ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہین کہ اسباب صحیحہ بھی ہوتے ہین اور ایسے اسباب بھی ہین جنکا مہیا کرنا مومن کا کام ہے اور ایسے بھی جن کا مہیا کرنا عام عقلمندون اور داناؤن کا حصہ ہے۔ اور ایسے بھی ہین جنکو سبب ماننا باعث شرک ہی اور ایسے بھی ہین جنکو سبب خیال کرنا جہالت اور وہم اور حماقت ہے۔ **تعجب انگیز بات** ہی کہ بہت سی فلاسفر سائنسدان اور حکما علل مادیہ اور اسباب عادیہ پر بحث کرتے کرتے ہزارا نکات عجیبہ اور دنیوی امور مین راحت بخش نتائج پر پہنچ جاتے ہین مگر روحانی ثمرات پر پہنچی ٹھوکر کھا جاتے ہین وجنوب شمال کو قطب اور قطب نما کی تحقیق مین اور پہر مشرق و مغرب کو جہان مارا ہے اور سورج اور چاند کی کرنون سے اور روشنیون سے بیشمار مزے لوٹتے ہین لیکن اگر کسی کو انہین نظامون مین ہستی باری پر بحث کرتا دیکھ لین تو اسکے لئے مذہبی جنون اور اسکو مجنون قرار دیتے ہیں کیسا بینظیر نظارہ ہے جسکو ایک اسلام کا حکیم نظم کرتا ہے ؎ اشقیا در کار عقبیٰ جبری اند - اولیا در کار دنیا جبری اند۔

علم ہندسہ جسکی بنا پر آج انجینرنگ اور اسٹرانومی معراج پر پہنچ گئی ہے سوچ لو کیسے فرضی امور سطح مستوی اور نقطہ سے جسکو سیاہی سے بناتے ہین اور قلم کے خط سے شروع ہوتا ہے خط استوا۔ جدی سرطان افق نصف النہار وغیرہ سب فرضی باتین ہین۔ مگر اس فرض سے کیسی حقایق مادیہ تک پہنچ گئے ہین لیکن اگر ان بدنصیبون کو کہین کہ مومن بالغیب ہوکر دعاؤن اور نبیون کی راہون پر چلکر دیکھو تو کیا ملتا ہے تو مسکر کہتے ہین کیا آپ ہمین وحشی بنانا چاہتے ہین مینو بارہا ان (مادیون) کو کہا ہے تندرست آنکھ بدون اس خارجی روشنی اور تندرست کان بدون اس روشنی کے امد تندرست کان بدون خارجی ہوا کے اور ہمارا نطفہ بدون ہم سے خارج رحم کے بہت دور کی اشیا بدون ٹلس کوپ کے باریک در باریک اشیا بدون مائکرس کوپ کے۔ دور دراز ملکون کے دوستون کی آوازین بدون فونوگراف کے اور انکی شکلین بدون فوٹوگرافی کے نہین دکھائی دیتین۔

اب جبکہ تم ان وسائط کے قائل ہو اور اضطرارًا قائل ہونا پڑتا ہے تو روحانی امور مین کیون وسائط کے منکر ہو خدا تعالیٰ کی ہستی کو مان کر بھی تم ملک ہو شیاطین کے وجود پر کیون ہنسی کرتے ہو ملموس اسکا

معقول جواب آجتک کسی نے نہین دیا۔ ناظرین جس طرح سچے وسائط ہمارے مشاہدات مین ہین اسیطرح سچے وسائط مکشوفات مین بہی ہین جس طرح مشاہدات مین الٰہی ذات وراء الوراء ہے اور ضرور ہی اسیطرح الٰہی ذات روحانیات مین بہی وراء الوراء ہے اگر روحانیات مین بہی بعض وسائط غلط اور وہم ہین تو مشاہدات بہی اس غلطی اور وہم سے کب خالی ہین۔

فرشتے آسمان اور آسمانی اجسام اور ان کے ارواح کیلئے بطور جان کے ہین شیاطین بہی ہلاکت ظلمت اور جناب الٰہی سے دوری اور دکہون کے پیدا کرنیکے لئے بمنزلہ اسٹیم کے اسٹیم انجن کیلئے ہے۔

خلاصہ امور چہار گانہ مذکور۔ (۱) مظاہر قدرت کے دیکہنے والے اعلیٰ بہی ہوتے ہین اور ادنیٰ بہی ادنیٰ کو اعلےٰ کی رویت۔ رویت کا انکار مناسب نہین۔ (۲) الکاہات۔ میٹی ارز۔ شعلے ایک عظیم الشان کارخانہ ہے اور اسمین اس قدر مواد ہوتے ہین کہ اسلحہ کے بنانے والون نے اور ہتیار رکہنے والے نے جو ہتیار رکہے ہین انمین تتنے مواد مشتعل نہین ہوتے پس کیا وہ صرف اسلئے گرتے ہین کہ چند عجائب خانون مین پڑے رہین اور خدا کا یہ عظیم الشان فعل لغو ہے؟ نہیں ہرگز نہین (۳) فرشتے ملک۔ سر۔ شیاطین۔ اہرمن اسر ہین اور انکا باہم عداوت کا رشتہ ہے انکی جنگ نور و ظلمت بلکہ عدم و وجود کے جنگ ہے۔

(۴) اگر وسائط غلط اور برے ہین تو وسائل صحیحہ اور عمدہ بہی ہین۔ اب ہم آیات کا ترجمہ لکہتے ہین جنمین اس جنگ کا تذکرہ ہے اور پوچہتے ہین انصاف سے بتاؤ کہ آریو کیا تمہارا کام تہا کہ تم انکار کرتے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ۔ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ۔ (پ جز ۲۶)

ضرور ہمنے ہی بنائے آسمان مین روشن اجسام اور خوبصورت بنایا انہین دیکہنے والون کیلئے اور محفوظ رکہا ہمنے انہین ہر ایک خدا سے دور یا ہلاک شوندہ تکہ باز یا مردود سے ہان اگر کوئی چہپکر سننا چاہی تو اسکے پیچہے لگتے ہین شہاب ثاقب میٹی ارز۔ الکاہات

(۲)

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِدٍ لَا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ

ہم ہی نے خوشنما بنایا اس ورے آسمان کو کواکب کی زینت سے اور محفوظ کر دیا ہمنے اسے ہر ایک خدا سے دور یا ہلاک ہونیوالے متکبر ضدی سے۔ ملاء اعلیٰ کی باتین نہین سن سکتے اور ہر جانب سے دہکیلے جاتے ہین دہتکارے

وَاصِبٌ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ۔

(۳) (پ ۲۳ صافات)

وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ پ ۲۹ تبارک

۴- اِنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا

پ ۲۹ جن

جاتے اور ان کے لئے دائمی دکھ دینے والا عذاب ہے ہان اگر کوئی جھٹی مارے تو اسکے پیچھے لگتا ہے شہاب ثاقب۔ بیبیٹی مارز۔ الکاپات۔

ہم ہی نے مزین کیا اس ورلے آسمان کو روشن چراغوں سے اور کردیا ہمنے انہیں مار شیاطین کیلئے اور تیار کردیا ہمنے ان کیلئے جلنے کا عذاب۔

تحقیق ہم بیٹھتے تھے بیٹھنے کی جگہوں میں سننے کے لئے پس اب اگر کوئی بات سننا چاہے پاتا ہے اپنے لئے شہاب انتظار میں

تم ہندیوں اور عام یورپ والوں سے تو طائف کے عرب نمبردار ہی اچھے نکلے اسکی تفصیل یہ ہے کہ نبی کریم کے عہد سنہ ۶۱۱ء سعادت مہد میں ٹوٹی ار ز غیر معمولی بکثرت نظر آئے تو عام طور پر لوگوں نے خیال کیا کہ آسمان تباہ ہو چلا۔ اسلئے لگے اپنی مویشیوں کو ذبح کرنے۔ تب ان کے نمبردار عبدیالیل نے کہا کہ اگر وہ تارے نظر آتے ہیں جن سے تم لوگ راہ نمائی حاصل کرتے ہو تو جہان خراب نہیں ہوگا۔ یہ ابن ابی کبشہ (ہمارے نبی کریم کیطرف اشارہ کرتا ہے) کے ظہور کا نشان ہے۔

ابن کثیر میں ہے انا لمسنا السماء کے نیچے ہی ابن جریر کہتا ہے اس آیت کے نیچے کہ آسمان کی حفاظت دو باتوں کے وقت ہوتی ہے یا عذاب کیوقت جب ارادہ الٰہی ہو کہ زمین پر اچانک عذاب آجاوے یا کسی مصلح راہ نما نبی کے وقت اور یہی معنے ہیں اس آیت شریفہ کے۔

اَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا

(پ ۲۹ جن)

یعنی تاروں کے گرنے کو دیکھ کر وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ آیا زمین والوں کیلئے تباہی کا ارادہ کیا گیا ہے یا انکے رب نے انہیں کوئی فائدہ پہنچانا ہے۔

خدا تعالٰی کی عادت ہے کہ مصلح کے تولد ظہور اور اسکی فتحمندی پر حزب الرحمٰن او حزب الشیطان کی جنگ پہلے اوپر ہوتی ہے پھر زمین پر۔ آیہ کریمہ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (پ ۳۰ نازعات) اور فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا (پ ۲۶ ذاریات) اور آیہ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ (پ ۳۰ طارق) کے نیچے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے مفصل

لکھا ہے کہ فرشتے بروج پر اثر ڈالتے ہین اور ان سے ایک اثر ہوا اور دیگر اشیا پر پڑتا ہے اور ملایکہ کا اثر شہب مین بھی نفوذ کرتا ہے ؛۔

۲۸ - نومبر ۱۸۸۵ء مین ۲۷ اور ۲۸ نومبر کی درمیانی رات مین غیر معمولی کثرت سے شہب گرے تو اس وقت ہمارے امام ہمام علیہ السلام کو اس نظارہ پر یہ وحی بکثرت ہوئی دیکھو صفحہ ۲۳۸ - براہین احمدیہ -

یا احمد بارک اللہ فیک - ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمے +

اور اسی کے بعد دُمدار ذوالسنین نظر آیا اور ۱۸۸۲ء کی رمی شہب غیر معمولی تھی - والحمد للہ رب العالمین

پس یہ اور کل کواکب زینت سماء الدنیا ہین اور روحانی عجائبات کی علامات ہین اور نیز ان سے راہ نمائی حاصل ہوتی ہے یہی تین فائدے بخاری صاحب نے اپنی صحیح مین بیان فرمائے ہین - اب اس سوال کا جواب ختم کرتے ہین مگر قبل اسکے کہ ختم کرین آیات ذیل کا بیان بھی مناسب معلوم ہوتا ہے -

مَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ - (پ ۱۹ شعرا)

تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ - (پ ۱۹ شعرا)

اللہ سے دور ہلاک ہونیوالی خبیث روحون کے ذریعہ یہ کلام آلٰہی نازل نہین ہوا اور انکے مناسب حال ہی نہین اور ایسا کلام لانیکے لئے طاقت ہی نہین رکھتے بے ریب ایسا کلام سُننے سے وہ الگ کئے گئے ہین کیونکہ تمام شیطانی کامون کا قرآن مجید مین استیصال ہے بھلا شیطان اپنے پاؤن پر آپ کلہاڑی مارتا ہے شیاطین تو ہر ایک کذاب مفتری - بہتانی - بدکار پر نازل ہوا کرتے ہین

سوال نمبر ۸۲ رمضان مین رات کو کھایا کرو - چرند - پرند اور کیڑے رات کو آرام کرتے ہین مگر دن کو پیٹ کی پُوجا - عرب مین تو یہ قانون چل گیا مگر قطب شمالی وجنوبی مین کیا کیا جاویگا -

الجواب - انسان چرند - پرند نہین نہ ان پر اور ان کے کامون پر انسان کے کام چلتے ہین وہ تو وید بھی نہین پڑھتے کیا انسان بھی نہ پڑھین اگر یہ تو بتاؤ کہ رگوید آدی بھاش بہومکا کے لکھنے والا اتنی عقل بھی نہین رکھتا تھا جسقدر تمہاری عقل ہے گو وہ گریجوایٹ بی اے نہ تھا کہ وہ ۸۷ء مین لکھتا ہے جو شخص اتی راتر برت کو پیرا یہ سینیہ یگیہ کا جزو ہے پورا کرکے اسنان کرتا ہے اسے تیرتھ کہتے ہین سوم یگیہ کے موقعہ پر آدھی رات کے قریب یگیہ سے فارغ ہو کر دودھ وغیرہ پینے کو کہتے ہین یہ آدھی رات کو دودھ وغیرہ پینا کیا ہی قطب شمالی پر بھی کیا جاویگا جواب تک کیا جاتا ہے اور قرآن نے ہمکو بتایا کیا تمکو نہین پڑھایا گیا کہ وہ وقت

سندھیا کرو تین وقت نہین۔ سندھیا کے لئے رات اور دن کا باہمی ملنا یہ مقرر وقت ہے۔ اس لئے
دن اور رات کے ملاپ مین یعنے طلوع اور غروب آفتاب کے وقت پرمیشور کا دھیان اور اگنہوتر ضرور
کرنا چاہئے۔ جو شخص یہ دونون کام صبح و شام کے وقت نہ کرے اوسکو بھلے لوگ سب دوجون کے کامون سے
باہر نکال دین یعنے اسکو شودر کی مانند سمجھین۔ سوال تین وقت سندھیا کیون نہین کرتے۔ جواب تین وقت
مین سندھی اتصال نہین ہوتی روشنی اور تاریکی کا ملاپ بھی شام اور صبح دو ہی وقت ہوتا ہے ستیارتھ پرکاش
نمبر ۳ نمبر ۵ صفحہ ۱۲۰ پس عبادتون کے دو ہی وقت ہین اس سے زیادہ نہین۔ اب بتاؤ کہ گرین لینڈ مین یہہ
قاعدہ وید کا کس طرح چلتا ہے اور کیونکر؟ ایک بار مین لاہور مین گیا تو وہان کئی ایک نوجوان میری پاس
آئے اور یہی گرین لینڈ کا سوال پیش کیا اور قریب تھا کہ وہ کہہ دیں کہ صاحب اسلام کو اس ملک کی آگہی نہی
مینے اس سے کہا کہ چور کا ہاتہہ کاٹنا قرآنی حکم اور اسلام کا عملدرآمد تھا اور ہاتہہ کٹے چور مسلمان بھی ہو جاتے
اور رہتے تھے نمازین بھی پڑہتے تھے اور قرآن کریم مین وضو اور تیمم کے وقت دونون ہاتہون کا دھونا یا مسح
کرنا ضروری تھا پر چور ہاتہہ کٹے ہان ہاتہہ کا مسئلہ کیون چھوڑ دیا گیا۔ بات یہ ہے کہ عقلمند انسان کو اللہ تعالیٰ
نے عقلمند بنایا ہے کیا مناسب نہین انسان کہین عقل سے بھی کام لے جہان ہاتہہ ہی نہین انکا دہونا کیسا
اور جہان ماہ رمضان نہین وہان رمضان کے روزے کیا معنے اور بھی بہت قسم کے جواب ہین مگر تمہارے
مذاق کیلئے ایک رسالہ پر ہمین چلنا ہے اور چونکہ تم مذہبی آدمی کہلاتے ہو تمہین اسی رنگ کا جواب دینا ضروری
معلوم ہوا اگر سائنسدان اس طرح کا اعتراض کرتا تو اسکے مناسب حال اسکے جواب کو حاضر ہین۔ ہمنے اسلام کو
مذاہب الہامیہ۔ سوفسطائیہ۔ دہریہ اور سائنس دان سب کے سامنے کیا ہے اور کرینگے اور کامیاب ہوئے
اور ہونگے۔ دیانند جی نے تو دوپہر اور نصف اللیل کی سندھیا سے انکار کر دیا ہے کہ وہ وقت لیل و نہار کے
ملنے کا نہین تو گرین لنڈ مین بتاؤ سندھیا کیونکر کیجاوے مگر وید سے جواب دینا ہمارے جواب سے جی بچرانا
انصاف شرط ہے اگر طلب حق کی پیاس ہے۔ کیا روزے دار مسلمان فاتح نہین ہوئے اور کیا روزہ دار
گراہون۔ ہندؤن آریہ سے کمزور ہین۔ کیا روزے دار آریہ ورت کے فاتح نہین ہوئے۔ روزہ داری
کا سر یہہ ہے کہ سلیم الفطرۃ پیاس کے وقت گھر مین دودھ۔ بالائی۔ برف رکھتا ہے کوئی اوسکو روکنے والا نہین
بھوک کیوقت گھر مین انڈے مرغیان پلاؤ موجود اور کوئی روکنے والا نہین۔ قوت شہوانیہ موجود گھر مین البیلا
دلربا موجود پہر اسکے نزدیک نہین جاتا صرف الٰہی حکم کی پابندی سے وہ رکتا ہے اس مشق سے وہ حرامکاری

حرامخوری سے کسقدر بچیگا مگر یہ تو بتاؤ کہ سماؤہی کا جنس نفس حیز بدپر بند کرتے ہیں اور کاربن کا روکنا مفید ہو سکتا ہے ؟ پرانایام مین آریہ سانس بند کرتے ہین -

سوال نمبر ۸۳ - خدانے زمین و آسمان کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور خدا کو تکان نہ ہوئی - ہاتھ سے بنانے کی کیا ضرورت ہتی - کن سے بنانا وغیرہ وغیرہ -

الجواب - کیا اللہ تعالیٰ کے حضور تمہاری مشورہ کی بہی ضرورت ہی پرمیشر احکم الحاکمین حضرت رب العالمین سرب شکتیمان ہین - القادر الصمد اور الغنی ہین پہر سرشٹی کو میتہنی کیون بنایا - پہر کیا ضرورت تہی کہ عورتون سے صحبت ہوان مین مرد کا نطفہ پڑے اور بشکل لڑکا ایک تنگ سوراخ سے نکلکر محنت و مشقت سے جوان ہو زمیندار اور گاؤ ماتا کے بچے دکہہ اُٹہاوین اور غلہ پیدا ہو - زیر اعتراض یہ آیتین ہین -

وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰہَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ (پ ۲۷ ذاریات) وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ (پ ۲۶ ق) کس قدر صاف اور صحیح بات ہی مگر بد فطرت نکتہ چین ہر ایک حسن کو بدصورتی ہی قرار دیتا ہے اسمین ایک لفظ یَدٌ ہے جس پر صفات الٰہیہ سے جاہل کو اعتراض کا موقعہ ملسکتا ہے اس لفظ اور صفات الٰہیہ کی حقیقت ہم پہلے صفحہ ۴۴ سوال ۲ میں بیان کر چکے ہین ہمنے وہان بیان کیا ہے کہ صفات اپنے موصوف کی حیثیت اور طرز پر واقع ہوتی ہین مثلاً چیونٹی کا ہاتہہ میرا ہاتہہ شیر کا ہاتہہ اور مثلاً اس وقت ہند کی حکومت لارڈ کرزن کے ہاتہہ مین ہی بیہودہ بکواس کرنا اناپ شناپ کہدینا اور بدون علم و فہم کے اور بدون اسکے کہ ویدون کا تمہین علم ہو ویدون کی تاکید میں گالی دینا جہوٹ بولنا تمہاری ہاتہہ مین ہے اور اس کے سوا تمہارے ہاتہہ مین کچہہ نہین اور اللہ تعالیٰ کے ہاتہہ مین تمام جہان کا تصرف ہی وغیرہ وغیرہ - اسی طرح ضروری ہے کہ جناب الٰہی کی شان کے مطابق اسکے ہاتہہ ہانو اور اگر یون نہین مانتے تو سنو - سام وید فصل دوم حصہ دو کا پرپہاٹک نمبر ۶ صفحہ نمبر ۲۰۷ مین ہی اندر لطور اس دیوتا کے جسکا بازو قوی ہے ہماری لئے اپنے ہاتہہ سے بہت سی پرورش کرنیوالی لوٹ جمع کر - بتاؤ اندر کون ہی پہر اسکا داہنا ہاتہہ کیا ہے اور اس سے لوٹ کرنا یہ کیسے الفاظ ہین کیا تمنے پرمیشر کا نام سہنسر باہو نہین پڑہا اگر نہین پڑہا تو یجروید کا پرش سکت دیکہو - پہر اور سنو یَدٌ کے معنی قوت کے ہین قرآن کریم مین حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے - وَاذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ اِنَّہٗٓ اَوَّابٌ (پ ۲۳ ص) یعنی یاد کرو ہماری بندہ داؤد کو بہت ہاتہون والا (بڑا طاقت ور) وہ جناب الٰہی کیطرف توجہ کرنیوالا ہے اور یَدٌ کے معنی نصرت وغیرہ کے بہی ہین راغب مین ہی یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ (پ ۲۶ فتح) ای نصرتہ ونعمتہ وقوتہ

ید کے معنی ملک و تصرف کے بھی ہین اللہ تعالی فرماتا ہے اَوْ یَعْفُوَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ (پ۲ البقرہ)
ان معنون میں سے ہر ایک یہان چسپان ہو سکتا ہے اور عام انسانی بول چال مین بھی ہاتھ کا لفظ ان سب معنون
پر بولا جاتا ہے بتاؤ تو تمہاری سمجھ مین کوئی معنی بھی اِن معنون سے آتے ہین یا نہین۔

سوال نمبر ۸۴- زمین پر پہاڑ اسلئے رکھے کہ وہ آدمیون کے بوجھ سے ہل نہ جاوے۔

الجواب قرآن کریم مین اس مضمون کی آیۃ تو کوئی نہین البتہ یہ آیۃ ہے وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ
وَاَنْهَارًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ (پ۱۴ النحل) اس آیۃ مین ان تمید بکم کا لفظ ہے جس کے معنی تمہین
ہلانے ہین اور دوسری آیہ اسی مضمون کی یہ ہے وَجَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا
سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ (پ۱۷ انبیا) دونون مین تمید کا لفظ ہے جو جہالت کے سبب سے دشمنان اسلام
کی سمجھ مین نہین آیا سنو۔ لغت عرب مین ماد فی یمید فی الطعمنی (مفردات القرآن للراغب) اور مید کے
معنی ہین ہلنا دیکھو ماد یمید میدا ومیدا اناتحرک (قاموس اللغۃ) مادھم اصابھم دوار (قاموس)
والمائدۃ الدائرۃ من الارض (قاموس) ان معنون کے لحاظ سے جو مادنی یمیدنی کے کئے گئے ہین اس آیۃ کے
یہ معنی ہوئے کہ رکھے زمین مین پہاڑ اسلئے کہ کہانا دین تمہین اور یہ ظاہر بات ہے کہ پہاڑون کو اللہ تعالی نے
بنایا ہے کہ ان مین برفین پگہلین چشمین جاری ہون ندیان نکلین پہر ان کے سیل پر اس سطح سے جسمین ریگ
ہوتی ہے پانی مصفے ہو کر کنوؤن مین آتا ہے پہر اس سے کہیت سرسبز ہوتے ہین یہ بھی ایک سلسلہ علاوہ رحمت
کے سلسلے کے ہے جو باران رحمت الٰہیہ سے ہے جسکا ذکر اس کلمہ طیبہ مین ہے وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ (پ۱ بقرہ) اور دوسرے معنون کے لحاظ سے آیۃ کے معنی ہوئے کہ تم
زمین پر پہاڑ رہے کہ چکر کہاتے ہین ساتھ تمہارے یہ الٰہی طاقت کا ذکر ہے کہ اس نے اتنی بڑی مستحکم
مضبوط پہاڑون کو بھی زمین کے ساتھ جکڑ دی رکہا ہے اور نظام ارضی مین کوئی خلل نہین آتا اب کوئی انصاف
کرے کہ کن معانی پر اعتراض کی جگہ ہے ہمنے تصدیق براہین احمدیہ کی جلد۲ مین اس مضمون پر بسط سے کلام کیا تھا
اس مسودہ سے بھی یہان مختصر اکچھہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔ مکذب براہین احمدیہ کے اعتراض کا خلاصہ
یہہ تہا۔ "اہل اسلام کے نزدیک پہاڑ بمنزلہ میخون کے زمین پر ٹہونکے گئے یہ خام خیالی ہے"
الجواب۔ خام خیالی کا دعوے کرنا اور ثبوت نہ دینا یہ بھی معترض کی خام خیالی ہے۔ وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ
رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ (پ۲۱ لقمان) اور آیۃ کریمہ وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا (پ۳۰ عم)

ایک نہایت سچی فلسفی ہے اور اس سچی فلسفی پر جدید علوم اور رجال کے مشاہدات گواہی دیتے ہین اور انہی مشاہدات
سے ہی ہم گذشتہ دیرینہ حوادثات کا علم حاصل کر سکتے ہین۔ طبقات الارض کی تحقیقات اور مشاہدات سے اچھی
طرح ثابت ہو سکتا ہے کہ اس زمین کا ثبات و قرار اضطرابات اور زلازل سے خالق السموات والارض نے
تکوین جبال اور خلق کوہسار سے ہی فرمایا ہے اور زمین کے تپ لرزہ کو اس علیم و قدیر نے تکوین جبال
سے تسکین دی ہے چنانچہ علم طبقات الارض مین تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ زمین ابتدا مین ایک آتشین گیس تہا
جسکی بالائی سطح پر دہوان اور دخان تہا اور اس امر کی تصدیق قرآن کریم سے بہی ہوتی ہے جہان فرمایا ہے
ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَ ھِیَ دُخَانٌ (رپ ۲۴ فصلت) پہر وہ آتشین مادہ اوپر سے بتدریج سرد ہو کر
ایک سیال چیز بنگیا جسکی طرف قرآن شریف ان لفظون مین ارشاد فرماتا ہے وَّکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ
(رپ ۱۲ ھود) پہر وہ مادہ زیادہ سرد ہو کر اوپر سے سخت اور منجمد ہوتا گیا۔ اب بہی جس قدر اسکی عمق کو
غور سے دیکہتے جاوین اسکا بالائی حصہ سرد اور نیچے کا حصہ گرم ہے کوئلون اور کانون کے کہودنیوالون نے
اپنی مختلف تحقیقات سے یہ نتیجہ نکالا ہے گو اس نتیجہ مین فلاسفرون کو اختلاف ہو کہ چہتیس مائل عمق سے نیچے
اب تک ایک ایسا ذوبانی اور ناری مادہ موجود ہے جسکی گرمی تصور سے بالا ہے۔ (اسلام نے بہی دوزخ کو
نیچے بتایا ہے) جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی نہ تہی اسوقت زمین کے اس آتشین سمندر کی موجون کا
کوئی مانع نہ تہا اور اسلیئے کہ اس وقت حرارت زیادہ قوی تہی اور حرارت حرکت کا موجب ہوا کرتی ہے زمین
کی اندرونی موجون سے بڑے بڑے مواد نکلے جنسے پہاڑون کے سلسلے پیدا ہو گئے آخر جب زمین کی
بالائی سطح زیادہ موٹی ہو گئی اور اسکے ثبات و ثقل نے اس آتشی سمندر کی موجون کو دبا لیا تب وہ زمین
حیوانات کی بود و باش کے قابل ہو گئی اسیواسطے قرآن کریم نے فرمایا ہے اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ
بِکُمْ اور اسکے بعد فرمایا۔ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ۔ اَلْقٰی کا لفظ جو آیۃ اَلْقٰی فِی الْاَرْض مین آیا ہے
اسکے معنی ہین بنایا کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیۃ مین بجائے اَلْقٰی کے جعل کا لفظ آیا ہے جسکے صاف
معنی ہین بنایا اور ان امور کی کیفیت آیۃ ذیل سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے

وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَکَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا۔ (رپ ۲۴ فصلت)	اور زمین کے اوپر پہاڑ بنائے اور اسمین برکت رکہی اور اسپر ہر قسم کی کہانیکی چیزین پیدا کین

ایک عجیب نکتہ آپ کو سناتے ہین آپ سے میری مراد وہ سعادتمند ہین جو اس نکتہ سے فائدہ اٹہادین۔

قرآن کریم مین ایک آیتہ ہے اسکا مطلب ایسا لطیف ہے کہ جس سے یہ تمہارا سوال بھی حل ہوجاوے اور قرآن کی عظمت بھی ظاہر ہو۔ غور کرو اس آیت پر

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ (رپ۲۰ عنکبوت)

اور تو پہاڑونکو دیکھہ کر گمان کرتا ہے کہ وہ مضبوط جمے ہوا اور وہ بادل کیطرح اڑرہے ہین یہ اللہ کی کاریگری قابل دید ہے جس نے ہر شئے کو خوب مضبوط بنایا ہے۔

غور کرو یہان ارشاد فرمایا ہے کہ پہاڑ تمہارے گمان مین ایک جگہ جمی ہوئی نظر آتے ہین۔ اور وہ بادلون کی طرح چلے جاتے ہین۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ زمین کے ساتھہ حرکت کرتے ہین اور یہہ کیسا عجیب نکتہ ہے۔

سوال نمبر ۸۵ خدا آسمان و زمین کو تھام رہا ہے۔ افسوس خدا کی قدرت کتنی کمزور ہے کہ زمین بنا کر اوسکو تھامنا پڑا اسیواسطے اوسکو اونگھہ اور نیند نہین آتی اتنے بکھیڑے ڈال کر بھلا خدا کو نیند کہان نصیب ہو

الجواب۔ تھامنا اور پھر آسمانون اور زمین کا تھامنا۔ او احمق انسان کیا کسی کے ضعف کا نشان ہے یا قوت کاملہ کا۔ پھر یہ تو بتا کہ کیا پران نام اوسکا غلط ہے (اور جیسے پران کے اختیار مین تمام جسم اور حواس ہوتے ہین ویسے ہی پرمیشور کے قابو مین تمام جہان تھنا ہے غلط ہے) اور پھر کیا ہرنیہ گربھ جسکے معنی کسی نے سہارا لکھے ہین دیکھو ستیارتھہ پرکاش صفحہ ۷ اوس نے کوئی حماقت کی ہے اور کیا داد جسکا ترجمہ ساکن جہان کو زندہ اور قایم رکھنا کئے ہین کسی مست میخوار کی بڑ ہے۔ ستیارتھہ صفحہ ۸ ہان شاید فنا کرتا ہی کا لفظ دیکھہ کر آپنے ہمپر اعتراض کیا ہے تو پھر کیا برہستی نام غلط ہے جس کا مصدر رپا ہے اور جسکے معنے حفاظت مین اور کیا یہ جھوٹ ہے۔ اچھا قیوم لفظ پر آپ کا اعتراض ہے تو پھر کیا کیتو جسکا مصدر کت ہے اسکے معنی قیوم نہین؟ پھر کیا وہ پتا نہین جسکا مصدر پا بمعنے حفاظت کے ہے ہمارا خدا تو نہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے پر کیا وید کا خدا سوتا ہے اور اونگھتا ہے کہ تمنے ہمپر اعتراض کیا ہے اگر قدیم ہندیون کے حوالے تم تسلیم کرنیوالے ہوتے تو لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ (رپ۳ بقرہ) کے مقابلہ مین خدا سوتا اور لکھشمی اوسکے پاؤن ملتی دکھلاتے۔

سوال نمبر ۸۶۔ فرشتون کے پر ہوتے ہین۔

الجواب تمہارے اباگورو جی تو کشف والہام کے قایل نہین تھے کہ فرشتون کو دیکھتے اور ہوتے بھی

کیونکہ ان کے نزدیک تو قریباً دو ارب برس گذرا ہے کہ جو الہام ہو چکا سو ہو چکا۔ پھر تو خدا ابھی تک خاموش ہے۔ رہے فرشتے سو انکی آنکھیں ہی نہیں کہ وہ انکو دیکھتے تم میں سے جنہوں نے دیکھا انکی بات کو تم پوپ لیلا مانتے ہو خود تم واقف نہیں کہ ہم تمکو وید کی رچیں سُناتے نہ تمہارا گورو اس علم تک پہنچا کہ ہم تمکو الزامی جواب دیکر خوش کرتے دوسروں کا حوالہ دیتے تو آپ تسلیم کس طرح کرتے اسلئے اب ہم وقت ضایع نہیں کرتے اگر آپ ویدک دھرم چھوڑ کر فلسفہ کا مذہب اختیار کریں اور پھر اعتراض کریں تو اسکا بھی ہم جواب دینے کو تیار ہیں مگر سعادتمند۔ ون کیلئے مناسب ہو کہ دیکھیں فقرہ نمبرہ دیباچہ کا۔

سوال نمبر ۸۷ خدا دوزخ سے پوچھے گا کہ کیا تو اتنے آدمی اور پتھر کھا کر سیر ہوئی ہے کہ نہیں۔ پیٹو جہنم بولیگی کیا کچھ اور بھی ہے یعنی اگر کچھ اور باقی ہے تو دیجئے۔ مفسر کہتے ہیں خدا اپنے دونوں پانو دوزخ میں ڈالدے گا اور جہنم کو سیر کریگا۔

الجواب تمہارے یہاں پرمیشور کا نام سرب بیاپک ہی تو کیا وہ نرک میں نہیں ہی قرآن کریم میں صرف اس قدر ہے یَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ (پ ۲۶ ق) اور جو تمنے مفسروں کا قول نقل کیا ہی اسمیں یہ ہے جہنم ہل مزید کہتی رہیگی حتیٰ یضع رب العزة قدمه اور کہیں ہے یضع الجبار قدمه اور کہیں ہے حتیٰ یضع اللہ رجله پس قبل اسکے کہ تمکو مفصل جواب دیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ ذیل کے معنی لغت عرب سے لکھ دیں۔

جہنم۔ رب۔ عزت۔ جبار۔ قدم۔ رجل۔

(۱) جہنم۔ دوزخ۔ نرک۔ عذاب کی جگہ۔

(۲) رب کے معنی بڑا پالنہار۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ پر بھی بولا گیا ہے اور دنیا داروں بڑے آدمیوں پر بھی فرعون نے کہا اَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ (پ ۳۰ نازعات) یوسف علیہ السلام نے ایک قیدی کو جو رہا ہونیوالا تھا فرمایا کہ اذکرنی عند ربك (پ ۱۲ یوسف) یعنی اپنے مالک وامیر کے پاس میرا ذکر کیجو اور اسی رب کی جمع ارباب ہے جسکے متعلق فرمایا ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (پ ۱۲ یوسف)

(۳) عزت۔ بڑائی۔ حمایت۔ جاہلوں کی ہٹ۔ قرآن کریم میں شریروں کے متعلق فرمایا اخذته العزة بالاثم فحسبه جهنم (پ ۲ بقرہ) اور فرمایا ہے کہ جب شریر کو عذاب اور دُکھ دیا گیا تو کہا جائیگا ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ (پ ۲۵ دخان) پس رب العزت کے یہ معنی بھی ہوئے۔ متکبر۔ ضدی۔ ہٹ والا

(۴) جبار کے معنی مصلح کے بہی ہین اور ظالم کے بہی مصلح کو تو عذاب ہو نہین سکتا اور ظالم کے حق مین آیا ہے خاب کل جبّار عنید مشکوۃ صفحہ ۴۹۶ مین ہے ہبہب دوزخ مین ایک وادی ہے اسمین جبّار لوگ داخل ہون گے۔

(۵) قدم جس شخص کو کہین بہیجا جاوے اسے قدم کہتے ہین۔ قاموس اللغہ مین ہے۔ قدمہ الذین قدمهم من الاشرار فهم قدم الله للنار۔ كما ان الخيار قدم الله للجنة ووضع القدم مثل للردع والقمع۔ احادیث مین ہے دماء الجاهلية موضوعة تحت قدمي۔ ترجمہ۔ قدم اللہ وہ بدلوگ ہین جنکو وہ حسب انکے اعمال کے آگ مین بہیجے گا جیسکہ برگزیدہ لوگ بہشت کے لئے قدم اللہ ہین یعنے وہ جنہین حسب انکی اعمال کے اللہ تعالی بہشت مین بہیجے گا۔ اور قدم رکہنے کے اصل معنی ہین روک دینا اور بیخکنی کر دینا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاہلیت کے خون میرے قدم کے نیچے رکہے گئے ہین یعنے مین ان کے انتقامون سے قوم کو منع کرتا ہون اور انکو مسلتا ہون۔

(۶) رجل کے معنی قدم۔ جماعت عربی زبان مین آتا ہے۔ رجل من جراد یعنی ٹڈیون کا ٹڈی دل جماعۃ۔ اب کس قدر صاف معنی ہین کہ اللہ تعالی جہنم کو فرمائیگا کیا تو بہر چکی وہ عرض کریگی کیا کچھ اور بہی ہے تب اللہ تعالی شریرون اور ظالمون اور انکی جماعت کو جو جہنم کے لایق ہین سب کو جہنم مین ڈالدیگا۔

خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ نرکی اور جہنمی نرک اور جہنم مین داخل کئے جاوین گے اور یہی انصاف وعدل ہے۔ اب بتاؤ اس پر اعتراض کیا ہوا۔

سوال نمبر ۸۸ دوزخکو آدمیون جنون۔ پتہرون سے بہریگا معلوم نہین جن کون ہین پتہرون نے کیا گناہ کیا ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا سامان اسکے ساتہہ رکہتا ہے۔

الجواب کیا شریر آدمی تمہارے ہان نرک مین نہین جائینگے جن بہی ایک اگنی سے پیدا ہوئی ہوئی مخلوق ہے کیا اگنی کی مخلوق آگ مین نہین رہتی۔ ہماری ناظرین کو تعجب ہوا ہوگا کہ کیا اگنی سے بہی کوئی مخلوق پیدا ہوئی ہے۔ ہم انہین بتاتے ہین کہ آریہ بہی اگنی سے پیدا ہوئی ہوئی بہی ایک مخلوق ہے ستیارتہہ پرکاش کے صفحہ ۲۷۷ مین لکہا ہے کہ اے سنوبت تو پانی سے اسکی علت آگ کو مان۔ معلوم ہوا کہ آریہ کے نزدیک پانی آگ سے بنتا ہے۔ جن اس لفظ کے معنی لغت عرب مین دیکہو۔ قاموس مین لکہا ہے جن الناس بالکسر معظمهم بالفتح معظمهم یعنی انسانون مین جن بڑے آدمی کو کہتے ہین اور جن ایک مخلوق بہی ہے جنمین نیک و بد ہوتے ہین یاد رکہو

بڑی شریر تو ضرور دوزخ مین جائینگے آدمی ہون یا کوئی اور خبیث روح وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (پ البقرہ) کے معنی یہ ہین کہ انسانون کے پتھرون مین جو تعلق پیدا ہوا ہے کہ انسانون نے پتھرونکی پرستش شروع کر دی ہے یہی تعلق دوزخ کے اشتعال کا باعث اور اسکا ہیزم ہے۔

آپکے سوال کا آخری حصہ تو بڑا سچا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا سامان اسکے ساتھہ ہی رکھتا ہے اسیواسطے اس روشنی کے زمانہ مین چھاپہ کی کلین نکالکر قران کریم کی کثرت کر دی ہے کیا ہی اچھا ہوا کہ تمہاری بیہودہ صلاح پر وہ چلنے والا نہین

سوال نمبر ۹ خدا کو خوب قرضہ دو وہ دگنا واپس کر دیگا۔ خدا سود حرام کرے خود دوگنے سود پر قرضہ لے۔ دوکانداروں کو مات کیا ہے پھر حسب عادت بکواس کی ہے

الجواب بہکے ہوئے پال تجھے کہین بھی آدمیت۔ شرافت۔ انسانیت سے کام لینے کا موقع ہاتھہ لگتا ہے یا نہین شریر تو لیلے بکریون کے بچون پر ترس کھاتا ہے اور انسانون کو جھوٹ بولکر دکھہ دیتے خوف نہین کرتا کیا تو اس بدزبانی سے کامیاب ہوگا۔ سن قرض بھی عربی لفظ ہے پنجابی نہین۔ قرض کے معنی القرض ویکسر۔ ما سلفت من اساة واحسان۔ وما تعطیه لتقضیه لتقضاہ واقرضه اعطاہ قرضا وقطع له قطعة یجازی علیها۔ قاموس اللغہ پہلے معنی کے لحاظ سے ایسے فعل کا نام قرض ہے جس کا بدلہ ہمنے پانا ہے یہ قرضہ دو قسم کا ہوا کرتا ہے ایک برا اور ایک بھلا۔ اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (پ انعام) یعنی کون ہے جو صرف اللہ کیواسطے اچھے اعمال کرے پس اللہ تعالی اسکو اسکا بڑا کر اجر دے جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا (پ بقرہ) جیسے ترک اسلام لکھہ کر تو نے ہمکو مقروض کیا تو ہمنے خدا کے فضل سے الزامی جوابون سے اور پھر تحقیقی جوابون سے مع تمہارے اصل سوالون کے وہ قرضہ مع شئے زاید ادا کر دیا اللہ تعالی ان دینے والیکو اسکا اجر بہت بڑہا کر دیگا یاد رکھو اللہ تعالی ہر ایک نیکی کا بدلہ بڑہ چڑہکر دیتا ہے دوسری ایک آیة اسکی تصریح کرتی ہے اور وہ یہ ہے الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ (پ بقرہ) ترجمہ خدا کی راہ مین مال خرچ کرنیوالونکی مثال اس دانہ کی ہے جس نے سات بالیان نکالین ہر بالی مین سو دانے۔ اور اللہ جسکے لئے چاہتا ہے اس سے بھی بڑہ چڑہ کر دیتا ہے اگر آریہ کے وکیل کو قرآن پر ذرا بھی غور کرنیکی طاقت ہوتی تو ایسی ہرزہ درائی نہ کرتا۔ کیونکہ قرآن مجید مین صاف موجود ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا (پ آل عمران) یعنے کافر ہین جنہون نے کہا کہ اللہ فقیر ہے

اور ہم غنی ہین کیا معنے ہم انکی بات کو محفوظ رکہین گے اور فرمایا یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ (پ ۲۲ فاطر) اے لوگو تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی ہے۔ اگر آریہ کے وکیل کو قرآنی سمجھ نہ تہی تو کاش دنیا کے معاملات پر ہی نظر ہوتی۔ قرآنی صداقتین تو ہر جگہ اور ہر وقت نمایان ہین کیا جو شخص پرامیسری نوٹ لیتا یا سیونگ بنک مین ایک غریب سود خوار اپنا روپیہ رکہتا ہے انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ گورنمنٹ غریب ہے ہرگز نہین۔

رہی یہ بات کہ خدا کے سپرد کیا ہوا مال بڑہتا ہے یا نہین اس امر کی صداقت تمام جہان کو کہیتون کے نظارے ظاہر ہو جاتی ہے کہ ایک ایک دانہ سے کتنا غلہ حاصل ہو جاتا ہے یہی مطلب ہے اِس آیۃ کا جسمین لکہا ہے:۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (پ ۲ بقرہ) اسکا ترجمہ ہوا کون ہے جو اللہ کے حضور اعلی نیکی کرے (یا اسکی رضا کیلئے مال کو دے) بڑہا کر دیگا اسکے لئے اللہ تعالی اور اللہ لیتا ہے اور بڑہاتا ہے اور اسی کیطرف تم جاؤگے اور بدلہ پاؤگے۔ (قرضہ کا الزامی جواب دیکہو ستیارتھ پرکاش کے سوالات کا جواب نمبر ۹۴)

بے فکر ہو کر اس دہرم کو کرتا ہوا بدہ پوروگ ویدانت شاستر کو سن کر تینون رن یعنی قرض کو ادا کرکے سنیاس دہارن کرے۔

سوال نمبر ۹۔ خدا چاہتا تو سب کو ایک دین پر کر دیتا۔ سوالات۔ ایسا کیون نہیں کیا[۱] مذاہب[۲] کا خون بہتا دیکہنا اسے خوش ہے۔ شیر بہیڑیا[۳] کا جنگ رومیون کی طرح دیکہتا ہے۔ ٹیلی میگس[۴] ایلی میگس اگر خون بہائے۔

الجواب۔ پہر اعتراض کیا ہوا۔ کیا تمام مخلوق آلہی ایک ہی دین پر ہے اور قرآن نے واقعہ کے خلاف کہا ہے خدا ہے تو یہی مانتا ہے۔ سرب شکتیمان ہے تو مانتا ہے۔ تمام خلقت اسکے قابو مین ہے تو مانتا ہے۔ سب کے اندر ہے یہ آریہ سماج کا عقیدہ ہے۔ کیا تم نہین مانتے اور نہین جانتے کہ وہ سرب بیاپک ہے اور سب کا پران (اعضا) ہے۔ اس صورت مین ضروری تہا کہ کل دنیا تمہارے اس عقیدہ اور اصطلاح کے موافق بہی ایک ہی دین پر ہوتی مگر نظارہ دکہا رہا ہے کہ واقعہ اس طرح نہین اور یہہ قانون قدرت ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس نے نہین چاہا کہ سب ایک مذہب پر ہون ایسا کیون نہین چاہا اسکا جواب صاف یہ ہے کہ اسکی اچہا۔ خون بہتا دیکہنا اسے خوش ہے۔ دیکہتا ہے اور بجبر نہین روکتا اور برابر دیکہتا ہے۔ واقعات عالم اس کی تصدیق کے عادل گواہ موجود ہین۔ ٹیلی میگس ایلی میگس تہیٹر مین آیا تو کیا کشت و خون بند ہو گیا ابتک فرانس مین ڈوئیل

ہوتا ہے۔ تمام یورپ اور امریکہ بڑھ چڑھکر آئے دن خونخوار تیز سے تیز ہتیار بنا رہے ہین۔ ٹرنسفال اور انگلستان کے ڈیڑ اور نیڑ ہزار دن ہنین لاکہون ہلاک ہوئے اور سیری نہیں ہوئی اور نہ کوئی ٹیلی میگس اپلی مینگس وحشی روک سکا۔ بلکہ دیانند نے بہی لکہوا گیا ہے جہان کہا ہے کہ سیواجی اور گورو گوبند جی ایک ایک نے مسلمانون کو تباہ کر دیا سلطنت کی کوشش کرو۔

پہر شستروں کے بنانے اور سمجھانے کی تحریک کی ہے ہمارے شہر کے ایک مشہور وکیل نے مجھے کہا تہا کہ اسپین سے بہی تو آخر اہل ملک نے مسلمانون کو نکال دیا تہا اگر آریہ مسلمانون کو انڈیا سے نکالدین توکوئی تعجب کی بات ہے ایک نظیر موجود ہے چنانچہ دفترون مین جہان جہان ان ازلی غلامون کا بس چلا ہے اپنی پست فطرتی اور کینہ کشی اور تنگ ظرفی کا اظہار برابر کرتے اور خدا کی مخلوق کو دکھ دے رہے ہین ادہر یہہ خدا سے مہجور لوگ یہ کاروائی کر رہے ہین ادہر خدا کے فرشتے یورپ اور امریکہ کے لوگون کو اسلام کیطرف کہینچ رہے ہین اسلئے کہ خدا کے منہ کی باتین سچی ثابت ہون جو فرمائی ہین کہ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۳ پ آل عمران ؀

سوال نمبر ۹۱۔ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔

الجواب۔ دیکہو سوال نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ کے جواب۔

سوال نمبر ۹۲۔ خدا شرک کے سوا باقی تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ افسوس ہے کہ کرم تہیوری کو چہوڑکر توبہ۔ عفو۔ اور شفاعت کے مسئلے گھڑے گئے ؀

الجواب بی۔ اے گریجوایٹ بننے کا دعوے! ہیڈ ماسٹری کا فخر۔ برہمچریہ بننے کا شوق آریہ سماج کے لیڈر قوم مین بیٹھنے کا شوق اور تکرار اور بکواس اور بیہودہ بار بار اعتراض کرنے اور دل دکہانے کی وحشت کیا توبہ۔ عفو اور شفاعت پر سوال نمبر ۶ و ۷ و ۲۱ مین تم اعتراض نہین کر چکے۔ کرم کے تہیوری کو تو خود تہیوری کہتا ہے سائنس نہین کہتا کیا تہیوری اور واقعات ایک چیز ہین۔

سُن شرک ایسی بری بلا ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے بنانیوالے نے بہی اسے بدکاریون کا جامع قرار دیا ہے دیکھ سملاس نمبر ۱۱ فقرہ نمبر ۵۰ صفحہ ۴۱۹۔

(۱) بت پرستی ادہرم ہے۔ کفر بے ایمانی ہے۔

(۲) کروڑون روپیہ مندرون پر خرچ کرکے (لوگ) مفلس ہوتے ہین اور اسمین کاہلی ہوتی ہے۔

(۳) عورتون مردون کا مندرون مین میل ہونے سے زناکاری - لڑائی - بکھیڑا اور بیماریان وغیرہ پیدا ہوتی ہین
(۴) اسی کو دھرم ارتھہ کام اور مکتی کا ذریعہ مان کر سست ہو کر انسانی جامہ رایگان کھوتے ہین -
(۵) مختلف قسم کی متضاد - اشکال - نام اور حالات والے بتون کے پوجاریون کا ایک عقیدہ نہین رہتا اور متضاد عقیدے رکھہ کر اور باہمی نفاق بڑہا کر ملک کی بربادی کرتے ہین -
(۶) اسی کے بہروسے دشمن کی شکست اور اپنی فتح مان بیٹھے رہتے ہین انکے ہار ہو کر سلطنت - آزادی اور دولت کا آرام ان کے دشمنون کے قبضہ مین ہو جاتا ہے اور آپ محتاج بغیر بھٹیارے کے ٹٹو اور کمہار کے گدہے کی مانند دشمنون کے بس ہو کر کئی طرح کی تکلیف پاتے ہین
(۷) جب کوئی کسی کو کہے کہ ہم تیری نشستگاہ یا نام پر پتہر دہرین تو جیسے وہ اسپر خفا ہو کر مار تا یا گالی دیتا ہے ویسے ہی جو پرمیشور کی عبادت کی جگہ دل اور نام پر پتہر وغیرہ بت دہرتے ہین ان بری عقل والون کی تباہی پرمیشور کیون نہ کرے -
(۸) وہم مین پڑ کر مندر بہ مندر ملک بہ ملک پہرتے پہرتے تکلیف پاتے - دہرم - دنیا اور عاقبت برباد کرتے چور وغیرہ سے عذاب پاتے اور ٹہگون سے لٹتے رہتے ہین -
(۹) بدچلن پوجاریون (مجاورون) کو دولت دیتے ہین وے اس دولت کو بیسوا - زناکاری - شراب گوشت کے کہانے - لڑائی بکھیڑون مین خرچ کرتے ہین جس سے دینے والیکے آرام کی جڑ کٹ کر تکلیف ہوتی ہے
(۱۰) مان باپ وغیرہ قابل تعظیم لوگون کی بے عزتی کر پتھر وغیرہ بتون کی عزت کر کے محسن کش ہو جاتے ہین
(۱۱) ان بتون کو کوئی توڑ ڈالتا یا چور لے جاتا ہو تب ہائے ہائے کر کے روتے رہتے ہین -
(۱۲) پوجاری غیر عورتون کی صحبت اور پوجارن غیر مردون کی صحبت سے اکثر معیوب ہو کر عورت مرد کی محبت کی راحت کو ہاتہہ سے کھو بیٹھتے ہین -
(۱۳) سوامی (آقا) سیوک (نوکر) کی آگیا کی فرمان برداری پوری طرح نہ ہونے سے باہم مخالفت ہو کر تباہ و برباد ہو جاتے ہین -
(۱۴) غیر مدرک کا دہیان کرنیوالے کی روح بہی کند ہو جاتی ہے کیونکہ دھیان کی گئی چیز کی جڑپن کا خاصہ انتھہ کرن کے ذریعے روح ضرور آتا ہے -
(۱۵) پرمیشور نے خوشبودار پہول وغیرہ اشیاء ہوا پانی کی بدبو دور کرنے اور صحت کیلئے بنائے ہین ان کو پوجاری جی

توڑکر یہ نہ جانتے ہونگے کہ ان پہولون کی کتنے دن تک خوشبو آکاش مین پہیل کر ہوا پانی کی صفائی (کرتی) اور پوری خوشبو کے وقت تک انہین رہتی اسکی بربادی درمیان مین ہی کر دیتے مین - پہول وغیرہ کیڑے کے ساتہہ مل کر الٹی بدبو پیدا کر دیتے ہین - کیا پرمیشور نے پتہر پر چڑہانے کیلئے پہول وغیرہ خوشبودار اشیا بنائی ہین -

(۱۶) پتہر پر چڑہے ہوئے پہول - صندل اور چاول وغیرہ سب پانی اور مٹی کے ساتہہ ملنے سے موری یا حوض مین آکر سڑ جاتے ہین اس سے اتنی بدبو آکاش مین پہیلتی ہے کہ جتنی انسان کے براز کی اور ہزارون جاندار اسمین پڑتے ہی مین مرتے سڑتے ہین -

ایسے ایسے کئی بت پرستی کرنے سے عیب واقع ہوتے ہین اسلئے پتہر وغیرہ کی بت پرستی شریف لوگون کیلئے قطعی طور پر ممنوع ہے اور جنہون نے پتہر کی بت پرستش کی ہے کرتے ہین اور کرینگے وے مذکورہ بالا عیبون سے نہ بچ سکتے ہین اور نہ بچین گے ؎

اب تم ہی بتاؤ کہ جس بت پرستی مین اسقدر عیوب ہون جو خود تمہارے گرو نے تسلیم کئے ہین اور اسی لعنتی شے کو قرآن کریم مین شرک کہا گیا ہے کیا اس شرک کا گناہ سب گناہون سے بڑا نہین اور جب بڑا ہی تو قابل عفو کیونکر ہوا اور مسئلہ توبہ اور شفاعت پر جو انسانی فطرت کے موافق سچا ہو مین ہم لکہہ چکے ہین -

سوال نمبر ۹۳ - مسلمانون اور کافرون کے درمیان خدا پردہ ڈالتا ہے -

الجواب - دیکہو جواب سوال نمبر ۲ -

سوال نمبر ۹۴ - مشرک اور کافر ناپاک ہین ان سے دوستی مت لگاؤ -

الجواب (۱) مشرک کی بحث تو سوال نمبر ۹۲ مین ہم کر چکے ہین - (۲) کافر کی بحث اب سن لو - منو ادہیا نمبر ۲ سلوک نمبر ۱۱ - جو شخص وید کے احکام کو بذریعہ علم منطق سمجہہ کر وید شاستر کی توہین کرتا ہے وہ ناستک یعنی کافر ہے اسکو سادہو لوگ اپنی منڈلی سے باہر کردین - کافر کا لفظ بعینہ مطبوع نول کشور مین ہے - پہر ستیارتہ پرکاش سملاس نمبر ۱ صفحہ ۳۵۲ فقرہ نمبر ۱۶ مین ہے کبہی ناستک شہوت پرست - دغاباز - دروغ گو - خود غرض فریبی - حیلہ باز وغیرہ برے آدمیون کی صحبت نہ کرے - آپت (اہل کمال) یعنے جو سچ بولنے والے دہرماتما اور دوسرون کی بہبودی جن کو عزیز ہے ہمیشہ انکی صحبت کرنیکا نام سرشیٹ آچار (پاکیزہ چلن) ہے -

ستیارتہ سملاس نمبر ۶ ستیارتہ صفحہ ۲۱۱ - فقرہ ۵۳ منو ۷ - ۱۹۵ و ۱۹۶ - دشمن کو چارون طرف محاصرہ کر کر روک رکہے اور اسکے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک - پانی او ہیزم کو تلف و خراب کر دیوے - دشمن کے

تالاب۔ شہر کی فصیل اور کھائی کو توڑ پھوڑ دیوے رات کیوقت ان کو خوف دیوے اور فتح پانے کی تجاویز کرے
اونادان کیا ناپاک اور بے ایمان او مینکرسے پاک اور ایماندار اور حق کے ماننے والے دلی تعلق پیدا کر سکتے
ہین۔ جیسے رامیون۔ الگھوریون۔ ناستکون سے اب تجھے تعلق ہوسکتا ہے۔ اور کیا سعید شقی۔ برے
بھلے۔ دیو اسر مین سنگرام (جنگ) چاہئے۔ یا باہم پریم اے سچائی سے دانستہ دشمنی کرنیوالے فلاح سے
کوسون بھاگنے والے کبھی تو غور سے کام لے کیا یہ تیرے اعتراض کچھ بھی راستی اپنے اندر رکھتے ہین اور اظہار
حق کیلئے ایک اور آیت جو تمہارے اعتراض کی بیخکنی کردے تجھ کو سناتا ہون۔ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ
لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُقْسِطِيْنَ ﴿﴾ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ
وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (پ ۲۸ ممتحنہ)[1]

سوال نمبر ۹۵ - کافرون کو جہان پاؤ قتل کر ڈالو۔ یہ تعلیم مومنین کا کسقدر خون کرنیوالی ہے۔

الجواب - مگر نہ ایسی جیسے خطرناک ویدک تعلیم ہے کیونکہ ستیارتھ ۱۸۱ مین لکھا ہے **ایشر** ہدایت
فرماتا ہے کہ اے فرمان روا لوگو! تمہارے اسلحہ (ہتھیار) **آگنئین** غیرہ از قسم شستر توپ۔ تفنگ تیر
تلوار وغیرہ شستر مخالفون کو مغلوب کرنے اور انکو روکنے کیلئے قابل تعریف اور با استحکام ہون تمہاری
فوج مستوجب توصیف ہو تاکہ تم لوگ ہمیشہ فتحیاب ہوتے رہو پھر سفیر کا خاص کام ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۹۲
مین لکھا ہے اور بد اندیشون کے جتھون کو توڑ پھوڑ دے۔ سفیر کا عمل ایسا ہونا چاہئے جس سے دشمنون مین
پھوٹ پڑجاوے منو ۷۔ ۶۸۔ ستیارتھ ۲۱۱۔ منو ۷۔ ۱۹۵

کسیوقت مناسب سمجھے تو دشمن کو چارون طرف سے محاصرہ کرکے اور اوسکے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک
پانی اور ہیزم کو تلف و خراب کردے منو ۷۔ ۱۹۶۔ ستیارتھ ۲۲۴۔ بد اعمال آدمیون کے مارنے مین قاتل کو
پاپ نہین ہوتا خواہ علانیہ مارے خواہ غیر علانیہ۔ کیونکہ غضب والیکو غضب سے مارنا گویا غضب سے غضب
کی لڑائی ہے۔ منو ۸۔ ۳۵۱۔ جرائم مین سخت سزا دینا دراصل سختی نہین ستیارتھ ۲۲۰ جو اسکو سخت سزا جانتے ہین
وہ سیاست ملکی کے اصول کو نہین سمجھتے اور ایسے حوالے بیسیون نہین صدہا نہین ہزارون ہین۔
جس آیت پر تمنے نافہمی سے اعتراض کیا ہے اسکے پہلے ہے۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا پ ۲۲ احزاب یعنی مومن مردون اور عورتون کو بیجا اور

[1] ترجمہ نہین روکتا تمہین اللہ ان لوگون سے جنہون نے تم سے دینی لڑائی نہین کی اور تمہین گھرون سے نہین نکالا کہ تم ان سے نیکی کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ کرو۔ بیشک اللہ پیار کرتا ہے انصاف کرنیوالون کو ملکہ روکتا ہے تمکو اللہ ان لوگون سے جنہون نے تم سے دینی لڑائی کی اور تمکو تمہارے گھرون [illegible] ظالم ہین۔

ناحق دکھ دینے والے بہتان اور بہاری گناہ کا ارتکاب کرتے ہین - پہر فرماتا ہے - لَئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۝ مَّلْعُونِينَ ۖ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ۝ رپ۲۲ احزاب

یعنی اگر یہ منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ مین بُری خبرین اڑانیوالے اب بہی باز نہ آئینگے تو ہم تجہکو اے پیغمبر انکی سزادہی پر متوجہ کرینگے پہر یہ لوگ تیرے پڑوس مین نہین رہنے پائینگے ہر طرف سے دہکے دئے جائینگے جہان کہین پائے جائینگے پکڑے جائینگے اور قتل کئے جائینگے -

اب تمنے سمجہا کہ یہ قتل کے احکام ان بدمعاشون کے متعلق ہین جنہون نے مومن ایماندار مردون کی اور مومنہ ایماندار عورتون کو بے وجہ دکہہ دینا اپنا پیشہ بنا رکہا تہا اور پہر باوجودیکہ انکو سمجہایا گیا جب فساد اور بغاوت پر تُلے رہے اگر تمکو ذرا بہی عقل ہوتی تو تم سیاست ملکی کے احکام کی قدر کرتے - مگر کیا کرتے تو بدمعاش ہی یا نیچ ہے جو احکام سیاست کو برا مانتا ہے تمنے جو رسالہ لکہا ہے کیا یہ امن وچین کا خون کرنیوالا نہین - ایک دفعہ ایک بڑے آریہ نے مجہہ سے کہا وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ پ۲ بقرہ بڑا خطرناک حکم ہے - مینے کہا آپ عربی جانتے ہین یہان هُم سے کون لوگ مراد ہین اگر آپ کو معلوم نہین تو ذرا اس حکم کے پہلے دیکہو کیا لکہا ہے وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ - پ۲ بقرہ -

اور خدا کی راہ مین انہی سے لڑو جو تم سے لڑین اور حد سے مت بڑہو اللہ حد سے بڑہنے والون کو دوست نہین رکہتا - اس جواب پر وہ معترض مبہوت رہ گیا - خدا تعالی کا شکر ہے کہ اُس نے اپنے کلام کو ایسے طور پر اور ایسے اسلوب پر رکہا ہے کہ کسی نکتہ چین کا ہاتہ اس پر پڑ نہین سکتا - یہ عجیب بات ہے کہ جس موقعہ پر عیب گیر اعتراض کی انگلی رکہتا ہے اسی جگہ معانی اور اسرار اور حکمتون کا خزانہ ہوتا ہے یہ نکتہ چینیان بیجا اور لغو ثابت ہو جانے کے بعد آخر ایک وقت مین ہزارہا سعید الفطرتون کو ہدایت کیطرف کہینچ لائینگے ہم مسلمان ان خردہ گیرون کو اسلام کے خادم یقین کرتے ہین اور خوب سمجہتے ہین کہ یہ لوگ اسلام کے لئے راہ صاف کر رہے ہین -

قومی - مذہبی - ملکی اور جوشیلے نوجوانون مین جب بڑے بڑے اختلاف ہوتے ہین اور یہ سمندر عام جوش مارتا ہے تو آخر اس اختلاف کا ثمرہ وحدۃ ہی ہوتا ہے - سکہون - مرہٹے نے اگر طوائف الملوکی پیدا کر دی جیسے کہ تمہارے سماج کے آدہ گرونے لکہا ہے - تو دیکہہ لو آخر انڈیا مین کیسی وحدت والی سلطنت اللہ تعالی نے

پیدا کردی یقیناً مجھے خوشبو آرہی ہے کہ صرف باتون کا مذہب مذہب نہین رہ سکتا۔ آخر حق غالب آتا ہے اور حقیقی علم کے ساتھ حقیقی عمل ہی نافع وبابرکت ہوتا ہے

سوال نمبر ۹۶ ۔ لوٹ کا مال خدا کا اور اسکے رسول کا حق ہے خدا کو مال کا پانچوان حصہ ملنا چاہئے بھلا محمود کا کیا قصور۔

الجواب تمکو تو اللہ تعالی نے سلطنت دی نہ اُسکا کچھ حصہ عطا کیا لیکن اگر کبھی آریہ کا ملک ہو تو تمہاری ارادونکا پتا لگے تم تو عجیب دماغ کے ہو تمہین نفع پہونچے یا نہ پہونچے مگر شائد کسیکو تو فائدہ پہنچے ہی گا۔ اسلئے چند باتین لکھتے ہین۔ سنو تمہارے ہان لکھا ہے اور راجا بھی اس دولت مین سے جو سب نے ملکر فتح کی ہو سولھوان حصہ فوج کے سپاہیون کو دیوے۔ دیکھو تمہارے ہان کی تقسیم جور اور حیف پر مبنی ہے اسمین یہ ہے کہ سولھوان حصہ فوج کو دیا جاوے اور پندرہ حصے راجا لیوے۔ مگر قرآن کریم یون تقسیم فرماتا ہے کہ چار حصہ فوج لے اور پانچوان حصہ الٰہی کامون اور رسول کے مصارف مین صرف ہو۔ ہے کوئی رشید جو انصاف اور امتیاز کی نگاہ سے ان دونون قانون کو دیکھے۔

سام وید باب ۸۔ فصل ۲۔ پرپاٹھک ۹ :۔ اے وہ اندر کہ تیری دولت تجھ ہی مین ہے اس آدمی پر کون متنفس حملہ کریگا۔ فیصلہ کے دن اے مگھاون قوی دل تیرے عقیدے کے طفیل سے لوٹ کا مال جیتے ہین اور محمود کو کون عقلمند انڈین حملون میں قصوروار ٹھہرا سکتا ہے۔

سوال نمبر ۹۷ دین اسلام خدا کی طرف سے نہین۔ کیونکہ اس مین سب برائیان خدا کے ذمہ لگائی گئی ہین گمراہ کنندہ ہے۔ شیطان منجانب اللہ ہے۔ عورتون سے اتفاق نہ سلوک ہے۔

الجواب۔ اسلام کے معنی ہین۔ فرمانبرداری۔ اور اطاعت۔ الاسلام کے معنی ہین خاص طاعت انقیاد حکم حاکم پر کاربند ہونا اور اسکی منع کردہ باتون سے رک جانا اور حاکم پر کوئی اعتراض نہ کرنا (اقرب) یہ لفظ سلم سے نکلا ہے جس کے معنی صلح و آشتی کے ہین۔ اسکا مادہ السلام اور السلامۃ بھی کہا گیا ہے جسکے معنے ہین ہر قسم کے الزامون سے بری ہونا۔ عافیت کی زندگی بسر کرنا۔ باہمی صلح سے رہنا جنگ نہ کرنا۔ عمدہ عزت و پیار کے الفاظ سے ایک دوسرے کیساتھ پیش آنا۔ جناب الٰہی کے حضور خشوع و انکسار سے رہنا۔ نبی کریم جو کچھ لائے ہین سبکا کاربند ہونا (لسان) کامل اخلاص عبادت مین اختیار کرنا (مجمع البحرین) خلاصہ معانی فرمانبرداری صلح۔ سلامت روی۔ پاک و بے عیب زندگی بسر کرنا۔ بغاوت سے بچنا۔ عبادت مین شرک سے بچنا۔ کامل انسان

اور صاحب خلق عظیم کا اتباع کرنا۔ **ترک اسلام** کے معنی ہوئے شریر۔ سرکش۔ جنگ جو عیب دار۔ باغی اور
مشرک ہونا۔ کامل اور خلق عظیم والے کی مخالفت کرنا۔ ببین کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی۔ ہمارے ہادی نے فرمایا ہے
المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ یعنی مسلم وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلم بچے رہین
اب کیا ہمین کوئی شک ہے کہ تو اور نیز امہات گورو یقیناً تارک اسلام ہو۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ دیانند نے
ستیارتھ پرکاش کا خاتمہ ترک اسلام پر کیا۔ کوئی کتاب مسلمانون کیطرف سے آریہ کے مقابلہ پر ستیارتھ سے پہلے نہین
لکھی گئی۔ بت پرستون کے بالمقابل کتابین تصنیف ہوئین۔ ان کے اسباب ہم علیحدہ بتا سکتے ہین اور وہ خود آریہ
سماج کے مدمقابل ہین۔ ستیارتھ والے نے خود انکی مخالفت بہت کی ہے۔ دیانندیون کا مقابلہ اسلامیون
کیطرف سے ابتدائً نہین ہوا۔ دیانند نے اسلام کی کتاب کو اسلام کے رسول کو اسلام کے خدا کو دل کھول کر گالیان
دین جیسے ستیارتھ کے چودہ سملاس سے ظاہر ہے اور اسی پر لپنا اور اپنی کتاب کے کمالات کا خاتمہ کیا ہے۔

بعض احمق اور نادان لوگون نے مجھے کہا کہ ہندو مذہب کا مقابلہ ابتداءً اسلام نے کیا۔ مین نے ان سے
کہا کہ کیا آپ ہندو ہین۔ اس مقابلہ مین بھگ ولنگ کی پرستش پر اعتراض تھا۔ کیا آپ انکے پوجاری ہین اس پر
وہ حیران سے رہ گئے۔ ایک اور تھے جنہون نے کہا کہ مرزا غلام احمد صاحب نے آریہ سے گالیان دلائین مینے
کہا آپنے ستیارتھ پرکاش کا آخر پڑھا ہے اسمین کیا لکھا ہے۔ اسپر وہ صاحب کھسیانے ہو کر بولے کہ نہین مینے
کہا کہ جب اس قدر اپنے مذہب پر حملون سے ناواقف ہین تو آپ شرم کرین۔ انسان پیدائش مین تعلیم یافتہ
نہین ہوا کرتا۔ قرآن مین ہے۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا (پ ۱۴ نحل)
اور سچ بھی ہے کیونکہ ابتدا انسان اس طرح ہوئی ہے عناصر کی ترکیب سے نباتات ہوی نباتات اور عناصر کی
ترکیب سے حیوانات اور دونون قسم نباتات و حیوانات کے استعمال اور عناصر سے انسانی خون ہوا اس سے نطفہ بنا
اور اس سے انسان بنتا ہے دیکھو کس طرح تدریجی ترقی پر انسان آتا ہے کہان کا پیز جنم۔ آخر آدمی پیدا ہوتا ہے۔
کھانا۔ پینا۔ پہننا۔ سونا۔ جاگنا۔ ہنسنا۔ رونا۔ محبت اور غضب یہی اسکے ابتدائی کام ہوتے ہین۔ جب بڑھا عام
حیوانات سے ترقی کرنے لگا کھانے مین پینے مین پہننے مین۔ سونے جاگنے ہنسنے رونے محبت اور غضب مین
اس نے اصلاح شروع کی اور انکو اعتدال پر لانے لگا۔ بدیون پر اور ان کے ارتکاب پر اندر ہی اندر بلکہ علانیہ بھی اپنے
آپ کو ملامت کرتا ہے۔ اور اگر ایسے لوگ اسکے ارد گرد ہون جنہون نے اپنے اس مرتبہ مین اپنی فطرۃ و وجدان
نور معرفت اور نور ایمان کو قتل کر دیا ہے تو انکی حالت مستثنی ہے کہان مین اصلاح یہ ہے کہ شراب گلا کتنے کیطرح

بلکہ مردار خوار دنی الطبع لوگون کیطرح خون وشور نہین کہاتا۔ پینے مین اصلاح یہ ہے کہ بدمزہ۔ زہردار۔ مضر مسکر اور مفتر کو ستعمال نہین کرتا۔ غرض کلوا واشربوا میں ولاتسرفوا کا کاربند بنجاتاہے اور اپنی عام چال مین قصد فی مشیک کا عامل بنجاتاہے لباس پہنے مین ننگا رہنا خلاف انسانیت یقین کرتاہے۔ شہوانی قوی کیلئے تخصیص سے کام لیتاہے پہراس طرح ترقی کرتا ہوا علوم جسمانیہ وروحانیہ مین اپنی اور اپنی بنی نوع کی بہتری چاہتا ہے اور آلہی رضامندی اور اسکی محبت کے لئے تڑپتاہے مگر بعض لوگ زہد خشک اور من مانی راہین نکالتے یا اختراعی راہون پر چلتے ہین جیسے اکثر زاہد خشک اور تھیاسفسٹون کے گرویدہ اور اکثر ممبران انجمن اور سعید الفطرۃ اسلامی راہ یعنی خدا کی بتائی ہوئی راہ کو اختیار کرتے ہین وہ جانتے ہین کہ ہر ایک طبعی حالت کو اخلاقی رنگ مین الہی کلام کے ذریعہ لانا اصل شایستگی اور حقیقی مذہب ہے۔ صرف طبعی حالت پر رہنا کوئی عمدہ صفت نہین۔ مثلاً نرم دلی دلکی غریبی اور جہگڑے کو پسند نہ کرنا اور مقابلہ سے گریز ایسی صفات ہین کہ بہت حیوانات ان سے موصوف ہین کتون کی صلحکاری باہمہ دہنکا عیان ہے حاجت بیان نہین۔ جوؤن تک نہ مارنا بلکہ ہوم کو ترک کر دینا کہ اسمین شہد ڈالنا پڑتاہے اور اسمین مکہیون کی خانہ بربادی ہے ہوم مین مشک ڈالنا پڑتاہے اسکی گرانی کے باعث شکاری لوگ ہرنون کا استیصال کر دینگے موتیون اور ریشم کو استعمال مین نہ لانا اس خوف سے کہ ہزارون سیپ کے کیڑے اور ریشم کے کیڑے تباہ ہونگے بلکہ گہی بہی ترک کر دینا اس خیال سے کہ اسمین بچہڑون کی حق تلفی ہے یہ سب باتین خوبی کی باتین نہین ان کے خلاف اسلام کیاہے وہ ہے تمام ترقیات میں اللہ تعالی کا فرمانبردار ہونا۔ قرآن مجید مین لکھاہے۔ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (پ۱ بقرہ) قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (پ۸ انعام)

پس اسلام یہ چیز ہے جسکو تمنے ترک کیا۔ اسمضمون کو تفصیل کے ساتہہ ہم دیباچہ مین لکہین گے انشاء اللہ تعالی۔

باقی حصہ اعتراضات کا جواب دیکہو سوال نمبر ۱۳ اور سوال ۱۴ اور آخر دیباچہ مین۔

سوال نمبر ۹۔ عورتین تمہاری کہتی ہین آدمیون کے برابر ان کے حقوق نہین۔

الجواب۔ ان تراکیب سے آپ کو عمدہ اور اعلے قوم کی بی بی نہین ملسکتی۔ افسوس تجہہ پر اور تیرے اعوان اور انصار پر دیکہہ تیرے دیانند نے کیا کہاہے اور کس طرح عورت کو کہیت سے تشبیہ دی ہے نابکار یہ قرآنی معجزہ ہے کہ جسکا تمنے انکار کیا وہی بات تمہارے گہر مین ہم دکہادین اگرچہ ہماری باتین اس سے اعلی ہوتی ہین۔ دیانند کا قول ہے جو کوئی اس بیش قیمت چیز کو بیگانی عورت۔ رنڈی یا برے مردون کی صحبت مین کہوتے ہین وہ بڑے بیعقل ہوتے ہین

زن بیز
زن کھیت

کیونکہ کسان یا مالی جاہل ہوکر بہی اپنے **کھیت** یا باغیچہ کے سوا اور کہین بیج نہین بوتے جبکہ معمولی بیج اور جاہل کا ایسا دستور ہے تو جو شخص سب سے اعلے انسانی جسم کے درخت کے بیج کو رے کہیت میں کہوتا ہی وہ بہاری بیوقوف کہلاتا ہے کیونکہ اسکا پہل سب کو نہین ملتا (۵۶ ستیارتھ) اور اسیواسطے نیوگ کا بچہ دوسرے کا ہوتا ہے گو ویا نند پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ نیوگی کو بہی اسمین سے حصہ ملسکتا ہی اس سے نیوگ والے بہی بیوقوف نادان ثابت ہوتے ہین کیونکہ وہ اپنے سے اوسنے مین بہی ویرج دان کرتے ہین۔

منو ادھیاے ۹ شلوک ۴۸ تا ۵۱ صفحہ ۳۳۵-۴۸- جس طرح گئو۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ لونڈی۔ بھینس۔ بکری بہیڑ۔ انہون مین بچہ پیدا کرنیوالیکا مالک بچہ کو نہین پاتا اسی طرح دوسرے کی عورت مین تخم ڈالنے والا اولاد کو نہین پاتا۔ ۴۹- دوسرے کے کہیت مین تخم ڈالنے والا اس تخم کے ثمر کو کبہی نہین پاتا- ۵۰) دوسرے کی گئو مین دوسرے کا بیل بچہڑا پیدا کرے تو گئو کا مالک ان بچہڑون کو پاتا ہے اور بیل کا نطفہ بیفائدہ جاتا ہے- ۵۱ اسی طرح دوسرے کے کہیت مین بیج بونے والا کہیت والیکا مطالب کرتا ہے آپ پہل کو نہین پاتا ہے

منو ادھیا دس کے شلوک ۷۰ مین بحث کی ہے کہ اولاد میں اثر ماں کا ہوتا ہے یا باپ کا اور ۷۱ میں کہا ہے اوسر مین جو بیج پڑتا ہے وہ برباد جاتا ہے اور کہیت اچھا ہے مگر اوسمین بیج نہین تو وہ صرف چبوترہ ہے دیکہو کہیت سے تشبیہ کیسی دی ہے۔

عورتوں کو کہیت کہنے کی غرض کیا ہے۔ اول یہ کہ عورت سے خلاف وضع فطرۃ عمل نہ کیا جاوی دوم اس سے بکثرت جماع نہ کیا جاوے۔ سوم اسکی اور اسکے حمل کی ہمیشہ حفاظت ہو۔ چہارم جن کے بچہ گرجاتے یا مرجاتے ہیں وہ اس تشبیہ سے یہ فائدہ اٹہائین کہ ایکسال صحبت ترک کردین جس طرح زمین اس ترک سے مضبوط ہوجاتی ہے اسی طرح وہ عورت قابل حمل رکہنے کے ہوجاویگی۔ پنجم اپنے کہیت مین دوسرے کا بیج پڑنے نہ دے اس لئے کہ اس سے فساد ہوگا اور عورتون کے حقوق کے متعلق سنو کیا تمہارے قانون مین عورت و مرد کے حقوق مساوی ہین۔ دیکہو منو ادھیاے ۵ شلوک ۱۴۷ و ۱۴۸ صفحہ ۱۸۵- ۱۴۷ عورت نابالغ ہو یا جوان یا بڈہی ہو گھر مین کوئی کام خودمختاری سے نہ کرے (دیکہو اپنے گھر کی مساوات کو) ۱۴۸:- عورت لڑکپن مین اپنے باپ کے اختیار مین رہے اور جوانی مین اپنے شوہر کے اختیار مین اور بعد وفات شوہر کے اپنے بیٹون کے اختیار مین رہے خودمختار ہوکر کبہی نہ رہے۔

منو ادھیاے ۹ شلوک ۳ صفحہ ۳۲۷- لڑکپن مین باپ اور جوانی مین شوہر اور بڑہاپے مین بیٹا عورتون کی حفاظت

کریے کیونکہ عورتین خود مختار رہنے کے لایق نہین ہین -

منو ۹-ادھیائے شلوک ۱۵ و ۱۸ صفحہ ۳۲۹ - عورت تدبیر نیک سے محفوظ بھی ہو تاہم اپنی بداطوار تلون طبعی بیوفائی و عادات بد - ان باتون سے شوہر کو رنجیدہ کرتی ہے اور قدرت نے کیا مرد و عورت مین مساوات رکھی ہے - بچہ کے پیٹ مین رکھنے جننے پرورش کرنے مین کیا عورت مرد مساوی ہیں ہرگز نہین -

سوال نمبر ۹۹ اگر کوئی عورت بدکاری کرے تو اسکو پیٹو اور گھر مین قید رکھو کہ مر جاوے - بدکار مرد کو عورت جوتے کیون نہ لگائے عورت غلامون کی طرح ملکیت تصور کیگئی ہے -

الجواب وَاللّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا - وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا - پ نسا ، اسکا مطلب تو صاف تھا کہ شریر عورت کو بیوجہ سزا نہ دیجاوے بلکہ اسکی شرارت پر چار گواہ گواہی دین کہ یہ عورت شریر ہے تو اسکو قید کرو جبتک خدا تعالی کوئی راہ نہ نکالے - اور اگر میان بی بی دونون شرارت کا ارتکاب کرین تو دونون کو سزا دو اور اگر شرارت کرنے سے باز آجاوین اور سنوار کرلین تو ان سے اعراض کرلو - اگر یہ حکم خاوند کا تجویز کرین جیسے تم کہتے ہو تو پھر خاوند کیا خود اپنے آپ کو سزا دیگا - احمقون کے اکثر کام حماقت کے ہی ہوتے ہین تو سنو یہ احکام سلطنت کے متعلق ہین - جنکو سزاؤن کا اختیار ہوتا ہے اور وہی امر فامسکوہن کے مخاطب ہین اسکے معنی ہین بند کرو - اب ہم تمہین تمہارے گھر سے پند دین جس بات پر تونے اعتراض کیا وہ بعینہ لفظ بہ لفظ تمہارے گھر مین موجود ہے + منو ادھیا ۹ شلوک نمبر ۸۳ صفحہ ۳۴۲ جس عورت کے اوپر دوسرا واہ شوہر نے کیا اور وہ عورت غصہ ہوکر گھر سے نکلی جاتی ہو تو اسکو روک کر گھر مین رکھنا خواہ خاندان کی روڑہ ترک کرنا چاہیے اور منو ۹-۷-۱ مین ہے عورت کی حفاظت کرنے سے اپنے خاندان و اولاد و اتحاد و دھرم وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہے پس جو اعتراض تمنے کیا ہے بعینہ وہ تمہاری منو شاستر پر آتا ہے - رات دن عورتون کو شوہر وغیرہ کے وسیلہ سے بے اختیار کرنا مناسب ہے جو عورت بشیون مین لگی ہی اسکو اختیار مین رکھنا چاہیئے - منو ادھیا ۹-۲-۱ -

عورتون کو مشورہ سے الگ رکھے منو ۷-۱۴۹ -

سوال نمبر ۱۰۰ طلاق براعتراض عورت بدصورت ہو لڑکیان پیدا کرے خراب ہو تو مرد طلاق دے

اور اگر مرد بد صورت ہو لڑکیاں پیدا نہ ہوں۔ خراب ہو تو عورت طلاق نہ دے۔

الجواب - عورت کو پسند کرکے بیاہ کرنا شرع اسلام کا حکم ہے۔ اور پھر ایک ایسا حکم ہے کہ تمہاری کسی کتاب میں نہیں اور نہ دنیا کی کسی کتاب اور قانون نے ایسی سفارش مردوں کو کی ہے جیسی قرآن کریم نے عورتوں کی بہتری کیلئے فرمائی ہے۔ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا (پ نسا) **ترجمہ** اور تم عورتوں سے اچھی طرح برتاؤ کرو پس اگر تمہیں بری لگیں تو سمجھ لو کہ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں بری لگے اور اللہ اس میں خیر کثیر رکھ دے۔ پھر فرمایا ہے۔ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ (پ نسا) انہیں نصیحت کرو اور انکی چارپائی الگ کر دو اور سزا دو اور اگر اس پر بھی باز نہ آئے تو عورت کے رشتہ دار اور مرد کے رشتہ دار دونوں کوشش کرکے صلح کرادیں جیسے فرمایا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا (پ نسا) یعنی حتے المقدور سمجھاؤ کبھی سرزنش سے کبھی الگ سونیسے اگر اس طرح بھی نہ سمجھیں تو جیسے مذکور ہوا) پھر مرد اور عورت کے رشتہ داروں سے حکم بلاؤ۔ اس تدبیر کے موافق اگر عورت اور مرد کا ارادہ اصلاح کا ہوگا تو اللہ انہیں موافقت پیدا کر دیگا۔ اور یہ تمہارا اعتراض کہ "عورت طلاق نہ دے" کورانہ تعصب یا جہالت سے پیدا ہوا ہے۔ اسلام نے عورت کو صاف اجازت دی ہے وہ بھی واقعات ضروری کے پیش آنے پر مرد سے طلاق لے سکتی ہے اسے اسلام کی اصطلاح میں خلع کہتے ہیں با این ہمہ خدا تعالی کی کتاب فرماتی ہے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ (پ بقرہ) اور عورتوں کے حقوق کی رعایت مردوں کے ذمہ ویسی ہے جیسی کہ عورتوں پر مردوں کے حقوق کی۔ ہمنے تمام دنیا کے قوانین اور آسمانی کتابوں میں وہ آزادی اور حقوق عورتوں کے نہیں دیکھے جو قرآن کریم میں بیان کئے ہیں اور ہندوؤں کے قوانین تو سُن ہی چکے ہو اب فیصلہ کرو کہ قدرتی اور سچی مساوات کہاں ہے۔

سوال نمبر ۱۰۱ - مرد ایک وقت میں دو دو تین تین چار چار کرے اور عورتیں ایک ہی وقت میں دو دو تین تین چار چار خاوند کیوں نہ کریں۔

الجواب - غالباً عقلمند بی۔ اے کی مراد ایک وقت سے ایک دو منٹ تو نہیں ہوگی ہم فرض کرتے ہیں کہ مثلاً ایک مہینہ ایک برس یا تین برس مراد ہوگی مگر تم ہی بتاؤ کہ ایک عورت ایک وقت میں ایک مرد کا بچہ تو پیٹ میں رکھ سکتی ہے تو کیا بہت ساری مردوں کا بیرج (منی) نطفہ بھی اسی پیٹ میں رکھ کر بچہ دے سکتی ہے

اگر تم بلا واسطہ اس مشکل کو حل نہ کرسکو تو آریہ سماج کی لایق استریون سے یہ مسئلہ دریافت کرلو۔ اب رہی یہ بات کہ مرد ایک وقت مین کس قدر عورتون مین اپنا بیج ڈال سکتا ہے تو یہ بڑی بدیہی اور مشاہدہ کی بات ہر زمانہ مین یہ نظارہ نظر آرہا ہے عورتون کا امکان مردون کی کثرت کا مقتضی نہین۔ قدرت نے ایسا نہین بنایا اسواسطے "کیون نہ کرین" کا جواب ہو کہ نہ کرین کیونکہ قانون الٰہی اجازت نہین دیتا اور قانون قدرت کی عدم اجازت سے منہ پھیر کر اسکی نہی پر اقدام کرنیوالا آتشک اور ایسی طرح طرح کی لعنتون مین گرفتار رہتا ہی

تعدد ازدواج بے وجہ جائز نہین اصل سبب تعصب تعدد ازدواج کا بدکاریون سے بچنا ہے جو لوگ بحثون مین تعدد ازدواج کے مخالف ہین وہ اندرونی خواہشات اور افعال کا مطالعہ فرماوین۔ صرف کمزور۔ ہجلق کے عادی۔ مخنث طبع عدیم الفرصت لوگ اس فکر سے مستثنیٰ ہین۔ جس قوم نے زبان سے تعدد ازدواج کا انکار کیا ہے وہ عملی طور پر ناجائز اور ناپاک تعدد ازدواج یعنی زناکاری مین گرفتار ہوئے ہین انکی خواہشون کی وسعت اور دست درازی نے ایک عورت پر قناعت نہ کر کے ثابت کر دیا ہے کہ فطرة مین تعدد اور تنوع کی آرزو ضرور ہے۔ خدا تعالیٰ کے قانون کا یہ مقتضا ہونا چاہئے کہ وہ انسان کی وسیع خواہشون اور اندرونی میلانون پر مطلع اور حاوی ہو کر ایسی ترتیب اور طرز پر واقع ہو کہ مختلف جذبات والی طبائع کو بھی تقوے اور طہارت کے دائرہ مین محدود رکھے۔ ستیارتھ کے صفحہ ١٢١ مین لکھا ہی "جب مہینہ بھر مین حیض آنے سے حمل کے ٹھہرنیکا یقین ہو جاوے تب سے ایک برس تک عورت مرد ہمبستر کبھی نہ ہون"۔

انصاف کیلئے مین تمام آریہ سماج اور ناظرین کتاب کی حضور مین اپیل کرتا ہون کہ یہ عملدرامد عام خلقت کا ہے اور جنکی بیبیان حمل کے بعد حمل مین رہتی ہین وہ دو تین سال صرف دو تین بار جماع کر کے تندرست قوی المزاج مجرد نہ کر متقی بنے رہ سکتی ہین؟

اور صفحہ ٧٥ مین لکھا ہے اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ مین مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ کر کے اسکے لئے اولاد پیدا کردے۔ کیا یہ دیانند کے احکام تقوی اور راستی کی ہدائتین ہین۔ بد قسمت مصلح ناپاک تعدد ازدواج کی اجازت دیتا ہے مگر خدا کے پاک نبیون کے پاک فعل کی پیروی سے روکتا ہی۔ اب تعدد ازدواج کے ثبوت انکے ہان سے سن لو۔

منو ٧۔ ٢٢١۔ صفحہ ٢٤٨ مین ہے کھانا کھا کر عورتون کے ساتھ محل مین بہار کرے اس کے بعد بوقت موقع پھر امور سلطنت کو دیکھے۔ پھر

منو ۹-۱۴۴ صفحہ ۳۴۹ مین ہے :- بڑی عورت مین پہلے لڑکا پیدا ہوا ہو تو پندرہ گئو اور ایک بیل لیوے اسکے بعد چہوٹی عورت مین جو لڑکے پیدا ہوئے ہین وہ اپنی والدہ کی شادی کے سلسلہ سے بزرگی کو پاکر یقیناً باقیماندہ گئوں کا حصہ لیوین - پہر

منو - ۹ - ۱۸۳ - صفحہ ۳۶۰ مین ہے ایک آدمی کی چار پانچ زوجہ ہون ان سب مین ایک پتروان ہو تو اسکے ہونے سے سب زوجہ پتروان کہلاتی ہین سب اس بات کو منجی نے کہا ہے -

پہر منو ۱۱-۵-۱۷۴ مین ہے :- پہلے عورت موجود ہو اور بہکشا سے دولت فراہم کرکے اس روپیہ سے دوسری شادی کرے تو اوسکو صرف جماع کا لطف ملتا ہے اور اولاد اوسی کی ہے جس نے دولت دی - اسی قدر حوالے طالب حق اور خدا ترس کیلئے کافی ہین - اِن کے بعد پہر اسلام پر اعتراض کرنا ایسے شخص کا کام ہے جسے حق اور حقیقت سے در اصل کوئی تعلق نہین -

سوال نمبر ۱۰۲ - عورتین پردہ کرین مرد کیون نہ کرین -

الجواب - اول تو مرد و عورت مین مساوات کہان کہ مساوی حقوق دیئے جاوین

دوم - عورت کیلئے جو حمل بچہ جننے - دودہ پلانے کی تکلیف ہوتی ہیں اس مین مرد کو کس طرح عورت کے ساتہہ مساوات کا حصہ ہے -

سیوم - عورت کیلئے یہ تکالیف باسباب پسر جنم خیال کیجاوین تو بقیہ عدم مساوات کا عذر وسیع کیون نہ کیا جاوے -

چہارم یہ آیت جسکا حوالہ سوال مین دیا گیا ہے یہ ہے یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْہِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِہِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (پ ۲۲ احزاب) اور اسکے ماقبل یون ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُہْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا - پ ۲۲ احزاب - **ترجمہ** اے نبی اپنی بیویون اور بیٹیون اور مومنون کی عورتون سے کہہ کہ بڑی چادرین اوڑہ لیا کرین اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ پہچانی جائینگی اور ستائی نہ جائینگی اور اللہ غفور رحیم ہے اور جو لوگ مومن مردون اور عورتون کو خواہ نخواہ بغیر اسکے اکتساب کے ایذا دیتے ہین وہ بہتان اور بڑی بدکاری کا ارتکاب کرتے ہین - اور اسکے بعد یہ آیت ہے لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ

فِی الْمَدِیْنَۃِ لَنُغْرِیَنَّکَ بِھِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْھَآ اِلَّا قَلِیْلًا (پ۲۲ احزاب) یعنی اگر منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ میں بری خبریں اڑانیوالے باز نہیں آئینگے تو ہم تجھے انکی سزادہی پر آمادہ کرینگے پھر یہ مدینہ میں تیرے قرب وجوار میں رہنے نہیں پائیں گے ان آیات کا مطلب اور قصہ یہ ہے کہ مدینہ کے بعض بدمعاش مسلمان عورتوں کو چھیڑتے تھے اور عورتوں کو دکھ دیکر اُن کے متعلق لوگوں کو تکلیف پہنچاتے تھے چونکہ بظاہر مومن ہونیکے مدعی تھے اسلئے جب پکڑے جاتے تو عذر کردیتے کہ اسکو ہمنے پہچانا نہیں اسواسطے یہ نشان لگایا گیا۔ غور کرو یہ کلمہ قرآن کریم کا اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ اور ماقبل کی آیت کس قدر صفائی سے بتاتی ہے کہ بڑی چادر ایک نشان تھا اور ان سے واضح ہوتا ہے کہ ایک شرارت کی بندش اسلام نے کی ہے اسلئے اس نشان کے بعد فرمایا کہ اب بھی اگر شریر شرارت سے باز نہ آئے تو ہم اُنکو خوفناک سزا دینگے افسوس ایسے نشانوں اور سچی باتوں پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ سنو اس قسم کے نشان کیسے ہر جگہ موجود ہیں غور کرو منو ادھیام کے شلوک ۲۱۵ - ماں بہن لڑکی ان سب کے ساتھ اکیلے مکان میں نہ رہے کیونکہ اندریاں بلوان ہیں پنڈتوں کو بھی بری راہ پر کھینچ لاتی ہیں۔ اور ۲۱۴ میں ہے۔ کام کرودھ۔ سہت پنڈت ہو یا مورکھ ہو اسکو بری راہ میں لیجانے کیواسطے استری لوگ سامرتھ رکھتی ہیں۔ ستیارتھ کے تیسرے سملاس فقرہ ۴۴ صفحہ ۲۴ ۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی پاٹھ شالا ایک دوسرے سے دو کوس دور ہونی چاہئے۔ جو معلمہ یا معلم یا نوکر چاکر ہوں لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں اور مردانہ مدرسہ میں مرد ہوں زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ پاٹھ شالا میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پاوے۔ مطلب یہ کہ جبتک وہ برہمچاری یا برہمچارنی رہیں تب تک عورت و مرد کے باہمی دیدار۔ مس۔ اکیلا رہنے بات چیت کرنے شہوتی کہانے باہم کھیلنے شہوت کا خیال۔ اور شہوتی صحبت ان آٹھ قسم کی زناکاری سے الگ رہیں۔

سوچو اگر پردہ کی رسم جو اسلام نے قائم کی ہے نہ رہے تو ان آٹھ قسم کے زنا میں۔ دیدار اور شہوت کے خیال کا کیا حال ہوگا۔ **اوتار کے اسلام** نوجوان سوچ کر تو ہی کچھ اسکا جواب دے۔

سوال نمبر ۱۰۳۔ لے پالک بیٹے کی بیوی حلال ہے اس طرح تو لوگ لے پالک بنا کر اور جاہداد کا طمع دیکر جوڑ توڑ سے عورت اوڑا لینگے بغیر نکاح وگواہ تصرف میں لانیکے لئے آیت قرآن پیش ہوگی۔

الجواب۔ لے پالک بنا کر پال! لے پالک بنانا شرع اسلام میں جائز نہیں تو آپ کا اعتراض کیونکر چسپاں ہوگا + لے پالک بیٹا حقیقۃً بیٹا ہی نہیں اور اسکو بیٹا کہنا سچ نہیں اسی واسطے قرآن نے

جو حقیقت کا کاشف ہو اسکو بیٹا کہنا جائز قرار نہیں دیا کیونکہ بیٹا باپ کی جز ہوتا ہے اور لے پالک غیر اور غیر کی نسل سے ہے۔ مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے کہ حقیقی علوم کا معلم نیوگ کو کیونکر جائز کر سکتا ہے کیونکہ نیوگی بیٹا نیوگ کنندہ کا نطفہ اور اسکا جزو ہوتا ہے۔ نیوگ کنندہ اولاد کا لالچ دیکر لذت و مزہ بھی اٹھالے اور پھر اپنے بیرج کی اولاد کو دوسرے کے مال و دولت کا مالک بھی بنالے اور آہستہ آہستہ جوڑ توڑ کر کے آخر عورت بھی اڑالے اور اپنا ہی بیٹا جائداد کا مالک کر دے اور پھر عذر کر دے کہ یہ وید کا ارشاد ہے۔ آہ کوئی سمجھنے والا ہو +

پھر اسلام میں لے پالک کی بیوی کیونکر جائز ہوگی جبکہ لے پالک بنانا ہی جائز نہیں پھر کسی دوسرے کی بی بی بدون طلاق کے اور اسکی عدت گذرنے سے پہلے جائز نہیں۔ پھر بدون نکاح اور گواہوں بلکہ بلا رضامندی ان والیوں کے جو عورت کے مہتمم ہوں۔ ہمارے مذہب میں کسی عورت کا بیاہنا جائز نہیں ہاں نیوگ میں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے سو وہ ہمارے یہاں ممنوع اور آپ کے یہاں ضروری ہے۔ سوچو اور غور کرو کہ اس خبیث الزام کا نشانہ وید کا مذہب ہے۔ یا کوئی اور۔ خدا تعالی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اسکا کلام قرآن کریم ہر قسم کے ناپاک الزاموں سے پاک اور اسکے غیر ہر طرح کی نجاستوں میں آلودہ ہیں۔ کوئی رشید ہے جو غور کرے +

سوال نمبر ۴۱۔ غریبی سے مت ڈرو۔ نکاح کرلو۔ خدا تمکو غنی کر دیگا۔" اس پر ہنسی کی ہے اور تمسخر سے کام لیا ہے۔ **الجواب**۔ منو میں تو یہ لکھا ہے کہ عورت کی حفاظت کرنے سے اپنے خاندان اولاد آتما دھرم وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ منو ادھیا ۹-۷- اور اسی منو کے ادھیا ۹- شلوک ۳۰ میں ہے ا- پُت نام ہے دوزخ کا اور اتر بمعنے محافظ کے ہیں چونکہ بیٹا باپ کو دوزخ سے بچاتا ہے اس سبب سے پتر کہاتا ہے اس بات کو شری برہما جی نے کہا ہے۔

اور یہ تو ظاہر ہے کہ غریبی بھی تمہارے یہاں ایک نرک ہے ورنہ جو نیز تمہارا آریہ مسافر اور اسکے اوپر مہارشی دونو بلا پتر مر گئے۔ غور و تامل کرو۔

مخلوق میں حیوانات کو پھر خاص انسانوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ مختلف القویٰ یعنی الگ الگ قوے کے پیدا ہوتے ہیں بعض کے قوے شہوانیہ قوی اور بعض کے بہت ضعیف ہوا کرتے ہیں۔ جس آیہ کریمہ کا نمونے حوالہ دیا ہے وہ آیۃ کریمہ یہ ہے:- وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ

اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (پ ۱۸ نور) یعنے اپنے مین سے بیوہ عورتون اور قابل ولائق لونڈون اور لونڈیون کا نکاح کردو اگر وہ مفلس ہون اور اس خوف سے نکاح نہ کرین تو اللہ اپنے فضل سے انہین غنی کردیگا۔ اس آیت کریمہ کے پہلے بدکاریون سے بچنے کا وعظ ہے اور تاکید ہے کہ بدون اجازت صاحب خانہ کسی کے گھر مت جاؤ۔ اپنی نگاہین نیچے رکھو۔ پھر یہ حکم دیا ہے کہ بے بیاہے مردون اور عورتون اور اپنے اچھے غلامون داسون اور لونڈیون کا باذن انکے والیون کے بیاہ کردو۔ دیکھو کیسا پاک اصل ہے اور پاک حکم ہے کہ اپنے لڑکون لڑکیون کا بیاہ تو کرتے ہو داسون اور داسیون کے بیاہ بھی کردو۔ نیز شرع اسلام مین غلامون اور لونڈے کیلئے گھر مین آنے جانیکی اجازت ہے اور اُن سے پردہ نہین۔ اب اگر انکی شادی نہ کیجاوے تو آخر گھرون مین بدکاریون کے مرتکب ہونگے پس ضرور ہوا کہ انکی شادیان کردیجاوین کیونکہ آخر وہ بھی ہمارے ہی بچے بچیان ہین اور بتایا ہے کہ وہ قابل شادی ہون اور شادی کی صلاحیت ان مین ہو تو انکی شادی کرو علی العموم شادی شدہ انسان کا ہل وسست نہین رہ سکتا۔ نیز تعلقات کے باعث اسکے اخلاق مین بہت اصلاح ہو جاتی ہے اور بی بی بچون۔ بیبیون کے کنبہ اور تمام وسیع متعلقون سے اسے بہت کچھ اخلاق سے کام لینا پڑیگا۔

آخر تو بھی انسان ہے سوچ تو سہی غلام اور لونڈیان اور بے بیاہے مرد وعورت جنکو شہوت کے اسباب دہتیار دئے گئے ہین غریبی کے باعث اگر بیاہ نہ کرین تو اللہ تعالی کے دئے ہوئے اور اسکی پیدا کردہ اعضا شہوت کے متعلق کیا یقین کرین کہ ہم غریبونکو یہ سامان حکیم خدانے نعوذ باللہ نادانی اور ناعاقبت اندیشی سے دیا ہے

سوال نمبر ۱۰۵۔ ماموں۔ چچا کی لڑکیان بیاہ کرنا بیاہ کرنا معیوب ہے کیونکہ بھائی بہن کا میان بی بی بننا معیوب ہے۔

الجواب۔ تم لوگون کے فضول لفظ اور دعوی ہی ہوتے ہیں اس پر دلیل کیا کہ وہ معیوب ہے اور بہائی بہن کا بیاہ ہے۔ کیا وید مین ممنوع ہے۔ کیا نیچر نے عقل نے کانشنس نے تجربہ نے اور بالآخر مشاہدہ نے اس تعلق کو منع کیا ہے۔

ہمارے ضلع شاہ پور ہڈالے تحصیل خوشاب اور اسکے اردگرد بہت گاؤن ہین اور ڈاقوم ہندو نے تمہارے اس غلط خیال اور اسلامی تعلیم کی حقیقت کو سمجھکر چچا اور ماموں جیسے قریب رشتون مین شادیان شروع کردی ہین جیسے یورپ کی قومون نے آخر مسئلہ طلاق کو اور ہماری قوم نے یورپ و امریکہ مین کثرت ازدواج کو قبول کر ہی لیا

سوال نمبر ۱۰۶ - مسلمانون کیلئے چار اور نبی کریم کے لئے زیادہ۔ قانون کو مقنن خود توڑتا ہے۔

الجواب۔ تم نے سورۂ احزاب کا حوالہ دیا ہے ہمنے سورۂ احزاب کو پڑہا ہے وہان ہرگز نہین لکھا کہ نبی کریم عام مسلمانون سے زیادہ کیسا نہ شادی کرلین۔

دوم۔ اگر ایسا حکم سوائے سورہ احزاب کے قرآن کے باہر بہی ہو تب بہی موجب اعتراض نہین اول تو اسلئے کہ تم ایسا اعتراض پیش نہین کرسکتے کیونکہ تمہارے ہان نیوگ کے احکام مین لکھا ہے۔ (۱۵۰) ستیارتھ کہ برہمن اپنی بی بی سے دو بیٹے اور دوسرے کی بیبیون سے دو دو بیٹے اُن کیلئے۔ پہر برہمن اپنی بی بی کے علاوہ برہمنی سے۔ کہتر انی سے۔ ویشنی سے نیوگ کرے مگر کہتری برہمنی سے نہین بلکہ کہترانی اور ویشنی سے اور ویشن صرف ویشنی سے نیوگ کرسکتا ہے۔

دیکہو برہمنون نے جنہون نے ویدون کی شرح لکہی ہے اپنے حقوق کو کیسا مستثنےٰ کیا ہی بلکہ یون کہین کہ ویدنے ہی مستثنےٰ کیا ہو اگر کہو کہ ان کے علم وہنر وفضل نے یہ امتیاز انکو بخشا ہے تو مسلمان اپنے رسول کو بہت بڑا عظیم الشان اور بےنظیر انسان مانتے ہین پہر وہ کیون ممتاز نہ مانے جائین۔

سوال نمبر ۱۰۷ - اے رسول ہم تمکو خبرین غیب کی سناتے ہین حالانکہ یہ قصے ہائے بائبل مین موجود ہین ان مین غیب اور وحی کی کیا ضرورت تہی

الجواب دیکہو سورۃ ہود عقلمند انسان۔ ہان یہ آیۃ شریفہ جس پر تیرا اعتراض ہے اسکے پہلے یہ ذکر ہے اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اللہ تعالی کے سوا کسی کی پرستش مت کرو بے ریب مین تمہارے لئے ہون ڈرانیوالا اور بشارت دینے والا اور یہ کہ عفو مانگو اپنے رب سے اور حفاظت طلب کرو پہر اسی کیطرف متوجہ ہو جاؤ۔ مخالفت پر بتاتا ہون کہ تمپر میری مخالفت کا وبال آئیگا اور ناکام رہو گے اور موافقت پر تمہیں بشارت اور خوشخبری سناتا ہون پہر اس وعظ امید وبیم کے بعد فرماتا ہے۔

(۲) وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ۔ یعنے اگر تم منہ پہیروگے تو بے ریب مین ڈرتا ہون تمپر بڑے دن کے عذاب سے۔ پہر حضرت نبی کریم صلعم کے مخالفون کی شرارتون کا ذکر کیا ہے جو آپ کے مقابلہ مین کرتے رہے۔ پہر عظمت الٰہیہ کا بیان ہے پہر یہ کہ اللہ تعالی مہلت دیتا ہے تو منکر مہلت پر بہی ہنسی کرتے ہین پہر عام انسانی حالت کا تذکرہ کیا۔ پہر بتایا ہے کہ علی العموم انسانی محنت اگر دنیا کیلئے

تو انسان کو دنیا مین فائدہ ہوتا ہے مگر تیرے مقابلہ مین انکی محنتین بیکار ہین۔

پہر فرمایا جو شخص ہو کہلے عظیم الشان نشان پر اپنے رب کیطرف سے اور اسکی ساتہ ہو ایک عظیم الشان گواہ رب کیطرف سے اور پہلے سے کتاب موسٰی بہی ایک بڑا امام اور رحمت ہے وہ تو ایمان لاتے ہین۔ پہر اشارہ فرمایا ہے کہ جب عرب کی اقوام واحزاب چڑہائی کرینگے تو اسکا خمیازہ دیکہین گے اس قصہ کی تفصیل سورۂ احزاب میں کی ہے۔ پہر کلمہ طیبہ أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ (پ۱۲ ہود) میں بتایا کہ یہ مخالف منکر تم کو اس زمین عرب مین عاجز کرنیوالے نہ ہوئے۔ پہر مومنین کو بشارت دی ہے کہ یہ جنت والے ہین اسیواسطے صحابہ کرام اس جنت کے بہی وارث ہوئی جسکا وعدہ سیدنا موسٰی علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اور اس جنت عدن کے بہی وارث ہوئے جسکو توریت نے اور مسلم کی حدیث مین جنت عدن فرمایا۔ اور اسکے بہی جسکا فرعون فخر کرتا ہے أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي (پ۲۵ زخرف) بلکہ اس سورن کی زمین کی بہی جسکو دیانند سونے کی زمین کہتے ہے اسی سے ہمکو کامل تعین ہو گیا ہے کہ بعد الموت روضۂ ریاض جنت کے بہی مالک ہونگے اور بعد الحشر اس کامل الجنۃ کے وارث بہی ضرور ہونگے جن کی یہ آرام گاہین مثل ہین۔ پہر بتایا ہے کہ ان صدقتون سے تم بیخبر ہو ہماری تمہاری مثل حق سے اندہے اور حق کے بینا۔ اور بہرے اور حق کے شنوا کی مثل ہے۔ پہر نوح علیہ السلام کا قصہ بیان کیا ہے کیونکہ نوح رسول اللہ تہے اور ان کے مخالف حق کے دشمن رسول کے مخالف تہے اور قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ (پ۱۳ یوسف) اس عبرت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس طرح نوح رسول اللہ کامیاب ہوئے اور ان کے منکر مخالف ناکام رہے مخالفون کا بیڑا آخر غرق ہوا۔ اسی طرح میرے مخالفو! تمہارا حال ہوگا۔ پہر آخری قصہ حضرت نوح پر فرمایا ہے:۔ تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ (پ۱۲ ہود) یہ باتین جو ابتک کہی گئیں غیب کی خبرون سے جو وحی کی ہمنے انکی تیری طرف تو نہین جانتا تہا ان باتون کو (کہ تیرا اور تیرے اتباع کا انجام کیا ہوگا اور نہ اس سے پہلے تیری قوم جانتی تہی کہ انکا انجام کیا ہوگا) ہان صبر اور انتظار سے دیکہ بے ریب آخر میدان متقی کیلئے ہے۔

سوال نمبر ۱۰۸۔ انبیا کے چند نامون کا ذکر ہے باقی کیون نہین۔

الجواب انبیاء و رسل اس قدر گذرے ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ۔ اور فرماتا ہے مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ (پ۲۴ مومن) خدا تعالی نے قرآن کریم

مین فرمایا ہے کہ ہمنے تمام دُنیا کے شہرون مین راستباز بھیجے ہین پہر اُس مشترک اور یکسان راستی کا ذکر کیا ہے جو تمام راستبازون مین مسلم نہے اور جیسا ان سب نے دنیا کو تبلیغ کیا اور نمونہ کے طور پر ایک مخاطب قوم کے مسلم راستبازون کا ذکر کیا اور ان کا نمونہ بتا کر یہ پر تحدی اور پر شوکت پیشگوئی کی کہ میری تعلیم بہی وہی تعلیم ہے جو کل راستباز دنیٰ آئے ہین اور مین اسی طرح کامیاب ہونگا جس طرح وہ سب راستباز کامیاب ہوئے جنکی کامیابی تمہارے نزدیک بہی مسلم ہے۔

نادان معترض اتنا نہین سوچتا کہ خدا کی کتاب بقول اُسکے اسما شماری کر کے ہزارون جلدین ان بیشمار نبیون اور مصلحون کے اسماء کی تدوین مین جمع کر دیتی تو مخلوق کو اس سے کیا سبق دیتی قرآن کریم کا یہ زرین اور بلند دعویٰ کافی ہے کہ کل راستبازون کی ایک ہی تعلیم تہی اور میری وہی تعلیم ہے اور مین ضرور کامیاب ہو جاؤن گا۔ اور ایسا ہی ہوا کہ خدا تعالی کا وہ آخری عظیم الشان نبی ہر قسم کی کامیابی کا تاج پہنکر دُنیا سے رخصت ہوا۔

سوال نمبر ۱۰۹۔ ویدون کا ذکر کیون قرآن مین نہین۔

الجواب۔ قرآن تذکرۃ الکتب کی کتاب نہین وہ علم الٰہی کی کتاب ہے کتنے رسایل یہود ونصاریٰ کے پاس ہین کسیکا ذکر نہین صحف ابراہیم کا ذکر ہے اور وہ ابتک موجود نہین یہ امر ہنوز فیصلہ طلب ہے کہ وید کوئی خاص متحقق متعین شے بہی ہے۔ اس اختلاف پر بحث کرنیکا یہ محل نہین ہین مگر یہ امر مسلم ہے کہ وید علم صحیح کا نام ہے اسلئے کہ وید کے معنی ہین وہ چیز جسکے ذریعہ سے علم صحیح حاصل ہوتا ہے یا جسکے ذریعہ لوگ عالم ہوتے ہین یا جسکے ذریعے سکہہ حاصل ہوتا ہے یا جسکے ذریعہ ہم سوچتے اور بچارتے ہین۔ اس معنی کے لحاظ سے تمام وہ ذرایع جنسے سچے علوم حاصل ہوتے ہین۔ وید ہین۔ سو قرآن کریم نے وہ تمام ذرایع صحیحہ واقعیہ بیان کر دئیے ہین مثلاً فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ تم اللہ تعالی سے ڈرو اللہ تعالی خود تمہارا معلم ہوگا یہان تقوے کو ذریعہ علم بتایا ہے۔ تقوے کیا ہے عقاید صحیحہ۔ راستبازی کے اقوال یا یون کہین ایمان بالغیب۔ اللہ تعالی کی عبادت اور اس سے دعا اور مخلوق کی بہتری کے لئے اپنے خداداد قوے۔ اور زبان واعضا سے اور اموال سے کوشش کرنا۔ پہلے معنی رکوع ۶ پارہ ۲۰۔ اور دوسرے معنے سورۂ بقر پارۂ اول کے پہلے رکوع مین بیان کئے گئے ہین اور ہمنے اپنی کتاب مین بہت جگہہ ذکر کیا ہے دعا۔ دہیان۔ کوشش یہی ذرایع علم صحیح ہین جن کی ہدایت اس آیت مین ہے۔

(۲) قُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (۲۶ طہ) اے میرے رب مجہو علم مین ترقی بخش۔

(۳) اور فرمایا ہے - اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (پ۲۶ محمد) وہ کیون قرآن کو غور سے نہین پڑہتے -

(۴) اور فرمایا - وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (پ۲۱ عنکبوت) جو لوگ بہت کوشش کرتے ہین ہماری راہون کے پانے مین ہم اونکو اپنی راہین دکہا دیا کرتے ہین

(۵ و ۶) اور ذکر الہی اور تفکر ہی علم صحیح کا باعث ہے چنانچہ فرمایا لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ۴ ال عمران) یعنے نشان ہین دانشمندون کے لئے جو یاد رکہتے ہین اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے لیٹے اور تفکر کرتے ہین آسمانون اور زمین کی بناوٹ مین - دیانند نے بھی لکہا ہے کہ رشی لوگون کو مراقبون - سمادہیون وغیرہ سے یہ سچے علوم حاصل ہوتے ہین - غرض وہ تمام سچے علوم قرآن کریم مین مذکور ہین جو انسان کی فلاح دنیوی و اخروی کے لئے ضروری ہین اور حقیقی وید کے یہی معنے ہین - اب بتاؤ ویدون کا ذکر قرآن مین موجود ہے یا نہین -

سوال نمبر ۱۱ } قسم مت کہاؤ - پھر خود گھوڑون - ہواؤن وغیرہ کی قسمین کہائی ہین - ہمالہ ایلپس - بندھیاچل - ارڈ وغیرہ بھینس ہاتھی - گنگا جمنا وغیرہ کی قسمین کیون نہ کہائین - دماغ ہین نہ تھین +

الجواب - سنو! قسمون کا جواب تو مفصل سوال نمبر ۲ کے جواب مین موجود ہے پر تمہاری عادت ہے کہ تکرار اور بے وجہ تکرار کرتے ہو اور یہ تمہاری بے ایمانی ہے کہ تمنے تکرار کا عیب قرآن پر بے وجہ لگایا ہے نادان تمکو ہمالہ - بندھیاچل اڑد بھینس ہاتھی گنگا جمنا یاد آئین اور کشمیری - کابلی چینی - رومی وغیرہ کو اپنے ملک کے نظارے قدرت یاد آئینگے تو کیا قرآن شریف تمام نظارہائے قدرت کی تفصیل کرتا پھر ان پر حوادث جدیدہ کی تفصیل کرتا جو روزمرہ نئے نئے واقع ہوتے ہین مگر یہہ تو بتاؤ کہ تمہارے منوجی اور یاگ ولک جی نے قسمون مین کیون خصوصیت کی ہے - منو ادھیایا ۸ - ۸۸ گئو بیج اور سونا کی قسم دیکر ویشیہ سے پوچھے - دیکھو خصوصیت ہے یا نہین اور قرآن کریم مین تو بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ (پ۲۹ معارج) موجود ہے - پھر یہہ تو بتاؤ کہ دیانند نے وید سے جو شلیپ ودیا نکال کر دکہائین وہ صرف وہی دکہائین جو یوروپ والون مین موجود تہین زیادہ کیون نہ دکہائین - بات یہ ہے - مناظرات قدرت کو دعاوی کے ثبوت مین وہانتک پیش کیا جاتا ہے جہان تک مخاطب کی سمجہہ پہونچ سکتی ہے - فہم سے بالاتر بات کرنا حکیم کا کام نہین - انبیا اور رسل

پھر اللہ جلشانہٗ جیسا علیم و حکیم کیون ایسی لغو حرکت کرتا۔

سوال نمبر ۱۱۱ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا پر اعتراض کیا ہے کہ پڑھے لکھے عالم فاضل ان پڑھ کی بات کو کیون مانین۔ سورج کا دلدل مین غروب ہونا۔ عیسیٰ بلا باپ پیدا ہو گیا لاٹھی کا سانپ بنگیا یہ باتین معقول پسند آدمی کی کتاب مین نہین ہو سکتین۔

الجواب آیت کے صحیح معنے ہم بتاتے ہین مگر اسکے معنی کو بیان کرنے سے پہلے مین پوچھتا ہون کہ سورج کا دلدل مین ڈوبنا کتنی بار بیان کر چکے ہو۔ تم لوگون کو تکرار مضامین کلام مجید پر اعتراض ہے اور ذرا سے رسالہ مین یہ تکرار۔ دیکھو سوال نمبر ۷۹ و ۸۰ پھر عیسے علیہ السلام کی پیدائش پر سوال دیکھو سوال نمبر ۱۶-۴۴۔ پھر لاٹھی کے سانپ پر اعتراض دیکھو سوال نمبر ۴۸-۴۹-۵۰۔

(۱) بھلا یہ تو بتاؤ کہ قرآن کریم مین کہان لکھا ہے کہ سورج دلدل مین غروب ہوتا ہے تم جھوٹ بولتے ہو۔ قرآن مین ہرگز ہرگز نہین لکھا بلکہ وہان لکھا ہے وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ یہان لفظ وجد ہے جسکے معنی ہین سمجھا اس نے "سورجکو کئے ہین۔

پھر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کون کہتا ہے کہ ان پڑھ تہے۔ ہماری جس قرآن مجید پر تمکو اعتراض ہے اسمین تو لکھا ہے اور ہمارے ہادی کو خطاب ہے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پ ۵ نسا) اور فرمایا عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ (پ ۲۷ نجم) اور فرمایا قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (پ ۱۶ طہ) اور فرمایا وَعَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (پ ۳۰ اقرع) پس آپ کا معلم وہ علیم و خبیر ہے جس کا دوسرا نام رب العالمین ہے۔ وہ ہر ایک کو اس طرح اب بہی سکہانے کو تیار ہے جس طرح اس نے پہلے سکہایا جیسے فرمایا وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ پ ۳ بقرہ

ہان تم بتاؤ کہ اگنی۔ اوت۔ انگرہ۔ وایو جو تمہارے اصل معلم دہانے وید خیال کئے گئے ہین کیا پڑہے لکہے تہے ان کے کسی اوستاد کا نام بتاؤ۔ مگر آپنے نورالدین کی شاگردی تو کرنا نہیں۔ کیا ہاں وہ پڑہے لکہے تہے اگر ہاں کہو تو ثبوت دو وید سے۔ اور اگر کہو کہ نہین تو دست برداری کرو اعتراض سے۔ بات یہ ہے کہ اول تو رشی بے باپ تہے۔ دوم تمہارے اعتقاد کے موافق یہ خلاف قانون قدرت ہے کہ خدا ان سے بولا ہو سوم بہرحال ان پڑہ تہے۔ تیو۔ رشیون نے جب یہ کلام ان سے سنا تو وہ خود علاً کچھ نہین بتا سکے بلکہ ان رشیون کو بھی صرف اپنے فکر و خیالات سے خود بخود برہمون کیطرح ہی ویدک معانی سمجھنے پڑے۔ بخلاف ہادی اسلام کے

کہ اپنے قرآن کریم کا اول عملی نمونہ بنکر دکھایا یا آپنے عمل کر کے دکھایا۔ عمل در آمد کرا کر دکھایا۔ تو تو بی ای اور نعوذ باللہ اسلامی اسکول کا ہیڈ ماسٹر رہا تھا۔ کیا سچ مچ مہمان وید پڑہے لکھے تھے۔ کیا پڑہا ہوتہا اور کیا لکھا تہا۔ آریہ ورت کی تمام تفاسیر وید تو غلط ہین۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۵۳۳۔ اور رگوید بہومکا صفحہ ۲۰۰۔ اور آریہ ورت کا عملدرآمد قبل از آریہ سماج ازسرتاپا غلط تہا۔ آریہ ورت کے مصلح شنکرا چارج بہی تمہارے نزدیک غلطی پر تہے کیونکہ شنکرا چارج ویدانتی تہے مگر ایسا دعوی اسلام اپنے ہادی کی نسبت نہین کرسکتا۔ دیکھو عملدرآمد مین تعامل اسلام کیسا صحیح ہے۔

اور بد قسمت پہلی تفاسیرین تو حسب تحقیق دیانند غلط تہین اور دیانندی تفسیر حسب تحقیق اریہ مسافر وتصدیق منشی رام وغیرہ غلط ہین دیکھو ترجمہ رگوید بہاشی بہومکا منشی رام کا ابتدا منشی رام کا ترجمہ صفحہ ۵ و ۷ وغیرہ اب آیۃ کے معنی سنو:۔ اُمّ القریٰ ہے کیطرف نسبت کرنے مین امی بولتے ہین تمنے ٹکر ٹکرا کر واکی گردان کرکے دکھایا ہے کہ تم عربی جانتے ہو پس کیا یہ سچ نہین۔ پس امی کے معنی ہوے ام القرے کا رہنیوالا اور ام القرے مکہ کا نام ہے پس ان پڑہ کے معنے خواہ مخواہ لے لئے موقع مناسب اگلا پچہلا دیکھ کر معنے کرنا چاہئے تہا اور سچ یہ ہے کہ جہان کوئی ہادی بہیجا جاتا ہے اسی بستی کو اس ہادی کے زمانے مین اور بستیون کا ام جسکے معنی اصل کے ہین کہا جاتا ہے۔ ثبوت يَبْعَثُ فِي أُمِّهَا رَسُولًا (پ ۲۰ قصص) قرآن مین ہے پہر اس لحاظ سے بہی مکہ معظمہ کو اُمّ اور ام القرے کہا گیا اور ہر مامور کی بستی ام ہوا کرتی ہے

سوال نمبر ۱۱۲ } بلسان عربی مبین پر اعتراض کیا ہے۔ اگر عرب عذر کر سکتے ہین کہ ہم عجمی نہین جانتے تو عرب کے ماورا اور بلاد کے لوگ عذر کر سکتے ہین کہ ہم عربی نہین جانتے پہر کتاب الہی اسی زبان مین آنی چاہئے جو کسی قوم و ملک کی خصوصیت نہ رکہے اور سب السنہ کی جڑ ہو

الجواب } عرب لوگ تو عذر کر سکتے تہے اور انکا حق تہا اور انہون نے عذر کیا۔ تم لوگ عذر نہین کر سکتے اور نہ تمنے ابتک عذر کیا اور نہ تمہارا حق ہے کہ عذر کرو یہ میری بات معما پہیلی نہین تمکو ذرا تفصیل سے سناتا ہون سنو اور پہر دیدہ بصیرت سے دیکھو۔ مذہبی طور پر اگر دیکھا جاوے تو تمام بلاد مذہبی تقسیم سے دو حصون پر منقسم ہین اول مشرقی بلاد۔ مشرق سے میری مراد اسوقت ایران سے لیکر جاپان تک ہے۔ دوم بلاد مغرب۔ مغرب سے مراد میری بلاد شام سے لیکر یورپ و امریکہ تک ہے کون منکر ہے یا انکار کر سکتا ہے کہ ایران یا تمہارا کہان ہیتے ہین کہ ہندوستان مرکز ہے ایک مذہب کا جس کو

ہندوستان یا ایران نے مانا اور انہیں کا اثر چین وجاپان تک پہنچا۔ کیونکہ بدھ جی آرین تھے اور گیا
اسکا مرکز ہے اور امریکہ ویورپ مسیحی مذہب کے ماتحت ہوا اور مسیح علیہ السلام یروشلم کے باشندے تھے اور عبرانی
تھے۔ پس ایرانی وآرین یا عبرانی انبیا واولیا واصحاب کے ہی مذہب کی حکومت ان تمام بلاد میں رہی۔ پس
جو لوگ عبرانیون کے ماتحت حکومت رہ چکے ہیں وہ کیونکر عذر کر سکتے ہیں کہ اپنی بولی کے سوا دوسری زبان
کی کتاب کے ہم ماتحت نہیں ہو سکتے اسی طرح جو لوگ ویدکی زبان جو کسی ملک کی زبان نہیں یا ایرانی زبان
کے ماتحت رہ چکے وہ کیونکر عذر کر سکتے ہیں کہ ہم اپنی زبان کے ماورا کسی زبان کی کتاب کے ماتحت نہیں
ہو سکتے۔ ہاں عرب عذر کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے مرکز نے غیر زبان کو نہیں مانا اور مرکز عرب پر دونوں کی
سلطنت قطعاً نہیں ہوئی اور دونوں کا کوئی اثر مرکز عرب پر نہیں پڑا۔ غور کرو ارمیا کی کتاب کے ابتدا
میں مانا گیا ہے کہ عرب پر کوئی اثر تعلیم عبرانیون کا نہ تھا اور تم تو مانتے ہی ہو کہ ان پڑھوں میں ان پڑھ رسول
ہمارے رسول تھے صلی اللہ علیہ وسلم پس انکو یا انکی قوم کو تمہارے ویدون نے کیا نفع دیا اگر نفع دیتا تو
ان پڑھ کیون رہتے اور کیا امید ویدون سے ہو سکتی تھی۔ دیانند نے خود لکھا ہے کہ اور بلاد میں جو لوگ
آباد ہوئے وہ برہمن نہ تھے بلکہ . . . وغیرہ تھے۔ پس ثابت ہوا کہ عرب عذر کر سکتے ہیں نہ غیر عرب۔

سوال نمبر ۱۱۳ } لاتبدیل لکلمات اللہ پر اعتراض کیا ہے اگر کلمات سے مراد قانون قدرت ہی تو قرآن
مین خلاف قانون قدرت کیون - پہر گالی دی ہے۔ اور اگر آیات ہین تو نسخ
کیون محقق کتنے ہی احکام قرآن سے دکھا سکتا ہے جو پہلے جائز کئے اور پہر ممنوع - شراب پہلے حرام
نہین کیا پہر حرام کیا۔ اسی طرح بیت المقدس قبلہ تہا پہر نہ رہا۔

الجواب } جسکو تم لوگ قانون قدرت کہتے ہو اسکے خلاف ہی قرآن کریم مین ایک کلمہ نہین مگر یہ یاد
رہے کہ قانون قدرت مین تمہارا ہوائی خیالی فلسفہ پیش نہ کرنا۔ سائنس کے خلاف کچھ دکھاؤ۔
اور نسخ بمعنے ابطال حکم ہی قرآن کریم مین قطعاً نہین کیا معنی قرآن کریم میں کوئی ایسا حکم موجود نہین جس پر کسی
زمانہ مین تو ہم کو عملدرآمد کرنا ضرور تہا اور اب اس پر عملدرآمد کسیطرح جائز نہ ہو بلکہ قطعاً ممنوع ہو مثلاً بیت
المقدس کیطرف مونہہ کر کے نماز پڑہنے کا حکم جس آیت مین ہو وہ آیت قرآن کریم مین تو قطعاً موجود نہین۔
اسی طرح ایسی آیت بھی کوئی نہین اور قطعاً قرآن کریم مین نہین کہ جسمین لکھا ہو شراب حلال ہے تم پیا کرو۔
ہان یہ بات ہے کہ شراب پہلے ہی حرام کیون نہ کیا دیر کے بعد کیون حرام کیا۔ مگر اسمین نسخ کس حکم موجود

فی الفرقان کا ہوا۔ نزول ارشادات آخر بتدریج ہوا کرتا ہے کیا وید کے تمام احکام بلا کسی ترتیب کے یکدم رشیون نے سمجھے تہے۔ نہین اور ہر گز نہین۔ آپ تو کہتے ہین کہ محقق کتنے احکام نکال سکتا ہے کہ پہلے جائز کئے۔ پہر ممنوع ہان مجھے تو کوئی آیت ایسی معلوم نہین جس سے یہ پایا جائے کہ فلان حکم جائز یا فرض ہے۔ پہر بعینہ اسی حکم کو کہا گیا ہو کہ یہہ حکم ممنوع ہے۔ نہین۔ نہین۔ اور ہر گز نہین۔ ہمکو ہمارے قرآن نے کہین نہین کہا کہ فلان حکم جو فلان آیت مین ہے اب قطعاً منسوخ ہو گیا۔ ہمارے ہادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین فرمایا کہ فلان حکم قرآنی اب منسوخ ہے۔ آپ کے پاک جانشینون ابوبکرؓ و عمرؓ نے جنکی نسبت الٰہی ارشاد ہے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پ۱۱ توبہ) اور ان کے اتباع کو باعث اپنی رضامندی کا فرمایا ہے انہون نے بہی نہین فرمایا کہ فلان حکم قرآنی اب منسوخ ہے اسپر بالکل عمل درست نہین۔

نسخ کے معنے اگر ابطال حکم کے ہین کہ قرآن مین ایک حکم موجود ہو اور وہ منسوخ کیا گیا ہو تو ایسا حکم بہی مجھے ہر گز معلوم نہین اگر کسی کو اسکے خلاف دعوے ہو تو ثبوت دے۔ قرآن کریم حسب ارشاد الٰہی اکمال کیلئے آیا ہے جیسے اس نے فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (پ۶ مائدہ) پس حقایق ثابتہ کے ابطال کیلئے نہین آیا۔ بلکہ اثبات حقائق کی خاتم الکتب ہے۔

ترک اسلام کے صفحہ ۶۲ کے سوال ۱۱۳ کا ایک طریق سے جواب۔ حکم کہین بوجہ غلطی اور نا سمجھی حاکم کے بدلا جاتا ہے اور کبھی بوجہ تبدل مصلحت بدلا جاتا ہے طبیب کہین تشخیص مین غلطی کرتا ہے اور اس وجہ سے اپنی غلطی پر اطلاع پاکر پہلے نسخہ کو بدل دیتا ہے اور کبھی بوجہ تبدل حالات مریض یا اسلئے کہ پہلی دوائی کا وقت گذر گیا اس پہلی دوائی کو بدل دیتا ہے۔ مثلاً اثناء علاج بخار مین اگر سرسام ہو جاوے تو بوجہ تبدل احوال مریض نسخہ بدلا جاتا ہے اور بعد مسہل کے جو مقوی نسخہ لکہا جاتا ہے تو یہ تبدیل بوجہ اختتام پہلی دوائی کے وقت کے ہوتی ہے مگر ہرچہ بادا باد۔ ان دونون صورتون مین تغییر و تبدیل اسوجہ سے نہین ہوتی کہ طبیب نے اپنی غلطی پر اطلاع پائی اسی طرح سوچو۔ خدا کے احکام تبدل و تغیر بہی اسی دوسری قسم کا ہوا کرتا ہے پہلی قسم کا نہین ہوتا مگر حضرت معترض کو ان دونون صورتون کی خبر ہی نہ ہو تو وہ کیا کرین معذور ہین (انتصار الاسلام صفحہ ۳۹ للمولوی محمد قاسم)

والجواب الثانی۔ اگر حکم خداوندی مین تغییر و تبدیل خلاف عقل ہے تو ارادہ خداوندی مین بہی

تغییر وتبدیل خلاف عقل ہی ہوگا حکم کے تبدیل مین اگر یہہ خرابی ہے کہ خدا کی طرف غلط فہمی کا الزام آئیگا تو ارادہ کی تغییر وتبدیل میں بھی یہی خرابی ہے کیونکہ ارادہ بھی مثل حکم کے فہم پر موقوف ہے یعنے جسطرح حکم جب دیتے ہین جب پہلے اپنے دل مین کچھہ سمجھہ لیتے ہین ایسے سمجھہ والے ارادہ بھی جب ہی کرتے ہین جب اس مرادمین کوئی فائدہ خیال کرلیتے ہین۔ مگر یہ ہے تو پھر پیدا کرنیکے بعد معدوم کردینا اور جلانے کے بعد مارنا اور عطائے صحت کے بعد مریض کردینا اور راحت کے بعد تکلیف میں ڈالدینا علی ہذا القیاس اسکا الٹا بھی خدا سے ممکن نہ ہوسکے کیونکہ یہ سب بارادۂ خدا ہوتے ہین سو ایک ارادہ کے بعد دوسرا ارادہ مخالف اگر خدا کرے تو یون کہو پہلے بے سوچے سمجھے خدا نے ارادہ کر لیا تھا (انتصار الاسلام) قاسم العلوم۔۱۲۔

اور سنو۔ قرآن مجید اور فرقان حمید میں اختلاف نہین۔ اول اسلئے کہ اختلاف کے یہی معنی ہین کہ سنیون کا قرآن اور ہو شیعون کا اور روافض کا اور ہو خوارج کا اور۔ ظاہری لوگوں کا اور قرآن ہو اور اہل تصوف کا اور مقلدون کا اور۔ غیر مقلدون کا اور۔ جیسے سناتن اور تمہارا باہم اختلاف ہے کہ وہ برہمنوں اور اپنشدوں کو بھی وید ہی یقین کرتے ہین اور آریہ سماج صرف منتر بھاگ اور سنگھتا کو قرآن کریم کی محافظت کا ٹھیکیدار خود اللہ رب العالمین ہے فرماتا ہے ۱۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (پ ۱۴ حجر) اور فرماتا ہے اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ (پ ۲۹ قیامتہ) اور فرمایا لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (پ ۲۴ فصلت) جیسے مینے بارہا بیان کیا ہے کہ ایک سلسلہ جسمانی امور کا ہوتا ہے اور دوسرا سلسلہ روحانی امور کا۔ پس اسکے ظاہری سلسلہ کو دیکھو۔ پانچ وقت کے فرض اور آٹھہ وقت کے نوافل ہین۔ قرآن مجید پڑھا جاتا ہے کم سے کم چالیس رکعتوں مین اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ بلکہ اسی رکعتوں مین اور حفاظ وعلما اور اہلدل ہر رکعت میں مختلف سورتین پڑھتے ہین۔ یہی تعامل اہل اسلام کا ابتک تیرہ سو سال سے ہے اور اسمین اصل کتاب کے محفوظ رہنے کا بڑا اسرار ہے۔ یہ ان نادان ناعاقبت اندیش اور کلام الٰہی کے مزہ سے ناواقف لوگوں کو کسی شمار مین نہین لاسکتا جو تیرہ سو برس کے حقیقی تعامل کے خلاف ترجمہ قرآن کے نماز مین جوز ہین گو وہ کیسی رنگون مین رسائل شائع کرین یا کسی سلطانی درہ کا قرب رکھتے ہون۔ نماز مین قرآن کریم پڑھنے کا ارشاد ہے۔ اور قرآن بلسان عربی ہے اور قرآن قرآناً عربیا ہے اور ترجمہ ہمیشہ مترجم کا خیال

ہوتاہے اور مترجم حسب استعداد و علم و فہم و اطلاع و وسعت علم ترجمہ الگ الگ کرتے ہین - دنیا میں کوئی کتاب دیکھو اسکا ترجمہ ایک مذہب و ملک کے چند لوگ کرین سب مختلف ہی ہوگا -

دوم - ضروری ہے کہ مسلمان لوگ قرآن کریم کا تدارس اور دَوْر کرین اور یہ دور باہم ملکر پڑہنا قرآن کی حفاظت کا بڑا باعث ہو -

سوم - مریضون کے سامنے حتی کہ خطرناک حالت مین بہی قرآن کا پڑہنا مسلمانون مین معمول ہے اور اسے ختم کہتے ہین - اور یٰسین و تبارک ترجام ملوانے بہی جانتے ہین - یہ عملدرآمد بہی حفظ کا مؤید ہے اور خوب مؤید ہے -

چہارم - ہر سال رمضان شریف مین قرآن کریم بکثرت پڑہا جاتا ہے تم کو تو خبر نہین کیونکہ تم تو مسلمانون کی گود مین نہین پلے اور بعض ناعاقبت اندیشون نے اسکو ترک کر دیا -

پنجم - حفاظ کے مجمعون مین قرآن کریم دعوی سے یاد سنایا جاتا ہے اور اس سے خوب حفاظت ہوتی ہے -

ششم - ہر روز ہم لوگ خطوط تصانیف اور ہر روزہ بات چیت مین بہت بہت آیات پڑہتے ہین اور اس قدر پڑہی جاتی ہین کہ غالباً کل قرآن پڑہا جاتا ہے -

ہفتم - مسلمان اور مخالفان اسلام بہی قرآن پر تفسیرین لکہتے ہین اور لکہتے آئے -

ہشتم باہمہ سخت عداوت و مخالفت متکلمان شیعہ و سنی - خوارج - روافض وغیرہ فرق اسلام ایک ہی قرآن کو پیش کرتے ہین -

نہم اسلامی سلطنتین انجمنین - اور جماعتین گو اب سب کمزور ہین پہر باوجود افلاس کے فضول خرچ سست - باہم نفاق مین مبتلا مگر پہر بہی ہزارون ہزار حافظ عورتین اور مرد اس وقت بہی موجود ہین اب جب یہ حال ہے تو قوت و شوکت جاہ و جلال کے وقت قرآن کریم کا کیا چرچا ہوگا - پہر غور کرو نبی کریم کے وقت جب مذہب اسلام مین نئے نئے جوشیلے داخل ہوئے ہا اینکہ انکی قوت حفظ ضرب المثل تہی انکو تئیس برس مین بتدریج قرآن کریم سنایا گیا -

نہم - ہر ملک دہر ایک قوم مین بڑون اور چہوٹون کا امتیاز ہوتا ہے اور قرآن کی یہ قدر و منزلت اسلام نے کی تہی کہ کہا یؤم القوم اقرءهم لکتاب الله قوم کا امام وہی ہو جو سب سے بہتر کتاب اللہ کو پڑہ سکتا ہو مطلب یہ کہ تمام محلون اور جمعہ اور عیدین وغیرہ ایام مین پیش نماز سب لوگون

سے آگے وہ کھڑا ہو جو کوئی قرآن کریم زیادہ جانتا ہو۔ پس اب غور کرو اس حکم سے قرآن کریم کی طرف عوام اور خواص کیسے جھکے ہونگے اسیواسطے ہماری تواریخوں مین ہے کہ ایک یمامہ کی لڑائی مین ستر قاری شہید ہو گئے تھے۔ ادنی درجہ اور قوم کے لوگ اسیواسطے پڑھتے تھے کہ آگے بڑھین اور بڑے لوگ اس لئے کہ پیچھے نہ رہین +

دہم۔ قرآن کریم نزول کے وقت معًا لکھوایا جاتا تھا اسیواسطے فرمایا وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ (پ ۲۷ طور) اور ذٰلِكَ الْكِتٰبُ وغیرہ اور لکھا محفوظ رہتا ہے۔

یازدہم۔ یہی قرآن۔ تفاسیر۔ حدیث۔ فقہ واصول وغیرہ اسلامیہ علوم کی جڑ تھا بلکہ مباحثات مین بھی اول دلیل تھا پھر یہ کیونکر ضایع ہو سکتا۔

دوازدہم۔ وعظون مین اسی کی آیات پڑہی جاتی ہین اور مقدمات مین بھی اسی سے اولًا مقدم طور پر استدلال کیا جاتا تھا اور کیا جاتا ہے۔ عبادات خلوت کی ہون یا جلوت کی سب مین قرآن کریم مقدم تھا۔ اور ہے اوران مین پڑھا جاتا تھا اور پڑھا جاتا ہے۔

سیزدہم۔ جسقدر لوگ اور قومین مسلمان ہوتی تہین ان کے مذہبی رسوم اور مقدمات کیلئے ماہران قرآن کو ان قومون کے پاس روانہ کیا جاتا تہا اوران کا امیر بنایا جاتا تہا۔

چہاردہم اسکے لکھنے والے بنص قطعی قرآن کے معزز بنائے گئے تہے جیسے فرمایا فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ (پ ۳۰ عبس)

پانزدہم۔ ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ پاک مین اسکے نسخے موجود تہے اسیواسطے فرمایا لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (پ ۲۷ واقعہ) کیسا مشہور قصہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ ایمان لائے تو اس وقت آپ نے اپنی بہن کے پاس سے بیسوین سورہ کی نقل لینی چاہی۔

ان تمام وجوہ کو جو قرآن کریم کی عصمت اور حفاظت کے ہمنے بیان کئے پڑھکر اوران مین غور کرنے کے بعد کون ایسا صاحبدل ہے جو قرآن کریم کی لانظیر عظمت مین شک کر سکتا اور معًا اس نتیجہ صحیحہ پر پہنچنے سے رک سکتا ہے کہ دنیا مین قدیم سے اب تک کوئی ایسی کتاب نہین جسے اکرام اور حفاظت کا شرف اللہ تعالی کیطرف سے ملا ہو۔

سوال نمبر ۱۱۲ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ پر اعتراض کیا ہے کہ شکسپیر کے ناٹک۔ مکالے

کے مضامین اور لڑکون کی اوٹ پٹانگ - کوے - چیل - بندر - چڑیونکی بولیان بے نظیری مین
قرآن کیطرح خدا کا کلام ہون -

الجواب اول - سنو جی - شکسپیر مکالے لڑکے - کوے - چیلین - بندرون - چڑیون نے
کبھی دعوے اور تحدی نہین کی - اور قرآن کریم کی بینظیری کا ایک انسان دعوے کرتا ہے اور
باربار کرتا ہے -

دوم غور کرو **فصاحت بلاغت** پیشگوئیان اعلے تعلیم اعلے کامیابی وغیرہ کا نام نہین لیا
کہ قرآن کریم کی مثل فلان فلان بات مین تم پیش کر کے دکھاؤ - بلکہ عام دعوی بے نظیری کا کیا ہے مخالفان
اسلام کو موقع تہا کہ کوئی کلام پیش کر دیتے گو وہ کاگ بہاش ہی ہوتا . . . . اور کہدیتے کہ قرآن نے
فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ (پ ۱ بقرہ) عام کہا ہے اور تخصیص نہین کی - قران بہی ایک کلام ہے اور
جو ہم پیش کرتے ہین وہ بہی کلام ہے - قرآن عربی ہے تو کیا آخر کلام ہے اور ہمارا پیش کردہ کلام گو
مہمل کاگ بہاش ہے مگر آخر کلام ہے مگر کسینے ایسا نہ کیا اور نہ کر سکے یہی تو اعجاز ہے - آپکے بہائی
امرتسری مولوی یہان بہی نہین چوکے ہمین تعریض وتمسخر اور طنز سے کہتے ہین کہ مرزا اپنی کلام کی
بینظیری کا مدعی ہے مگر محدود کیون کرتا ہے کہ فلان مدت تک کوئی میرا جیسا کلام بنا کر پیش کرے
مین کہتا ہون اجی مولوی جی مرزا زمانی تحدید بہی کرتا ہے بلکہ کہتا ہے ایسا بینظیر کلام فصیح و بلیغ عربی
مین پیش کرو - پس دونون قیود سے قرآن کیطرح توسیع نہین کرتا - آپ اس نکتہ پر نہین پہونچے مجہہ
خادم سے سنئے - مرزا حقیقتاً واقعی طور پر عین محمد و احمد نہین بلکہ غلام احمد ہے ؎ پنجہ در پنجہ
خدا دارم ٭ من چہ پروائے مصطفے دارم - کو کفر و بے ادبی یقین کرتا اور اسکے خلاف یون کہتا ہی

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم   گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

آقا کی برابری پسند نہین کرتا اور اسکو بے ادبی جانتا ہے اور تمنے تو مخالفت اور تصنیف کا ٹہیکہ لیا ہوا
ہے تم نے بہی کبہی عربی مین مقابلہ کر کے ہمکو نہ دکہایا -

دیانند جیسے مہارشی نے بڑی تحقیق و تدقیق سے ملا فیضی کا اکبر کے سمے بنا نقطہ کے قرآن رچا ہوا
بتایا ہے - حضرت فیضی رحمۃ اللہ نے محمد جلال الدین اکبر رحمۃ اللہ کے زمانہ مین قرآن کریم کی خدمت
کیلئے بلا نقط الفاظ مین ایک تفسیر قرآن کی لکہی تہی جسکے ساطعہ نمبر ۸ میں لکہتا ہے -

العلوم کلها صداع الا علم کلام الله وکل علم سواه عطله واهمله

تمام علم سردردی ہین سوائے علم کلام اللہ کے۔ اسکے سوا سب کو چھوڑ دے اور بیکار کردے

وکلام الله لا عد لمحامده ولا حد لمکارمه ولا حصر لرسومه

اور کلام اللہ کے محامد کا شمار نہین اور نہ اوسکے مکارم کی حد ہی اسکی بیان کردہ باتون کا حصر نہین

ولا احصاء لعلومه وهو امام اهل الاسلام ومدار اصل المرام

اور اسکے علوم کی گنتی نہین وہ اہل اسلام کا امام ہے اور اصل مطلب کا دار و مدار ہے پھر آخر اسی سلسلہ مین لکھا ہے

وما علم علوم کلام الله حق علمها احد الا الله ورسوله واولو العلم۔

کلام الٰہی کے سب علوم کو کسی نے نہ جانا مگر اللہ تعالی اور اُسکے رسول اور اولو العلم نے۔

فرحمك الله بجد متك القرآن وتسويد وجه زعيم الارية وادم سلطانك

الذى عظمك واكرمك وجعلك من المقربين +

یہ دیانتداری تحقیق کا ثمرہ ہوا۔ رہی یہ بات کہ قرآن کریم کی مثل جو طلب کی گئی وہ کس امر مین مثل مطلوب تھی اس پر علماء نے طبع آزمائیان کی ہین اور ہر ایک نے اپنے اپنے مذاق پر مبیطری کو قائم کیا ہے

۱۔ کسی نے کہا ہے قرآن کریم اپنی بے نظیر تاثیر میں بےمثل ہے یہ بات بے ریب قابل قدر ہے کیونکہ قرآن کی ہی تاثیر تھی کہ عرب جن پر کبھی کسی کتاب کا اثر نہ ہوا اس کتاب سے موثر ہوئے۔ وید کے مدعیو حالانکہ صرف دعوے بلا دلیل کوئی چیز ہی نہین کیا آریہ ورت مین ویدک وحدۃ مذہبی دکھا سکتے ہو کیا جینی وید کے قائل دکھا سکتے ہو کیا بدھ و جینی وید کے قائل ہین۔ تاثیر کا پتہ مرکز کو دیکھنے سے لگتا ہے۔ کیا کاشی جی ہری دوار پیراگ پراج مین ویدک دہرم کام کرتا ہے۔

۲۔ کسی نے کہا ہے قرآن کریم تمام انسانی جماعت کے مشترکہ ضروریات کا جامع ہی۔ علوم الٰہیہ اخلاق معاشرت۔ تمدن اور سیاست کے اصول مسائل کا جامع ہے پھر انسانی عقل کو استنباط و استخراج مسایل کیلئے بیکار نہین کرتا۔ حوادث جدیدہ کیواسطے استنباط مسایل کی اجازت دیتا ہے۔

۳۔ کسی نے کہا ہے تمام کتب الٰہیہ دعاوی ہین مگر دلایل سے ساکت ہین بخلاف اسکے قران کریم الٰہیات مین دعاوی کے دلائل بھی بیان کرتا ہے اور اسی لئے مجھے امام غزالی کا یہ قول ہمیشہ پسند ہے جو انہون نے فرمایا ہے تحقیقات مین میرا مذہب برہان ہی اور سمعیات مین قرآن۔ مگر میرا ایمان ہے

کی سمعیات کو عقلی بنا دینا اور تحقیقات کو برہان و وجدان اور سنن الٰہیہ سے ثابت کر دینا قرآن کا کام ہے ہاں موضوع کتاب سے بات باہر نکل جاتی ہے ورنہ میں بیان کرتا کہ کس طرح بینے سوفسطائیون - دہریون - برہموؤن عیسائیون آریہ - سکھ - شیعہ - خوارج - زمانہ کے عوام متصوفین - جہلا اور جامد مقلدین سے قرآن سے مباحثہ کئے ہین اور ہر ایک پر حجت پوری کی ہے -

(۴) کسنے کہا ہے قرآن کریم واقعات کو قبل از وقوع بیان کرنے مین بے نظیر ہے اس نے اتباع قرآن کی کامیابی اور منکرین کی ناکامی کو پکار پکار کر بیان کیا ہے اور آخر دیکھہ لو - بلاد عرب - عراق عرب - عراق عجم - خراسان اور ہندو شام - روم - مصر و بربر اور بلاد مغرب گواہی دیتے ہین کہ اس کے یہ دعاوی سچ ہین مثلاً یہہ خبر کہ مکہ معظم و مکرم رہیگا اور معہ مدینہ طیبہ کے فتن دجال سے معصون و مامون رہیگا - اب دیکھہ لو فتن دجال سے تمام بلاد سوائے مکہ و مدینہ کے پامال ہو گئے ہین -

(۵) کسینے کہا عرب کے قلوب نے معارضہ سے اعراض کیا -

(۶) کسینے کہا قرآن کریم تمام کتب سماویہ کی اصل تعلیم کا جامع ہے اسکا دعوی ہے فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

(۷) کسینے کہا قرآن کریم فصاحت و بلاغت مین بےنظیر ہے یہ وجہ اس وقت کے لحاظ سے جب مکہ معظمہ مین بےنظیری کا دعوے کیا گیا تھا قوی ہے - کیونکہ اس وقت تاثیرات و جامعیت وغیرہ کے بیان کا کامل وجود نہ تھا جیسے پیچھے ظاہر ہوا کیونکہ دعوی مختلف سورتون مین کیا گیا ہے - بقرہ - یونس - ہود اور بنی اسرائیل مین - اور ہومر - ملٹن - شکسپیر - مکالے - کالیداس - بالمیک - وارث نے کب دعوی کیا کہ ہمارا کلام بےنظیر ہے کہ انسانی کلام نہین بلکہ الٰہی کلام ہے پس بات یہی صحیح ہے کہ مثل کی کوئی قید نہین کی مطلق مثل قرآن کریم طلب کیگئی تھی اور مخالف نہ لا سکے -

سوال نمبر ۱۱۵ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا پر اعتراض کیا ہے چھہ دن مین آسمان و زمین بنائے مان باپ سے انسانی نطفہ کی پیدائش - پھر آدم و مسیح کی پیدائش - سونٹے کا سانپ - پتھر سے اونٹنی - خدا مکار - فریبی - ان باتون پر اعتراض کیا ہے -

الجواب چھہ دن کا جواب دیکھو سوال نمبر ۱۵ - ۳۷ - ۳۸ صفحہ مین اور ستیارتھ ۲۹۰ مین انسانی پیدائش کو دو طرح بتایا ہے - ایک کو ایشری سرشٹی کہا ہے الٰہی پیدائش اور اسکو بلا نطفہ مانا ہے اور دوسری میتھنی سرشٹی کہا یعنے جماع سے ماں بچہ کا پیدا ہونا - جب کئی قسم کی پیدائش دیانند کے نزدیک مسلم ہے تو پیدائش

آدم اور پیدائش مسیح پر اعتراض ہی کیا رہا۔ آدم بلا ماں باپ اور مسیح بلا باپ پیدا ہوئے۔ اقسام سرشتی میں یہ بھی ایک سرشتی ہے۔ دیکھو جواب سوال نمبر ۲۲ و ۲۳۔ اور پتھر سے اونٹنی کا پیدا ہونا میں نے قرآن وحدیث آثار صحابہ اور اقوال ایمہ اربعہ میں ہرگز نہیں دیکھا۔ سانپ کا سوٹا دیکھو جواب نمبر ۲۸ صفحہ ۱۱۔ اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۳۔ اعلی ستوگنیون کا حال کہ وہ آوجیت (لطیف ترین مادہ کو) کو شکل میں لانے اور پرکرتی (علہ مادہ) پر قابو پانے مین کامیابی حاصل کرتے ہین۔ پس معجزات کے ماننے مین تم لوگ کیون کر انکار کرسکتے ہو۔

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (پ ۵ نسا) کے معنی اگر قرآن جناب الٰہی کیطرف سے نہ ہوتا تو اسمین بڑا اختلاف ہوتا۔ بات یہ ہے کہ لمبے چوڑے دعوے کرنیوالے کئی قسم کے ہوتے ہین اول پاگل۔ اور ظاہر ہے کہ ان کے تمام دعاوی صرف مہمل اور نقش بر آب ہوتے ہین انکی دشمنی اور دوستی کچھہ بھی قابل اعتماد نہین ہوتی قرآن کریم نے نبی کریم کو اس اتہام سے یون بری کیا مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ (پ ۲۹ ن) اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے رب کے فضل سے تو مجنون نہین کیونکہ تو اعلی اخلاق پر ہے اور مجنون کے اخلاق وفضایل اعلی کیا ادنی درجہ پر بھی نہین ہوتے۔ پھر مجنون تمام دن اور رات مین کوئی کام کرے اسکے کامون پر کچھہ نتائج وثمرات صحیحہ واقعیہ مرتب نہین ہوا کرتے اور جو تو نے کام کئے ہین ان کے نتائج تو بھی دیکھہ لیگا اور تیرے مخالف بھی دیکھہ لین گے کہ مجنون کون ہے۔

اب غور کرو کہ جابجا قرآن کریم مین دعوے کیا گیا کہ ہم (اللہ تعالی) رسولون اور اُن کے ساتھہ والونکی نصرت وتائید کرتے ہین اور یہ گروہ ہمیشہ مظفر ومنصور ہوتا ہے۔ غور کرو۔ جب رسول آے وہ آخر ہمیشہ منصور اور اُن کے مخالف ذلیل اور خوار ہوئے جیسے فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (پ ۲۴ مومن) بے ریب ہم (اللہ تعالی اور اسکے ملایکہ) نصرت دیتے ہین اپنے رسولون کو اور ان کو جو ایمان لائے (ماننا ان رسولون کو) اسی ورلی زندگی مین اور فرمایا فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (پ ۲۸ منافقون) اور اللہ ہی کیلئے عزت ہی اور اس کے رسول کیلئے اور مومنون کے لئے اور فرمایا اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ ۱ البقرہ) وہی ہدایت پر ہین اور وہی مظفر ومنصور اور بامراد ہین۔ دیکھہ! فرمایا سر مو تفاوت اسمین نہ ہوا۔

نبی کریم اور آپ کے جان نثار صحابہ کرام تمام مخالفون کے سامنے مظفر منصور بامراد ہے۔ اگر اللہ تعالی کیطرف سے یہ بات نہ ہوتی تو اسکے خلاف ہوتا اور یہ بات مجنون کی بڑ بن جاتی۔ مخالفون کے حق مین فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (پ ۲۸ مجادلہ) یہ مخالف شیطانی گروہ ہے خبردار رہو۔ بے ریب شیطانی گروہ ناکام رہیگا۔ اور فرمایا فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ (پ ۹ انفال) تیرے مخالف مال و دولت خرچ کرینگے۔ پھر ان پر افسوس ہوگا اور مغلوب ہونگے (اب ہمارے مخالف بھی اموال خرچ کرتے ہین دیکھین کس قدر وہ خرچ مفید ہوتا ہے) پھر بار بار بتایا کہ منکرون پر عذاب عظیم ہوگا۔ پھر دیکھہ تمام عرب و عراق عرب و عراق عجم۔ شام و روم و مصر و بربر کے مخالفون پر کیسے کیسے عذاب آئے۔ عرب ریگستان کے باشندے خشن پوش کھجور پر زندگی بسر کرتے تھے ان کے لئے کہا گیا۔

بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (پ البقرہ)

پھر دیکھا اب تک ہم لوگ قریش اس جنت کے مالک ہین۔ وہ بصیرت تو تم کو نہین کہ اتباع نبی کریم کو حقیقی جنتون کے بھی وارث ہوتے دیکھے۔ مگر ظاہری جنت کی وراثت سے تم بے خبر نہین ہو سکتے جناب الہی نے آپکے مخالف منافقون کے لئے خبر دی اور فرمایا وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا انہون نے بڑی بڑی ارادے کئے مگر کامیاب نہ ہوئے پھر دیکھا کوئی کامیاب ہوا۔ نہین اور ہرگز نہین۔ اگر قرآن کریم اللہ الغاور اور العالم کیطرف سے نہ ہوتا تو اسکی کوئی تعلیم تو سنن الٰہیہ ثابتہ کے خلاف ہوتی کیونکہ تم مانتے ہو کہ ان پڑھون مین ان پڑھ رسول تھے۔ عرب مین کوئی کتاب۔ مدرسہ۔ یونیورسٹی قرآن کے لئے نہ تھی وہان اگر یہ کتاب تصنیف ہوئی تھی تو تیرہ سو برس کی تحقیقات یورپ نے کوئی امر قرآن کریم کا خلاف سائنس ثابت کر دیا ہوتا مگر مین چیلنج کرتا ہون کہ ایسا نہین ہو سکا۔

پھر قرآن کریم کی تعلیم

مشترکہ تعلیم انبیاء و رسل کے خلاف نہین۔ اٹکل پچو باتین کرنیوالے کی باتین اکثر غلط نکلتی ہین پس اگر قرآن کریم اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو اسکی اکثر باتین غلط نکلتین۔

(یہ سوال کسی غلطی سے اپنے موقع سے ٹل گیا ہے فہرست مین اصلاح کر دی ہے)

سوال ۲۸۷۔ ایک شخص کو قیامت کا یقین دلانیکے لئے مار دیا۔ سو سال بعد زندہ کیا۔

گدھے کی ہڈیان بوسیدہ ہین پہر گدہا زندہ - اور اسکا کہانا بھی سو سال تک نہ سڑا - خراب ہوگا -

الجواب - تم نے پہلا جہوٹ اس سوال مین یہ بولا ہے کہ قیامت کا یقین دلانے کو ایسا کیا گیا حالانکہ یہ بات قرآن مجید مین نہین - دوسرا جہوٹ تمنے بولا گدہے کی ہڈیان بوسیدہ ہین - تیسرا جہوٹ تمہارا یہہ ہے پہر گدہا زندہ کیا گیا - اڈہائی تین سطر مین تین جہوٹ - یہ ہے تمہارا ست کا لینا اور اسَت کا ترک کرنا - مینے جو جہوٹ ثابت کئے ہین اگر شبہ ہے ہو تو ایک کو قران و احادیث صحیحہ سے یا عقل سے ثابت کرکے دکہاؤ - اگر ہمام کتب سے دکہاؤ تو ہم وید کی تفاسیر سے وہ کچھ عجائبات تمکو ثابت کرکے دکہائینگے جو کم سے کم غیرت مند کیلئے شرم کا موجب ہون -

اوزہریلے سانپو! تمکو کیدن اور کس وجہ سے یقین ہوا کہ تم ان بہانون سے آنیوالے غضب الٰہی سے بچ جاؤگے - اللہ تعالی کے راستبازون سے اور راستبازی سے عداوت کرنا اور ابطال حق کے لئے یہ شوخی اور چالبازی اللہ تعالی جانے تمہین کہان پہنچاے گی - تاکہ کسی باعث گورنمنٹ تم کو اعلی عہدہ نہ دیتی مگر ان شرارتون سے تمکو حقیقی کامیابی کا کیون یقین ہوا - ہم تمہاری آریہ سماج مین جانے سے ناراض نہین کیونکہ ہمارے لئے تمہارا ارتداد بھی خوشی کا باعث ہے کیونکہ قران کریم مین ایسے ارتداد اور مرتدون کے بدلہ ہمکو وعدہ دیا گیا ہے مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (پ ۶ مائدہ) **سنو!** قصہ تو بہت ہی صاف تہا جبر اعتراض ہے

۱ - ایک شخص کی نسبت قرآن مجید مین ہے کہ اسکو اللہ تعالی نے سو برس مار دیا اللہ تعالی سچا اور اسکا کہنا سچ ہے - وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا (پ ۵ نسا)

۲ - وہ شخص کہتا ہے کہ مین ٹہرا ایک دن یا اسکا کچھ حصہ ممکن تہا کہ اس شخص کا کہا بمقابلہ فرمان الٰہی غلط مانا جاتا - مگر حضرت حق نے اسکے قول کی بہی تصدیق کردی - جبکہ فرمایا دیکھہ تیرے کہانے اور پینے پر برس نہین گزرے اور نہ سڑا نہ بسا - اور گدہے کو دیکھہ موجود ہے اور ظاہر ہے کہ سو برس کہانے پینے اور گدہے پر تو نہین گذرا اسوا لا وہ رہتے ہی نہ - پس دونون باتین سچ ہوئین

۳ سو برس گذرا اور یوم یا بعض یوم بہی - سو ایسا واقعہ عالم رویا مین ممکن ہے نہ اسکے سوا - اور اسکی نظیر قرآن کریم میں موجود ہے - سورہ یوسف مین ہے کہ ایک بادشاہ نے سات برس کا قحط اور سات برس کا سماں اسی ایک یوم او بعض یوم مین دیکہا اور اکثر لوگ طوالت کو رویا مین چہوٹے سے وقت مین

میں دیکہتے ہین -

۴ - ہڈیون پر گوشت کا چڑہنا اول نوع عام نظارہ قدرت سے ہی جسکا ذکر قرآن فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا (پ۱۸ - مومنون) کے کلمات مین فرماتا ہے -

۵ - اس واقعہ کا مختصر بیان کتاب حزقیل مین موجود ہے اور حزقیل کی کتاب آجکل معتبر ہے کیونکہ بائبل کی جزو قرار دی گئی ہے - دیکہو حزقیل ۳۷ باب ایک آیت سی ۱۳ تک

خداوند کا ہاتہہ مجہہ پر تہا اور اس نے مجہے خداوند کی روح مین اٹہا لیا اور اس وادی مین جو ہڈیون سے بہرپور تہی مجہے اتار دیا اور مجہے ان کے آس پاس چوگرد پہرایا - اور دیکہہ وے وادی کے میدان مین بہت تہین اور دیکہہ وے نہایت سوکہی تہین اور اوس نے مجہی کہا کہ اے آدمزاد کیا یہہ ہڈیان جی سکتی ہین - مینے خواب مین کہا کہ اے خداوند یہوواہ تو ہی جانتا ہے پہر اس نے مجہے کہا کہ تو ان ہڈیون کے اوپر نبوت کر اسی نبوت سی وہ (آیت ہوئی) اور ان سی کہہ کہ ای سوکہی ہڈیو تم خداوند کا کلام سنو - خداوند یہوواہ ان ہڈیون کو یون فرماتا ہے کہ دیکہو تمہارے اندر مین روح داخل کرونگا اور تم جیوگے اور تم پر نسین بٹہلاؤنگا اور گوشت چڑہاؤنگا اور تمہین چمڑے سے مڑہونگا - اور تم مین روح ڈالونگا اور تم جیوگے اور جانوگے کہ مین خداوند ہون سو مین نے حکم کے بموجب نبوت کی اور جب مین نبوت کرتا تہا تو ایک شور ہوا - اور دیکہہ ایک جنبش اور ہڈیان آپس مین ملگئین ہر ایک ہڈی اپنی ہڈی سے - اور جو مینے نگاہ کی تو دیکہہ نسین اور گوشت ان پر چڑہ آئے اور چمڑے کی ان پر پوشش ہو گئی - پر ان مین روح نہ تہی - تب اوس نے مجہی کہا کہ نبوت کر تو ہوا سے نبوت کر اے آدمزاد اور ہوا سے کہہ کہ خداوند یہوواہ یون کہتا ہے کہ ای سانس تو چارون ہواؤن مین سے آ اور ان مقتولون پر پہونک کہ وی جئین سو مینے حکم کے بموجب نبوت کی اور اس مین روح آئی اور وے جی اٹہے اور اپنے پاؤن پر کہڑے ہوئے - ایک نہایت بڑا لشکر - تب اس نے مجہی کہا کہ اے آدمزاد یے ہڈیان - ساری اسرائیل ہین - دیکہہ یے کہتے ہین کہ ہماری ہڈیان سوکہہ گئین اور ہماری امید جاتی رہی - ہم تو بالکل فنا ہو گئے - اسلئے تو نبوت کر اور ان سی کہو کہ خداوند یہوا یون کہتا ہے - کہ دیکہہ اے میرے لوگ مین تمہاری قبرون کو کہولونگا اور تمہین تمہاری قبرون سے باہر نکالونگا اور اسرائیل کی سرزمین مین لاؤنگا - آہ اب غور کرو کہ یہان اسرائیلی لوگون کی تباہی اور پہر انکی آبادی

کی پیشگوئی ہے کہ یہ لوگ کامل تکلیف بدحالی کے بعد اپنے ملک مین آباد ہو جاوینگے یہان قران مین
ہی سورہ بقرہ مین صحابہ کو جو تکالیف مکہ مین پہنچین اور وطن سے بے وطن ہو کر کہین حبش مین اور کہین
مدینہ طیبہ مین حیران ہوتے تہے انکو تسلی دیجاتی ہے کسی کا زندہ و آباد کرنا کسی کو ہلاک کرنا اللہ تعالی
کے قبضہ قدرت مین ہے۔ اسکے تہوڑے فاصلہ پر پہلے فرمایا جالوت کو۔ طالوت نے ہلاک کر دیا
حالانکہ وہ غریب اور بنی اسرائیل کی نظر مین ذلیل تہا۔ اور پہر داؤد علیہ السلام نے کسطرح ایک اور
جالوت کو تباہ کیا۔ حالانکہ حضرت داؤد اسوقت تک بچہ اور بہت غریب تہے اور جالوت بڑا زبردست
اور چالاک تہا۔ قتل کا وقوعہ تو لابد ہے مگر تم تسلی رکہو تمہارا ہی رب القادر جو زندہ کرتا ہے اور وہی تمہین
طیبہ زندگی عطا کریگا جس طرح اُس نے بنی اسرائیل کو زندہ کیا۔ جب بابلیون نے انہین خاک مین ملایا تہا
ان کا بیت المقدس آخر سو برس کے عرصہ مین آباد ہو ہی گیا۔

سوال نمبر ۱۱۶ قرآن ہدایت کیلئے ہے مگر اس مین معمولی جہارزون[1] کا کیا مطلب حروف مقطع کا اصل
کسی کی سمجھ مین نہین آیا۔ اصحاب بہی زور لگا چکے۔ پہر قصہ[2] اصحاب الفیل کا ذکر کیا ہے اِنَّ شانئک
ہو الابتر رب[3] کوثنا کا ترجمہ کیا ہے تیری بزرگی کی قسم کہ وہ شخص ابتر ہے۔ اور قرآنی خدا اور شیطان کے
جہگڑے[4]۔ آدم و حوا[5] کے فسانے۔ گہناونی[6] بہشت۔ ڈراونے[7] دوزخ۔ توبہ[8] و استغفار[9]۔ شفاعت[10]۔ حشر[11]
ونشر۔ حساب[12] و کتاب[13]۔ ترازو[14]۔ پل صراط[15]۔ فرشتہ[16]۔ جن[17]۔ گوشت خوری[18]۔ حیوانی قربانی[19]۔ پتہر[20] کے چومنے
مکان[21] کے ارد گرد گہومنے۔ دن کو بہوکا[22] رہنے۔ رات[23] کو خلاف قاعدہ کہانے۔ عبادت[24] مین ٹانگ
ہاتہ ہلانے[25]۔ اٹہنے[26]۔ بیٹہنے[27]۔ عورتون پر جبر[28]۔ مالا یعنی باتون کو نہ ماننے والے مگر اعلی زندگی رکہنے والونکو
کافر[29] کہنے۔ ان سے نفرت[30]۔ لڑنے[31]۔ بہڑنے۔ لوٹنے[32]۔ گہوٹنے[33]۔ قید کرنے[34]۔ قتل کرنے[35]۔ خدا کے ساتہ[36]
دوسرے کو شریک کرنے کی باتین قران مین ہین۔
نیوگ[37] زنا کا بیخکن ہے۔ عورت[38] کو بجائے کہیتی اور غلام کہنے کے اردہ انگنی[39] اور اولاد کے لئے
بتایا گیا ہے۔ مگر عورت کو اسلام نے گائے بکری سمجہا ہے جب چاہا رکہہ لی اور جب چاہا نکال دی۔ سبال
برہم چاریہ و یانند تہے۔

الجواب منصف ناظرین ذرا سوال کو دیکہین کہنے کو تو ایک سوال ہے اور لکہنے کو چہتیس بلکہ چالیس
سوال ہین ان مین جتنی گندی باتین ہین اور جتنی اچہی ہین سب ہی ویدک دہرم مین موجود ہین مگر

اتنی بات ہے کہ اسلام ان مین سے سچی اور صحیح باتون کا قایل ہو اور تمام گندی اور قابل نفرت باتون سے پاک ہے علاوہ برین قرآن کریم تمام خوبیون سے موصوف ہے اور ہماری گواہی تو سچ ہے کیونکہ ہمنے اسلام کے اندرونی اور بیرونی حالات سے پوری آگہی کے بعد لکہا ہے اور تمہاری گواہی غلط ہے کیونکہ تم قرآن و وید دونون مین سے بیخبر ہو - قرآن مجید سے بے خبری کا ثبوت تمہارا رسالہ ترک اسلام ہے اور ویدون مین سے بیخبری یہ ہے کہ تم جس وزنیہ لیکچر دیتے ہو اس روز تم آریہ سماجی ہوئے -

کے آمدی و کے پیر شدی +

بہرحال سنئے - ہمنے مقطعات کا جواب کچہ تو پہلے ہی سوال کے جواب مین صفحہ نمبر ۱۲ مین دیا ہے مگر شاید کسی سلیم الفطرت کو فایدہ ہو اسلئے تفصیل کیساتہہ جواب لکہتے ہین ہمارا جواب الزامی بہی ہوگا اور نقلی بہی - مگر آخر عقلی بہی - والحمد للہ رب العالمین - پہر الزامی جواب کی تین قسمین ہونگی - ایک خود تمہارے ساتہہ خاص ہوگا اور دوسرا تم سے علاوہ مناظر قدرت مین دکہائینگے کہ اللہ تعالی کو اسلام کی کس قدر رفاہ منظور ہے کہ جو سوال مخالفون نے اسلام پر کیا ہے خود اس اعتراض کے ہدف ہین اور محض ہٹ دہرمی سے اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہین لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ اور تیسرا جواب خود وید سے اور آریہ کی مسلم کتب سے دینگے -

ہمارا نقلی جواب بہی تین ہی حصون پر منقسم ہوگا - اول اقوال صحابہ کرام سے دوم تابعین صحابہ کے کلمات صحیحہ سے اور علماء سے اور دکہائینگے کہ ہمارے ائمہ مین اختلاف و تضاد ان کے معانی مین تہا بلکہ عربی علوم مین یہ عام رواج ہے - پہر ساتوان جواب عقلی ہوگا - کیونکہ سات کا عدد کامل عدد ہے اسی واسطے سات طبقات پر زمین - بحار اور آسمانون کا قیام ہے دیکہو ہوم کار گوید کا ترجمہ صفحہ ۸۱ -

اول اگر مقطعات کا استعمال معمے و چیستان اور پہیلی ہے اور اس لئے تمکو اس سے تنفر ہے تو ایف اے اور بی اے کیون ہوئے اور اس پر تمہارا فخر کیون ہے - تمنے بی اے ہونے سے دکہایا ہے کہ تمنے دہوکا نہین کہایا اور بی اے وغیرہ تو مقطعات ہین مطلب تمنے خوب سمجہہ لیا کہ بی اے اگر معما نہین تو الم کیون معما ہے [له] - دوم تمہارا منہ کالا کرنے کو اسوقت تمام دنیا کے مہذب بلاد اور تعلیم یافتہ قومون کی دکانون - مکانون - چیزون - نامون عہدون - ڈگریون اور اعلی عزت و عظمت کے خطابون مین انہی معمے و پہیلی مقطعات کا استعمال ہو رہا ہے لوگون نے ہی عام طور پر اسکو قبول نہین کیا بلکہ گورنمنٹ نے

له بی - اے کو بہی کوئی کوئی سمجہتا ہے اور الم کو بہی کوئی کوئی ۱۲ منہ

اپنے محکمون - ریلون - سٹیشنون کو بھی یہی ٹیکا لگایا ہے فارن آفس کی تمام تحریرون کا انہین پر مدار ہے جو حکومت کی اصل کل ہے - ڈی - اے - وی دیانندی کالج اسی بہلی سے زینت یافتہ ہے یونانی (ا) اغطس - اگست - ایلوس - برس - سال - ایٹیکو - پرانے وغیرہ بندرہ کلمات کے اختصار پر بولا کرتے تھے (ل) لوٹیس - لوکس جگہ کے معنی مین (م) مجسٹریٹ - مانونٹ بمعنے یادگار پر بولتے ہین -

ف سوم تمہارے کہا تم تو غالبًا دہریہ ہو بلکہ آریہ کے وید کے سر پر اور اسکے اندر اور تمہاری ستیارتھ پرکاش کے سر پر اور اسکے اندر تمہارے منو شاستر کے ادھیاے ۲ شلوک ۷۶ - تمہاری گایتری کے سر پر - تمہارے لکچر کے ابتدا مین تمہارے عام لکچرون کے ابتدا مین تمہارے ویاکھیانون کتابون کے سر پر سوامی جی صداقت کے لئے **اوم** کا لفظ جو آ - اُ - م کے مقطعات سے بنا ہے زور سے گواہی دیتا ہے کہ خبردار قرآن کریم پر ایسا اعتراض مت کرنا - بیلحاظ تو کرنا مگر اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ (پ انبیا) تم اسکے شنوا نہوئے - تمہاری ستیارتھ کا پہلا صفحہ اسی مقطعات کی تشریح مین سیاہ کیا گیا - گر حیف کہ تم شنوا اور بینا نہوئے - تمہاری منوجی ادھیاے ۲ کے شلوک ۷۶ مین بول اوٹھے کہ (ا) کار (اُ) اُکار (م) مکار ان تین الگ الگ اکھرون کو اور بہو - بہواہ - سواہ ان کو بھی برہما جی نے بیدون سے نکالا - مگر تمنے ف بجاے اسکے کہ اس سے سبق لیتے الٹا اس مین شرارت سی کام لیا اور جن کو ملیچھ کہتے تھے انکی اتباع کی - یہ ہین آلہی آیات اور معجزات اور یہ ہین ثبوت تمہاری شرارت اور بے ایمانی کے -

لطیفہ - اوم کے تیسرے حرف کا نام مکار کے بدلہ مین آریہ نے اپنی ستیارتھ پرکاش مین ما کا لفظ رکہا ہے حالانکہ ان کی زبان مین ما کا لفظ نہین اور ستیارتھ پرکاش کے ترجمہ پر اُنہی مین (م) رکہا ہے جو اسلامی طرز کا لفظ ہے - یہ ہے روزانہ مذہبی اصلاح جس کو تم ہر روز کرتے ہو - دوسرا لطیفہ اوم کا پہلا لفظ اصل مین الف ہے اور آخری لفظ میم ہے پس ادم کا سارا لفظ اپنے ابتدا اور انتہا سے قرآن کے مقطع الٓمّ کے الف پہلے حرف اور میم آخری کا حرف شاہد ہے - اس شہادت پر بھی تم معترض ہی رہے - افسوس -

نقلی جواب

صحابہ کرام نے فرمایا ہے دیکھ یہ وہی اصحاب الرسول ہین جنکی نسبت تونے بکواس کی ہے کہ اصحاب الرسول بھی زور لگا چکے مگر ...... ابن جریر - معالم التنزیل - ابن کثیر - تفسیر کبیر - درمنثور وغیرہ مین لکھا ہے

علی المرتضےٰ ابن مسعود اور ناس من اکثر اصحاب النبی اور ابن عباس کے نزدیک یہ تمام حروف جو سورتون
کے ابتدا مین آئے ہین اسماء الٰہیہ کے پہلے اجزا ہین - ابن جریر نے بہت بسط سے اس بحث کو بیان
کیا ہے اور کہا ہے کہ قرآن کریم کہلی عربی مین ہے - پس ممکن نہین کہ اسمین ایسے الفاظ ہون جو ہدایت
عامہ کے لئے نہ ہون - پہر صحابہ و تابعین کی روایات کا بسط کیا ہے - آخر کہا ہے کہ ان مقطعات کو
صحابہ کرام نے اسماء الٰہیہ کا جزو مانا ہے - اور بعض نے ان پر اسماء الٰہیہ کا اطلاق کیا ہے اور بعض نے
کہا ہے کہ ان سے قسم لی گئی ہے - انکو اسماء السور - اسماء القرآن - مفتاح القران بہی کہتے ہین - آخر
مجاہد کی روایت لی ہے کہ یہ بامعنی الفاظ ہین - اور الربیع بن انس تابعی کا قول نقل کیا ہے کہ انکے
بہت معانی لینے چاہئے اور یہہ بہی کہا ہے کہ یہ اسماء و افعال کے اجزاء ہین

بالآخر الربیع بن انس کی روایت پر کہا ہے کہ یہہ سب معانی صحیح ہین اور ان مین تطبیق دی ہے - مین
کہتا ہون بات کیسی آسان ہے کیونکہ ان حروف کا اسماء الٰہیہ کی جزو ہونا تو قول حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام
کا ہے اور ابن مسعود اور بہت صحابہ اور ابن عباس کا رضوان اللہ علیہم اجمعین - پس یہ معنی اصل ہوئے
اور جن لوگون نے کہا کہ یہ اسماء الٰہیہ ہین انہون نے اصل بات بیان کر دی کیونکہ آخر ان اسماء سے اسماء الٰہیہ
ہی لئے گئے - اور چونکہ اسماء الٰہیہ کے ساتہہ قسم بہی ہوتی ہے اسلئے یہ تیسرا قول بہی پہلا قول ہی ہوا
پہر چونکہ سورتون کے نام ان کے ابتدائی کلمات سے بہی لئے جاتے ہین اسیواسطے فاتحۃ الکتاب کو الحمد للہ
رب العالمین اور سورہ اخلاص کو قل ہو اللہ احد کہتے ہین اور اسی لئے یہ حروف مفاتح السور اور اسماء
السور ہوئے اور چونکہ ہر ایک سورۃ کو قرآن کہتے ہین جیسے آیا ہے اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا
اور فرمایا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فاستمعوا لہ اسلئے بعض نے انکو اسماء القرآن بہی کہا ہے پس مجاہد کا قول
کہ یہ حروف موضوع ہین معانی کے لئے اور ربیع بن انس کا یہہ قول کہ انکے بہت معانی ہین درست
و صحیح ہے اور یہہ تمام اقوال پہلے قول کے مؤید ہین اور انہین معنون کے قریب بلکہ عین ہے - وہ قول
جو ابن جریر مین ہے کہ الٓمٓ کے معنی انا اللہ اعلم ہین پس جو معانی صحابہ کرام نے کئے ہین وہ بالکل صحیح ہین
اول تو اسلئے کسی نے ان صحابہ کرام پر اعتراض نہین کیا نہ صحابہ نے اور نہ تابعین نے نہ پچہلے علماء نے -
اور اگر کسینے ان کے علاوہ کہا ہے تو اسکا کہنا صحیح ہے جیسا ہمنے دکہایا ہے ابن جریر نے ان کل
معانی بلکہ ان کے سوا اور معانی لیکر سب کو جمع کرنے کو بہت پسند کیا ہے اور اپنے طور پر ان کو جمع کر کے

بہی دکہایا ہے ابن جریر کی یہ عبارت بڑی قابل قدر ہے جو آخر مقطعات پر لکہی ہے:- ان اللہ عز ذکرہ
اراد بلفظہ الدلالۃ بکل حرف منہ علی معان کثیرۃ لا معنی واحد کما قال الربیع بن
انس وان کان الربیع قد اقتصر علی معان ثلثۃ دون ما زاد علیہا۔ والصواب فی
ذلک عندی ان کل حرف منہ یحوی ما قالہ الربیع وما قالہ سائر المفسرین ولستثنی
شیئا۔ ربیع کے تین معنے یہ ہین۔ اول الم مین الف سے اللہ۔ لام سے لطیف اور میم سے مجید
دوم الف سے اللہ تعالی کے آلاء و انعامات اور لام سے اسکا لطف اور میم سے اسکا مجد۔ پہر الف سے
ایک لام سے تیس میم سے چالیس عدد۔ ابن جریر کا منشا یہہ ہے کہ اگر کوئی اور معانی بہی لے (جیسے
کہا گیا ہے کہ الف سے قصہ آدم۔ اور لام سے حالات بنی اسرائیل اور میم سے قصہ ابراہیم مراد ہے) جب بہی
درست ہی۔ زمخشری اور بیضاوی نے علوم قرأت و صرف کے بڑے بڑے ابواب کا پتہ ان سے لگایا ہے
اور شاہ ولی اللہ نے غیب غیر متعین کو متعین اس عالم مین مانا ہے۔ اور مبرد اور دیگر محققین۔ فراء و قطرب
و شیخ الاسلام الامام العلامۃ ابو العباس ابن تیمیہ اور الشیخ الحافظ المجتہد ابو الحجاج المزی اور زمخشری کا
قول ہے کہ یہ منکرون کو ملزم کرنے کے لئے بہی بیان کئے گئے ہین مثلاً مخالفون کو تحدی سے کہا گیا کہ
الف حرف ہی جو گلے سے نکلتا ہے اور لام درمیانی مخارج سے اور میم آخری مخرج ہونٹھ سے ہے۔ پس جبکہ
ان معمولی لفظون سے قرآن کریم بنا ہوا ہے تو تم اسکی مثل کیون نہین بنا سکتے۔

معجزہ

اب ہم تینون الزامی اور تینون نقلی جوابون سے فارغ ہو کر عقلی جواب دیتے ہین۔ ناظرین! کیا معجزہ
قرآنی نہین کہ مقطعات قرآن کریم پر مخالفان اسلام کا اعتراض ہو اور تمام دنیا کے مخالفان اسلام اسلامیون سے
بڑہ چڑہ کر ان حروف مقطعہ کے استعمال مین مبتلا دکہائے جائین اور ہم نے تو صحابہ کرام کے اقوال سے ان کے
معانی کو ثابت کیا ہے مگر معترض لوگ ا۔ ا۔ م کے معنی ملہمان وید کے صحابہ سے بتائین تو سہی۔ سو وا رب
برس کی تصنیف کتاب کونسی ہے جسمین یہ معانی لکہے ہوئے ہین جو سند مہیا ودہی بلکہ ستیارتہ کے پہلی
ہی صفحہ مین لکہے ہین اور پہر جب اسلام کی کتب مین یہ معانی موجود ہین تو ان پر اعتراض کیون ہے اور
اس طرح اختصار سے کلام کرنا تو عربی علوم مین عام مروج ہے بلکہ اسکے علاوہ کئی طریق سے اختصار کیا جاتا ہے
مثلاً بسمل۔ حمدل۔ حوقل۔ رجع۔ ھلل۔ اور مثلاً خود قرآن کریم کے آیات لگے نشان پر ط مطلق
اور ج جائز۔ ص صلی۔ کا اختصار ہے۔ اور قرآنون کے اوپر ع رکوع کا چنانچہ ع اس طرح کے نشانون

میں اوپر کا نشان پارہ کا یا سورۃ کا اور اوپر والا اگر پارہ کا نشان ہے تو نیچے والا سورۃ کا اور اگر اوپر والا سورۃ کا ہے تو نیچے والا پارہ کا۔ درمیانی ہندسہ آیات رکوع کا نشان ہی۔

علم قرایت مین قمی لیشوق کے مقطعات سات منازل قرآت کا نشان ہے۔

علم حدیث مین نا۔انا۔ح۔ث۔ن۔د۔ق۔م۔خ۔حدثنا۔اخبرنا۔حول السند۔ترمذی۔نسائی ابوداؤد۔متفق علیہ مسلم و بخاری کے نشان ہوا کرتے ہین

علم فقہ مین صدہا علامات ہوتی ہین انکا ایک فقرہ ہے مسئلہ البیر جحط کوئین کے پانی مین ایک خاص امر مین اختلاف پر لکہا ہے کہ اس وقت پانی نجس ہوا ہے یا بر حال تہا ہے یا طاہر و پاک رہتا ہے

علم صرف مین س سمع یسمع کا نشان ک کرم ن نصر ض ضرب کا ف فتح یفتح کا

نحو مین ط عطف کا نشان ح تعلق کا۔مف مفعول کا وغیرہ

لغت مین ۃ بلدۃ کا ج جمع کا۔کا فہ کسرہ عین ماضی فتح عین مضارع کا نشان ہی

طب میں مکلا من کل واحد کا نشان ہے جس کے معنی ہین ہر ایک سے۔

عقلی جواب۔قبل اسکے کہ عقلی جواب بیان ہو ہمین ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عقلا کی بعض اصطلاحات بیان کیجاوین اور اسوقت ہم صرف ویدک معتقدون اور اسلامی فلسفون کے اصطلاحات پر اکتفا کرتے ہین

علۃ فاعلیہ یا فاعل کام کرنیوالے کو کہتے ہین۔سنسکرت اس کا نام نمت کارن ہی۔علۃ مادیہ۔مادہ جس سے کوئی چیز بنتی ہے اسکو اپادان کارن کہتے ہین۔علۃ صوریہ صورت شکل اور آلات وغیرہ کو سادہارن کارن کہتے ہین۔علۃ غائیہ اصل مقصود کو پریوجن کہتے ہین۔

مثلاً اس کتاب کا مصنف و متکلم فاعل ہے اور اسکا نمت کارن مصنف کے علوم وغیرہ اوپادان کارن ہے اور اسکے آلات و اسباب مثلاً قلم و سیاہی کاغذ وغیرہ سادہارن کارن ہین اسکا اصل مقصود یعنی ناسمجھون کے سامنے صداقتون کا اظہار اسکا پریوجن ہے۔

دلائل کی چند اور اصطلاحین

۱- آلہی اقوال یا اچھے لوگون کی بات کی سند لینا سمعی دلیل ہے اور اسکو سنسکرت مین شبد کہتے ہین۔

۲- تشبیہ کو اپمان کہتے ہین علۃ سے معلول کو سمجھنا لم کہلاتا ہے اور معلول سے علت کو سمجھنا ان ہے

۳- اور استقراء سے پتہ لگانا تمثیل ہے اور ان سب کو انومان کہتے ہین +

۴- مشاہدات سے استدلال سنسکرت میں پرتیکش ہے - جو حس ظاہر سے استدلال ہو - یا حواس باطنہ سے +

دلائل میں پہلی دلیل شبد ہے اس سے ہمنے استدلال نقلی دلائل مین کیا ہے -

دوسری دلیل ایمان یا تشبیہ ہے اس دلیل سے ہم نے یون کام لیا ہے کہ جس طرح مقطعات تمہارے مقدس وید مین ہین اسی طرح ہماری مقدس کتاب مین ہین جس طرح وہان اسمار الٰہیہ لئے گئے ہین اسی طرح یہان لئے گئے ہین - فرق اتنا ہے کہ اسلامیون کے پاس ایک قاعدہ ہے اور تمہارے یہان دھینگا دھانگی ہے کہ آ سے یہ لو اور آ سے یہ اور م سے یہ مراد لو -

تیسری دلیل انومان سے ہم نے یون کام لیا ہے کہ ہمنے استقراء کیا ہے کہ ہندو - سناتن - آریہ - یورپ امریکہ کے لوگ مقطعات کو اجزاء کلمات تجویز کرتے ہین تو ہمنے اسی استقراء سے مقطعات قرانیہ کو اجزاء کلمات طیبات لیا ہے -

اب چوتھی دلیل پرتیکش یون ہے کہ کلمہ طیبہ الٓمّٓ - ذٰلِكَ الْكِتٰبُ - لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ چار جملے ہین چوتھا جملہ مطلب وغایت کو ادا کرتا ہے اور تیسرا جملہ سروپ کو دوسرا جملہ مادہ کتاب کو تو ان ہر سہ مشاہدات ثلثہ سے یہ پتہ لگا کہ پہلا جملہ اس کتاب کے متکلم و مصنف کا پتہ دیتا ہے -

جواب سوال نمبر ۱۱۶ کا بقیہ کچھ تو صفحات ذیل مین ہے

۱۷	رات کو کہانا	۲۱۵-۲۱۷	۲۳	قید	۴۳ دیباچہ
۱۸	جبر عورتون پہ	۴۵-۵۲ دیباچہ	۲۴	قتل	۴۲-۴۳ دیباچہ
۱۹	کافر کہنا	۳۶-۳۷	۲۵	شرک	۱۰۵-۱۱۴
۲۰	کافر سے نفرت	״ ״	۲۶	عورت کو کہیت کہنا	۲۳۲-۲۳۴ و ۵۴ دیباچہ
۲۱	لڑائی	۴۲-۴۵ دیباچہ	۲۷	گویا عورت گائے بکری ہر	۵۰ دیباچہ
۲۲	لوٹ کہسوٹ	۲۲۸			

اور بقیہ کو ذیل مین مختصر ظاہر کرتے ہین اور مفصل انشاء اللہ تعالی دیانند کی ستیارتہہ پرکاش کے جواب مین لکہینگے

۱- طواف پر مختصر سا نوٹ - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مسجد کی تعمیر کے وقت سات دعائین کی ہین -

(۱) رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا (پ۱ البقرہ) اے ہمارے رب قبول ہی کرلے ہم سے -

(۲) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا (پ۱ البقرہ)

اے ہمارے رب اپنا ہی ہمین فرمانبردار بنادے اور ہماری اولاد سے ایک گروہ مسلم الخیر تیرا فرمانبردار ہو اور دکہا ہمین اپنی عبادت گاہین اور طریق عبادت -

(۳) وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ (پ۱۳ ابراہیم) بچائے مجہہ اور میری اولاد کو اس سے کہ بت پرستی کرین -

(۴) وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ (پ۱ البقرہ) اور رزق دے مکہ والون کو پہلون سے -

(۵) وَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ (پ۱۳ ابراہیم) کچہہ لوگون کے دل اس شہر والون کیطرف جہکادے -

(۶) وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا (پ۱ البقرہ) ان مین عظیم الشان رسول بہیج -

(۷) اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا (پ۱۳ ابراہیم) اس شہر کو امن والا بنا -

اور قرآن کریم مین ان دعاؤن کے قبول ہونیکا ذکر آیات ذیل مین ہے جو سات ہین -

اول - جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ (پ۷ مایدہ) اللہ تعالی نے کعبہ کو عزت والا اور حرمت والا گہر بنایا -

دوم - وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ (پ۱ البقرہ)

اور بے ریب برگزیدہ کیا ہمنے اسے اس دنیا مین اور بے ریب آخرۃ مین سنوار والون سے ہے -

سوم۔ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (پ البقرہ) ستھرا رکھو اس میرے
گھر کو طواف کرنے والوں۔ اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے۔
اور فرمایا وَهُدًى لِلنَّاسِ ہدایت کا مقام ہے لوگوں کے لئے۔
چہارم أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ (پ۳۰ قریش) کھانا دیا ان کو بھوک کے بعد۔
پنجم وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (پ۱ بقرہ) بیت اللہ کو لوگوں کیلئے جھنڈ در جھنڈ
آنے کی جگہہ بنایا۔
ششم۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (پ۲۸ جمعہ) اللہ وہ ہے جس نے بھیجا مکہ والوں میں رسول انہی میں
سے۔ پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں۔ پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انکو کتاب اور حکمت
ہفتم۔ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا (پ۴ آل عمران) اور جو داخل ہوا مکہ میں ہوا امن پانیوالا۔
سات دعائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام وبرکاتہ نے مانگیں اور ساتوں قبول ہوئیں۔ اسی طرح جناب
ہاجرہ علیہا السلام کو ایک بڑا ابتلا پیش آیا جسکا اشارہ ان باتوں سے ہوا۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ
مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ (پ۲ بقرہ) اور انعام دیگر
ہم تمکو بلا میں تھوڑے سی خوف اور بھوک اور مالوں کی کمی اور جانوں کے اور پھلوں کے نقصان سے۔
اور ان پانچوں پر اماں ہاجرہ نے إِنَّا لِلَّهِ اور إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہا ہم سب اللہ کے ہیں اور اسیکی
طرف جاتا ہے پس اپنے دو اقوال سے صبر واستقلال اور ایمان کا اظہار فرمایا اس واسطے اللہ تعالی
کریم ورحیم نے اوسکی اولاد کو آمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ امن دیا انکو عظیم الشان ڈر سے أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ
پ۳۰ قریش۔ کھانا دیا اون کو بھوک سے اور بلدہ کو بلدہ مبارک فرما کر کثرۃ اموال وانفس وثمرات اور الصبر
کا انعم الاجر صلوات ورحمت عطا فرما کر اسکی اولاد کو ہدایت یافتہ فرمایا اور اسی واسطے اس قصہ کے بعد ان
الصفا والمروہ کے طواف کا ارشاد فرمایا۔ جن پر اماں ہاجرہ بار بار غرض سات بار پھرتی رہیں تو کہ اللہ
تعالی کے فضل واحسان کا نشان ہو۔ یہ اصل بعید کی راہ ہے کہ جامع کمالات عمارت جو انبیا علیہم السلام
کے متفرق کمالات کے جامع خاتم النبیین کی جگہ اور مسجد ہے اور جس جگہ کی کتاب جامع ومہیمن اور
فیہا کتب قیمہ ہے اس عمارت کو ظاہری آنکھ سے مطالعہ کرکے اس جامع تعلیم کا دل میں ہر پہلو سے مطالعہ

کرو اور ہاجرہ کی تکالیف کے موقع پر اس فضل و انعام کا مطالعہ کرو جو اس پر اور اسکی اولاد پر اللہ تعالی سے ہوا

۲ دوزخ کے وجود پر اعتراض کیا ہے۔ دوزخ پر اعتراض کرنیوالو! دوزخ کا نمونہ اس دنیا میں جذام گلٹ کوڑہ۔ محرقہ تپ۔ طاعون کالرہ۔ اور ہموم و غموم اور افکار مخلوق میں موجود ہیں کیا آخر آتشک اس آتش کا یاد دہندہ اور سوزاک اس سوزش کا نمونہ نہیں کیا یہاں اس دنیا میں بدکاریوں کے بد نتائج دوزخ کے اگری بیشن نہیں ہیں اور ضرور ہیں پھر تعجب ہے تم منکر کیوں۔

۳۔ اور حساب و کتاب پر اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ جیسا کوئی کرے ویسا پاتا ہے سچا مسئلہ ہے کیا تم نے کسی سچے مذہب میں نہیں سنا کہ خدا تعالی کے یہاں جزا و سزا ضروری ہے اگر مذہب سے ناواقف ہو تو دیکھ لو۔ آتشک والوں سے پوچھو کیا ان کو بے وجہ عذاب ہوتا ہے۔ خاص سوزاک والے بدرون خاص بدی کے مبتلا ہیں۔ مضامین کو صاف نہ لکھنے والے دماغ کے وہ کمزور۔ جو اچھے بھلے چنگے تھے بدیوں اور بدکاریوں سے تباہ حال ہیں۔

۴۔ نماز پر اعتراض کیا ہے۔ گر بازمین کمربستہ حاضر ہونا خدا ماننے والیکی فطرۃ کا تقاضا ہے۔ اور فرمانبرداری کے لئے۔ جھکنا ایک تواضع ہے اور سجدہ میں گرنا کمال عبودیت کا اظہار ہے۔

۵۔ جن کے وجود پر اعتراض کا جواب:۔ جن مخفی در مخفی ارواح خبیثہ کا نام ہے اس زمانہ میں جب سے ارواح کا انکار ہونے لگا ہے تو پہلے اللہ تعالی نے مائکرس کوپ کی ایجاد کی راہ نکالی ہے پھر آخر اب اشیاء کی تحقیق پر توجہ دی ہے اور ہزاروں باریک اجسام ارواح خبیثہ کے نظر آنے لگے ہیں اور اس علم کا نام بکٹریالوجی ہے جسمیں ان ارواح کے اجسام لطیفہ دکھائے جاتے ہیں۔

۶۔ اسلام تمہاری ان بیجا کوششوں کے ذریعہ دنیا سے اٹھ جاوی این خیال است و محال است و جنون اسلام پر خطرناک حملہ ترکوں کا تھا۔ مگر تمنے نہیں دیکھا کہ آخر ترک ہی مسلمان اور خادم اسلام بن گئے۔ عیسائیوں سے زیادہ تم طاقتور نہیں ہو سکتے وہ بھی اسلام کے معدوم کرنے میں ناکام ہیں جن تدابیر پر تم چل رہے ہو اور تمہارے چھوٹے بڑے دھرماتما پارٹی اور گریجویٹ جج وکیل وغیرہ جس راہ سے اسلام پر حملہ آور ہیں یہہ راہ کامیابی کے نہیں۔ تم سے بہت پہلے مدینہ کے یہودنے اسی راہ کو اختیار کیا تھا انکی مخفی کمیٹیاں۔ استیصال اسلام کے لئے جان توڑ کوشش کر رہی تھیں۔ جنکا ذکر اللہ تعالی کی پاک کتاب میں یوں آیا ہے:۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰی ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ

ترجمہ ۔ کیا نہین دیکہا تو نے ان لوگونکی طرف کہ منع کیئے گئے مخفی کانا پہوسی سے پہر باز نہین آتے اور کمیٹین کیئے جاتے ہین ۔ اور فرمایا ۔ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا ۔ یہ کانا پہوسی اور مشورہ اللہ سے دور ہلاک ہونے والی خبیث روح شیطان سے ہے کہ غم مین ڈالے مومنون کو اور یہہ لوگ کچہہ بہی مومنون کو ضرر نہین دے سکین گے پہلے سپارے مین بہی ایسی مخفی مجالس کا ذکر ہے مگر دیکہہ لو وہ تمام ممبران اور گرینڈ ماسٹر خائب و خاسر ہو گئے آخر اللہ تعالیٰ سمیع بصیر ۔ علیم و خبیر ہے اپنی مخلوق کی حرکت و سکون جانتا ہے ۔

آج ہم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تارک اسلام کے جوابون سے فارغ ہوتے ہین اور ہمین کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسے اس نے ہمسے وعدہ فرمایا ہے مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ (پ ۶ مائدہ ع ۸) اگر تم مین سے کوئی ایک مرتد ہو جاوے تو اسکے بدلہ اللہ تعالیٰ ایک بڑی قوم لائیگا جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنیوالی اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرنیوالا ہوگا ۔ اس تارک اور اسکے اور مرتد بہائیون کے بدلہ ہمین قومون کی قومین مسلمان اور نیک مسلمان جو محبوب الٰہی ہون گے ۔ عطا کریگا اور ضرور عطا کریگا ۔ فالحمد للہ رب العالمین

ان جوابات مین ہمنے علم معانی ۔ بیان ۔ بدیع ۔ غرض علم فصاحت و بلاغت سے کام نہین لیا ۔ اور نہ کوئی اور دقیق راہ جوابون مین اختیار کی ہے جسکو وقت اور نازک خیال لوگ پسند کرتے ہین اور اُردو تو پنجابیون کی خود نرالی اُردو ہوا کرتی ہے ۔ دہلی ۔ لکہنؤ کے اہل لسان شاید بعض مقامات کو سمجہین بہی نہین تو ممکن ہے کیونکہ یہہ رسالہ صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر ڈیڈی کیٹ کیا گیا ہے صرف اسی کی رضامندی اصل غرض ہے اسی نے فرمایا کہ حق کا اظہار کر وپس جسکو مینے حق یقین کیا اسکو مختصر لفظون مین پیش کیا ۔ وانما الامر عمانوے ۔

نیز ہمین اوّل تو آریہ سماج کا عام مذاق معلوم ہے اور انصاف بہی ہے کہ یہ لوگ معذور ہین اپنے ہی علوم سے ناواقفی ہے دوسرے کے علوم تو دوسرے کے ہین پہر مسلمان ان کے نزدیک جیسے ہین اسکا پتہ انکی عملی کارروائیون سے جو یہ لوگ محکمون مین ۔ معاملات مین اپنی مقدرت کے موافق کرتے ہہی ظاہر و عیان ہے ۔ پس مسلمانون کے علوم سے آگہی کیونکر کرین ۔ دہرم پال نے جو دہرم پالنا کی ہے اسکا نمونہ دیکہو دیباچہ کے صفحہ ۹ وسے تا ۶۲ مین ۔

دوم آریہ کی کثیر التعداد اور دہرم پال نستما پارٹی کے مہابیر - قومی شہید - قوم جان نثار پنڈت لیکہرام آریہ مسافر کے پنڈت نہے - بلکہ منشی رام جکیاسو نے تو اپنے ترجمہ رگوید آدی بہاش بہومکا کے ابتدا مین ظاہر فرمایا ہے کہ دیانند جی بہاش کی غلطیان بہی انہون ہی نے ثابت کر کے دکہائین اور اس پارٹی بلکہ عام آریہ سماج کے مذہب کا تمام دار و مدار بیشتلی اور صرف مخالف کو دکہہ پہنچانا اور اپنے خیال مین مسلمانون سے عالمگیر کا بیجا بدلہ لینا ہے حالانکہ اس نیک بادشاہ نے انکو حقیقۃ کوئی ضرر نہین پہنچایا نہ یہ ثابت کر سکتے ہین کہ ہم لوگ عالمگیر کے سانہہ تہے نہ یہ دکہا سکتے ہین کہ عالمگیری محاصل انگریزون کے محصولات سے زیادہ تہے - یہ ہے نیکی اور اس پارٹی کا خاص الخاص اصل - عام خوش کن بنانے کے لئے صرف گوشت خوری کا مسئلہ ہے اور گوشت خوری ہی مہان پاپ ہے اور اسکا ترک ہی دھرم کی جڑ ہے حالانکہ نہین جانتے کہ قانون قدرت مین ماں کے پیٹ مین کیا کہا کر بچہ باہر آتے ہین اور دودہ پینے مین گائے کے بچے کو دھوکا دیکر دودہ لیا جاتا ہے یا نہین - اور کہیتی وغیرہ مین جانورون سے کیا جا سکتا ہے -

سوم - **لطیفہ** اور آریہ سماج کا معقول عذر اور ان پر اتمام حجت بہی - دہرمپال نے اعتراض کیا ہے کہ اسلام مین کافر کون ہے - دیکہو اعتراض نمبر ۹۳ صفحہ (۲۲۷) اس لئے ہی اسکو ہم بتلاتے ہین کہ کافر کون ہے اور حوالہ بہی عظیم الشان دیتے ہین - منو ۲ - ۱۱ - صفحہ ۲۳ -

جو شخص وید کے احکام کو بذریعہ علم منطق غلط سمجہہ کر وید شاستر کی توہین کرتا ہے وہ ناستک یعنے کافر ہے اسکو سادہ لوگ اپنی منڈلی سے باہر کر دین منو صفحہ نمبر ۲۳ کافر کون ہے اور اسکا حکم کیا ہے اسکا خوب پتہ لگتا ہے - اور کیا ان کے بزرگ رشی منو جی معقول پسند نہے -

ہمارے پیارے دوست سردار فضل حق صاحب سابق سردار سندر سنگہ ساکن دہرمکوٹ بگہ نے اتفاقاً پروفون کا مجموعہ پڑہا اور کہا کہ اگر دہرمپال کی فطرۃ باقی ہے اور اوسکو اس کتاب کے پڑہنے کا اسکی کسی سعادت کے باعث موقع ہوا تو وہ یہان آجائیگا - مینے عرض کیا یہ گالیان اور راہ رہت کی کامیابی عجیب عجیب سردار صاحب نے مجہے یہ بہی کہا ہے کہ بعض جواب بہت اختصار سے دئے گئے ہین اور الزامی جواب بکثرت نہین مثلاً سوال نمبر ۱ مسئلہ طلاق مین تارک اسلام نے لکہا ہے کہ بدشکل لڑکیان پیدا کرنے والی کو طلاق دی جاتی ہے حالانکہ یہ بات قرآن کریم مین کہین نہین - قرآن کریم نے نہین فرمایا کہ ایسی عورت کو طلاق دی جاوے ہان آریہ سماج نے نیوگ کے ذکر مین اسبات کو لکہا ہے اسی طرح سوال نمبر ۱۰۵

مین قریب رشتہ مین شادی کرنے پر جو اعتراض ہے اس پر اتنا ہی نہین بتا یا گیا کہ جب آریہ دہرم اپنی معراج پر تہا اسوقت سری کرشن جی کی بہن کی شادی ارجن جی کے ساتہہ کیگئی حالانکہ وہ پہوپہی کی لڑکی تہی نیز تارک اسلام نے اسلام پر ہنسی کی ہے اسلام پر نہین بلکہ دیانند جی پر کی ہے جہان کہا ہے دیکہو صفحہ ۲۲۹ سوال نمبر ۱۰۴ جہان کہا ہے اسلام نے نکاح کو دولت کمانے کا نسخہ بتایا ہے کیونکہ رگوید آدی بہاش بہومکا ترجمہ تہال سنگہ گزنانی صفحہ ۲۵ امین لکہا ہے۔

گرہاشرم (نکاح کرنے) مین داخل ہونے پر خوف مت کرو۔ اور اس سے مت کانپو۔ تمکو قوت اور حوصلہ کیسا تہہ یہ ارادہ رکھنا چاہئے کہ ہم جملہ سامان راحت حاصل کرین۔ مین تمکو کل سامان راحت عطا کرون گا" لاکن مینے عرض کیا کہ اس کتاب کو سر دست شایع ہونے دو۔ مین اللہ تعالی کے فضل پر بہروسہ کرکے امیدوار ہون کہ اللہ تعالی محض اپنی رحمت سے اس محنت کو مثمر ثمرات خیر فرماوے۔ نقص سے سبکے جیسے انسان کا کلام محفوظ ہو یہہ خیال صحیح نہین۔ ہان طبایع مختلف ہین۔ بعض لوگ مگس طینت بہی ہوتے ہین جو صرف غلطی پر انکی نگاہ پڑتی ہے اور عیب دار حصہ کو ہی لیتے ہین گو آخر لوگون مین حق پسند بہی ضرور ہین جو سعید و سلیم الفطرۃ ہین۔ ہماری کتاب اللہ تعالی نے چاہا تو انکے لئے بابرکت ہوگی اور اسکا اول و آخر بخیر ہوگا ؛ ۔ نورالدین ۔ تمت

نظم مولنا مولوی عبید اللہ صاحب احمدی متخلص بسمل مدرس فارسی کالج مدرسہ تعلیم اسلام دار الامان قادیان

خرد داده زان بنده را کبریا	که تا سازد از نیک بد را جدا	کند میل از دل سوئے راستی
بتابد رخ خویش از کاستی	منور کند جان خود از یقین	شود رستہ از بند دیو لعین
اگر خود نه میدارد این منزلت	ز ارباب معنے کند مسئلت	بسے ملت و مذہب و کیش و دین
زند لاف و ز دیر چرخ برین	ولے زندگی دارد آن دین پاک	کہ باشد ز روحانیت تابناک
ز روحانیت نیست گر بہره ور	بود جسم بے جان مثل حجر	و زان کیش امید بہبود نیست
کز اہش بدرگاه معبود نیست	بہ تو مسکیہ نیکی پسندد خدا	فرستد ز افضال خود انبیا

بدایشان تکلم کنند از کرم
نرسند تا نائید شان اولیا
که یا بدازان خلق راه خدا
چو خفاش زان نور باشد نفور
بدان سان که اکنون یکے تیره هوش
رخ خویش از دین و دانش نهفت
خطیبے که او مصقع امت است
بدقت ایمه بکنه قصص
ادیبے است و تفسیر شیخ جلیل
بعلم و عمل هست تری اللقن
قوی پایه شد علم زین لوذعی
جزاو کیست در دین متورع
چنون کیست ناقد بصیر کلام
مرادو را طریق هدایت نمود
الا آنکه آریه گردیده
به بیهودگی لاف مردی مزن
به نزد تو خلاق اشباح نیست
قدیم اند افسوس بر کیش تو
دریغا که نفست ملامت نکرد
ز درگاه خلاق سر علن
جنون بر دماغ تو پیچیده است
که گشتت که گشتی ز غفران نفور
بهش باش و فرزانگی پیشه کن
بیاموز و از علم فضل و حکم
بهر قرن از بهر تجدید دین
گر آید ز دل سوے علم الهدا
پذیرد ہمے طبع او انقباض
برادر وار خبیث باطن خروش
چو در دهر شد راناو آشکار
ادیبے که مصطلع درین ملت است
بعلم و عمل صالح و بلیغ البیان
لبیب است تحریر و شهم نبیل
درخشنده نبراس حق نور دین
سنن تازه گردید زین یلمعی
چنوے درین دهر عنتر لف نیست
بشرع محمد علیه السلام
براهین قاطع ببورش نوشت
جزاو نیوگ دروے چهاو دیده
تو صانع شماری نه خالق خدا
به کیش تو خلاق ارواح نیست
چه خندی به تثلیث عیسائیان
ترا مطلع بر غرامت نکرد
شره چشم ادراک تو دوخت است
ز سر عقل و هوش تو دزدیده است
چراخت هوش و خرد سوختی
ز روز پسین یکره اندیشه کن
شود ختم چون دورهٔ انبیار
چراغے فروزد ز نور یقین
و لے هر کرا بهره نبود ز نور
کند از سر هرزگی اعتراض
ز نابخردی ترک اسلام گفت
به پیچید بر خود یکے نامدار
محقق سمیع باحکام نص
به فضل و هنر شیخ و فصیح اللسان
باخبار و آثار ندس الفطن
ز فضل خدا حجتے بر زمین
جزاو کیست در فقه نا طور شرع
چنوے خردمند عریف نیست
بپاسخ زبان بلاغت کشود
که تا پائے خود پیچد از راه زشت
ز قومیکه غیرت ندارد ز زن
ازان ماندهٔ از هدایت جدا
هیولا و روح و خدا پیش تو
چو خود گشتهٔ منهمک اندران
بود ترک اسلام رو تافتن
ازان رخت انصاف تو سوخت است
چه بر تافتی رخ ز رب غفور
که از بهر خود حسرت اندوختی
بیاراستی پیشه کن حق شنو